# معارف الاحادیث

سینکڑوں کُتب احادیث سے ماخوذ ، ہزاروں احادیث کا جدید انتخاب مع مستند ترجمہ
اور معانی احادیث کی دِلنشین تشریح ، عُلوم حدیث کا لُبِ لُباب ، احادیثِ نبویہ کا سمندر
جمالِ احادیث کا پیکر ، معارف اسرار و حِکم کا خزانہ ، مشہور و متداول احادیث

## الجامع الصغیر
## من أحادیث البشیر النذیر

تالیف

الإمام جلال الدین عبد الرحمن بن أبي بکر السیوطي

المتوفی سنة ۹۱۱ھ

جلد سوئم

## فیض القدیر

للحافظ الفقیه
عبد الرؤوف بن علي بن زین العابدین المناوي
المتوفی سنة ۱۰۳۱ھ

اردو ترجمہ و تشریح و اضافات

مولانا امداد اللہ انور

وَاِنَّکَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (الشوریٰ: ۵۲)

(اور بیشک آپ سیدھی راہ کی رہنمائی کرتے ہیں)

# معارف الاحادیث

سینکڑوں کتب احادیث سے ماخوذ، ہزاروں احادیث کا جدید انتخاب مع مستند ترجمہ
اور معانی احادیث کی دلنشین تشریح، علوم حدیث کا لب لباب، احادیث نبویہ کا سمندر
جمال احادیث کا پیکر، معارف اسرار و حکم کا خزانہ، مشہور و متداول احادیث

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

## جلد سوم

تالیف

مولانا امداد اللہ انور

استاذ جامعہ قاسم العلوم، ملتان

خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی قدس سرہ العزیز

دار المعارف، ملتان

رابطہ نمبر 0092-300-6351350

# کاپی رائٹ کے تمام حقوق محفوظ ہیں

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر.....

ادبی اور فنی تمام قسم کے حقوق ملکیت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب کے نام پر رجسٹرڈ اور محفوظ ہیں اس لئے اس کتاب کی مکمل یا منتخب حصہ کی طباعت، فوٹو کاپی، ترجمہ، نئی کتابت کے ساتھ طباعت یا اقتباس یا کمپیوٹر میں یا انٹرنیٹ میں کاپی وغیرہ کرنا یا چھاپنا مفتی امداد اللہ انور صاحب کی تحریری اجازت کے بغیر کاپی رائٹ کے قانون کے تحت ممنوع ہے امداد اللہ انور

نام کتاب : معارف الاحادیث (جلد سوئم)

الجامع الصغیر امام جلال الدین السیوطیؒ

فیض القدیر شرح الجامع الصغیر محدث عبدالرؤف المناویؒ

اُردو ترجمہ وتشریح : علامہ مفتی محمد امداد اللہ انور دامت برکاتہم

رئیس التحقیق والتصنیف دار المعارف ملتان

استاذ تخصص فی الفقہ جامعہ قاسم العلوم ملتان

خلیفہ مجاز حضرت اقدس سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق استاذ جامعہ دار العلوم الاسلامیہ لاہور

طباعت بحسن انتظام: حضرت اقدس مولانا سید لیاقت علی شاہ صاحب دامت برکاتہم

ناشر : حافظ محمد ابوبکر (دار المعارف ملتان)

جلد : سوئم

صفحات : 434 (چار سو چونتیس)

اشاعت اوّل : 20 ذوالقعدہ 1434ھ بمطابق 27 ستمبر 2013ء

ہدیہ : .....

# ملنے کے پتے

مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور جامعہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان

**رابطہ نمبر: 061-4012566=0300-6351350**

| | |
|---|---|
| مکتبہ رحمانیہ لاہور 0423-7224228 | مکتبہ زکریا ڈیرہ غازی خان |
| مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور | بیت القرآن اردو بازار کراچی |
| شمع بک ایجنسی لاہور 0324-4151326 | اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی |
| مکتبہ سید احمد شہید لاہور 0300-4501769 | مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی |
| مکتبہ سلطان عالمگیر لاہور 0321-4284784 | مکتبۃ الحمید ڈیرہ اسماعیل خان 0345-9822722 |
| ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور | مکتبہ فریدیہ جامعہ فریدیہ E/7-اسلام آباد |
| مکتبہ اصلاح وتبلیغ حیدر آباد | مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی |
| اسلامی کتب خانہ لاہور 0423-7223506 | مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ 081-2662263 |
| مولانا اقبال نعمانی سابقہ طاہر نیوز پیپر صدر کراچی | مکتبہ عارفی جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد |
| مظہری کتب خانہ، گلشن اقبال، کراچی | مکتبہ مدینہ بیرون مرکز رائے ونڈ |
| مکتبہ زکریا بنوری ٹاؤن کراچی | مکتبہ النور بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ |
| مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴ | مکتبہ رشیدیہ نزد جامعہ رشیدیہ ساہیوال |
| قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی | اسلامی کتب خانہ نزد مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ |
| اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی | مکتبہ صفدریہ بہاولپور 0313-7790908 |
| دار الاشاعت اردو بازار کراچی | ادارہ اشاعت الخیر ملتان 0300-7301239 |
| ادارۃ المعارف دار العلوم کراچی ۱۴ | یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور |
| مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد | مکتبہ حقانیہ ملتان 0300-6345306 |
| مکتبۃ النور کراچی 0324-2855000 | مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان |

اور ملک کے سب چھوٹے بڑے دینی کتب خانے

# فہرست معارف الاحادیث


| | | |
|---|---|---|
| ۱ | **کتاب النکاح والطلاق** | ۲۸ |
| ۲ | **میاں بیوی کے حقوق - آداب** | ۲۹ |
| ۳ | بیوی کے خاوند پر حقوق ..... | ۲۹ |
| ۴ | حضور ﷺ کے آخری دو ارشاد ..... | ۲۹ |
| ۵ | عورت اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ ..... | ۳۰ |
| ۶ | عورت پر مرد کا حق ..... | ۳۱ |
| ۷ | بیویوں میں عدل و مساوات ..... | ۳۲ |
| ۸ | گھریلو سامان بقدرِ ضرورت ہونا چاہئے ..... | ۳۳ |
| ۹ | کئی خاوندوں والی عورت جنت میں کس کی بیوی بنے گی؟ ..... | ۳۴ |
| ۱۰ | والدین سے حسن سلوک سے تمہاری اولاد تم سے حسن سلوک کریگی اپنی عورتوں کو پاکدامن رکھنے کا طریقہ ..... | ۳۴ |
| ۱۱ | حرمت رضاعت ..... | ۳۵ |
| ۱۲ | ماں اور بچوں میں تفریق کرنا ..... | ۳۵ |
| ۱۳ | بیویوں کو مارنا ..... | ۳۶ |
| ۱۴ | عورت کو جنت میں لے جانیوالے ضروری ارکانِ اسلام ..... | ۳۷ |
| ۱۵ | خاوند کی خدمت کرنا صدقہ ہے ..... | ۳۸ |
| ۱۶ | خاوند کو راضی کر کے مرنے والی جنت میں جائیگی ..... | ۳۹ |
| ۱۷ | عورت خاوند کا پھوڑا چاٹ کر بھی حق ادا نہیں کر سکتی ..... | ۳۹ |
| ۱۸ | بچے زیادہ جننے والی خاتون اللہ کو زیادہ محبوب ہے ..... | ۴۰ |
| ۱۹ | بچے جننے والی عورتوں سے نکاح کرنا افضل ہے ..... | ۴۱ |
| ۲۰ | اچھی بیوی کی صفات ..... | ۴۲ |
| ۲۱ | خاوند کیلئے بابرکت عورت ..... | ۴۳ |
| ۲۲ | نیک بیوی دنیا کا بہترین سامان ہے ..... | ۴۴ |

| | | |
|---|---|---|
| ۲۳ | پردہ میں احتیاط | ۴۵ |
| ۲۴ | سوکن پر غیرت کو برداشت کرنا | ۴۷ |
| ۲۵ | غیر مردوں کیلئے زیب وزینت کرنا | ۴۷ |
| ۲۶ | خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا | ۴۸ |
| ۲۷ | خرچ کرنیوالا ہاتھ افضل ہے | ۴۹ |
| ۲۸ | بیوی کے نان ونفقہ کا ثواب | ۵۰ |
| ۲۹ | ثواب کی نیت سے بیوی بچوں پر خرچ کرنا صدقہ ہے | ۵۰ |
| ۳۰ | بیوی کے حقوق | ۵۱ |
| ۳۱ | دولتمند اپنے اور اہلخانہ سے خرچہ کرنیکی ابتداء کرے | ۵۲ |
| ۳۲ | اپنے اہل خانہ پر خرچ سب سے افضل ہے | ۵۳ |
| ۳۳ | اہل وعیال کی ضروریاتِ زندگی کی کفالت | ۵۳ |
| ۳۴ | خرچہ میں میانہ روی عیالداری سے بچاتی ہے | ۵۴ |
| ۳۵ | اپنے اور اپنے اہلخانہ پر خرچ کرنا صدقہ ہے | ۵۵ |
| ۳۶ | لوگوں میں برا شخص اپنے گھر میں تنگی کرنیوالا ہے | ۵۶ |
| ۳۷ | لوگوں پر خرچ کرنیکی ترتیب | ۵۶ |
| ۳۸ | بچے زیادہ جننے والی خاتون اللہ کو زیادہ محبوب ہے | ۵۷ |
| ۳۹ | بیٹی کی برکات | ۵۸ |
| ۴۰ | **شادی اور نکاح** | ۵۹ |
| ۴۱ | اولاد کے والدین پر حقوق | ۵۹ |
| ۴۲ | فوائد نکاح | ۶۰ |
| ۴۳ | شادی کے ولیمہ میں شرکت | ۶۳ |
| ۴۴ | شادی پر ہلکا سا ولیمہ بھی کافی ہے | ۶۳ |
| ۴۵ | شادی کا اچھا اور برا کھانا | ۶۴ |
| ۴۶ | انبیاء کی پانچ سنتیں | ۶۴ |
| ۴۷ | نکاح کر کے رزق میں برکت حاصل کرو | ۶۵ |

| | | |
|---|---|---|
| ۴۸ | شادی کرو ورنہ کثرت سے روزے رکھو | ۶۵ |
| ۴۹ | شادی وسعت رزق کا سبب بھی ہے | ۶۶ |
| ۵۰ | دیندار عورت سے نکاح کی ترغیب | ۶۷ |
| ۵۱ | مناسب دیندار رشتہ ملے تو رشتہ کرلو | ۶۷ |
| ۵۲ | منگیتر کو دیکھنا | ۶۸ |
| ۵۳ | اچھے خاندان میں نکاح کا فائدہ | ۶۸ |
| ۵۴ | نکاح کیلئے لڑکی سے پوچھنا | ۶۹ |
| ۵۵ | نکاح کے موقع پر کنواری عورت کی خاموشی قبولیت نکاح کی علامت ہے | ۷۰ |
| ۵۶ | کنواری عورت سے نکاح کے فائدے | ۷۰ |
| ۵۷ | شادی کرنے سے تنگدستی دور ہوتی ہے | ۷۱ |
| ۵۸ | ولایتِ نکاح کس کو حاصل ہے | ۷۲ |
| ۵۹ | نکاح کی تشہیر کرو | ۷۳ |
| ۶۰ | نکاح، طلاق اور رجعت میں مذاق بھی حقیقت ہے | ۷۳ |
| ۶۱ | شادی نہ کرنا ممنوع ہے | ۷۵ |
| ۶۲ | لطف اندوزی کیلئے کثرت نکاح وطلاق محبوب نہیں ہے | ۷۵ |
| ۶۳ | نکاح شغار | ۷۶ |
| ۶۴ | **طلاق** | ۷۷ |
| ۶۵ | نکاح، طلاق اور رجعت میں مذاق بھی حقیقت ہے | ۷۷ |
| ۶۶ | طلاق کا اختیار کس کو ہے؟ | ۷۸ |
| ۶۷ | طلاق کی مذمت | ۷۹ |
| ۶۸ | بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرنا درست نہیں | ۸۰ |
| ۶۹ | لطف اندوزی کیلئے کثرت نکاح وطلاق محبوب نہیں ہے | ۸۰ |
| ۷۰ | طلاق اللہ کو مبغوض ہے | ۸۱ |
| ۷۱ | حلالہ | ۸۲ |

| | | |
|---|---|---|
| ۷۲ | **آداب مباشرت** | ۸۴ |
| ۷۳ | عورت اپنے خاوند سے الگ نہ سوئے ..... | ۸۴ |
| ۷۴ | بیوی اپنے خاوند کی خواہش کی اطاعت کرے ..... | ۸۵ |
| ۷۵ | بیوی کو دیکھنے اور قریب جانے کا ثواب ..... | ۸۵ |
| ۷۶ | اگر غیر عورت بھا جائے تو اپنی بیوی کے پاس چلا جائے ..... | ۸۷ |
| ۷۷ | صحبت کے وقت پردہ پوشی ..... | ۸۸ |
| ۷۸ | قبل از جماع بسم اللہ اور دعا کی برکات ..... | ۸۹ |
| ۷۹ | ننگ کی حدود ..... | ۹۰ |
| ۸۰ | دوبارہ صحبت کیلئے وضو کرلو ..... | ۹۰ |
| ۸۱ | حالت جنابت میں سونے والے کیلئے وضو اور استنجاء کا حکم ..... | ۹۱ |
| ۸۲ | منصوبہ بندی کرنا ..... | ۹۲ |
| ۸۳ | ایام حیض میں مباشرت ..... | ۹۳ |
| ۸۴ | حالت حیض میں صحبت اور صدقہ ..... | ۹۴ |
| ۸۵ | سب سے بڑی خیانت ..... | ۹۵ |
| ۸۶ | بیوی سے لواطت حرام ہے ..... | ۹۶ |
| ۸۷ | زبان اور شرمگاہ کی حفاظت ..... | ۹۷ |
| ۸۸ | **کتاب الاولاد** | ۹۹ |
| ۸۹ | بچوں کے نام ..... | ۱۰۰ |
| ۹۰ | سب سے اچھے نام ..... | ۱۰۰ |
| ۹۱ | اچھے نام ..... | ۱۰۰ |
| ۹۲ | عبدالنبی نام رکھنا ..... | ۱۰۱ |
| ۹۳ | انبیاء کے ناموں پر اولاد کے نام رکھنا ..... | ۱۰۱ |
| ۹۴ | کسی کے تین بچے ہوں تو ایک کا ''محمد'' نام رکھا جائے ..... | ۱۰۲ |
| ۹۵ | محمد نام کے آدمی کا اکرام ..... | ۱۰۳ |

| | | |
|---|---|---|
| ۹۶ | ''محمد'' نام کے شخص پر لعنت نہ کرو ..... | ۱۰۴ |
| ۹۷ | کائنات کا افضل ترین اسم مبارک ..... | ۱۰۴ |
| ۹۸ | ممنوع نام ..... | ۱۰۹ |
| ۹۹ | بچہ خاوند کا ہوگا اور زانی کیلئے حد زنا ..... | ۱۱۰ |
| ۱۰۰ | نام بگاڑنے پر فرشتوں کی لعنت ..... | ۱۱۱ |
| ۱۰۱ | کونسے نام رکھنا ممنوع ہے ..... | ۱۱۲ |
| ۱۰۲ | قیامت کے دن باپ کے نام سے پکارے جائینگے ..... | ۱۱۲ |
| ۱۰۳ | **تربیت اولاد** | ۱۱۳ |
| ۱۰۴ | اولاد کی تربیت سب سے بڑا تحفہ ہے ..... | ۱۱۳ |
| ۱۰۵ | اولاد کو سکھانے کے لائق تین آداب ..... | ۱۱۴ |
| ۱۰۶ | بچوں کو مغرب کے وقت گھروں سے نہ نکالو ..... | ۱۱۶ |
| ۱۰۷ | رات کے شروع میں بچوں کو گھروں سے نہ نکلنے دو ..... | ۱۱۶ |
| ۱۰۸ | غروب کے بعد بچوں کو باہر نہ جانے دو ..... | ۱۱۷ |
| ۱۰۹ | بچے کیلئے نماز کی عمر ..... | ۱۱۸ |
| ۱۱۰ | بچوں کو نماز کا حکم ..... | ۱۱۸ |
| ۱۱۱ | بچہ کیلئے نماز کی تعلیم کی عمر ..... | ۱۱۹ |
| ۱۱۲ | بچہ کے اسلام بگاڑنے میں والدین کا اثر ..... | ۱۲۰ |
| ۱۱۳ | اولاد کی تعلیم اور عورت کا گھریلو پیشہ ..... | ۱۲۱ |
| ۱۱۴ | **عقائد** | ۱۲۲ |
| ۱۱۵ | عقیدہ کی تعریف ..... | ۱۲۲ |
| ۱۱۶ | **وجود باری تعالیٰ پر دلائل** | ۱۲۲ |
| ۱۱۷ | پہلی دلیل ..... | ۱۲۲ |
| ۱۱۸ | دوسری دلیل ..... | ۱۲۳ |
| ۱۱۹ | تیسری دلیل ..... | ۱۲۳ |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۲۰ | چوتھی دلیل ..... | ۱۲۴ |
| ۱۲۱ | پانچویں دلیل ..... | ۱۲۴ |
| ۱۲۲ | **اللہ تعالیٰ کی صفات** | ۱۲۴ |
| ۱۲۳ | **ان صفات کی وضاحت** | ۱۲۵ |
| ۱۲۴ | وحدت ..... | ۱۲۵ |
| ۱۲۵ | وجوب ..... | ۱۲۵ |
| ۱۲۶ | قِدَم ..... | ۱۲۵ |
| ۱۲۷ | علم ..... | ۱۲۵ |
| ۱۲۸ | قدرت ..... | ۱۲۶ |
| ۱۲۹ | اَرَادَہٗ ..... | ۱۲۶ |
| ۱۳۰ | حیٰوۃ ..... | ۱۲۶ |
| ۱۳۱ | کلام ..... | ۱۲۶ |
| ۱۳۲ | سَمْعَ ..... | ۱۲۷ |
| ۱۳۳ | بَصَرُ ..... | ۱۲۷ |
| ۱۳۴ | اِحْیَاء ..... | ۱۲۷ |
| ۱۳۵ | اِمَاتتُ ..... | ۱۲۷ |
| ۱۳۶ | رَزَّاق ..... | ۱۲۷ |
| ۱۳۷ | **اہمیتِ عقائد** | ۱۲۸ |
| ۱۳۸ | دلیل قرآن شریف ..... | ۱۲۸ |
| ۱۳۹ | دلیلِ توحید ..... | ۱۲۹ |
| ۱۴۰ | دلیل اسماء الٰہی ..... | ۱۲۹ |
| ۱۴۱ | دلیل عبادت کہ یہ خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ..... | ۱۲۹ |
| ۱۴۲ | دلیل رسالت محمد رسول اللہ ﷺ ..... | ۱۲۹ |
| ۱۴۳ | آپ ﷺ کی رسالت تمام دُنیا کے لیے ہے ..... | ۱۳۰ |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۴۴ | دلیل ختم نبوت | ۱۳۰ |
| ۱۴۵ | فرشتوں کے وجود کی دلیل | ۱۳۰ |
| ۱۴۶ | قیامت کے آنے کی دلیل | ۱۳۱ |
| ۱۴۷ | دلیل حساب و کتاب | ۱۳۱ |
| ۱۴۸ | نامہء اعمال کا دائیں یا بائیں ہاتھ میں ملے گا | ۱۳۲ |
| ۱۴۹ | اعمال تولے جائیں گے | ۱۳۲ |
| ۱۵۰ | جنت پیدا ہو چکی ہے | ۱۳۳ |
| ۱۵۱ | جنت فی الحال موجود ہے | ۱۳۳ |
| ۱۵۲ | جہنم موجود ہے | ۱۳۴ |
| ۱۵۳ | جہنم پیدا ہو چکی ہے | ۱۳۴ |
| ۱۵۴ | دلیل دوام عذاب کفار | ۱۳۴ |
| ۱۵۵ | غیب کا علم صرف اللہ کو ہے | ۱۳۵ |
| ۱۵۶ | آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں | ۱۳۵ |
| ۱۵۷ | نماز فرض ہے | ۱۳۶ |
| ۱۵۸ | دلیل فرضیتِ صلوٰۃ پنجگانہ | ۱۳۶ |
| ۱۵۹ | زکوٰۃ فرض ہے | ۱۳۷ |
| ۱۶۰ | روزہ فرض ہے | ۱۳۷ |
| ۱۶۱ | حج فرض ہے | ۱۳۷ |
| ۱۶۲ | دلیل تبلیغ | ۱۳۸ |
| ۱۶۳ | تبلیغ کیلئے جماعت بھی ہونی چاہئے | ۱۳۸ |
| ۱۶۴ | جنات اور انسانوں کو عبادت کا حکم | ۱۳۸ |
| ۱۶۵ | کلمہ گو کی اقسام اور احکام | ۱۳۹ |
| ۱۶۶ | ایمان کی تعریف | ۱۳۹ |
| ۱۶۷ | ایمان مجمل یہ ہے | ۱۳۹ |
| ۱۶۸ | اور ایمان مفصل یہ ہے | ۱۴۰ |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۶۹ | **رسالت ونبوت** | ۱۴۰ |
| ۱۷۰ | رُسول کی ضرورت ..... | ۱۴۰ |
| ۱۷۱ | انبیاء کو ماننا فرض ہے ..... | ۱۴۱ |
| ۱۷۲ | نبی کی تعریف ..... | ۱۴۱ |
| ۱۷۳ | ختم نبوّت پر چند دلائل ..... | ۱۴۱ |
| ۱۷۴ | نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے متعلق عقیدہ ..... | ۱۴۳ |
| ۱۷۵ | قرآنِ پاک اللہ کی کتاب ہے ..... | ۱۴۴ |
| ۱۷۶ | عصمتِ انبیاءؑ ..... | ۱۴۷ |
| ۱۷۷ | **معجزات** | ۱۴۹ |
| ۱۷۸ | حقیقتِ معجزہ ..... | ۱۴۹ |
| ۱۷۹ | معجزہ کے ثبوت کے عقلی دلائل ..... | ۱۴۹ |
| ۱۸۰ | ضرورت معجزہ ..... | ۱۵۰ |
| ۱۸۱ | حضور ﷺ کے بعض معجزات ..... | ۱۵۲ |
| ۱۸۲ | پہلا معجزہ شق قمر ..... | ۱۵۲ |
| ۱۸۳ | دوسرا معجزہ ..... | ۱۵۲ |
| ۱۸۴ | تیسرا معجزہ ..... | ۱۵۲ |
| ۱۸۵ | چوتھا معجزہ ..... | ۱۵۳ |
| ۱۸۶ | پانچواں معجزہ ..... | ۱۵۳ |
| ۱۸۷ | چھٹا معجزہ ..... | ۱۵۳ |
| ۱۸۸ | ساتواں معجزہ ..... | ۱۵۳ |
| ۱۸۹ | آٹھواں معجزہ ..... | ۱۵۴ |
| ۱۹۰ | نواں معجزہ ..... | ۱۵۴ |
| ۱۹۱ | دسواں معجزہ ..... | ۱۵۴ |
| ۱۹۲ | حضورؐ کا سب سے بڑا معجزہ ..... | ۱۵۵ |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۹۳ | **علم الاخلاق** | ۱۵۶ |
| ۱۹۴ | خوبصورت حسن اچھے اخلاق ہیں ..... | ۱۵۷ |
| ۱۹۵ | حسن اخلاق والا مؤمن افضل ہے ..... | ۱۵۷ |
| ۱۹۶ | حضور ﷺ کے نزدیک محبوب ترین شخص ..... | ۱۵۸ |
| ۱۹۷ | نیک اور برے عمل کی پہچان ..... | ۱۵۹ |
| ۱۹۸ | مسلمان اور مؤمن کامل کی بعض صفات ..... | ۱۵۹ |
| ۱۹۹ | اندھے کی رہنمائی ..... | ۱۶۰ |
| ۲۰۰ | مسلمان کو محبت کی نگاہ سے دیکھنا ..... | ۱۶۱ |
| ۲۰۱ | قیامت کی تین علامات ..... | ۱۶۲ |
| ۲۰۲ | سب سے کامل ایمان والے ..... | ۱۶۲ |
| ۲۰۳ | زبان اور شرمگاہ کی حفاظت ..... | ۱۶۳ |
| ۲۰۴ | اللہ تعالیٰ معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں ..... | ۱۶۴ |
| ۲۰۵ | انبیاء کی چھ سنتیں ..... | ۱۶۵ |
| ۲۰۶ | لایعنی کام چھوڑنا مسلمان کی خوبی ہے ..... | ۱۶۵ |
| ۲۰۷ | خوبصورتی ..... | ۱۶۶ |
| ۲۰۸ | حیاء خیر ہی خیر ہے ..... | ۱۶۸ |
| ۲۰۹ | حیاء اور ایمان کا باہمی تلازم ..... | ۱۶۸ |
| ۲۱۰ | سخت مزاج مؤمن میں خیر نہیں ..... | ۱۶۹ |
| ۲۱۱ | مسلمان کو خشمگیں نگاہ سے دیکھنا ..... | ۱۷۰ |
| ۲۱۲ | **کتاب المعاشرت** | ۱۷۱ |
| ۲۱۳ | مرد کیلئے عورت کی اطاعت ہلاکت ہے ..... | ۱۷۲ |
| ۲۱۴ | سفر میں رفیق سفر ساتھ لو اور گھر حاصل کرنے سے پہلے اسکے پڑوسیوں کو دیکھو ..... | ۱۷۳ |
| ۲۱۵ | مقدس کتابوں کا افتتاحیہ ..... | ۱۷۴ |

| | | |
|---|---|---|
| ۲۱۶ | رات کو سوتے وقت کی احتیاطی تدابیر | ۱۷۵ |
| ۲۱۷ | رات کو سوتے وقت کا آخری عمل | ۱۷۶ |
| ۲۱۸ | سونے کے بعد ہاتھ دھوکر برتن میں ہاتھ ڈالو | ۱۷۷ |
| ۲۱۹ | چھینک اور چھینکنے والے کا جواب | ۱۷۸ |
| ۲۲۰ | جلانے کی سزا مت دو | ۱۸۰ |
| ۲۲۱ | سلام کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے | ۱۸۰ |
| ۲۲۲ | کسی گھر میں جاتے اور واپس ہوتے وقت سلام کرو | ۱۸۱ |
| ۲۲۳ | باہمی ملاقات ومصافحہ کا ثواب | ۱۸۱ |
| ۲۲۴ | زبان اور شرمگاہ کی حفاظت | ۱۸۲ |
| ۲۲۵ | ملاقات کو آنیوالے کی توقیر | ۱۸۳ |
| ۲۲۶ | رئیسِ قوم اور حکمران کی تکریم | ۱۸۴ |
| ۲۲۷ | اللہ کی رضا کیلئے کسی سے محبت رکھنا | ۱۸۵ |
| ۲۲۸ | ہر ملاقات پر ''السلام علیکم'' کہیں | ۱۸۶ |
| ۲۲۹ | کافر کے سلام کا جواب | ۱۸۷ |
| ۲۳۰ | مسلمان کی معذرت کو قبول کرنا اپنی عورتوں کو پاکدامن رکھنے کا طریقہ | ۱۸۷ |
| ۲۳۱ | پشت پیچھے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع | ۱۸۸ |
| ۲۳۲ | مسلمان کی حاجت پوری کرنے کا ثواب | ۱۸۸ |
| ۲۳۳ | مسلمان کی پردہ پوشی کا اجر | ۱۸۹ |
| ۲۳۴ | لوگوں کو انکے درجہ میں رکھو | ۱۹۰ |
| ۲۳۵ | اچھے لوگوں سے خیر کی طلب کرو | ۱۹۰ |
| ۲۳۶ | لوگوں سے اچھا برتاؤ صدقہ ہے | ۱۹۱ |
| ۲۳۷ | اچھی اور بری صحبت اور گفتگو | ۱۹۲ |
| ۲۳۸ | لوگوں کا اور اللہ کا شکر ادا کرنے کا حکم | ۱۹۲ |
| ۲۳۹ | نرمی سے محروم ہر قسم کی خیر سے محروم ہے | ۱۹۳ |
| ۲۴۰ | دنیا میں رہنے کا طریقہ | ۱۹۴ |

| | | |
|---|---|---|
| ۲۴۱ | دیہات کی زندگی اختیار کرنا ظلم ہے ..... | ۱۹۴ |
| ۲۴۲ | اپنی ضروریات کی تکمیل میں اخفاء سے کام لو ..... | ۱۹۵ |
| ۲۴۳ | احتیاط بدظنی سے پیدا ہوتی ہے ..... | ۱۹۷ |
| ۲۴۴ | گھر والوں سے اچھے برتاؤ کا حکم ..... | ۱۹۸ |
| ۲۴۵ | گھریلو سامان بقدرِ ضرورت ہونا چاہئے ..... | ۱۹۹ |
| ۲۴۶ | ہمسایہ کیساتھ نیک برتاؤ کی ترغیب ..... | ۱۹۹ |
| ۲۴۷ | پڑوسی کو بھوکا چھوڑنے والا کامل مؤمن نہیں ..... | ۲۰۰ |
| ۲۴۸ | سفر میں رفیق سفر ساتھ لو اور گھر حاصل کرنے سے پہلے اسکے پڑوسیوں کو دیکھو ..... | ۲۰۰ |
| ۲۴۹ | کسی کی چیز بغیر اسکو دکھائے نہ لو ..... | ۲۰۱ |
| ۲۵۰ | مشورہ مانگنے والے کو مشورہ دو ..... | ۲۰۲ |
| ۲۵۱ | مشیر امین ہے صحیح مشورے دے ..... | ۲۰۲ |
| ۲۵۲ | مشورہ میں خیانت کرنا ..... | ۲۰۳ |
| ۲۵۳ | غصہ دبانے کا طریقہ ..... | ۲۰۳ |
| ۲۵۴ | غصہ کے وقت خاموش ہونا ..... | ۲۰۴ |
| ۲۵۵ | باہمی انس کی وجہ ..... | ۲۰۵ |
| ۲۵۶ | تیز چلنا مؤمن کے وقار کیخلاف ہے ..... | ۲۰۶ |
| ۲۵۷ | کسی کی عورت یا ملازم کو بگاڑنا ..... | ۲۰۶ |
| ۲۵۸ | مردوں اور عورتوں کا مخلوط ہو کر چلنا ..... | ۲۰۷ |
| ۲۵۹ | بقدرِ مجبوری روٹی، کپڑا، مکان معاف ہے ..... | ۲۰۸ |
| ۲۶۰ | **المجالس** | ۲۰۹ |
| ۲۶۱ | مجلس میں آنے جانے پر سلام کرنا حق ہے ..... | ۲۱۰ |
| ۲۶۲ | مجلس میں جاتے اور اٹھتے وقت سلام کہنا ..... | ۲۱۰ |
| ۲۶۳ | بہترین مجلس ..... | ۲۱۱ |
| ۲۶۴ | بہترین مجلس ..... | ۲۱۱ |

| | | |
|---|---|---|
| ۲۶۵ | بری اور اچھی مجالس | ۲۱۲ |
| ۲۶۶ | صحبت کے لائق لوگ | ۲۱۲ |
| ۲۶۷ | قابل حسرت مجلس | ۲۱۳ |
| ۲۶۸ | ذکر سے خالی مجلس حسرت بنے گی | ۲۱۳ |
| ۲۶۹ | دو آدمیوں کی سرگوشی میں دخل نہ دو | ۲۱۴ |
| ۲۷۰ | دو آدمیوں میں بغیر اجازت نہ بیٹھو | ۲۱۵ |
| ۲۷۱ | اپنی نشست سے جانیوالا اپنی نشست کا حقدار ہے | ۲۱۵ |
| ۲۷۲ | مجلس کی بات امانت ہے | ۲۱۶ |
| ۲۷۳ | مجلس کی بات غیر اہل مجلس تک نہ پہنچائے | ۲۱۶ |
| ۲۷۴ | مجلس کی کونسی باتوں کا افشاء درست ہے | ۲۱۷ |
| ۲۷۵ | دنیاوی دوستوں کی محافل سے اجتناب اور راستہ کے حقوق | ۲۱۸ |
| ۲۷۶ | چھ مجالس گناہ کا کفارہ ہیں | ۲۱۹ |
| ۲۷۷ | کفارۂ مجلس کے کلمات | ۲۲۰ |
| ۲۷۸ | **آداب زندگی** | ۲۲۱ |
| ۲۷۹ | چھینکنے کا طریقہ | ۲۲۲ |
| ۲۸۰ | اونچی آواز میں چھینک اور ڈکار نہ لو | ۲۲۲ |
| ۲۸۱ | جمائی آئے تو روکنے کی کوشش کرو | ۲۲۳ |
| ۲۸۲ | جمائی کے وقت ہاتھ منہ پر رکھو | ۲۲۳ |
| ۲۸۳ | عشاء سے پہلے سونا ممنوع ہے | ۲۲۴ |
| ۲۸۴ | گدی کے بل سونے کا ادب | ۲۲۴ |
| ۲۸۵ | بیدار ہو کر ناک جھاڑو | ۲۲۵ |
| ۲۸۶ | اچھے کاموں کی ابتداء دائیں طرف سے اور برے کاموں کی بائیں طرف سے | ۲۲۶ |
| ۲۸۷ | تھوکنے کا ادب | ۲۲۷ |
| ۲۸۸ | خط کا جواب دینا | ۲۲۷ |
| ۲۸۹ | دائیں اور بائیں ہاتھ کے استعمال کی تعیین | ۲۲۸ |

| | | |
|---|---|---|
| ۲۹۰ | مکان میں تنہا رہنا ممنوع ہے ..... | ۲۲۹ |
| ۲۹۱ | دھوپ اور سائے کے درمیان بیٹھنا اور سونا' چلنا' پھرنا ..... | ۲۲۹ |
| ۲۹۲ | اللہ کی تعظیم مغفرت کی موجب ہے ..... | ۲۳۰ |
| ۲۹۳ | حسن ظن بہترین عبادت ہے ..... | ۲۳۱ |
| ۲۹۴ | **سلام ومصافحہ** | ۲۳۲ |
| ۲۹۵ | سلام پھیلانے کا شرف ..... | ۲۳۳ |
| ۲۹۶ | قیامت کی تین علامات ..... | ۲۳۳ |
| ۲۹۷ | کون کس کو سلام کرے ..... | ۲۳۴ |
| ۲۹۸ | بڑوں کا بچوں کو سلام کرنا ..... | ۲۳۴ |
| ۲۹۹ | مصافحہ کرنا اور ہاتھ چومنا ..... | ۲۳۵ |
| ۳۰۰ | صفیں قائم کر کے سلیوٹ کرنا حرام ہے ..... | ۲۳۶ |
| ۳۰۱ | مکشوف الستر کو سلام ممنوع ہے ..... | ۲۳۶ |
| ۳۰۲ | **گفتگو** | ۲۳۷ |
| ۳۰۳ | ہر سنی ہوئی بات کہنا جھوٹے ہونے کیلئے کافی ہے ..... | ۲۳۷ |
| ۳۰۴ | آپ ؐ کی بات ہر ایک کو سمجھ آجاتی تھی ..... | ۲۳۸ |
| ۳۰۵ | خاموشی کے فوائد ..... | ۲۳۹ |
| ۳۰۶ | گفتگو میں احتیاط ..... | ۲۳۹ |
| ۳۰۷ | اچھی اور بری صحبت اور گفتگو ..... | ۲۴۰ |
| ۳۰۸ | **کتاب اللباس** | ۲۴۲ |
| ۳۰۹ | سونا چاندی کا استعمال ..... | ۲۴۳ |
| ۳۱۰ | چاندی کی انگوٹھی پہن سکتے ہو ..... | ۲۴۳ |
| ۳۱۱ | اللہ اپنی مخلوق میں جمال کو پسند کرتا ہے ..... | ۲۴۴ |
| ۳۱۲ | انبیاء کی پانچ سنتیں ..... | ۲۴۵ |
| ۳۱۳ | عمدہ لباس میں رہنا ..... | ۲۴۶ |

| | | |
|---|---|---|
| ۳۱۴ | سفید لباس پہنو ..... | ۲۴۶ |
| ۳۱۵ | زندوں اور مردوں کا بہترین لباس ..... | ۲۴۷ |
| ۳۱۶ | لباس میں میانہ روی ..... | ۲۴۷ |
| ۳۱۷ | لباس پہنانے کا صدقہ اور ثواب ..... | ۲۴۸ |
| ۳۱۸ | فخر کیلئے لباس پہننا ..... | ۲۴۹ |
| ۳۱۹ | سرخ لباس کا استعمال ..... | ۲۴۹ |
| ۳۲۰ | چیتے وغیرہ کی کھال پر بیٹھنا ..... | ۲۵۰ |
| ۳۲۱ | تہبند نصف پنڈلیوں تک باندھا جائے ..... | ۲۵۱ |
| ۳۲۲ | ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکانا حرام ہے ..... | ۲۵۱ |
| ۳۲۳ | لباس کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے کی نماز ..... | ۲۵۲ |
| ۳۲۴ | اپنی عورتوں کو زیادہ ملبوسات اور زینت نہ دو ..... | ۲۵۳ |
| ۳۲۵ | عورت کیلئے شلوار پہننا زیادہ بہتر ہے ..... | ۲۵۴ |
| ۳۲۶ | مرد عورت کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا قابل لعنت ہے | ۲۵۴ |
| ۳۲۷ | مرد عورت کا باہمی شباہت اختیار کرنا قابل لعنت ہے ..... | ۲۵۵ |
| ۳۲۸ | بقدرِ مجبوری روٹی، کپڑا، مکان معاف ہے ..... | ۲۵۶ |
| ۳۲۹ | **ننگ** | ۲۵۷ |
| ۳۳۰ | مرد کے ننگ کی حدود ..... | ۲۵۷ |
| ۳۳۱ | رانیں بھی ننگ میں داخل ہیں ..... | ۲۵۷ |
| ۳۳۲ | بلاضرورت ننگ کھولنا منع ہے ..... | ۲۵۸ |
| ۳۳۳ | پانی میں بغیر تہبند کے داخل نہ ہوں ..... | ۲۵۹ |
| ۳۳۴ | چادر والے کیلئے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹنا ..... | ۲۶۰ |
| ۳۳۵ | **بال - داڑھی - حجامت** | ۲۶۰ |
| ۳۳۶ | فطرت کے کام ..... | ۲۶۰ |
| ۳۳۷ | حجامت کی بعض تفصیلات ..... | ۲۶۱ |

| | | |
|---|---|---|
| ۳۳۸ | بالوں کا اکرام ..... | ۲۶۳ |
| ۳۳۹ | سفید بال مومن کا نور ہیں ..... | ۲۶۴ |
| ۳۴۰ | سفید بالوں کے رنگ کو بدل دو ..... | ۲۶۴ |
| ۳۴۱ | سیاہ خضاب ..... | ۲۶۵ |
| ۳۴۲ | مونچھیں کٹاؤ، داڑھی بڑھاؤ ..... | ۲۶۶ |
| ۳۴۳ | داڑھی کی مسنون مقدار ..... | ۲۶۷ |
| ۳۴۴ | مونچھیں کاٹنے کی مقدار ..... | ۲۶۹ |
| ۳۴۵ | سر کی حجامت بنوانے کا طریقہ ..... | ۲۷۰ |
| ۳۴۶ | عورتوں کیلئے ابروں وغیرہ کے بال لینا کبیرہ گناہ ہے ..... | ۲۷۰ |
| ۳۴۷ | عورت کا سر پر نقلی بال (وگ وغیرہ) لگانا ..... | ۲۷۲ |
| ۳۴۸ | **والدین** | ۲۷۳ |
| ۳۴۹ | کعبہ، سمندر، عالم اور والدین کی طرف دیکھنا عبادت ہے ..... | ۲۷۴ |
| ۳۵۰ | والدین سے حسن سلوک کی ترتیب ..... | ۲۷۵ |
| ۳۵۱ | اولاد کے مال کا آدمی کب حقدار ہوتا ہے؟ ..... | ۲۷۶ |
| ۳۵۲ | جنت ماں کے قدموں تلے ہے ..... | ۲۷۷ |
| ۳۵۳ | تین قسم کے لوگ جنت سے محروم ..... | ۲۷۸ |
| ۳۵۴ | والدین سے حسن سلوک سے تمہاری اولاد تم سے حسن سلوک کریگی اپنی عورتوں کو پاکدامن رکھنے کا طریقہ ..... | ۲۷۸ |
| ۳۵۵ | والد کا اولاد کو رضا سے دیکھنے کا ثواب ..... | ۲۷۹ |
| ۳۵۶ | تین محبوب ترین اعمال صالحہ ..... | ۲۸۰ |
| ۳۵۷ | تین لوگوں پر جنت حرام ہے ..... | ۲۸۱ |
| ۳۵۸ | اولاد کی تعلیم اور عورت کا گھریلو پیشہ ..... | ۲۸۱ |
| ۳۵۹ | والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے ..... | ۲۸۲ |
| ۳۶۰ | سات کبیرہ گناہ ..... | ۲۸۳ |
| ۳۶۱ | دین اسلام کے حقائق اور حقوق ..... | ۲۸۴ |

| | | |
|---|---|---|
| ۳۶۲ | فرائض کے بعد افضل عمل ..... | ۲۸۶ |
| ۳۶۳ | **یتیم - بیوہ - مسکین کے حقوق** | ۲۸۷ |
| ۳۶۴ | یتیم پر شفقت کے فوائد ..... | ۲۸۸ |
| ۳۶۵ | یتیم کی کفالت کرنیوالا گھر ..... | ۲۸۹ |
| ۳۶۶ | نماز ناداراورعورت اور یتیم کا خیال رکھنا ..... | ۲۸۹ |
| ۳۶۷ | بیوہ اور مسکین کی ضروریات پوری کرنا ..... | ۲۹۰ |
| ۳۶۸ | **میاں بیوی کے باہمی حقوق** | ۲۹۱ |
| ۳۶۹ | عورت پر مرد کے مزید حقوق ..... | ۲۹۲ |
| ۳۷۰ | بیوی پر خاوند کے بعض حقوق ..... | ۲۹۲ |
| ۳۷۱ | بیوی کے خاوند پر حقوق ..... | ۲۹۴ |
| ۳۷۲ | عورت اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ ..... | ۲۹۴ |
| ۳۷۳ | عورت خاوند کا پھوڑا چاٹ کر بھی حق ادا نہیں کرسکتی ..... | ۲۹۵ |
| ۳۷۴ | بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر حق ..... | ۲۹۶ |
| ۳۷۵ | خالہ ماں کے درجہ میں ہے ..... | ۲۹۷ |
| ۳۷۶ | گھر والوں سے اچھے برتاؤ کا حکم ..... | ۲۹۸ |
| ۳۷۷ | **مسلمانوں کے حقوق** | ۲۹۹ |
| ۳۷۸ | ہر مسلمان کے تین حق ..... | ۳۰۰ |
| ۳۷۹ | مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ..... | ۳۰۰ |
| ۳۸۰ | مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ..... | ۳۰۱ |
| ۳۸۱ | مسلمان کے مسلمان پر حقوق ..... | ۳۰۱ |
| ۳۸۲ | **پڑوسی** | ۳۰۳ |
| ۳۸۳ | پڑوسی کے حقوق ..... | ۳۰۳ |
| ۳۸۴ | پڑوسی کا حق ..... | ۳۰۳ |

| | | |
|---|---|---|
| ۳۸۵ | پڑوسی کے حقوق ..... | ۳۰۴ |
| ۳۸۶ | پڑوسی کے حقوق ..... | ۳۰۵ |
| ۳۸۷ | ہمسائے کی فکر نہ کرنیوالا ناقص الایمان ہے ..... | ۳۰۶ |
| ۳۸۸ | ہمسایہ کیساتھ نیک برتاؤ کی ترغیب ..... | ۳۰۶ |
| ۳۸۹ | پردیسی کو بھوکا چھوڑنے والا کامل مؤمن نہیں ..... | ۳۰۷ |
| ۳۹۰ | **متفرق حقوق** | ۳۰۸ |
| ۳۹۱ | پڑوسن سے گناہ کی وعیدِ شدید ..... | ۳۰۹ |
| ۳۹۲ | سربراہ دوسروں کے حق کو مقدم رکھیں ..... | ۳۱۰ |
| ۳۹۳ | چھوٹوں پہ شفقت اور بڑوں کی عزت کرنا ..... | ۳۱۱ |
| ۳۹۴ | سب سے بہترین لوگ ..... | ۳۱۲ |
| ۳۹۵ | مخلوق کی خدمت ..... | ۳۱۳ |
| ۳۹۶ | رفاہی ادارے ..... | ۳۱۴ |
| ۳۹۷ | دنیاوی دوستوں کی محافل سے اجتناب اور راستہ کے حقوق | ۳۱۵ |
| ۳۹۸ | زنا اور والدین کی نافرمانی کی کچھ سزا دنیا ہی میں مل جاتی ہے | ۳۱۵ |
| ۳۹۹ | چھینک اور چھینکنے والے کا جواب ..... | ۳۱۶ |
| ۴۰۰ | مؤمن کو برا بھلا کہنا ..... | ۳۱۷ |
| ۴۰۱ | نشست کے حقوق ..... | ۳۱۸ |
| ۴۰۲ | بغیر اجازت خط وغیرہ پڑھنا ..... | ۳۱۸ |
| ۴۰۳ | حقدار سخت بات بھی کہہ سکتا ہے ..... | ۳۱۹ |
| ۴۰۴ | رات کو گھروں کے دروازے بند کر دیا کرو ..... | ۳۲۰ |
| ۴۰۵ | **جانوروں کے حقوق** | ۳۲۰ |
| ۴۰۶ | جاندار کو کھلانا افضل صدقہ ہے ..... | ۳۲۰ |
| ۴۰۷ | جانوروں کے حقوق کا لحاظ رکھو ..... | ۳۲۱ |
| ۴۰۸ | شرعی حد میں مارنے کیلئے اور جانور کو ذبح کرنے کیلئے سہل طریقہ اپنائیں | ۳۲۲ |

| | | |
|---|---|---|
| ۴۰۹ | موذی جانور کو مارنا درست ہے ..... | ۳۲۲ |
| ۴۱۰ | **کتاب التصوف** | ۳۲۴ |
| ۴۱۱ | اللہ کی رضا کیلئے کسی سے محبت رکھنا ..... | ۳۲۵ |
| ۴۱۲ | اللہ کیلئے باہمی محبت کا انعام ..... | ۳۲۵ |
| ۴۱۳ | ارواح کی ایک دوسرے سے پہچان اور نفرت ..... | ۳۲۶ |
| ۴۱۴ | بیعت کے وقت عورت کا ہاتھ ہاتھ میں نہ لیا جائے ..... | ۳۲۷ |
| ۴۱۵ | خواتین کو بیعت کرنے کا طریقہ ..... | ۳۲۸ |
| ۴۱۶ | فراست مؤمن سے بچو ..... | ۳۲۹ |
| ۴۱۷ | فراست ایمانی کے واقعات ..... | ۳۳۰ |
| ۴۱۸ | آخرت کا بناؤ اور بگاڑ دل کی چال پر ہے ..... | ۳۳۱ |
| ۴۱۹ | گناہ کے دل پر اثرات ..... | ۳۳۳ |
| ۴۲۰ | قابل رشک مؤمن ..... | ۳۳۵ |
| ۴۲۱ | فاقہ اور حاجتمند ہونیکی فضیلت ..... | ۳۳۶ |
| ۴۲۲ | سمجھدار کون ہے اور بیوقوف کون؟ ..... | ۳۳۶ |
| ۴۲۳ | اسطرح سے عبادت کرو گویا کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو ..... | ۳۳۷ |
| ۴۲۴ | **زہد** | ۲۳۸ |
| ۴۲۵ | دینداری میں اپنے سے زیادہ کو اور دنیاداری میں اپنے سے کم کو دیکھو | ۲۳۸ |
| ۴۲۶ | دنیا کی محبت ہر خطاء کی جڑ ہے ..... | ۳۳۹ |
| ۴۲۷ | دنیا میں رہنے کا طریقہ ..... | ۳۴۰ |
| ۴۲۸ | دنیاداری میں رغبت پر تنبیہ ..... | ۳۴۰ |
| ۴۲۹ | عشق کے باوجود پاکدامن رہنا ..... | ۳۴۲ |
| ۴۳۰ | دنیا مؤمن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے ..... | ۳۴۲ |
| ۴۳۱ | اللہ کے نزدیک دنیا کی قدر مچھر کے پر برابر بھی نہیں ..... | ۳۴۳ |
| ۴۳۲ | موت اور فقر سے کراہت نہ کریں ..... | ۳۴۴ |

| | | |
|---|---|---|
| ۴۳۳ | چالیس دن عبادت میں گزارنے کے فضائل ..... | ۳۴۵ |
| ۴۳۴ | زہد کیا ہے؟ ..... | ۲۴۷ |
| ۴۳۵ | **معرفت** | ۲۴۷ |
| ۴۳۶ | عارف باللہ کی ایک رکعت کی شان ..... | ۲۴۷ |
| ۴۳۷ | اس امت کے محدث ..... | ۲۴۷ |
| ۴۳۸ | خدا اپنے محبوب کو جہنم میں نہیں ڈالے گا ..... | ۳۵۰ |
| ۴۳۹ | اشراف امت محمدیہ ..... | ۳۵۰ |
| ۴۴۰ | اکابر پر آزمائشیں ..... | ۳۵۱ |
| ۴۴۱ | اکثر جنتی سادہ لوح ہوں گے ..... | ۳۵۳ |
| ۴۴۲ | حضرت خضر کا علم لدنی ..... | ۳۵۴ |
| ۴۴۳ | **اقسام اولیاء** | ۳۵۵ |
| ۴۴۴ | تیس ابدال اور انکے قلوب کی وحدت ..... | ۳۵۵ |
| ۴۴۵ | ابدال کی مزید صفات ..... | ۳۵۶ |
| ۴۴۶ | ابدال کے اعمال ..... | ۳۵۷ |
| ۴۴۷ | ابدال کا اونیٰ مرتبہ ..... | ۳۵۸ |
| ۴۴۸ | کن اعمال کا مرتبہ مل سکتا ہے ..... | ۳۵۹ |
| ۴۴۹ | ابدال کی وجہ تسمیہ ..... | ۳۵۹ |
| ۴۵۰ | ابدال کی اخیر ..... | ۳۵۹ |
| ۴۵۱ | ابدال پوشیدہ کیوں رہتے ہیں؟ ..... | ۳۵۹ |
| ۴۵۲ | صحبت کے لائق حضرات ..... | ۳۶۰ |
| ۴۵۳ | صدیق اور شہید سے قبر کا امتحان نہیں ہوگا ..... | ۳۶۱ |
| ۴۵۴ | اللہ تعالیٰ کے بعض محبوب شکستہ حال اولیاء کی شان ..... | ۳۶۲ |
| ۴۵۵ | اللہ کے محبوب کی محبوبیت کل مخلوق میں اتار دی جاتی ہے ..... | ۳۶۲ |
| ۴۵۶ | سالک مجذوب اور مجذوب سالک کی مثال ..... | ۳۶۴ |

| | | |
|---|---|---|
| ۴۵۷ | تنگی اور خوشحالی میں اللہ سے ڈرو ..... | ۳۶۵ |
| ۴۵۸ | حکمت کی اساس خوف خداوندی ہے ..... | ۳۶۵ |
| ۴۵۹ | **خوف خدا** | ۳۶۶ |
| ۴۶۰ | تین آنکھیں جہنم پر حرام ہیں ..... | ۳۶۶ |
| ۴۶۱ | تین قسم کی آنکھیں قیامت میں جہنم کو نہیں دیکھیں گی ..... | ۳۶۷ |
| ۴۶۲ | جو چیز تیرے دل کو کھٹکے اسکو چھوڑ دے ..... | ۳۶۸ |
| ۴۶۳ | جتنا علم ہو اللہ سے ڈرتے رہو ..... | ۳۶۹ |
| ۴۶۴ | اپنے نفس کو پچھاڑنے والا حقیقی پہلوان ہے ..... | ۳۶۹ |
| ۴۶۵ | **کتاب الذکر** | ۳۷۱ |
| ۴۶۶ | اللہ کا ذکر کثرت سے کرو ..... | ۳۷۲ |
| ۴۶۷ | ہر وقت اللہ کو یاد رکھنا ..... | ۳۷۳ |
| ۴۶۸ | ذاکر کیساتھ اللہ کی معیت ..... | ۳۷۴ |
| ۴۶۹ | مجالس ذکر کی برکات ..... | ۳۷۴ |
| ۴۷۰ | شرکاء مجالس ذکر کی مغفرت ..... | ۳۷۵ |
| ۴۷۱ | قابل حسرت مجلس ..... | ۳۷۵ |
| ۴۷۲ | ذکر سے خالی مجلس حسرت بنے گی ..... | ۳۷۶ |
| ۴۷۳ | بہترین ذکر اور بہترین رزق ..... | ۳۷۷ |
| ۴۷۴ | ذکر جہری کا جواز ..... | ۳۷۸ |
| ۴۷۵ | **اذکار** | ۳۷۸ |
| ۴۷۶ | سب سے افضل ذکر اور دعا ..... | ۳۷۸ |
| ۴۷۷ | اللہ کے منتخب کردہ کلمات ذکر ..... | ۳۷۹ |
| ۴۷۸ | اللہ کے محبوب کلمات ..... | ۳۸۱ |
| ۴۷۹ | اللہ کے نزدیک سب سے محبوب چار کلمات ہیں ..... | ۳۸۲ |
| ۴۸۰ | گناہوں کو جھاڑنے والے اذکار ..... | ۳۸۳ |

| | | |
|---|---|---|
| ۴۸۱ | لاحول ولا قوۃ الا باللہ جنت کا خزانہ ہے ..... | ۳۸۳ |
| ۴۸۲ | دنیا میں رونے والا آخرت میں بے خوف ہوگا ..... | ۳۸۴ |
| ۴۸۳ | خواتین ہر وقت تسبیح، تہلیل اور تقدیس میں مصروف رہیں ..... | ۳۸۴ |
| ۴۸۴ | مشقت کے بقدر ثواب میں اضافہ ..... | ۳۸۵ |
| ۴۸۵ | **اعمال صالحہ** | ۳۸۷ |
| ۴۸۶ | باقیات صالحات ..... | ۳۸۸ |
| ۴۸۷ | بعض نیک اعمال کے اخروی فوائد ..... | ۳۸۸ |
| ۴۸۸ | حسن ظن بہترین عبادت ہے ..... | ۳۸۹ |
| ۴۸۹ | اللہ کیساتھ حسن ظن ..... | ۳۹۰ |
| ۴۹۰ | اللہ کے نزدیک تواضع کی قدر و قیمت ..... | ۳۹۱ |
| ۴۹۱ | صدقہ، درگذر اور تواضع کے ثمرات ..... | ۳۹۲ |
| ۴۹۲ | انبیاء کی پانچ سنتیں ..... | ۳۹۴ |
| ۴۹۳ | خیر کی رہنمائی کرنے کا ثواب ..... | ۳۹۵ |
| ۴۹۴ | عبادت کے پانچ کام ..... | ۳۹۶ |
| ۴۹۵ | ان چار راتوں کی عبادت کا ثواب جنت ہے ..... | ۳۹۷ |
| ۴۹۶ | سب سے طاقتور بننے کا طریقہ ..... | ۳۹۸ |
| ۴۶۷ | نیکی عمر میں اضافہ کرتی ہے ..... | ۳۹۹ |
| ۴۹۸ | دعا تقدیر کو کیسے ٹالتی ہے ..... | ۴۰۰ |
| ۴۹۹ | نیکی عمر کو کیسے بڑھاتی ہے؟ ..... | ۴۰۰ |
| ۵۰۰ | دعوت کا بدلہ چکا دیا کرو ..... | ۴۰۰ |
| ۵۰۱ | ضائع ہونیوالے بچہ کا ثواب ..... | ۴۰۱ |
| ۵۰۲ | مالدار کو اپنی نعمت کا اظہار کرنا چاہئے ..... | ۴۰۲ |
| ۵۰۳ | باہمی ملاقات و مصافحہ کا ثواب ..... | ۴۰۳ |
| ۵۰۴ | والد کا اولاد کو رضا سے دیکھنے کا ثواب ..... | ۴۰۳ |
| ۵۰۵ | زمین کے سب سے اچھے اور برے مقامات ..... | ۴۰۴ |

| | | |
|---|---|---|
| ۵۰۶ | موت کے بعد نفع پہنچانے والی چیزیں ..... | ۴۰۵ |
| ۵۰۷ | مسلمانوں کی ضروریات پوری کرنا ..... | ۴۰۶ |
| ۵۰۸ | بیوہ اور مسکین کی ضروریات پوری کرنا ..... | ۴۰۷ |
| ۵۰۹ | مسکین کو کھلانا یا قرض اتارنا یا دکھ دور کرنا ..... | ۴۰۷ |
| ۵۱۰ | عاجز کی حاجت حاکم تک پہنچانا ..... | ۴۰۸ |
| ۵۱۱ | تنگ دست مقروض کو مہلت دینا یا معاف کرنا ..... | ۴۰۹ |
| ۵۱۲ | مقروض کو مہلت دینے کا ڈبل ثواب ..... | ۴۰۹ |
| ۵۱۳ | مسلمان کی پردہ پوشی کا اجر ..... | ۴۱۰ |
| ۵۱۴ | مہمان کیلئے تکلف ..... | ۴۱۱ |
| ۵۱۵ | مسلمان گھرانے کی کفالت کا ثواب ..... | ۴۱۲ |
| ۵۱۶ | بالغ ہونے کے بعد یتیمی نہیں رہتی ..... | ۴۱۲ |
| ۵۱۷ | سات کبیرہ گناہ ..... | ۴۱۳ |
| ۵۱۸ | راستہ سے ایذاء دہ چیز ہٹانے کا انعام ..... | ۴۱۴ |
| ۵۱۹ | وسعتِ رحمت ..... | ۴۱۵ |
| ۵۲۰ | اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے ..... | ۴۱۶ |
| ۵۲۱ | شکل نہیں اعمال اور نیت کی قدر ہے ..... | ۴۱۸ |
| ۵۲۲ | مؤمن کی نیت عمل سے افضل ہے ..... | ۴۱۸ |
| ۵۲۳ | اہم کام کے شروع میں بسم اللہ ضروری ہے ..... | ۴۲۰ |
| ۵۲۴ | ہر مہتم بالشان کام کو الحمدللہ سے شروع کیا جائے ..... | ۴۲۱ |
| ۵۲۵ | سب سے افضل اعمال ..... | ۴۲۲ |
| ۵۲۶ | شکل نہیں اعمال اور نیت کی قدر ہے ..... | ۴۲۳ |
| ۵۲۷ | سب سے طاقتور بننے کا طریقہ ..... | ۴۲۴ |
| ۵۲۸ | خالص نیک عمل ..... | ۴۲۵ |
| ۵۲۹ | اسوۂ نبویؐ ادب الٰہی ہے ..... | ۴۲۶ |
| ۵۳۰ | ادب کی تعریف ..... | ۴۲۷ |

| | | |
|---|---|---|
| ۵۳۱ | اللہ کے نزدیک کسی کے مرتبہ کی پہچان کا طریقہ ..... | ۴۲۸ |
| ۵۳۲ | شریعت پر عمل کرنیوالے غلام کا اجر ..... | ۴۲۸ |
| ۵۳۳ | اعضاء عمل میں زبان کے تابع ہیں ..... | ۴۲۹ |
| ۵۳۴ | اللہ کی دی ہوئی رخصتوں پر عمل کرو ..... | ۴۳۰ |
| ۵۳۵ | اخیر عمر میں نیکی کی توفیق خدا کی خیر خواہی کی دلیل ہے ..... | ۴۳۰ |
| ۵۳۶ | ریا کا عمل قبول نہیں ..... | ۴۳۱ |
| ۵۳۷ | کسی چیز کی محبت آدمی کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے ..... | ۴۳۱ |
| ۵۳۸ | عورت نہ ہوتی تو اللہ کی عبادت خوب ہوتی ..... ..... | ۴۳۲ |
| ۵۳۹ | جہنم کو خواہشات اور جنت کو ناپسندیدہ اعمال کے پیچھے چھپایا گیا ہے | ۴۳۳ |
| ۵۴۰ | رات کو زیادہ سونے والا قیامت میں فقیر (کم عمل) ہوگا ..... | ۴۳۳ |
| ۵۴۱ | اچھے اور برے خوابوں کے ذریعہ عمل پر تنبیہ ..... | ۴۳۴ |

# کتاب النکاح والطلاق

۱ - میاں بیوی کے حقوق

۲ - آداب

۳ - شادی اور نکاح

۴ - طلاق

۵ - آداب مباشرت

# میاں بیوی کے حقوق - آداب

## بیوی کے خاوند پر حقوق

(حدیث ۵۳۷) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ اَنْ يُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمَ، وَيَكْسُوَهَا اِذَا اكْتَسٰى، وَلَا يَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا يُقَبِّحْ، وَلَا يَهْجُرُ اِلَّا فِي الْبَيْتِ۔ (طب، ک) عن معاوية بن حيدة. (۵۳۷)

(ترجمہ) عورت کا مرد پر حق ہے کہ (۱) اس کو کھلائے جب خود کھائے (۲) اس کو پہنائے جب خود پہنے (۳) اور اس کو چہرے پر نہ مارے (۴) اور اسکو برا بھلا نہ کہے (۵) اور جھگڑا ہونے کی بناء پر اس سے قطع تعلق نہ کرے مگر گھر کے اندر اندر رہ کر (تاکہ باہر کے لوگوں کو جھگڑے کا علم نہ ہو اور عورت کی ہتک نہ ہو)۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دو ارشاد

(حدیث ۵۳۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

كَانَ آخِرُ كَلَامِهٖ، الصَّلَاةَ، اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ (د، ہ) عن علی۔ (صح). (۵۳۸)

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری ارشاد یہ تھا الصلوٰة الصلوٰة نماز کبھی نہ

---

۵۳۷ (الجامع الصغير: ۳۷۴۰) ـــ كنز العمال (۴۴۹۴۰) رواه الطبرانی فی الكبير والحاكم فی النكاح وقال صحيح واقره الذهبی بل رواه ابوداود وابن ماجة فی النكاح والنسائی فی عشرة النكاح عن معاوية المذبور باللفظ المذكور وصححه الدارقطنی فی العلل وعلقه البخاری وممن عزاه لابی داود النووی وغيره.

۵۳۸ (الجامع الصغير: ۷۱۸۹). رواه ابوداود فی الادب وابن ماجة فی الوصايا، مسند احمد (۱: ۷۸) والسنن الكبرى للبيهقی (۸: ۱۱) در منثور (۲: ۱۶۰)

چھوڑنا اتقوا اللہ فی ماملکت ایمانکم اور جو لوگ تمہارے قبضے اور اختیار میں ہیں ان کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہنا۔

## عورت اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟

(حدیث ۵۳۹) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اَعْظَمُ النَّاسِ حَقًّا عَلَى الْمَرْأَةِ زَوْجُهَا ' وَاَعْظَمُ النَّاسِ حَقًّا عَلَى الرَّجُلِ اُمُّهُ – (ک) عن عائشة – (صح). (۵۳۹)

(ترجمہ) لوگوں میں سے بیوی پر سب سے زیادہ حق اس کے خاوند کا ہے اور لوگوں میں سے مرد پر سب سے زیادہ حق اس کی ماں کا ہے۔

(لطائف ومعارف)

بیوی پر خاوند کا حق اتنا زیادہ ہے کہ اگر خاوند کو کوئی پھوڑا نکلا ہوا ہو اور بیوی اس کو چاٹے تب بھی وہ اس کا حق ادا نہیں کر سکتی اور اگر کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے' اس لئے عورت پر واجب ہے کہ نہ اس کی اپنے نفس میں خیانت کرے اور نہ اس کے مال میں اور اس کو اپنے نفس سے بھی منع نہ کرے' اگرچہ وہ تنور کی پشت پر بیٹھی ہو اور اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اگرچہ اس کے والدین کا جنازہ کیوں نہ ہو۔

اور مرد و عورت پر ماں کا حق سب سے زیادہ ہے' حتیٰ کہ باپ سے بھی زیادہ ہے۔ اس لئے کہ اس نے حمل' ولادت اور پالنے میں بڑی بڑی مشقتیں برداشت کی ہیں اور یہ باپ سے بھی زیادہ شفیق اور مہربان ہے' اس لئے باپ سے بھی زیادہ حقدار ہے۔

حکایت:

حضرت بلال خواص رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں قوم بنی اسرائیل کی وادی تیہ میں تھا کہ ایک شخص میری رہنمائی کرنے لگا' میرے دل میں آیا کہ یہ حضرت خضر ہیں تو

---

۵۳۹ (الجامع الصغیر: ۱۱۸۶) ــــ رواہ الحاکم فی مستدرکہ علی الصحیحین وقال صحیح واقرہ الذہبی ورواہ عنہ ایضا البزار وغیرہ. کنز العمال (۴۴۷۷۱)

میں نے کہا: آپ کو حق تعالیٰ کے حق کی قسم ہے آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ''خضر'' میں نے پوچھا: آپ امام مالک بن انس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: وہ امام الائمہ ہیں۔ میں نے پوچھا: امام شافعی؟ فرمایا: وہ اوتاد میں سے ہیں۔ میں نے پوچھا: احمد (بن حنبل)؟ فرمایا وہ صدیق ہیں۔ میں نے پوچھا: حضرت بشر؟ فرمایا: انہوں نے اپنے بعد اپنے جیسا نہیں چھوڑا۔ میں نے پوچھا: کہ میں نے آپ کو کس عمل کی برکت سے دیکھا ہے؟ فرمایا: تمہارے اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وجہ سے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر آدمی کے پاس نان ونفقہ کی تنگی ہو تو اس وقت وہ اپنی ماں کو اپنے باپ پر مقدم رکھے۔

## عورت پر مرد کا حق

(حدیث ۵۴۰) حضرت ابوہریرہ، حضرت معاذ اور حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كُنْتُ آمِرًا اَحَدًا اَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا۔ (ت) عن ابی هريرة (حم) عن معاذ۔ (ک) عن بريدة۔ (صح). (۵۴۰)

(ترجمہ) اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کے لئے سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں شرط بالمحال کی تعلیق ہے کیونکہ سجدہ کی دو قسمیں ہیں۔ سجدہ عبادت جو اللہ وحدہ کے لئے درست ہے اور اس کے علاوہ کسی کے لئے کبھی بھی جائز نہیں اور سجدۂ تعظیم یہ جائز تھا کیونکہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے تعظیماً سجدہ کیا

---

۵۴۰ (الجامع الصغير: ۷۴۸۱). رواه الترمذی فی النكاح (۱۱۵۹) عن ابی هريرة وقال غريب وفيه محمد بن عمر ضعفه ابو داود فی باب النكاح (۴۱) وقواه غيره كذا فی الكاشف ورواه احمد عن معاذ بن جبل (۴: ۳۸۱) والحاكم (۲: ۱۸۷) عن بريدة ورواه ابن ماجة عن عائشة وابن حبان عن ابن أبی اوفی مشكوة (۳۲۵۵) مصنف ابن ابی شيبة (۴: ۳۰۶) المعجم الكبير للطبرانی (۵: ۲۳۷).

تھا اور آنحضرت ﷺ ارشاد فرمارہے ہیں کہ اب یہ کسی کے لئے جائز نہیں۔ اگر جائز ہوتا تو حضور ﷺ عورت کے لئے اس کا حکم کرتے کہ وہ اپنے خاوند کے حق کی ادائیگی کے لئے اس کو سجدہ کرے۔

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کے بعد اس کا کچھ بقیہ حصہ بھی نقل کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو حکم کرے کہ اس سفید پہاڑ کو کالے پہاڑ کی جگہ اور کالے پہاڑ کو سفید پہاڑ کی جگہ منتقل کرے تو اس پر حق ہے کہ وہ ایسا کرے۔

اس حدیث میں خاوند کے حق کی تاکید ہے اور خاوند کے ساتھ حسن سلوک اور ایفائے عہد اور اس کے حق کی ادائیگی اور جو کچھ عورت پر لازم ہے اس پر عمل کرنے کی ترغیب وتاسیس ہے اور خاوندوں پر عورتوں کے بھی وہ حق ہیں جو خاوندوں کے عورتوں پر ہیں۔

## بیویوں میں عدل ومساوات

(حدیث ۵۴۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا كَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَاَتَانِ فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ سَاقِطٌ۔ (ت ک) عن ابی هريرة — (صح). (۵۴۱)

(ترجمہ) جب کسی شخص کے پاس دو (یا دو سے زیادہ) بیویاں ہوں اور وہ ان میں عدل نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ شل ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

ابن العربیؒ نے ایک حصہ شل ہونے کا یہ مطلب لکھا ہے کہ حصہ سے مراد میزان کا پلڑا ہے پس ناکامی کا پلڑا خیر کے پلڑے پر بھاری ہو جائے گا الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے

---

۵۴۱ (الجامع الصغير: ۸۲۶) — رواه الترمذی مشكوة (۳۲۳۶) والحاكم تلخيص الجبير (۳: ۲۰۱) والنسائی وابو داود وابن ماجة وقال عبدالحق خبر ثابت قال ابن حجر لكن علته أن هشاما تفرد به وأن هشاما رواه عن قتادة فقال كان يقال كذا ذكره فی تخريج الرافعی، لكنه فی تخريج الهداية قال رجاله ثقات.

لطف خفی سے اس کا تدارک کردیں۔ اھ۔

پس بیویوں کے درمیان عدل ومساوات قائم نہ کرنا حرام ہے اس لئے ان میں رات کو تقسیم کرے۔ چاہے کوئی بیوی مستقل مرض کی وجہ سے صحبت کے قابل نہ ہو یا حائضہ ہو یا نفاس والی ہو یا مجنونہ ہو یا نابالغ ہو جس کو صحبت کی خواہش تک نہ ہو مگر یہ کہ کوئی بیوی نافرمان ہو کہ وہ گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر جاتی ہو یا بلا عذر اس کو خود سے روکے یا اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے۔

یہ مساوات راتوں کی تقسیم میں ہے نہ کہ استمتاع اور جماع میں کیونکہ جماع کا متعلق میلان قہری سے ہے۔

## گھریلو سامان بقدرِ ضرورت ہونا چاہئے

(حدیث ۵۴۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهِ، وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ، وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ—(حم،م،ن)عن جابر—(صح). (۵۴۲)

(ترجمہ) ایک بستر مرد کے لئے اور ایک بیوی کے لئے اور تیسرا مہمان کے لئے اور چوتھا شیطان کے لئے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی گھر میں آلات اور مباح اور فخر والی چیزوں کی کثرت نہ کرے بلکہ اپنی حاجت تک محدود رہے فضول اور زائد چیز کی نسبت شیطان کی طرف ہے لیکن اگر ضرورت سے زائد کو جمع کرے گا تو حرام نہیں ہوگا۔

اس حدیث کو اپنے ظاہر پر معمول کیا جاسکتا ہے کہ شیطان واقعی اس بستر پر آرام کرتا ہو یا اس پر اپنا اثر ڈالتا ہو یا گھر والوں کے ذہن میں فخر ومباہات کا اثر ڈالتا ہو کہ ہمارے پاس اتنے بستر ہیں اتنے پلنگ ہیں نیز اگر ضرورت کے بستر ہوں تو ان کو بچھا کے نہیں رکھنا چاہئے بلکہ لپیٹ دینا چاہئے جب ضرورت ہو تو بچھا کر استعمال کرلو۔

---

۵۴۲ (الجامع الصغیر: ۵۸۴۴) ــــ رواہ أحمد (۳:۲۹۳) ومسلم فی اللباس (۴۱) مشکوۃ (۴۳۱۰) وابو داود والنسائی.

## کئی خاوندوں والی عورت جنت میں کس کی بیوی بنے گی؟

(حدیث ۵۴۳) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَیُّمَا امْرَأَةٍ تُوُفِّیَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَهٗ فَهِیَ لِآخِرِ اَزْوَاجِهَا ۔ (طب) عن ابی الدرداء۔ (صح). (۵۴۳)

(ترجمہ) جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ اس کے بعد اور نکاح کر لے تو وہ اپنے اس آخری خاوند کی (جنت میں) بیوی بنے گی۔

(لطائف ومعارف)

اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو آپؐ کی وفات کے بعد کہیں اور نکاح کرنے کی اجازت نہیں تھی کیونکہ یہ سب جنت میں آپؐ کی ازواج ہوں گی۔

حکایت:

حضرت معاویہؓ نے حضرت ام درداءؓ کو ان کے خاوند حضرت ابوالدرداءؓ کی وفات کے بعد اپنے لئے نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ اس کے بعد اور نکاح کر لے تو وہ اپنے اس آخری خاوند کی (جنت میں) بیوی بنے گی۔

## والدین سے حسن سلوک سے تمہاری اولاد تم سے حسن سلوک کریگی اپنی عورتوں کو پاکدامن رکھنے کا طریقہ

(حدیث ۵۴۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عِفُّوْا عَنْ نِسَاءِ النَّاسِ تَعِفَّ نِسَاؤُکُمْ، وَبَرُّوْا آبَاءَکُمْ تَبَرَّکُمْ اَبْنَاءُکُمْ، وَمَنْ اَتَاهُ اَخُوْهُ مُتَنَصِّلًا فَلْیَقْبَلْ ذٰلِکَ مِنْهُ مُحِقًّا کَانَ اَوْ مُبْطِلًا،

۵۴۳ (الجامع الصغیر: ۲۹۸۳) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر 'السلسلة الصحیحة (۳: ۲۷۵) وقال الهیثمی فیه ابوبکر بن ابی مریم وقداختلط.

فَاِنْ لَمْ یَفْعَلْ لَمْ یَرِدْ عَلَیَّ الْحَوْضَ -(ک)عن ابی هریرة- (صح). (۵۴۴)

(ترجمہ) لوگوں کی عورتوں سے اپنے آپ کو دور رکھو تا کہ تمہاری عورتیں بھی بچی رہیں اور اپنے والدین سے اچھا سلوک کرو تا کہ تمہارے ساتھ تمہاری اولاد اچھا سلوک کرے۔ پس جس شخص کے پاس اس کا بھائی معذرت کے لئے آئے تو چاہئے کہ اس سے اس کو قبول کرلے چاہے اس کی معذرت درستگی پر ہو یا نہ پس اگر اس نے قبول نہ کی تو میرے پاس حوض پر نہیں آسکے گا۔

## حرمت رضاعت

(حدیث ۵۴۵) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعِ مَاحَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ(ت) عن علی-(صح، ح). (۵۴۵)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام کردئے ہیں جو اس نے نسب سے حرام کئے ہیں۔

## ماں اور بچوں میں تفریق کرنا

(حدیث ۵۴۶) حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَحِبَّتِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ-(حم،ت ، ک)عن ابی ایوب- (صح). (۵۴۶)

---

۵۴۴ (الجامع الصغیر: ۵۴۴۳) ــــ رواه الحاکم فی البر والصله وقال صحیح (۴:۱۵۴) ورده الذهبی فقال بل سوید ضعیف درمنثور (۴:۱۷۵) کنز العمال (۱۳۰۱۱).

۵۴۵ (الجامع الصغیر: ۱۷۲۴) ــــ رواه الترمذی وقال حسن صحیح (۱۱۴۶) وعزاه السیوطی فی المنتضد شرح المجرد لمسلم وللنسائی معا اهـ کنز العمال (۱۵۶۵۵)

۵۴۶ (الجامع الصغیر: ۸۸۸۷) ــــ رواه أحمد (۵:۴۱۳) والترمذی (۱۵۶۶) والحاکم فی البیع (۲:۵۵) نصب الرایة (۴:۲۳، ۲۴) وقال الترمذی حسن غریب وضعفه ابن حجر.

(ترجمہ) جس شخص نے والدہ اور اس کی اولاد میں تفریق کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور اس کے دوستوں کے درمیان تفریق کر دیں گے۔

(لطائف ومعارف)

آج کل ناجائز طور پر والدہ سے اس کے بچے چھین لئے جاتے ہیں اور اس کو اس کے میکے بھگا دیا جاتا ہے بلکہ ماں کو بچوں سے ملنے بھی نہیں دیا جاتا' یہ سب ظلم ہے۔ بچوں پر بھی' ماں پر بھی' اس جرم کے مرتکب اس حدیث سے عبرت حاصل کریں ورنہ قیامت کے دن ان کو بھی اپنے پسندیدہ لوگوں سے جدا ہونا پڑے گا اور قیامت کی سختی دنیا کی سختی سے زیادہ ہولناک ہوگی۔

## بیویوں کو مارنا

(حدیث ۵۴۷) حضرت ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَضْرِبُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ—(د،ن،ہ،ک)عن ایاس بن عبد اللّٰہ بن ابی ذباب—(صح). (۵۴۷)

(ترجمہ) اللہ کی بندیوں کو مت مارو۔

(لطائف ومعارف)

اس سے مراد عورت ہے چاہے وہ مملوکہ لونڈی ہو یا آزاد عورت ہو' آزاد سے مراد وہ عورت نہیں ہے جو چلنے پھرنے میں آزاد ہو' مطلب یہ ہے کہ تم عورتوں کو نہ مارو کیونکہ یہ اور تم اللہ کی مخلوق ہونے میں برابر ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر فضیلت بخشی ہے اور تمہیں ان کا نگہبان بنایا ہے' پس اگر وہ تمہاری موافقت کریں تو تم ان سے اچھا

۵۴۷ (الجامع الصغیر: ۹۸۱۹) ـــ رواہ ابو داود (۲۱۴۶) سنن الدارمی (۲:۱۴۷) مصنف عبدالرزاق (۱۷۹۴۵) المعجم الکبیر للطبرانی (۱:۲۴۴، ۲۴۵) والنسائی وابن ماجة والحاکم عن ایاس بن عبدالله بن أبی ذباب الاوسی (۲:۱۸۸، ۱۹۱) قال الذهبی فی الکاشف مختلف فی صحبته أورده ابن مندة وغیره فی الصحابة وجری علیه الحافظ ابن حجر وقال النووی فی الریاض بعد عزوه للنسائی إسناده صحیح وخرجه عنه أیضا الشافعی فی المسند.

سلوک کرو ورنہ کسی اور کے لئے تم ان کو چھوڑ دو کہ کسی اور سے وہ سزا پالے گی۔

آنحضرت ﷺ نے جب یہ ارشاد فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ عورتیں اپنے خاوندوں پر جری ہوگئی ہیں تو آپ ﷺ نے ان کو مارنے کی اجازت دے دی تو حضور ﷺ کے گھروں میں ایک ہی رات میں ستر کے قریب یعنی بہت سی عورتیں آئیں جن میں سے ہر ایک عورت اپنے خاوند کی شکایت کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے اچھوں کا کام نہیں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ عورت کو بالکل کھلا بھی نہ چھوڑو اور مار پٹائی کا ماحول بھی نہ بناؤ بلکہ ایسی حالت میں رکھو جس میں وہ درست رہے۔

## عورت کو جنت میں لے جانیوالے ضروری ارکانِ اسلام

(حدیث ۵۴۸) حضرت انس، حضرت عبدالرحمٰن الزہری اور حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَاَطَاعَتْ زَوْجَهَا، دَخَلَتِ الْجَنَّةَ - البزار عن انس (حم) عن عبدالرحمن الزهری (طب) عن عبدالرحمن بن حسنة — (صح). (۵۴۸)

(ترجمہ) جب (کوئی مسلمان) عورت پانچوں نمازیں ادا کرے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

پورے ماہ رمضان کے روزے رکھنا مرد وعورت پر فرض ہیں، اگر عورت کو ماہواری

---

۵۴۸ (الجامع الصغیر: ۷۲۵) — رواہ البزار عن انس مجمع الزوائد (۴: ۳۰۵) تفسیر ابن کثیر (۲: ۲۵۷) درمنثور (۲: ۱۵۲) کنزالعمال (۴۵۱۲۵) واحمد عن عبدالرحمن بن عوف قال المنذری رواۃ احمد رواۃ الصحیح خلا ابن لهيعة وحديثه حسن فی المتابعات والطبرانی عن عبدالرحمن بن حسنة اخوشر حبيل وحسنة اسهما وقال الهيثمی وفيه ايضا ابن لهيعة وبقية رجاله رجال الصحيح.

آجائے تو وہ بعد میں روزوں کو قضاء کرلے۔

اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت سے مقصود خاوند کے علاوہ سے جماع ہے اور اسی طرح ایک عورت کا دوسری عورت سے چپٹی بازی کرنا بھی حرام ہے۔

اور اپنے خاوند کی اطاعت کرنے سے مراد ان چیزوں میں اطاعت کرنا ہے جن میں اللہ اور رسول کی مرضی کا خلاف نہ ہو۔

یہ چار کام مسلمان عورت کو جنت میں لے جاتے ہیں، جب وہ باقی کبیرہ گناہوں سے بچتی رہی یا پکی توبہ کرلی یا اللہ تعالیٰ نے اس سے درگذر کرلیا اور جنت میں جانے سے مراد یہ ہے کہ ایسی عورت السابقون الاوّلون کے ساتھ جنت میں جائے گا ورنہ تو ہر مسلمان نے جنت میں جانا ہے اگرچہ جہنم میں داخل ہونے کے بعد ہی کیوں نہ جائے۔

عورت کے لئے نماز اور روزے کا اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ اور حج کا نہیں جبکہ یہ بھی اسلام کے رکن ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر عورتوں میں نماز اور روزے کی کوتاہی ہوتی ہے اور خاوند کی نافرمانی بھی اور اس لئے بھی کہ عموماً عورتوں کے پاس اتنا مال نہیں ہوتا جس پر زکوٰۃ واجب ہو اور اسی طرح سے حج بھی۔

اور شرمگاہ میں چھوٹے اور بڑے پیشاب کے دونوں راستے شامل ہیں، اگرچہ عرف میں شرمگاہ چھوٹے پیشاب کی جگہ کو کہتے ہیں لیکن شریعت میں دونوں مقامات کی حرام سے حفاظت کا حکم ہے۔

## خاوند کی خدمت کرنا صدقہ ہے

(حدیث ۵۴۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خِدْمَتُكِ زَوْجَكِ صَدَقَةٌ۔ (فر) عن ابن عمر۔ (ح). (۵۴۹)

(ترجمہ) تیرا اپنے خاوند کی خدمت کرنا بھی صدقہ ہے۔

---

۵۴۹ (الجامع الصغیر: ۳۸۸۱) ــــ رواہ الدیلمی فی الفردوس وفیہ مسلم بن محمد الطائفی ضعفہ أحمد ووثقہ غیرہ. کنز العمال (۴۵۱۳۸)

(لطائف ومعارف)

حدیث کا شان ورود یہ ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ میرے پاس اتنا پیسہ نہیں کہ میں صدقہ کرسکوں۔ سوائے اس کے کہ میں خاوند کے گھر سے نکلوں اور لوگوں کے کام کاج کر دیا کروں تو اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیرا اپنے خاوند کی خدمت کرنا بھی صدقہ ہے۔

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ خاوند کی خدمت کرنا مثلاً کھانا پکا دینا' آٹا گوندھ دینا' جھاڑو دے دینا بطور صدقہ کے ہے' واجب نہیں ہے۔

## خاوند کو راضی کر کے مرنے والی جنت میں جائیگی

(حدیث ۵۵۰) حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَیُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ۔ (ت، ہ، ک) عن ام سلمة۔ (ح). (۵۵۰)

(ترجمہ) جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا تو وہ عورت جنت میں داخل ہوگی۔

## عورت خاوند کا پھوڑا چاٹ کر بھی حق ادا نہیں کرسکتی

(حدیث ۵۵۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَقُّ الزَّوْجِ عَلٰی زَوْجَتِهٖ اَنْ لَوْ كَانَتْ بِهٖ قُرْحَةٌ فَلَحَسَتْهَا مَا اَدَّتْ حَقَّهٗ۔ (ک) عن ابی سعید۔ (صح). (۵۵۱)

(ترجمہ) خاوند کا اپنی بیوی پر اتنا بڑا حق ہے کہ اگر خاوند کو کوئی پھوڑا نکلا ہوا اور وہ

---

۵۵۰ (الجامع الصغیر: ۲۹۴۵) ــــ رواہ الترمذی وقال حسن غریب ومسند احمد (۱۹۹، ۲۶۷) وابن ماجة (۳۷۵۰) والحاکم (۴: ۲۸۸) وقال صحیح واقرہ الذہبی وقال ابن الجوزی ھو من روایة مشادر الحمیری عن امه عن ام سلمة وھما مجھولان.

۵۵۱ (الجامع الصغیر: ۲۷۳۹) ــــ رواہ الحاکم فی النکاح وقال صحیح (۲: ۱۸۹)

اس کو چاٹ لے تب بھی اس کا حق ادا نہ کر سکے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث کو محدث بزار نے اپنی مسند میں حضرت ابوسعید سے اس طرح روایت کیا ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کو جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے آیا اور عرض کیا: میری یہ بیٹی شادی کرنے سے انکاری ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اپنے باپ کی بات مان لو لڑکی نے عرض کیا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں اس وقت تک شادی نہیں کروں گی جب تک کہ آپ مجھے یہ نہیں بتائیں گے کہ خاوند کا اپنی بیوی پر کیا حق ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: خاوند کا بیوی پر حق یہ ہے کہ اگر اس کو کوئی پھوڑا نکلا اور عورت اس کو چاٹ لے یا خاوند کے ناک سے پیپ بہہ رہی ہو یا خون اور عورت اس کو نگل لے تب بھی اس نے خاوند کا حق ادا نہیں کیا تو عورت نے کہا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کبھی بھی شادی نہیں کروں گی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کے نکاح نہ کیا کرو مگر ان کی اجازت سے۔

علامہ منذریؒ فرماتے ہیں اس حدیث کو بزار نے بسند جید وحسن روایت کیا ہے اس کے راوی ثقہ اور مشہور ہیں اور ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

## بچے زیادہ جننے والی خاتون اللہ کو زیادہ محبوب ہے

(حدیث ۵۵۲) حضرت حرملہ بن نعمانؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَرْاَةُ وَلُوْدٌ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مِنَ امْرَأَةٍ حَسْنَاءَ اِمْرَاَةٌ لَا تَلِدُ، اِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ—ابن قانع عن حرملة بن النعمان—(ح). (۵۵۲)

(ترجمہ) بچے جننے والی عورت اللہ تعالیٰ کو اس حسین عورت سے زیادہ محبوب ہے جو بچے نہیں جنتی، میں قیامت کے دن سب امتوں کے سامنے تمہاری

۵۵۲ (الجامع الصغیر: ۱۶۲۶) ــــ رواہ ابن قانع فی معجم الصحابة، تلخیص الحبیر (۳: ۱۱۶) کنز العمال (۴۴۵۴۰).

کثرت پر فخر کروں گا۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں بچے زیادہ جننے پر حرص دلائی گئی ہے اور اس کے ضمن میں عزل سے ممانعت موجود ہے' اگر کوئی عزل کرے گا تو اس کے لئے اس حدیث میں توبیخ موجود ہے اور یہ بھی کہ انسان کے لئے مناسب ہے کہ وہ شرعی مقاصد کی رعایت رکھے اور شہوات نفسانیہ پر شرعی مقاصد کو ترجیح دے۔

عزل کا معنی تخم انسانی کو باہر گرانا ہے تاکہ اس سے اولاد پیدا نہ ہو۔

## بچے جننے والی عورتوں سے نکاح کرنا افضل ہے

(حدیث ۵۵۳) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ، فَاِنِّیْ مُكَاثِرٌ بِكُمْ۔(د،ن) عن معقل بن یسار. (۵۵۳)

(ترجمہ) محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو کیونکہ میں تمہاری وجہ سے (دیگر امتوں کے مقابلہ میں) اپنی کثرت امت پر فخر کروں گا۔

(لطائف ومعارف)

محبت کرنے والی سے مراد ایسی عورت ہے جو اپنے خاوند سے محبت کرے یعنی نرمی سے بات کرے' کثرت سے خدمت کرے' ادب سے پیش آئے' بشاشت طبع کو ظاہر کرے۔

زیادہ بچہ جننے والی کی پہچان کی صورت یہ ہے کہ جس کنواری لڑکی سے تم شادی کرنا چاہ رہے ہو اس کی قریبی رشتہ دار بہنوں وغیرہ کو دیکھ لو اور ان پر اس کی اولاد کی کثرت وقلت کو قیاس کرلو۔ امام ابوزرعہؒ فرماتے ہیں: حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ بچے جننے والی سے مراد کثرت اولاد نہیں ہے بلکہ جوان عورت ہے جس سے بچوں کی پیدائش کی امید ہوتی ہے' بوڑھی عورت مراد نہیں ہے کہ جس کی نسل ہی بند ہوگئی ہو۔

---

۵۵۳ (الجامع الصغیر: ۳۲۸۶) ــــ رواہ ابو داود (۲۰۵۰) والنسائی باب النکاح (۱۱) کلاھما فی النکاح مستدرک حاکم (۱۶۲۲) سنن ابن ماجة (۱۸۴۶)

اس حدیث کا شان ورود یہ ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے ایسی عورت سے شادی کی بات کی ہے جو بڑے حسب نسب اور منصب والی ہے اور مالدار بھی ہے مگر وہ بچے نہیں جنتی، کیا میں اس سے شادی کرلوں تو حضور ﷺ نے اس کو منع کیا اور یہ حدیث ارشاد فرمائی۔

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو عورت بچے نہ جنتی ہو اس سے نکاح نہ کیا جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرنا افضل ہے۔

## اچھی بیوی کی صفات

(حدیث ۵۵۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ النِّسَاءِ الَّتِيْ تَسُرُّهُ اِذَا نَظَرَ، وَتُطِيْعُهُ اِذَا اَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِيْ نَفْسِهَا، وَلَامَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ۔ (حم، ن، ک) عن ابی هريرة۔ (صح). (۵۵۴)

(ترجمہ) عورتوں میں سے بہترین عورت وہ ہے جو خاوند کو خوش کردے جب اس کی طرف دیکھے اور اس کی فرمانبرداری کرے جب اس کو حکم دے اور اپنے نفس اور اپنے مال میں خاوند کی اس کام میں مخالفت نہ کرے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

جب آدمی کی بیوی خوبصورت ہوگی تو مرد کی پاک دامنی اور دینداری کا سبب بنے گی۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ انتہائی خوبصورت تھیں اور حضرت زکریا علیہ السلام کو بھی دنیا سے کوئی رغبت نہیں تھی لیکن طلب معاش کے لئے بڑھئی کا کام کرتے تھے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کی پاک دامنی کا کیا سبب ہے تو فرمایا: میری پاکدامنی کا سبب یہ (میری بیوی کا خوبصورت ہونا) ہے حالانکہ آپؑ معصوم تھے، پس ہم کس کھاتے میں ہیں۔

---

۵۵۴ (الجامع الصغیر: ۴۰۴۵) ــــ رواہ احمد، کنز العمال (۴۵۱۳۹) کشف الخفاء (۱: ۴۷۵) والنسائی والحاکم فی النکاح (۲: ۱۶۱) وقال علی شرط مسلم واقرہ الذہبی.

بیوی کا خاوند کا وہ حکم ماننا عورت کی خوبی میں داخل ہے جو شریعت کے موافق ہو اور اپنے نفس سے نہ روکنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر خاوند استمتاع کرنا چاہے تو اس کو منع نہ کرے بلکہ ایک روایت میں تو یہ آیا ہے کہ عورتیں ہر رات زینت کر کے خاوندوں کے پاس جا کر پوچھیں کہ کیا آپ کو میری ضرورت ہے۔

میاں بیوی کے بہترین رہن سہن کا گُر یہ ہے کہ عورت خاوند کی خواہش کے مقابلہ میں اپنی خواہش کو چھوڑ دے، جب وہ اس پر عمل کرے گی تو اس کی زندگی اچھی گزرے گی اور تنگی دور ہو جائے گی اور حقوق قائم رہیں گے۔

## خاوند کیلئے بابرکت عورت

(حدیث ۵۵۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَعْظَمُ النِّسَاءِ بَرَكَةً اَيْسَرُهُنَّ مُؤْنَةً – (حم ک هب) عن عائشة – (صح). (۵۵۵)

(ترجمہ) (خاوند کیلئے) برکت کے اعتبار سے وہ عورت ہے جس کی ضروریات پوری کرنے میں ماندگی نہ ہو۔

(لطائف ومعارف)

علامہ عامریؒ فرماتے ہیں: کہ "ایسرھن مؤنة" سے مراد وہ عورت ہے جو اپنی خواہشات اور زینت دنیا کی تکمیل میں حلال اور قلیل پر قناعت کرے اور خاوند کی تکلیف میں تخفیف ہو اور اپنی خواہشات کی تکمیل میں حرمت اور مشتبہ چیزوں کی طرف مائل نہ کرے تاکہ خاوند کا بدن اور دل اس تکلف سے دور ہو کر راحت پائے اور اس کے سبب برکت میں اضافہ ہو۔

۵۵۵ (الجامع الصغیر: ۱۱۸۷) ــــ رواہ احمد (۱۴۵:۶) والحاکم (۱۷۸:۲) مصنف ابن ابی شیبة (۱۸۹:۴) کنز العمال (۴۴۵۳۳) والبیهقی فی شعب الایمان والبزار وقال الحاکم صحیح علی شرط مسلم واقره الذهبی وقال الزین العراقی اسناده جید وقال الهیثمی فیه ابن سخیرة وقال اسمه عیسی بن میمون وهو متروک انتهی، والسیوطی رمز لصحته فلیحرر.

حضرت عروہؒ فرماتے ہیں کہ عورت کی سب سے پہلی بے برکتی اس کے حق مہر کا زیادہ ہونا ہے' مسند الفردوس دیلمی کی حدیث میں ہے کہ:

تیاسروا فی الصداق ان الرجل لیعطی المرأه حتی یبقی ذلک فی نفسه علیها حسیکة

(ترجمہ) مہر میں آسانی کا پہلو اختیار کرو کیونکہ مرد عورت کو (بھاری حق مہر) ادا تو کر دیتا ہے مگر اس کے دل میں اس کے لئے چبھن اور کینہ باقی رہ جاتا ہے۔

حکایت:

مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے (ایک مرتبہ خطبہ دیا اور اس میں) اللہ کی حمد بیان کی پھر فرمایا: اے لوگو! عورتوں کے حق مہر زیادہ نہ باندھا کرو' مجھ تک کسی کی کوئی ایسی خبر نہ پہنچے کہ فلاں نے اس مقدار سے زیادہ مہر باندھا ہے' جس مقدار پر آنحضرت ﷺ نے حق مہر باندھا تھا یا آپؐ کے سامنے باندھا گیا تھا ورنہ میں اس مقدار سے زائد کو (ضبط کر کے) بیت المال میں جمع کر دوں گا' اس پر ایک عورت نے اعتراض کیا اور کہا: کہ اے امیر المومنین! کتاب اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس کی اتباع کی جائے یا آپ کا حکم؟ آپ نے فرمایا: کتاب اللہ۔ اس عورت نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتے ہیں:

و آتیتم احداهن قنطارا فلا تأ خذوا منه شیئاً

(ترجمہ) اور (اگر) تم ان بیویوں میں سے کسی کو بہت سا مال دے چکے ہو تو اس سے کچھ واپس نہ لو۔

تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہر ایک عمر سے زیادہ فقیہ ہے پھر آپؓ منبر سے نیچے آئے اور فرمایا: ''میں نے آپ لوگوں کو عورتوں کے حق مہر میں زیادہ گرانی سے منع کیا تھا پس اب جو شخص اپنے مال میں جیسے چاہے تصرف کرے'' اس طرح سے آپؓ نے اپنے اجتہاد سے رجوع کیا جب آپؓ کے اجتہاد کے خلاف دلیل قائم ہو گئی۔

## نیک بیوی دنیا کا بہترین سامان ہے

(حدیث ۵۵۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلدُّنیَا کُلُّھَامَتَاعٌ ،وَخَیْرُمَتَاعِ الدُّنیَا الْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ –(حم،م،ن) عن ابن عمرو –(صح).(۵۵۶)

(ترجمہ) دنیا کل کا کل سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک بیوی ہے۔

(لطائف ومعارف)

حدیث میں متاع کا لفظ آیا ہے، جس کا معنی ہم نے سامان کیا ہے۔ عربی میں متاع اس چیز کو کہتے ہیں جس کو بقا نہ ہو، اس سے مسافر کا سامان اور عورتوں سے تمتع نکلا ہے اور اس کا غالب استعمال حقارت کے موقع میں ہوا ہے خصوصاً قرآن کریم میں۔

اور نیک عورت دنیا کا بہترین سامان اس اعتبار سے ہے کہ وہ اپنے خاوند کی شہوت حرام میں پڑنے سے بچاتی ہے اور دینی اور دنیاوی کاموں میں مدد کرتی ہے اور ہر وہ لذت جو آخرت کی لذتوں کے لئے معین ہو وہ اللہ کی محبوب اور پسندیدہ ہے۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں حدیث میں بیوی کے ساتھ نیک ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بیوی نیک نہ ہو تو وہ دنیا کا بدترین سامان ہے۔

## پردہ میں احتیاط

(حدیث ۵۵۷) حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ. (حم ق ت) عن عقبة بن عامر. (صح)(۵۵۷)

(ترجمہ) (نامحرم) عورتوں کے پاس داخل ہونے سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

---

۵۵۶ (الجامع الصغیر: ۴۲۷۹) ــــ رواہ أحمد ومسلم باب الرضاع (۱۷) رقم (۶۴) والنسائی فی النکاح تفسیر ابن کثیر (۳۷۷) کنز العمال (۴۴۴۵۱).

۵۵۷ (الجامع الصغیر: ۲۹۰۵) ــــ رواہ احمد (۴: ۱۴۹) والبخاری (۷: ۴۸) ومسلم فی السلام ب(۲۰) والترمذی فی الرضاع ب (۱۱۷۱) فتح الباری ۹: ۳۳۰ مصنف ابن ابی شیبة (۴: ۴۰۹) طبرانی المعجم الکبیر (۱۷: ۲۷۷) تفسیر ابن کثیر (۶: ۵۲).

(لطائف ومعارف)

حدیث کا بقیہ اس طرح سے ہے ''کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپؐ دیور کے متعلق کیا فرماتے ہیں: اس سے بھی بھابھی پردہ کرے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: دیور تو موت ہے''

یعنی دیور کا بھائی کی بیوی کے پاس بغیر پردہ کے جانا قباحت اور مفسدہ کی وجہ سے موت کے مترادف ہے' یہ بھابھی اس کے لئے اجنبی عورت کے حکم میں ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو موت اس لئے قرار دیا کہ لوگ اس سے پردہ میں احتیاط نہیں کرتے بلکہ اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرتے ہیں جیسا کہ وہ اس عورت کے لئے نامحرم کے حکم میں نہیں ہے۔ اگر دیور اور اس طرح کے دیگر رشتہ داروں کو نامحرم عورتوں سے ملنے سے نہ روکا جائے تو یا تو عموماً عورت کا دین خراب ہو جاتا ہے یا اس کی طلاق کا سبب بن جاتے ہیں اور گناہ میں ملوث ہو تو سنگساری کی مستوجب بھی بن جاتی ہے' حتیٰ کہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے عورتوں سے اختلاط اور احتیاط میں یہاں تک شدت کی ہے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کے بیٹے کے ساتھ بھی خلوت اختیار نہ کرے' اگرچہ یہ خلوت جائز ہے لیکن اپنی سوتیلی ماں کو بعض دفعہ کی شہوت کی نگاہ سے دیکھنے سے بچانے کے لئے یہ موقف اختیار کیا ہے جبکہ مرد کی خواہش نفسانی ایسی عورت سے متنفر ہوتی ہے اور دیور تو خاوند کا بھائی ہے' اس لئے اس سے احتیاط بطریق اولیٰ ضروری ہے۔

حکایت:

امام غزالیؒ نے ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک راہب (عابد) کے پاس کچھ لوگ ایک ایسی لڑکی لے کر آئے جس کو بیماری لاحق تھی کہ وہ اس کا علاج کرے مگر اس نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن وہ لوگ اصرار کرتے رہے' حتیٰ کہ اس نے اس کے علاج کرنے کو منظور کر لیا پھر اس کے پاس شیطان آیا اور اس کے دل میں مقاربت کا وسوسہ ڈالا' جس میں وہ ملوث ہو گیا اور وہ لڑکی حاملہ ہوئی پھر اس کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ اب تجھے بہت ذلت اٹھانا پڑے گی' اس کو قتل کر دو اور اس کے رشتہ داروں کو کہہ دینا کہ وہ مر گئی ہے ادھر لڑکی کے گھر والوں کے دل میں ڈالا کہ راہب نے اس کو

قتل کیا ہے چنانچہ لڑکی والوں نے اس کو پکڑا اور قید کر دیا' تب شیطان نے کہا کہ مجھے سجدہ کرو تو اس مصیبت سے نجات پاؤ۔ تو اس نے اس کو سجدہ کیا (اور تباہ ہو گیا)۔

غور کرو کہ کس حیلہ سے شیطان نے اس کو کفر کی طرف مجبور کیا اور اپنی اطاعت پر اکسایا اور لڑکی کو اس کے پاس رکھوایا۔

## سوکن پر غیرت کو برداشت کرنا

(حدیث ۵۵۸) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَتَبَ الْغَیْرَۃَ عَلَی النِّسَاءِ، وَالْجِھَادَ عَلَی الرِّجَالِ، فَمَنْ صَبَرَ مِنْھُنَّ اِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا کَانَ لَھَا مِثْلُ اَجْرِ الشَّھِیْدِ (طب) عن ابن مسعود — (ح). (۵۵۸)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر غیرت کو لازم قرار دیا ہے اور مردوں پر جہاد کو' پس جو عورت بھی اللہ کی رضا اور طلب ثواب کے لئے (اس غصہ سے) اپنے آپ کو روکے رکھے گی' اس کے لئے شہید کے ثواب کے برابر ثواب ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

یہاں غیرت سے مراد اپنی سوکنوں پر اپنے مرد کے متعلق غیرت کھانا ہے پس جو عورت اس غصہ کو دبائے گی' اللہ تعالیٰ اس کو شہید کے برابر ثواب دیں گے' جس طرح سے مرد جہاد میں دشمن کے مقابلہ میں صبر کرتے ہیں اور ان کو شہید ہونے کا درجہ ملتا ہے۔

## غیر مردوں کیلئے زیب وزینت کرنا

(حدیث ۵۵۹) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

---

۵۵۸ (الجامع الصغیر: ۱۷۶۷) ـــ رواہ الطبرانی فی الکبیر (۱۰: ۱۰۷) کنز العمال (۴۵۱۳۴) تذکرۃ الموضوعات (۱۵۹) والبزار وقال الھیثمی فیہ عبید بن الصباح ضعفہ ابو حاتم ووثقہ البزار وبقیۃ رجالہ ثقات وقال ابن حجر فی الفتح (۹: ۳۲۵) بعد عزوہ للبزار وحدہ ورجالہ ثقات لکن اختلف فی عبید بن الصباح منھم

إِذَا تَطَيَّبَتِ الْمَرْأَةُ لِغَيْرِ زَوْجِهَا ، فَإِنَّمَا هُوَ نَارٌ وَشَنَارٌ (طس) عن أنس.(۵۵۹)

(ترجمہ) جب کوئی عورت اپنے خاوند کے علاوہ کسی اور کے لئے خوشبو لگاتی اور ہار سنگھار کرتی ہے تو یہ اس کے لئے جہنم کا سبب ہے اور عیب اور عار ہے۔

نوٹ: آج کل کی خواتین کا مزاج یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں رہ کر اپنے خاوندوں کے لئے زیب وزینت کو ترجیح نہیں دیتیں، لیکن اگر کہیں کسی کے گھر جانا ہو، شادی بیاہ ہو، سیر وسیاحت کے لئے نکلنا ہو، بازار جانا ہو، تو زیب وزینت کر کے پوری تیاری کے ساتھ نکلتی ہیں۔ حالانکہ خاوند کے لئے زیب وزینت کرنا ثواب ہے اور باہر نکل کر نامحرموں کو دکھانا حرام ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے لایبدین زینتھن الا لبعولتھن اَو آباء بعولتھن الآیة (اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر یا ان مردوں پر جو طفیلی ہوں اور ان کو ذرا توجہ نہ ہو یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے)۔

## خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا

(حدیث ۵۶۰) حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَصُومُ مَنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا- (حم،د،حب،ک) عن ابی سعید-(صح).(۵۶۰)

---

۵۵۹ (الجامع الصغیر: ۵۲۸) ___ معجم أوسط طبرانی، قال الهیثمی فیه امرأتان لم أعرفهما وبقیة رجاله ثقات ومجمع الزوائد (۵:۱۵، ۱۷۲) کنز العمال (۴۵۰۰۱).

۵۶۰ (الجامع الصغیر: ۹۸۱۵) ___ مصنف عبدالرزاق (۷۸۸۶) مشکل الآثار (۲:۴۲۴) رواه احمد (۳:۸۰) وابو داود وابن حبان والحاکم بل رواه البخاری باللفظ المذکور ومسلم فی الزکوة بلفظ: لایحل لامرة ان تصوم وزوجها شاهد إلا باذنه وخرجه البخاری فی النکاح لکنه لم یقل "وهو شاهد"

(ترجمہ) کوئی عورت ہرگز (نفلی) روزہ نہ رکھے مگر اپنے خاوند کی اجازت کے ساتھ (جبکہ اس کا خاوند موجود ہو)۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ عورت سے خاوند کو حق تمتع ہر وقت حاصل ہے اور روزہ اس کیلئے رکاوٹ ہے اور خاوند کا حق فوری ہے جو نفل سے ختم نہیں ہوسکتا لیکن اگر عورت نے خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ رکھ لیا تو روزہ صحیح ہوگا لیکن روزہ رکھنے میں عورت گناہ گار ہوگی۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ ایسے روزہ پر عورت کو ثواب نہیں ملے گا۔

اگر خاوند اپنے وطن سے دور ہو تو عورت کے لئے روزہ رکھنا مکروہ نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔ امام ابوزرعہؒ نے خاوند کے وطن سے دور ہونے میں یہ شق بھی شامل کی ہے کہ مرد بیمار ہو اور عورت سے تمتع نہ کرسکتا ہو۔

اگر عورت نے رمضان کا روزہ رکھنا ہو یا کسی فرض روزے کی یا نذر کے روزہ کی قضاء کرنی ہو تو اس کے لئے خاوند سے اجازت لینا ضروری نہیں۔ ہاں! اگر شریعت ایسے روزہ کی کسی موقع پر تاخیر کی اجازت دیتی ہو تو اس روزہ کا حکم نفل کا ہوگا اور اگر خاوند اجازت دے دے تو پھر تو کوئی حرج ہی نہیں۔

## خرچ کرنیوالا ہاتھ افضل ہے

(حدیث ۵۶۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔ (حم، طب) عن ابن عمر۔ (صح). (۵۶۱)

---

۵۶۱ (الجامع الصغیر: ۱۰۰۲۷) ___ رواہ احمد (۳: ۳۳۰، ۳۴۶، ۵: ۲۶۲) والبخاری (۲: ۱۳۹) ومسلم باب الزکاۃ (۹۵، ۹۷) والطبرانی فی الکبیر (۳: ۲۲۸) وقال الهیثمی رجاله رجال الصحیح وقال المنذری اسناده حسن وهو فی البخاری بتقدیم وتاخیر.

(ترجمہ) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی خرچ کرنے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے افضل ہے) اور خرچ کرنا اس سے شروع کر جس کا خرچ تیرے ذمہ ہو۔

(لطائف ومعارف)

علامہ راغبؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ معلم دین متعلم سے افضل ہے۔

## بیوی کے نان ونفقہ کا ثواب

(حدیث ۵۶۲) حضرت عرباضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا سَقَى الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ الْمَاءَ اُجِرَ —(تخ،طب)عن العرباض —(ح).(۵۶۲)

(ترجمہ) جب کوئی شخص اپنی بیوی کو پانی پلائے تو اس کا بھی اس کو ثواب دیا جائے گا۔

(لطائف ومعارف)

حدیث شریف میں ایسی چیز کا ذکر کیا گیا ہے جس کی غالباً کوئی قیمت نہیں ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو معمولی سی' اس سے مقصود یہ ہے کہ ایسی کم قیمت چیز مہیا کرنے پر جب خاوند کو ثواب دیا جائے گا تو جو چیزیں اس سے زیادہ قیمت کی ہیں مثلاً کھانا' لباس' خدمت گاران کا ثواب اور زیادہ ملے گا۔

بیوی کا نان ونفقہ اگرچہ خاوند کے ذمہ لازم ہے' اس کا ثواب بھی ملے گا۔

## ثواب کی نیت سے بیوی بچوں پر خرچ کرنا صدقہ ہے

(حدیث ۵۶۳) حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۵۶۲ (الجامع الصغیر: ۶۸۰) ـــ التاریخ الکبیر للبخاری (۳:۱۷۹) معجم الطبرانی الکبیر 'میزان الاعتدال (۲۴۲۹) کنز العمال (۴۴۴۳۵)

إِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً –
(حم 'ق' ن) عن أبی مسعود (صح). (۵۶۳)

(ترجمہ) جب کوئی شخص اپنے اہل خانہ پر اللہ کی رضا کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔

نوٹ: اگر کوئی شخص رضائے' خداوندی کی نیت نہیں کرے گا تو اس کا خرچہ صدقہ کی حیثیت میں نہیں ہوگا' اسی طرح سے اپنے نفس پر خرچ کرنا اور اپنی سواری پر خرچ کرنا' ہاں اگر اس نے اپنی اور اہل خانہ کی ضروریات پورا کرنے پر اللہ کی رضا کی نیت کی تو اس کو صدقہ کا ثواب پہنچے گا جیسا کہ حدیث شریف کا لفظ یحتسبها اس پر دلالت کرتا ہے۔

## بیوی کے حقوق

(حدیث ۵۶۴) حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِئْتِ حَرْثَكَ اَنّٰى شِئْتَ ،وَاَطْعِمْهَا اِذَا طَعِمْتَ، وَاكْسُهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ، وَلَا تُقَبِّحِ الْوَجْهَ ، وَلَا تَضْرِبْ (د)عن بهز بن حكيم عن جده(ح). (۵۶۴)

(ترجمہ) اپنی بیوی کے کھیت میں جیسے چاہو آؤ۔(۱) اور جب تم کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ۔(۲) اور جب تم پہنو تو اس کو بھی پہناؤ اور (اسکے) چہرہ کو برا نہ کہو (۳) اور زیادہ پٹائی نہ کرو۔(۴)

(لطائف ومعارف)

(۱) کھیتی سے مراد بیوی کا وہ مقام ہے جہاں نسل انسانی کی افزائش ہوتی ہے' یہ جگہ مرد کے لئے اس زمین کے بمنزلہ ہے جس میں کاشت کی جاتی ہے' اگلے مقام کو

---

۵۶۳ (الجامع الصغیر: ۴۹۸) ___ طبرانی فی الکبیر (۱۷: ۱۹۶) مسند احمد' بخاری' مسلم' نسائی درمنثور (۱: ۳۳۷) فتح الباری (۱: ۱۳۶).

۵۶۴ (الجامع الصغیر: ۲۹) ___ رواه احمد (۵: ۳' ۵) حدیث حسن' ابو داود (۲۱۴۳) طبرانی فی الکبیر (۱۹: ۴۱۵)

ہر طرح سے استعمال کی اجازت ہے لیکن پاخانہ کے مقام کو استعمال کرنا قطعاً حرام ہے' کھیت کے لفظ سے حضورؐ نے اپنے لطیف کنایہ اور تعریض بدیع کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے۔

آج کل مغربی دنیا کی دیکھا دیکھی ایک انتہائی جانورانہ حرکت کچھ میاں بیوی کرتے ہیں کہ باہمی ایک دوسرے کے اعضائے مخصوصہ کو چوستے ہیں۔ یہ انتہائی غلط حرکت اور بے شرمی کی بات ہے اور جس منہ کو اللہ تعالیٰ نے عزت واکرام عطاء کیا ہے اور قرآن کریم اور دیگر مقدس کلمات کے اظہار کا راستہ ہے' اس کو نجاست سے ملوث کرنا ہے' یہ عمل انتہائی برا اور قابل ترک ہے۔

(۲) اس جملہ سے وجوب نان ونفقہ کا اظہار مقصود ہے' نان ونفقہ میں خوراک اور حسب حاجت سردی وگرمی کا لباس ہے اور بیوی کی رہائش بھی خاوند کے ذمہ ہے۔

(۳) یعنی بیوی کے چہرے کو برا بھلا مت کہو' قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ چہرہ وغیرہ کی ذات وصفات کے متعلق افعال واقوال قبیحہ نہ کہو۔

(۴) بیوی کو مارنا حرام ہے' مگر نافرمان ہو تو زیادہ نہ مارو اور ایسا بھی نہ مارو کہ خون نکل آئے' اگر وہ مار کھانے سے بھی باز نہ آئے تو ہلکا یا زیادہ مارنا بھی درست نہیں' اس وقت مارنا پیٹنا چھوڑ دینا اولیٰ ہے۔

## دولتمند اپنے اور اہلخانہ سے خرچہ کرنیکی ابتداء کرے

(حدیث ۵۶۵) حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أَعْطَى اللهُ أَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ۔ (حم م) عن جابر بن سمرة –(صح). (۵۶۵)

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو مال دے تو اس کو چاہئے کہ پہلے اپنی ذات اور اہل وعیال سے خرچ کی ابتداء کرے۔

۵۶۵ (الجامع الصغیر: ۴۶۰) ـــ طبرانی فی الکبیر (۲: ۲۱۷) مسند احمد (۵: ۸۶، ۸۹) مسلم فی المغازی (۱۴۵۴) کلاهما مطولا وهو حدیث صحیح مشکوة (۳۳۴۳) کنز العمال (۱۶۲۲۷).

(لطائف ومعارف)

اہل وعیال سے مراد وہ اعزہ اقارب ہیں جن کا خرچہ آدمی کے ذمہ ہوتا ہے' اگر ان پر خرچہ کرنے کے بعد کچھ بچ جائے تو دیگر قریبی رشتہ داروں کا حق ہے' اسی طرح ضرورت مند ہمسایوں کا اور بیوگان اور یتیموں کا۔

## اپنے اہل خانہ پر خرچ سب سے افضل ہے

(حدیث ۵۶۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِيْ رَقَبَةٍ، وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ، وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ، اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِيْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ—(م) ع ابی هريرة—(صح). (۵۶۶)

(ترجمہ) وہ ایک دینار جس کو تو اللہ کے راستہ میں خرچ کرے اور وہ دینار جس کو تو غلام آزاد کرنے میں خرچ کرے اور وہ دینار جس کو تو مسکین پر خرچ کرے اور وہ دینار جس کو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے سب میں سے زیادہ اجر والا وہ دینار ہے جس کو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

گھر والوں پر خرچ کرنے سے ہر قسم کا خرچہ مراد ہے' چاہے وہ خرچہ واجب ہو یا مستحب ثواب کے اعتبار سے باقی صدقات سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ گھر والوں پر خرچ کرنا فرض عین ہے اور فرض عین فرض کفایہ سے افضل ہے۔

## اہل وعیال کی ضروریاتِ زندگی کی کفالت

(حدیث ۵۶۷) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۵۶۶ (الجامع الصغیر: ۴۲۴۳) ــــ رواہ مسلم فی الزکوٰۃ (ب ۱۲ نمبر ۳۹) مسند احمد (۲: ۴۷۳) درمنثور (۱: ۲۵۲) کنز العمال (۴۴۴۴۴) مشکوۃ (۱۹۳۱).

كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقُوْتُ- (حم،د،ک، هق)عن ابن عمرو-(صح).(۵۶۷)

(ترجمہ) آدمی کے لئے بطور گناہ کے یہ بات کافی ہے کہ وہ ان لوگوں کو ضائع کردے جن کا خرچہ اس کے ذمہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

یہ حدیث ان لوگوں کے خرچہ کو واجب کر رہی ہے جن کا خرچہ آدمی کے ذمہ ہوتا ہے کہ اگر ان کو خرچہ دینا چھوڑ دے گا تو اس کو گناہ ہوگا اور یہ گناہ اس شخص کے لئے ہے جو مال دار ہو نہ کہ تنگ دست' تنگ دست کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے لئے جتنا کما سکتا ہے کما کر کھلائے' تاکہ تنگ دستی میں ضائع نہ ہو جائیں اور زیر کفالت لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ بھی بقدرِ کفالت سے زیادہ کا مطالبہ نہ کریں کیونکہ دنیا اللہ کو مبغوض ہے اور لوگوں کی میل کچیل کا سوال کرنا قیامت کے دن زخم اور خراش ہوگی جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ "من سئل وهو غنى جاءت مسئلته يوم القيامة خموشافي وجهه" (جس شخص نے باوجود غنی ہونے کے سوال کیا تو قیامت کے دن اس کا یہ سوال اس کے چہرے میں زخم اور خراش بن کر آئے گا)۔

## خرچہ میں میانہ روی' عیالداری سے بچاتی ہے

(حدیث ۵۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَاعَالَ مَنِ اقْتَصَدَ-(حم)عن ابن مسعود-(ح).(۵۶۸)

(ترجمہ) جس شخص نے خرچہ میں میانہ روی اختیار کی وہ کبھی بھوکا نہیں ہوگا۔

---

۵۶۷ (الجامع الصغیر: ۶۲۳۷)___ رواہ احمد (۲: ۱۶۰، ۱۹۴، ۱۹۵) و ابو داود (۱۶۹۲) والحاکم والبیهقی طبرانی فی الکبیر (۱۲: ۳۸۲) مشکوۃ (۳۳۳۶) درمنثور (۱: ۲۵۴، ۳: ۶۵).

۵۶۸ (الجامع الصغیر: ۷۹۳۹)___ مصنف ابن ابی شیبۃ (۹: ۹۶) رواہ احمد (۱: ۴۴۷) رمز السیوطی لحسنہ قال عبدالحق فیه ابراهیم بن مسلم الهجری ضعیف وتبعه الهیثمی فجزم بضعفه. درمنثور (۴: ۱۷۸) کنز العمال (۱: ۵۴۳۱)

(لطائف ومعارف)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: اسی وجہ سے یہ کہاوت ہے کہ صدیق الرجل قصده وعدوه سرفه (آدمی کا دوست اس کی میانہ روی ہے اور اس کا دشمن اس کی فضول خرچی ہے) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ لا خیر فی السرف ولا سرف فی الخیر (فضول خرچی میں کوئی خیر نہیں ہے اور خیر کے راستہ میں خرچ کرنے میں کوئی فضول خرچی نہیں)۔

بحر میں لکھا ہے کہ اس حدیث یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ جس شخص نے تقوی اور توکل میں اللہ کے ساتھ میانہ روی اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کو غیر کا محتاج نہیں کریں گے بلکہ خود اس کی کفالت اور کفایت کریں گے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوگا۔ قرآن شریف میں ہے ومن یتوکّلْ عَلَی اللهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اور جو اللہ پر توکل کرے اللہ اس کو کافی ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہونے میں تقویٰ اختیار کرتا رہا اور غیر اللہ سے اعراض کرتا رہا اللہ تعالیٰ اس کے رزق کو وسیع کرتے ہیں۔

## اپنے اور اپنے اہلخانہ پر خرچ کرنا صدقہ ہے

(حدیث ۵۶۹) حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا اَطْعَمْتَ زَوْجَتَکَ فَهُوَ لَکَ صَدَقَةٌ، وَمَا اَطْعَمْتَ وَلَدَکَ فَهُوَ لَکَ صَدَقَةٌ، وَمَا اَطْعَمْتَ خَادِمَکَ فَهُوَ لَکَ صَدَقَةٌ، وَمَا اَطْعَمْتَ نَفْسَکَ فَهُوَ لَکَ صَدَقَةٌ۔ (حم، طب) عن المقدام بن معدیکرب۔ (ح). (۵۶۹)

(ترجمہ) جو تو اپنی بیوی کو کھلائے گا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور جو تو اپنے بچہ کو

۵۶۹ (الجامع الصغیر: ۷۸۲۴) ــــ رواه أحمد والطبرانی فی الکبیر وقال الهیثمی رجاله ثقات کنز العمال (۱۶۳۲۱) درمنثور (۱: ۳۳۷) تفسیر ابن کثیر (۲: ۲۶۴) تاریخ دمشق (۵: ۸۹) وقال المنذری بعد ما عزاه لأحمد إسناده جید.

کھلائے گا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور جو تو اپنے خاوند کو کھلائے یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو اپنے آپ کو کھلائے یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔

## لوگوں میں برا شخص اپنے گھر میں تنگی کرنیوالا ہے

(حدیث ۵۷۰) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شَرُّ النَّاسِ الْمُضَيِّقُ عَلٰى أَهلِهِ. (طس) أبی أمامة . (ح)(۵۷۰)

(ترجمہ) لوگوں میں سے برا شخص وہ ہے جو اپنے اہل خانہ بیوی اولاد اور عیال پر تنگی کرے۔

(لطائف ومعارف)

طبرانی شریف میں اس حدیث کا بقیہ حصہ اس طرح سے ہے:

قالوا یا رسول اللہ! وکیف یکون مضیقا علی اھلہ قال الرجل اذا دخل بیتہ خشعت امرأتہ وھرب ولدہ وفرّ فاذا خرج ضحکت امراتہ واستأنس اھل بیتہ اھ۔

(صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آدمی اپنے گھر والوں پر کس طرح سے تنگی کرتا ہے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اس کی بیوی ڈرنے لگے اور اس کی اولاد بھاگ جائے اور جب باہر جائے تو اس کی بیوی خوش ہو اور گھر والے مانوس ہوں)۔

## لوگوں پر خرچ کرنیکی ترتیب

(حدیث ۵۷۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فَقِيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهٖ، فَاِنْ كَانَ فَضْلٌ فَعَلٰى عِيَالِهٖ،

---

۵۷۰ (الجامع الصغیر: ۴۸۷۸) ــــ مجمع الزوائد (۸: ۲۵) کنز العمال (۴۴۹۷۲) رواہ الطبرانی فی المعجم الاوسط والدیلمی وھو حدیث ضعیف۔

فَاِنْ كَانَ فَضْلٌ" فَعَلٰى ذِى قَرَابَتِهٖ،فَاِنْ كَانَ فَضْلٌ" فَهٰهُنَا وَهٰهُنَا-(حم،م، د،ن)عن جابر –(صح). (۵۷۱)

(ترجمہ) اگر کوئی شخص فقیر ہو تو اپنی ذات سے خرچہ شروع کرے پس اگر کچھ بچ جائے تو اپنے عیال پر خرچ کرے پھر اگر کچھ بچ جائے تو اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرے پھر بھی اگر کچھ بچ جائے تو ادھر ادھر خرچ کرے۔

(لطائف ومعارف)

رشتہ داروں سے مراد رشتہ کے اصول (باپ' دادا' پڑدادا' نانا' پڑنانا' دادی' پڑدادی' ماں' نانی' پڑنانی اور ان سے اوپر کے رشتے) اور فروع (بیٹا' بیٹی اور ان کی اولاد) ہیں' خرچہ میں اقرب فالاقرب اور احوج فالاحوج کو مقدم رکھے۔ اور ادھر ادھر سے مراد نیکی کے مختلف مقامات ہیں۔

خرچہ میں مذکورہ بالا حدیث والی ترتیب قائم رکھے۔ اگر حقوق زیادہ ہوں تو مؤکد در مؤکد کو مقدم رکھے اور نفلی صدقہ میں مصلحت کے مطابق نیکی کے مختلف مقامات کا لحاظ کرے۔

## بچے زیادہ جننے والی خاتون اللہ کو زیادہ محبوب ہے

(حدیث ۵۷۲) حضرت حرملہ بن نعمانؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَمْرُأَةٌ وَلُودٌ" اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ امْرَاَةٍ حَسْنَاءَ لَا تَلِدُ، اِنِّىْ مُكَاثِرٌ" بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ–ابن قانع عن حرملة بن النعمان– (ح). (۵۷۲)

---

۵۷۱ (الجامع الصغیر: ۸۱۴) ــــ رواه أحمد ومسلم وابو داود باب العتق (۹) والنسائی بیوع ب ترمذی (۸۴) وهو حدیث صحیح. مصنف عبدالرزاق (۱۶۹۸۵) کنز العمال (۱۶۲۳۰، ۱۶۲۵۹، ۱۶۲۶۰) مسند الشافعی (۳۲۷).

۵۷۲ (الجامع الصغیر: ۱۶۲۶) ــــ رواه ابن قانع فی معجم الصحابة تلخیص الحبیر (۳: ۱۱۶) کنز العمال (۴۴۵۴۰)

(ترجمہ) بچے جننے والی عورت اللہ تعالیٰ کو اس حسین عورت سے زیادہ محبوب ہے جو بچے نہیں جنتی، میں قیامت کے دن سب امتوں کے سامنے تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں بچے زیادہ جننے پر حرص دلائی گئی ہے اور اس کے ضمن میں عزل سے ممانعت موجود ہے، اگر کوئی عزل کرے گا تو اس کے لئے اس حدیث میں توبیخ موجود ہے اور یہ بھی کہ انسان کے لئے مناسب ہے کہ وہ شرعی مقاصد کی رعایت رکھے اور شہوات نفسانیہ پر شرعی مقاصد کو ترجیح دے۔

عزل کا معنی تخم انسانی کو باہر گرانا ہے تاکہ اس سے اولاد پیدا نہ ہو۔

## بیٹی کی برکات

(حدیث ۵۷۳) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِنَ النَّارِ — (حم، ق، ن) عن عائشة — (صح). (۵۷۳)

(ترجمہ) جو شخص ان بیٹیوں کی آزمائش میں کچھ مبتلا ہوا اور ان سے نیک سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لئے جہنم کے سامنے پردہ بن جائیں گی۔

(لطائف ومعارف)

بیٹیوں کی آزمائش میں مبتلا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے بیٹیاں ہی بیٹیاں دی ہوں یا بیٹیوں کی شرعی ضروریات پوری نہ کرسکتا ہو جیسے کھلانے کو اور پہنانے کو کچھ نہ ہو یا شادی بیاہ ہو جانے کے بعد مطلقہ، بیوہ ہو جائیں اور ان کا خرچہ خود کو اٹھانا پڑے یا جہاں بیٹیوں کی شادیاں ہوئیں وہاں کے جھگڑوں کی وجہ سے پریشانی رہتی ہو، ان

۵۷۳ (الجامع الصغیر: ۸۲۷۸) — مشکوۃ (۴۹۴۹) درمنثور (۱: ۳۳۸) کنز العمال (۴۵۳۶۳) رواہ احمد والبخاری (۲: ۱۳۶) ومسلم البر والصلة (۳۴۷) والنسائی، تفسیر قرطبی (۱۰: ۱۱۸).

تمام حالات میں جو شخص اپنی بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کرے گا کہ بقدر واجب سے زیادہ اچھا برتاؤ کرے گا تو اس کا یہ عمل اس کیلئے جہنم کے سامنے ڈھال بن جائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں، اس نے بھیک مانگی لیکن میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہیں تھا۔ میں نے وہی اس کو دے دی تو اس نے اس کو دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دیا اور خود نہ کھایا پھر اٹھ کر چلی گئی جب حضور ﷺ تشریف لے آئے تو میں نے آپؐ کو یہ قصہ سنایا تو آپؐ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی کہ جو بیٹیوں کی وجہ سے آزمائش میں پڑا اور ان سے حسن سلوک کیا تو یہ اس کے لئے جہنم کے سامنے ڈھال بن جائے گی (چاہے باپ حسن سلوک کرے یا ماں دونوں کو یہی ثواب ملے گا)۔

# شادی اور نکاح

## اولاد کے والدین پر حقوق

(حدیث ۵۷۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنْ حَقِّ الْوَلَدِ عَلٰی وَالِدِہٖ اَنْ یُعَلِّمَہُ الْکِتَابَۃَ، وَاَنْ یُحَسِّنَ اسْمَہُ، وَاَنْ یُزَوِّجَہُ اِذَا بَلَغَ۔ ابن النجار عن ابی ھریرۃ۔ (ج) (۵۷۴)

(ترجمہ) بچہ کا اپنے والد پر یہ حق ہے کہ وہ اس کو لکھنا سکھائے اور اس کا اچھا نام رکھے اور جب بالغ ہو تو اس کی شادی کرے۔

(لطائف ومعارف)

اگر باپ نہ ہو تو دادا پر لازم ہے، اگر وہ نہ ہو تو پھر ماں پر اور اسی طرح سے لکھنے کے ساتھ پڑھنا بھی سکھائے اور دیگر آداب بھی اور ہر وہ چیز جس کی انسان کو زندگی میں

---

۵۷۴ (الجامع الصغیر: ۲۴۸۹) ___ رواہ ابن النجار فی تاریخہ باسناد ضعیف لکن لہ شاھد کنز العمال (۴۵۴۱۶)

ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی پہچان کرائے اور اچھا نام رکھے۔ اچھے نام وہ ہیں جو اللہ کو زیادہ محبوب ہوں جیسے عبداللہ اور عبدالرحمٰن اور ایسے ہی انبیاء کرام کے اسمائے گرامی اور شیاطین اور برے لوگوں کے ناموں پر اپنے بچوں کا نام نہ رکھے جیسا کہ آج کل بعض لوگ انگریزوں کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھ دیتے ہیں اور ایسے ہی اس نام سے بھی بچیں جس کا معنی مفہوم درست نہ ہو۔ اور جب بچہ یا بچی بالغ ہو تو اس کی شادی کرانا بھی والد اور دادا وغیرہ کا حق ہے کیونکہ شادی سے آدمی کا آدھا دین محفوظ ہو جاتا ہے اور تعلیم کی اجرت اگر بچہ مالدار ہے تو اس کے مال سے ادا کی جائے ورنہ باپ اپنے مال سے ادا کرے ورنہ اس کا دادا پڑدادا بالترتیب پھر ماں وغیرہ۔

اس حدیث میں اولاد کے جتنے حقوق ذکر کئے گئے ہیں اس میں لڑکا اور لڑکی دونوں شامل ہیں اور دنیاوی تعلیم اتنا دینی چاہئے جتنا ضروری ہو اور والدین پر بچوں کا یہ بھی حق ہے کہ وہ بچوں کو ضروریات دین کی تعلیم دے اور اس سے زیادہ کی تعلیم مستحب ہے۔

## فوائد نکاح

(حدیث نمبر ۵۷۵) حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ (۵۷۵).

(ترجمہ) اے گروہ نوجوانان! تم میں سے جو نکاح کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ نکاح کر لے کیونکہ یہ نظر کو خوب جھکاتا ہے اور فرج کی خوب حفاظت کرتا ہے اور جو نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس پر لازم ہے کہ وہ روزے رکھے یہ اس کے لیے برائی سے بچنے کا ذریعہ ہیں۔

---

۵۷۵ بخاری فتح الباری ص ۱۰۶، ج ۹، مسلم ص ۱۷۳ ج ۹، مسند احمد ۳۷۸ ص، ج ۱، صحیح سنن ابی داود ۳ ص، ج ۳، نسائی ص ۵۶-۵۷ ج ۶، ابن ماجة ص ۱۹۲ ج ۱، حدیث نمبر ۱۸۴۵، ترغیب و ترہیب ص ۶۶-۶۷ ج ۳

(لطائف ومعارف)

اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جس آدمی کے پاس نکاح کرنے کی طاقت ہو (یعنی بیوی کا خرچہ اور مہر ادا کرنے کی ہمت ہو) تو اس کو نکاح کرنا سنت ہے کیونکہ یہ نکاح کرنے سے نظر بد کی بیماریوں سے محفوظ ہو جائے گا اور یہ نکاح اس کی نظریں جھکانے اور غیر محرم عورتوں اور امارد سے نظروں کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہوگا اور اپنی شرمگاہ کو حرام سے بچانے کا بہترین واسطہ ہوگا۔ اور جو آدمی بیوی کا حق مہر اور اس کا خرچ (نان نفقہ، لباس، مکان) نہیں رکھتا تو وہ (کثرت سے) روزے رکھے یہ روزے اس کو شرمگاہ اور نظر بد اور برے وساوس سے باز رکھنے میں معاون ہوں گے اور شہوت کو ختم کر دیں گے اور اگر چند روز روزے رکھے تو یہ قاطع شہوت نہ ہوں گے بلکہ یہ شہوت مزید بھڑکائیں گے اور چند ایام کے روزے حدیث میں مقصود نہیں بلکہ کثرت سے لگاتار روزے رکھے۔ امام نووی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت اپنی شرح مسلم شریف جلد ۹ صفحہ ۱۷۳ پر لکھتے ہیں کہ اس حدیث مبارک میں اس آدمی کو نکاح کرنے کا حکم ہے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے اور یہ حکم مستحب درجہ کا ہے وجوب کے درجہ کا نہیں ہے نکاح کا حکم چار قسم پر ہے

(۱) آدمی کا نفس نکاح کی خواش رکھتا ہو اور نکاح کا خرچہ (یعنی بیوی کا مہر اور نفقہ) بھی رکھتا ہو تو اس کے لیے نکاح کرنا مستحب ہے۔

(۲) نہ تو نکاح کی خواہش ہو اور نہ ہی خرچ برداشت کر سکتا ہو تو نکاح کرنا مکروہ ہے۔

(۳) نکاح کا ارادہ تو ہو مگر خرچ نہ ہو تو نکاح کرنا مکروہ ہے اور اس حالت میں اس کو حکم ہے کہ وہ روزے (کثرت سے) رکھے تا کہ یہ خواہش نفس دفع ہو جائے۔

(۴) خرچہ تو موجود ہو مگر خواہش نکاح نہ ہو تو امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ نکاح نہ کرے بلکہ اسے عبادت میں مصروف رہنا افضل ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا اور بعض شافعی علماء کا اور بعض مالکی علماء کا مذہب یہ ہے کہ اس کے لیے نکاح کرنا ہی افضل ہے اھ۔

اور علامہ ملا علی قاری مرقات میں لکھتے ہیں کہ نکاح وطی اور عقد میں مشترک ہے اور

بعض فقہاء احناف نے نکاح کرنے کو واجب لکھا ہے اور وجہ اس کی حرام میں پڑنے کا اندیشہ ہے اور عام فقہاء احناف یہ فرماتے ہیں کہ نکاح کرنا سنت ہے لیکن جب گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو پھر نکاح کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اور اپنے آپ کو عبادت کیلئے فارغ کرنے سے نکاح کرنا افضل ہے۔ (حاشیہ مشکوۃ)۔

اور علامہ ابن حجر مکی کتاب الامضاح صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں نکاح کا حکم استحبابی ہے اور اس حدیث میں اس بات کی تردید بھی ہے کہ جو لوگ شادی نہیں کرتے جب ان کو شہوت زور کرتی ہے تو وہ شہوت کو کافور سے یا دوسری دواؤں سے ختم کر دیتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں۔ اور شہوت کی اصل کو بالکل ختم کر دینا حرام ہے جیسے اپنے آپ کو خصی کرنا حرام ہے اور شہوت کو دفع کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے جو حدیث میں وارد ہوا ہے اور جیسے امام طبرانی نے اوسط میں اور ضیاء مقدسی نے (فضائل اعمال میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

**علیکم بالباء ۃ فمن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه وجاء له (۲).**

(۲) ہیثمی نے مجمع الزوائد ص ۲۵۲، ج ۴ میں اسے نقل کر کے فرمایا ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور کہا کہ بزار نے بھی اسے نقل کیا ہے۔

(ترجمہ) تم نکاح کرو (اگر تمہارے پاس بیوی کا خرچ اور مکان اور کپڑے دینے کی طاقت ہو تو) ورنہ جس میں یہ طاقت نہیں ہے اس پر لازم ہے کہ وہ روزے رکھے (کثرت سے) کیونکہ یہ اس کی خواہش نکاح کو ختم کر دیں گے۔

اس حدیث سے نکاح کے درج ذیل فوائد معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) نکاح نظر بد سے بچاتا ہے جس کا آخرت میں بہت بڑا وبال اور عذاب ہے۔

(۲) شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے جس کا دنیا اور آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔

(تنبیہ) شباب (نوجوان) کا لفظ جو حدیث میں وارد ہوا ہے یہ جماع کی طاقت رکھنے والے افراد کے لیے استعمال ہوا ہے اگرچہ وہ عمر رسیدہ (چالیس سال اور اس سے زائد عمر کے) ہوں جیسا کہ روزے کی حالت میں بیوی کو بوسہ دینے کی بوڑھے کو اجازت ہے اور نوجوان کو نہیں یعنی جس کو بوسہ دینے سے شہوت لاحق ہو جاتی ہے وہ

بوڑھا بھی ہوتو نوجوان کے حکم میں ہے اور جس کو بوسہ دینے سے شہوت نہ ہو اگرچہ وہ نوجوان ہو وہ بوڑھوں کے حکم میں ہے اس بنا پر حدیث میں جو لفظ شباب کا آیا ہے اس سے ایسے افراد اور اشخاص مراد ہیں جن کو خواہش جماع ہوتی ہو چاہے بوڑھے ہوں یا جوان ہوں۔

## شادی کے ولیمہ میں شرکت

(حدیث ۵۷۶) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

ائْتُوا الدَّعْوَةَ اِذَا دُعِيْتُمْ (م) عن ابن عمر (صح). (۵۷۶)

(ترجمہ) جب تمہیں (کہیں) دعوت پر بلایا جائے تو جایا کرو۔ (۱)۔

(لطائف ومعارف)

(۱) اس دعوت سے مراد شادی کا ولیمہ ہے' اس میں شرکت کا اصل مقصد باہمی الفت ومحبت ہے اور نفوس میں جبلی طور پر اس شخص کے لئے محبت رکھی گئی ہے جو ان کی عزت وتکریم کرے' ایسے مواقع میں شرکت نہ کرنے میں بے شمار مفاسد ہیں۔

## شادی پر ہلکا سا ولیمہ بھی کافی ہے

(حدیث ۵۷۷) حضرت انس اور حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ- مالک-(حم،ق،۴)عن انس-(خ) عن عبدالرحمن بن عوف-(صح). (۵۷۷)

(ترجمہ) (اپنی شادی کا) ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کے ساتھ (بھی کیوں نہ ہو)۔

---

۵۷۶ (الجامع الصغیر: ۳۱) ــــ ترمذی (۱۰۹۸) مسند احمد (۲:۱۵۵) صحیح' مسلم فی باب النکاح (۹۹' ۱۰۲)

۵۷۷ (الجامع الصغیر: ۲۸۰۰) ــــ رواہ احمد (۳:۱۶۵) والبخاری (۱:۱۳' ۵:۳۹) ومسلم باب النکاح (۷۹' ۸۰' ۸۱) مالک فی الموطا (۵۴۵) والنسائی (۶:۱۲۰) وابو داود (۲۱۰۹) والترمذی (۱۰۹۴' ۱۹۳۳) وابن ماجة (۱۹۰۷) عن انس والبخاری عن عبدالرحمن بن عوف وله عدة طرق فی الصحیحین والسنن.

## شادی کا اچھا اور برا کھانا

(حدیث ۵۷۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْعُرْسِ يُطْعَمُهُ الْاَغْنِيَاءُ، وَيُمْنَعُهُ الْمَسَاكِيْنُ۔

(قط) فی زوائد ابن مردک عن ابی هریرة۔(ح). (۵۷۸)

(ترجمہ) برا کھانا شادی کا کھانا ہے جس کو دولت مند کھاتے ہیں اور مساکین وفقراء روکے جاتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

وہ شادی کا کھانا جہاں فقراء کو کھانے سے نہ روکا جائے وہ مذموم نہیں ہے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔

## انبیاء کی پانچ سنتیں

(حدیث ۵۷۹) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

خَمْسٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ: الْحَيَاءُ، وَالْحِلْمُ، وَالْحِجَامَةُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالنِّكَاحُ۔(طب) عن ابن عباس۔(ح). (۵۷۹)

(ترجمہ) پانچ چیزیں (انبیاء اور) رسل کی سنتیں ہیں، حیاء، حلم، فصد لینا، خوشبو لگانا اور نکاح کرنا۔

(لطائف ومعارف)

امام احمدؒ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن نکاح کی جگہ مسواک کا ذکر کیا ہے۔

---

۵۷۸ (الجامع الصغیر: ۳۱۸۴) ــــ رواه الدار قطنی فی زوائد ابن مردک او فی فوائد ابن مردک وحسنه السیوطی رمزا. کنز العمال (۴۴۶۲۵).

۵۷۹ (الجامع الصغیر: ۳۹۵۹) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر (۱۱: ۱۸۶) قال الهیثمی فیه اسمٰعیل بن شیبة قال الذهبی واه وذکر له هذا الحدیث وغیره ورواه عنه أحمد ایضا لکنه قال: السواک بدل النکاح درمنثور (۱: ۱۱۳) التاریخ الکبیر للبخاری (۸: ۲۸) کنز العمال (۱۷۲۳۷، ۱۷۲۳۸)

قرآن کریم میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی شادیوں اور اولاد کا تذکرہ اس آیت میں مذکور ہے۔

ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لهم ازواجا وذرية. (سورة رعد: ۳۸)

(ترجمہ) ہم نے آپؐ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ان کو بیویاں اور اولاد عطاء فرمائی۔

## نکاح کر کے رزق میں برکت حاصل کرو

(حدیث ۵۸۰) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِلْتَمِسُوا الرِّزْقَ بِالنِّكَاحِ—(فر) عن ابن عباس—(ض)(۵۸۰)

(ترجمہ) رزق کو نکاح کے ساتھ تلاش کرو۔

(لطائف ومعارف)

اتحاف میں ہے کہ یہ حدیث اور "تزوجوا النساء فانهن يأتين بالمال" والی حدیث فقیر کے لئے شادی بیاہ کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ (مناوی)

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تنگ دست ہو تو وہ شادی کر لے کیونکہ اللہ تعالیٰ ضعفاء کی وجہ سے رزق دیتے ہیں اور عورتیں اور بچے ضعیف ہیں۔ اس لئے اگر کوئی شخص اپنی تنگ دستی کو دور کرنے کے لئے نکاح کر لے تو اللہ تعالیٰ اس عورت کے سبب اس کے رزق میں وسعت فرمادیں گے۔

## شادی کرو ورنہ کثرت سے روزے رکھو

(حدیث ۵۸۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۵۸۰ (الجامع الصغير: ۱۵۶۷) ___ رواه الديلمي في الفردوس من حديث مسلم بن خالد عن سعيد بن ابي صالح عن ابن عباس ومسلم بن خالد قال الذهبي في الضعفاء: قال البخاري وابو زرعة منكر الحديث، قال السخاوي وشيخه ضعيف لكن له شواهد عن ابن عباس جمع الجوامع للسيوطي (۴۱۴۳).

عَلَيْكُمْ بِالْبَاءَةِ،فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ،فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ-
(طس)والضياء عن انس-(صح). (٥٨١)

(ترجمہ) اپنے اوپر شادی کو لازم کرلو پس جو شادی کی طاقت نہیں رکھتا' اس پر (لگاتار) روزے رکھنا ہے پس یہ اس کے لئے رکاوٹ ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی مسلسل روزے رکھنے سے اس کی شہوت کمزور ہو جائے گی اور روحانی اثرات بھی بڑھ جائیں گے جس سے آدمی گناہ سے بچ سکے گا۔

## شادی وسعت رزق کا سبب بھی ہے

(حدیث ۵۸۲) حضرت عائشہؓ اور حضرت عروہ بن زبیرؒ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ فَإِنَّهُنَّ يَأْتِينَ بِالْمَالِ-البزار (خط) عائشة(د)فی مراسیله عن عروة مرسلا(ح). (٥٨٢)

(ترجمہ) خواتین سے نکاح کیا کرو کیونکہ یہ مال لاتی ہیں۔

(لطائف ومعارف)

مال لانے کا مطلب یہ ہے کہ رزق کا نزول عیالداری اور مشقت کے بقدر ہوتا ہے پس جس شخص نے اخروی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے نکاح کیا مثلاً امت محمدیہ ﷺ کی کثرت ہو' میری اولاد اللہ کی عبادت کرے' دین کی خدمت کرے' محض صحبت اور قضائے شہوت مقصود نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جگہ سے رزق مہیا کریں گے جہاں سے اس کو وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔

---

٥٨١ (الجامع الصغير: ٥٥١٤)___ رواه الطبرانی فی المعجم الأوسط والضياء فی المختارة والديلمی فی الفردوس حديث صحيح.

٥٨٢ (الجامع الصغير: ٣٢٨٤)___ رواه البزار والخطيب عن عائشة وابو داود فی المراسيل عن عروة مرسلا وهو حديث حسن وله شواهد منها خبر الثعلبی عن ابن عجلان كذا قاله السيوطی. مستدرک حاکم (٢: ١٦٢) مصنف ابن ابی شيبة (٤: ١٢٧) تاريخ بغداد (٩: ١٤٧)

## دیندار عورت سے نکاح کی ترغیب

(حدیث ۵۸۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمَرْأَةَ تُنْكَحُ لِدِيْنِهَا، وَمَالِهَا، وَجَمَالِهَا، فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ—(حم، م، ت، ن) عن جابر—(صح). (۵۸۳)

(ترجمہ) عورت کے ساتھ اس کی دینداری، دولت مندی اور حسن و جمال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تم دیندار کے ساتھ نکاح کو ترجیح دیا کرو۔

(لطائف ومعارف)

ہاتھ خاک آلود ہونے کا کلمہ اہل عرب دعا کے زمرہ میں استعمال کرتے تھے، اس سے بددعا مراد نہیں ہوتی تھی بلکہ اس کلمہ سے اس پر ترغیب وتحریص مراد ہے کہ دیندار عورت سے نکاح کیا کرو۔

## مناسب دیندار رشتہ ملے تو رشتہ کرلو

(حدیث ۵۸۴) حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عمر اور حضرت ابوحاتم المزنی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهُ وَدِيْنَهُ فَزَوِّجُوْهُ، اِنْ لَا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ۔ (ت، ه، ك) عن أبي هريرة (عد) عن ابن عمر (ت، هق) عن أبي حاتم المزني، وصله غيره—(صح). (۵۸۴)

(ترجمہ) جب تمہارے پاس تمہارے پسندیدہ اخلاق والے اور پسندیدہ دیندار کا رشتہ آئے تو اسے رشتہ دے دو، اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور

---

۵۸۳ (الجامع الصغیر: ۲۱۱۴) ــــ رواہ احمد ومسلم باب الرضاع (۵۴) والترمذی (۱۰۸۶) والنسائی باب النکاح (۱۰) درمنثور (۱: ۲۵۷) کنز العمال (۴۴۵۴۱)

۵۸۴ (الجامع الصغیر: ۳۴۷) ــــ ترمذی، ابن ماجة (۱۹۶۷) حاکم (۲: ۱۶۹) عن ابی هریره وابن عدی عن ابن عمر، والترمذی والبیهقی عن ابی حاتم المزنی وله هذا الحدیث.

طویل فساد برپا ہوگا۔

(یعنی) اگر تم ایسے پسندیدہ آدمی کو رشتہ نہیں دو گے اور کسی مالدار اور صاحب جاہ کی طرف مائل ہو گے تو اکثر عورتیں اور اکثر مرد بلا نکاح رہ جائیں گے پھر زنا کی کثرت ہو گی اور عار لاحق ہو گی تو عار کھانے والے غیرت کے نام پر قتل کریں گے اور فتنے بھڑک اٹھیں گے اور مشکلات کھڑی ہو جائیں گی۔

## منگیتر کو دیکھنا

(حدیث ۵۸۵) حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا خَطَبَ اَحَدُكُمُ الْمَرْاَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَنْظُرَ اِلَيْهَا اِذَا كَانَ اِنَّمَا يَنْظُرُ اِلَيْهَا لِخِطْبَتِهِ ، وَاِنْ كَانَتْ لَا تَعْلَمُ۔ (حم طب) عن أبی حمید الساعدی –(ح). (۵۸۵)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو اس کو دیکھنے میں کوئی گناہ نہیں وہ اس کو نکاح میں پسند کرنے کے لئے دیکھے اگرچہ وہ نہ جانتی ہو (کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے)۔

اگر نکاح کا ارادہ نہ ہو صرف نکاح کا حیلہ کر کے دیکھے تو یہ حرام ہے۔

اگر مرد میں کوئی عیب ہوں تو وہ بھی دوسرے فریق کو بتا دینے چاہئیں ان کو دھوکہ نہ دیا جائے۔

## اچھے خاندان میں نکاح کا فائدہ

(حدیث ۵۸۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَزَوَّجُوْا فِی الْحُجُزِ الصَّالِحِ، فَاِنَّ الْعِرْقَ دَسَّاسٌ – (عد)عن

۵۸۵ (الجامع الصغیر: ۵۷۸) ــــ مسند احمد (۵: ۴۲۴) کنز العمال (۴۴۵۲۵) والطبرانی وقال الهیثمی رجال احمد رجال الصحیح.

انس. (۵۸۶)

(ترجمہ) اچھے خاندان میں نکاح کرو کیونکہ خاندانی اثر کی کشش ہوتی ہے۔

(لطائف ومعارف)

یہاں اچھے خاندان سے مراد پاکدامن گھرانہ ہے' مطلب یہ ہے کہ جب آدمی کسی اچھے گھرانے میں شادی کرے گا تو جو بچہ پیدا ہوگا وہ عمل واخلاق میں ماں کے خاندان کے مشابہ ہوگا اور اگر اچھے خاندان میں شادی نہ کی تو بچہ بھی ویسا ہی ہوگا۔

## نکاح کیلئے لڑکی سے پوچھنا

(حدیث ۵۸۷) حضرت عرس بن عمیرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

آمِرُوا النِّسَاءَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ، فَاِنَّ الثَّیِّبَ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا. وَاِذْنُ الْبِکْرِ صَمْتُهَا— (طب،هق)عن العرس ابن عمیرة. (۵۸۷)

(ترجمہ) عورتوں سے (نکاح کیلئے) پوچھ لیا کرو' شادی شدہ اپنے متعلق (نکاح کی پسندیدگی اور رد کو) واضح طور پر اظہار کرے اور کنواری کا خاموش رہنا ہی اس کا نکاح کی اجازت دینا ہے۔

(لطائف ومعارف)

عورتوں سے ان کے نکاح کے متعلق پوچھ لیا کرو کیونکہ یہ الفت کا متقاضی ہے اور طیب نفس کا بھی' خصوصاً ان کی ماؤں سے پوچھ لو کیونکہ لڑکی کے ارادہ کے متعلق اور اس کے منگیتر کے متعلق اس کے باطنی حال کو اس کی والدہ بہتر جانتی ہے۔

---

۵۸۶ (الجامع الصغیر: ۳۲۸۳) ___ رواه ابن عدی فی الکامل فی الضعفاء (۷:۲۵۳۵) والدیلمی فی الفردوس والمدینی فی کتاب تضییع العمر وزاد وانظر فی ای نصاب تضع ولدک قال الحافظ العراقی وکلها ضعیف. کنز العمال (۴۴۵۵۹) تذکرة الموضوعات (۱۲۷) کشف الخفاء (۲:۷۷).

۵۸۷ (الجامع الصغیر: ۱۸) ___ مصنف عبدالرزاق (۱۰۳۱۰، ۱۰۳۱۱) کنز العمال (۴۴۶۴۰) طبرانی کبیر سنن کبری بیهقی (۷:۱۲۳) تاریخ حاکم وقال الهیثمی رجال الطبرانی ثقات.

## نکاح کے موقع پر کنواری عورت کی خاموشی قبولیت نکاح کی علامت ہے

(حدیث ۵۸۸) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

اَلَا یَتِیمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا، وَالْبِکْرُ تُسْتَاْذَنُ فِیْ نَفْسِهَا، وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا – مالک (حم، م، ۳) عن ابن عباس – (صح). (۵۸۸)

(ترجمہ) رانڈ عورت اپنے ولی کی بنسبت اپنے نکاح کرنے کی زیادہ حق دار ہے اور کنواری سے اس کے نکاح کے بارے میں اجازت لی جائے اور (اپنے نکاح کے ایجاب وقبول کے موقع پر) خاموش رہنا (اس کی طرف سے) اجازت کے زمرہ میں ہے (کیونکہ کنواری عورت وضاحت کے ساتھ ایجاب وقبول کے اظہار میں شرم محسوس کرتی ہے)۔

## کنواری عورت سے نکاح کے فائدے

(حدیث ۵۸۹) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

تَزَوَّجُوا الْاَبْکَارَ، فَاِنَّهُنَّ اَعْذَبُ اَفْوَاهًا، وَاَنْتَقُ اَرْحَامًا، وَاَرْضٰی بِالْیَسِیْرِ – (طب) عن ابن مسعود – (ض). (۵۸۹)

(ترجمہ) کنواری عورتوں سے نکاح کیا کرو کیونکہ یہ منہ کی بہت میٹھی ہوتی ہیں اور کثرت سے بچے جننے والی ہوتی ہیں اور تھوڑے پر راضی ہو جاتی ہیں۔

(لطائف ومعارف)

منہ کی میٹھی ہونے کا مطلب خوش گفتار ہونا ہے اور میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ خوش طبعی، مزاح اور کھیل کود کرنا ہے جبکہ بڑی عمر کی عورت سنجیدہ ہوتی ہے اور اس طرح کی باتوں کو عموماً پسند نہیں کرتی اور کثرت سے بچے جننے کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی کی کنواری عورت سے شادی ہوتی ہے تو وہ ابتداء ہی سے اس کیلئے بچے جنتی ہے، بخلاف رانڈ کے کہ اس نے کسی اور کیلئے پہلے بچے جنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کے پاس

---

۵۸۸ (الجامع الصغیر: ۳۱۰۹) ــــ رواه مالک فی الموطا واحمد ومسلم وابو داود والنسائی والترمذی وابن ماجة.

۵۸۹ (الجامع الصغیر: ۳۲۸۵) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر قال الهیثمی فیه ابو بلال الاشعری ضعفه الدارقطنی۔ کنز العمال (۴۴۵۶۰) السلسلة الصحیحة (۲: ۱۹۴) اتحاف السادة (۵: ۳۴۸).

آ کر اگر بچے جننے گی بھی تو برائے نام اور تھوڑے پر راضی ہونے کا مطلب ہے کہ چونکہ وہ شروع سے ہی ایک آدمی کے نکاح میں آتی ہے تو وہ اپنے خاوند سے اس کی طبیعت کے مطابق اگر وہ اس کو تھوڑی سی صحبت پر بھی عادی بنالے تو وہ اس پر راضی رہتی ہے بخلاف رانڈ عورت کے کہ اس کی صحبت کی خواہش کا نئے خاوند کو علم نہیں ہوتا۔ اس لئے نیا خاوند اس کو ہوسکتا ہے تھوڑی صحبت پر راضی نہ کر سکے اور وہ تھوڑی سی صحبت پر راضی نہ رہ سکے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے ساتھ نباہ نہ ہو اور معاملہ طلاق تک پہنچ جائے یا دوسری جگہ تلاش کرنے لگے اور تھوڑے سے پر راضی ہونے کا مطلب یہ بھی ہے کہ اگر اس کو معمولی سا نان ونفقہ دے دیا جائے تو اس پہ راضی ہو جاتی ہے کیونکہ اس کو بہت سے مردوں کے نکاح میں جانے کا تجربہ نہیں ہوتا اور وہ خاوند کو یہ نہیں کہتی کہ میں فلاں کے پاس خوش حال تھی اور تیرے پاس بدحال ہوگئی ہوں بلکہ وہ اکثر طور پر کم نفقہ پر ہی راضی رہتی ہے۔

اس میں ایک بات یہ ہمیشہ سامنے رکھنی چاہئے کہ آدمی دنیاوی لحاظ سے اپنے سے کم تر عورت کے ساتھ رشتہ کرے اگر اپنے سے زیادہ امیر گھرانے میں رشتہ کرے گا تو وہ کبھی بھی تھوڑے خرچ پر راضی نہیں رہے گی۔

## شادی کرنے سے تنگدستی دور ہوتی ہے

(حدیث ۵۹۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً اور حضرت عروہ بن زبیر سے مرسلاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ فَاِنَّهُنَّ يَاْتِيْنَ بِالْمَالِ — البزار (خط) عائشة (د) فی مراسيله عن عروة مرسلا (ح). (۵۹۰)

۵۹۰ (الجامع الصغير: ۳۲۸۴) — مصنف ابن ابی شیبة (۴:۱۲۷) تاریخ بغداد (۹:۱۴۷) رواه الخطيب فی تاريخ بغداد والبزار فی مسنده والدار قطنی فی سننه والحاكم فی المستدرک (۲:۱۶۲) وابن مردويه والديلمی كلهم من حديث مسلم بن جنادة عن ابی اسامة عن هشام عن ابيه عن عائشة قال الحاكم تفرد بوصفه مسلم وهو ثقة وأقره الذهبی وقال الهيثمی رجاله رجال الصحيح خلا مسلم بن جنادة وهو ثقة وكذا رواه ابو داود فی مراسيله وابن ابی شيبة عن عروة بن الزبير مرسلا قال السيوطی وله شواهد منها خبر الثعلبی عن ابن عجلان ان رجلا شكا الی النبی ﷺ الفقر فقال عليك بالباءة.

(ترجمہ) عورتوں سے شادی کیا کرو کیونکہ یہ مال لاتی ہیں۔

(لطائف ومعارف)

مال لانے کا مطلب یہ ہے کہ شادی کرنے سے رزق میں برکت ہو جاتی ہے، جس قدر عیالداری زیادہ ہوگی اسی قدر رزق میں برکت ہوگی اور جو شخص اخروی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے شادی کرے گا مثلاً امت محمدیہ کی کثرت کو اور یہ کہ وہ اللہ کا نام بلند کریں، عالم دین بن کر دین کی خدمت کریں وغیر ذلک۔ جماع اور حصول شہوت مقصود نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اس کو وہم وگمان میں بھی نہیں ہوگا۔ ہاں اگر کوئی شخص اخروی مقاصد کی بجائے اپنے دنیاوی اور ذاتی مقاصد کے پیش نظر نکاح کرے تو وہ بھی جائز ہے مگر رزق میں ایسی برکت اور شادی کا ایسا ثواب حاصل نہیں ہو سکے گا۔

## ولایتِ نکاح کس کو حاصل ہے

(حدیث ۵۹۱) حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَمْرُ النِّسَاءِ اِلٰی آبَائِهِنَّ، وَرِضَاهُنَّ السُّكُوْتُ—(طب، خط) عن ابی موسی—(ض). (۵۹۱)

(ترجمہ) کنواری عورتوں کے نکاح کی ولایت ان کے باپ دادا کے ہاتھ میں ہے، ایسی عورتوں کا خاموش ہونا ہی رضا کی علامت ہے۔

(لطائف ومعارف)

جب کنواری عورت کا نکاح کیا جائے تو اس سے نکاح کی اجازت لی جائے اور اگر وہ اجازت کے وقت شرم سے خاموش رہے تو یہ بھی اس کی اجازت کے حکم میں ہوگا اور اگر مطلقہ یا بیوہ کا نکاح کیا جائے تو اس کا خاموش رہنا کافی نہیں ہے بلکہ صراحت سے اقرار ضروری ہے۔ ولایت نکاح پہلے باپ کو حاصل ہے پھر دادا کو پھر اس سے اوپر والے کو۔

۵۹۱ (الجامع الصغیر: ۱۶۲۷) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر والخطیب فی تاریخ بغداد وهو حدیث ضعیف.

## نکاح کی تشہیر کرو

(حدیث ۵۹۲) حضرت ہبار بن اسود اسدیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَشِیْدُوا النِّکَاحَ وَاَعْلِنُوْهُ – الحسن بن سفیان (طب) عن هبار بن الاسود – (ح). (۵۹۲)

(ترجمہ) نکاح کی تشہیر اور اس کا اظہار کرو۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں خفیہ نکاح کرنے کی ممانعت ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جس نکاح میں دو صادق آدمی موجود ہوں وہ خفیہ نکاح سے خارج ہے اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جس نکاح میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں موجود ہوں وہ نکاح سری سے خارج ہے اگرچہ انہوں نے ایک دوسرے کو نکاح کے خفیہ رکھنے کی تاکید کی ہو۔

اور حدیث میں اعلان سے مراد گواہوں کا نکاح کے وقت موجود ہونا ہے۔

## نکاح، طلاق اور رجعت میں مذاق بھی حقیقت ہے

(حدیث ۵۹۳) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: اَلنِّکَاحُ وَالطَّلَاقُ وَ الرَّجْعَةُ – (د،ت،ہ) عن ابي هريرة – (ح). (۵۹۳)

---

۵۹۲ (الجامع الصغیر: ۱۰۷۷) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر 'کنز العمال (۴۴۵۳۱) والحسن بن سفیان فی جزئه وقال البغوی هذا حدیث لااصل له وتعقبه بعضهم بتعدد طرقه وحسنه السیوطی

۵۹۳ (الجامع الصغیر: ۳۴۵۱) ــــ رواه ابو داود (۲۱۹۴) والترمذی (۱۱۸۴) مستدرک حاکم (۲: ۱۹۷) مشکوة (۳۲۸۴) وابن ماجة فی الطلاق (۲۰۳۹) وقال الترمذی حدیث حسن غریب وتعقبه الذهبی اخذا من ابن القطان بان فیه عبدالرحمن بن حبیب المخزومی قال النسائی منکر الحدیث ثم أورده مما أنکر علیه هذا الخبر.

(ترجمہ) تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی حقیقت بھی حقیقت ہے اور مذاق بھی حقیقت ہے۔(۱) نکاح (۲) طلاق (۳) اور طلاق سے رجوع۔

(لطائف ومعارف)

یعنی نکاح' طلاق اور رجعت جس حالت میں بھی کیا جائے ہر حالت میں اس کا حکم جاری ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص حقیقۃً نکاح کرے گا تو بھی نکاح درست ہوگا اگر کوئی مزاح مزاح میں کرے گا تب بھی ہو جائے گا۔ اسی طرح طلاق غصہ میں ہو' سنجیدگی میں ہو' مذاق میں ہو' تنہائی میں ہو' زبانی ہو' تحریراً ہو' بیوی قبول کرے نہ کرے' حالت حیض میں ہو' حالت نفاس میں ہو ہر صورت میں ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر کسی عورت کو ایک یا دو رجعی طلاقیں دے رکھی ہوں تو ان سے رجوع کرنا بھی ہر حالت میں درست ہے چاہے حقیقۃً ہوا کرا ٹھا ہو یا مزاحاً ہو۔

فی زمانہ ٹی وی وغیرہ کے ڈراموں میں بعض دفعہ میاں بیوی نکاح' طلاق کا رول ادا کرتے ہیں اور اس میں وہ غصہ کے اسکرپٹ میں بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں۔ ایک یا دو یا تین طلاقیں دے دیتے ہیں' اکثر علماء کے نزدیک یہ طلاق اس حدیث کے لفظ ہزل میں داخل ہو کر بیوی پر واقع ہو جائے گی اور بعض علماء کے نزدیک نہیں ہوگی کیونکہ وہ صرف کہانی کا کردار ادا کر رہا ہے۔ اس کا حقیقت اور مزاح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی طرح سے جن ڈراموں اور فلموں میں مرد عورتوں کے نکاح ہوتے ہوئے دکھائے جاتے ہیں' اگر وہ شرعی طریقہ کے مطابق کئے جائیں مثلاً حاضرین کے سامنے ایجاب وقبول واقع ہو جائے' اس سے بھی نکاح ہو جائے گا اور بعض حضرات کے نزدیک یہ نکاح نہیں ہوگا اور بعض عورتیں باختلاف اقوال جب اس طرح کے نکاح سے ادا کار مردوں کے نکاح میں آ جاتی ہیں تو اس کا نہ مرد کو احساس ہوتا ہے نہ عورت کو اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کے میاں بیوی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ وہ اس نکاح کو کچھ نہیں سمجھتے ہیں اور دوسری جگہ نکاح کر لیتے ہیں احتیاط کے بموجب ایسے مردوں اور عورتوں کو چاہئے کہ وہ نکاح وطلاق کا کردار نہ کریں۔

## شادی نہ کرنا ممنوع ہے

(حدیث ۵۹۴) حضرت ابوقلابہؒ سے مرسلاً مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَبَتَّلَ فَلَيْسَ مِنَّا (عب) عن ابی قلابة مرسلا (ض). (۵۹۴)

(ترجمہ) جس شخص نے تبتل کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(لطائف ومعارف)

تبتل کا معنی ہے نکاح نہ کرنا جیسا کہ عیسائی راہب کرتے تھے۔ ہاں اگر شرعی مجبوری کی وجہ سے کوئی نکاح نہ کرے تو مستثنیٰ ہے جیسے بیوی کا نان نفقہ ادا نہ کرسکتا ہو یا قوتِ مردانہ سے محروم ہو وغیر ذلک۔

لیس مِنَّا کا معنی یہ ہے کہ نکاح نہ کرنے والا حضور کی سنت اور طریقہ پر نہیں ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے: النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی. کیونکہ اس شخص نے اس عمل کو چھوڑا ہے جس کی حضورؐ نے تعلیم دی ہے کیونکہ شادی سے حضور ﷺ کی امت میں اضافہ ہوتا ہے اور حضور ﷺ اس امت کی کثرت پر قیامت کے دن فخر کریں گے۔

## لطف اندوزی کیلئے کثرت نکاح وطلاق محبوب نہیں ہے

(حدیث ۵۹۵) حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يُحِبُّ الذَّوَّاقِيْنَ وَلَا الذَّوَّاقَاتِ – (طب (عن عبادة بن الصامت – (ح). (۵۹۵)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ذائقہ چکھنے والے مردوں اور ذائقہ چکھنے والی عورتوں کو پسند

---

۵۹۴ (الجامع الصغیر: ۸۵۷۴) ــــ مصنف عبدالرزاق مرسلاً، کنز العمال (۲۰۵۷۰، ۴۴۴۱۴). درمنثور (۲: ۳۱۰).

۵۹۵ (الجامع الصغیر: ۱۸۲۰) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر، وقال الهیثمی فیه راولم یسم وبقیة اسناده حسن، جوامع الجوامع للسیوطی (۵۱۰۷) مجمع الزوائد (۳۳۵:۴) درمنثور (۲۷۸:۱) تفسیر قرطبی (۱۴۹:۱۸).

نہیں کرتے۔

(لطائف ومعارف)

ذائقہ چکھنے سے مراد فوری نکاح کرنا پھر رخصتی کے بعد فوری طلاق دے دینا اور اس شادی بیاہ اور طلاق کو عادت بنالینا ہے اور اس عمل سے ان کا مقصد لطف اندوزی ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب عمل نہیں ہے اور نکاح کا مقصود نسل، دوام عشرت وحصول الفت ہے جو اس طرز عمل سے فوت ہو جاتا ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا کثرت سے نکاح کرنا اور طلاقیں دینا کثرت لطف اندوزی کے طور پر نہیں تھا بلکہ لوگ آپ سے شرف نکاح حاصل کرنے کے لئے خود جان کر ایسا کرتے تھے۔

## نکاح شغار

(حدیث ۵۹۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنِ الشِّغارِ—(حم،ق،۴)عن ابنِ عمر—(صح). (۵۹۶)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے نکاح شغار سے منع کیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

نکاح شغار یہ ہے کہ جس میں آدمی اپنی زیر تولیت لڑکی کو کسی اور آدمی کے ساتھ بیاہ دے اس شرط پر کہ وہ بھی اپنی زیر تولیت لڑکی کو اس کے ساتھ بیاہ دے گا اور ان دونوں میں سے مہر کسی کو نہیں ملے گا یہی ان کا بیاہا جانا ہی ایک دوسرے کیلئے مہر ہے۔

اگر کسی شخص نے اس طرح سے کسی عورت کا نکاح کیا تو یہ نکاح صحیح ہو جائے گا لیکن مہر مثل لازم ہوگی اور اگر مہر الگ الگ مقرر کیا گیا تو یہ جائز ہے اب نکاح بھی شغار نہیں رہا۔

---

۵۹۶ (الجامع الصغیر: ۹۴۰۲) ــــ رواہ احمد (۲:۱۷، ۱۹، ۶۲، ۲۸۶، ۳۳۹، ۴۹۶، ۳:۳۲۱، ۳۳۹) والبخاری ومسلم وابو داود (۲۰۷۴) والترمذی (۱۱۲۳) والنسائی (۶:۱۱۲، ۱۱۰) وابن ماجة (۱۸۸۳، ۱۸۸۴) مصنف ابن ابی شیبة (۴:۳۸۰) طبرانی فی الکبیر (۱۹:۳۴۶)

# طلاق

## نکاح، طلاق اور رجعت میں مذاق بھی حقیقت ہے

(حدیث ۵۹۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ :اَلنِّكَاحُ،وَالطَّلَاقُ،وَالرَّجْعَةُ —(د،ت،ه) عن ابی هريرة—(ح).(۵۹۷)

(ترجمہ) تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی حقیقت بھی حقیقت ہے اور مذاق بھی حقیقت ہے۔(۱) نکاح (۲) طلاق (۳) اور طلاق سے رجوع۔

(لطائف ومعارف)

یعنی نکاح، طلاق اور رجعت جس حالت میں بھی کیا جائے ہر حالت میں اس کا حکم جاری ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص حقیقۃً نکاح کرے گا تو بھی نکاح درست ہوگا اگر کوئی مزاح مزاح میں کرے گا تب بھی ہو جائے گا۔ اسی طرح طلاق غصہ میں ہو، سنجیدگی میں ہو، مذاق میں ہو، تنہائی میں ہو، زبانی ہو، تحریراً ہو، بیوی قبول کرے نہ کرے، حالت حیض میں ہو، حالت نفاس میں ہو ہر صورت میں ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر کسی عورت کو ایک یا دو رجعی طلاقیں دے رکھی ہوں تو ان سے رجوع کرنا بھی ہر حالت میں درست ہے چاہے حقیقۃً ہوا کرا ٹھا ہو یا مزاحاً ہو۔

فی زمانہ ٹی وی وغیرہ کے ڈراموں میں بعض دفعہ میاں بیوی نکاح، طلاق کا رول ادا کرتے ہیں اور اس میں وہ غصہ کے اسکرپٹ میں بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں۔ ایک یا دو یا تین طلاقیں دے دیتے ہیں، اکثر علماء کے نزدیک یہ طلاق اس حدیث کے

---

۵۹۷ (الجامع الصغیر: ۳۴۵۱)___ رواه ابو داود (۲۱۹۴) والترمذی (۱۱۸۴) مستدرک حاکم (۲: ۱۹۷) مشکوة (۳۲۸۴) وابن ماجة فی الطلاق (۲۰۳۹) وقال الترمذی حدیث حسن غریب وتعقبه الذهبی اخذا من ابن القطان بان فیه عبدالرحمن بن حبیب المخزومی قال النسائی منکر الحدیث ثم أورده مما أنکر علیه هذا الخبر.

لفظ ہزل میں داخل ہوکر بیوی پر واقع ہو جائے گی اور بعض علماء کے نزدیک نہیں ہوگی کیونکہ وہ صرف کہانی کا کردار ادا کر رہا ہے۔ اس کا حقیقت اور مزاح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی طرح سے جن ڈراموں اور فلموں میں مرد عورتوں کے نکاح ہوتے ہوئے دکھائے جاتے ہیں، اگر وہ شرعی طریقہ کے مطابق کئے جائیں مثلاً حاضرین کے سامنے ایجاب وقبول واقع ہو جائے، اس سے بھی نکاح ہو جائے گا اور بعض حضرات کے نزدیک یہ نکاح نہیں ہوگا اور بعض عورتیں باختلاف اقوال جب اس طرح کے نکاح سے ادا کار مردوں کے نکاح میں آ جاتی ہیں تو اس کا نہ مرد کو احساس ہوتا ہے نہ عورت کو اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کے میاں بیوی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ وہ اس نکاح کو کچھ نہیں سمجھتے ہیں اور دوسری جگہ نکاح کر لیتے ہیں احتیاط کے بموجب ایسے مردوں اور عورتوں کو چاہئے کہ وہ نکاح وطلاق کا کردار نہ کریں۔

## طلاق کا اختیار کس کو ہے؟

(حدیث ۵۹۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلطَّلَاقُ بِیَدِ مَنْ اَخَذَ بِالسَّاق—(طب)عن ابن عباس—(ح)(۵۹۸)

(ترجمہ) طلاق دینے کا اختیار خاوند کو ہے۔

### شانِ ورود:

ایک غلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میرے مالک نے مجھ سے اپنی لونڈی کا نکاح کر دیا ہے اب وہ ہمارے درمیان تفریق کرنا چاہتا ہے تو حضور ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے غلام سے اپنی لونڈی کا نکاح کر دیتا ہے پھر ان دونوں کے درمیان تفریق کرنا چاہتا ہے، طلاق دینے کا اختیار صرف خاوند کو ہے۔

---

۵۹۸ (الجامع الصغیر: ۵۳۴۹)___ تلخیص الجبیر (۳: ۲۱۹) کشف الخفاء (۲: ۵۲۱) رواہ الطبرانی فی الکبیر.

(لطائف ومعارف)

تفریق سے مراد طلاق ہے اور طلاق دینے کا اختیار خاوند کو ہے چاہے خاوند آزاد ہو یا غلام ہو، کوئی دوسرا شخص خاوند کی جگہ طلاق نہیں دے سکتا۔ مثلاً نابالغ کا باپ نابالغ کی طرف سے طلاق نہیں دے سکتا اور اگر بالغ اپنی طرف سے کسی کو طلاق دینے کا وکیل بنادے اور وکیل اس کی طرف سے طلاق دے دے یا خاوند اپنی عورت کو طلاق کا اختیار دے دے اور وہ اپنے آپ کو طلاق دے دے تو طلاق ہو جائے گی۔ اسی طرح سے بعض صورتوں میں مسلمان قاضی بھی تفریق کرسکتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مالک اپنے غلام کو طلاق دینے پر مجبور تو کرسکتا ہے جس طرح سے نکاح کرنے پر مجبور کرسکتا ہے لیکن از خود طلاق نہیں دے سکتا۔

## طلاق کی مذمت

(حدیث ۵۹۹) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَزَوَّجُوْا وَلَا تُطَلِّقُوْا، فَاِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الذَّوَّاقِيْنَ، وَلَا الذَّوَّاقَاتِ

—(طب) عن ابی موسی. (۵۹۹)

(ترجمہ) شادی کرو اور طلاق نہ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ ذائقے چکھنے والے مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں نکاح کی ترغیب اس لئے دی گئی ہے کہ نکاح مصلحت دین کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو مخلوق کی افزائش کا ایک طریقہ بنایا ہے اور اپنے دین کا ایک راستہ بنایا ہے۔

---

۵۹۹ (الجامع الصغیر: ۳۲۸۸) ــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر والدیلمی فی الفردوس وفی الباب عن ابی ہریرۃ.

ذائقہ چکھنے والے مرد اور عورت کا مطلب یہ ہے کہ جلدی سے نکاح کیا اور جلدی سے طلاق دے دی۔ ہاں اگر نکاح طلاق کا یہ مقصد نہ ہو بلکہ کسی شرعی مجبوری سے طلاق دی جائے تو وہ اس حدیث کی وعید میں داخل نہیں ہوگا اور آدمی کی ذاتی مجبوری بھی شرعی مجبوری میں داخل ہے۔

## بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرنا درست نہیں

(حدیث ۶۰۰) حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَیُّمَا امْرَاَۃٍ سَاَلَتْ زَوْجَھَا الطَّلَاقَ مِنْ غَیْرِ مَابَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ — (حم، د، ت، ہ، حب، ک) عن ثوبان — (ح) (۶۰۰)

(ترجمہ) جو عورت اپنے خاوند سے بغیر کسی (شرعی) عذر کے طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

(لطائف ومعارف)

شرعی عذر سے مراد یہ ہے کہ اس عورت کو ڈر ہو کہ اس پر اللہ کی طرف سے حسن مصاحبت کی جو حدود مقرر ہیں اور جو حسن معاشرت کا حکم ہے اس کو خاوند کو ناپسند کرنے کی وجہ سے ادا نہ کر سکے گی یا خاوند اس کو تنگ کرتا ہے تاکہ وہ خلع کے ذریعے اس سے طلاق کا مطالبہ کرے۔

جنت کی خوشبو نہ سونگھنے کا مطلب یہ ہے کہ جنت کی اول خوشبو جس کو متقین سونگھیں گے اس کو یہ عورت نہ سونگھ سکے گی۔

اس لئے عورت کو مناسب نہیں ہے کہ وہ نکاح سے نکلنے کا مطالبہ کرے۔

## لطف اندوزی کیلئے کثرت نکاح وطلاق محبوب نہیں ہے

(حدیث ۶۰۱) حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

---

۶۰۰ (الجامع الصغیر: ۲۹۴۴) ___ رواہ احمد (۵: ۲۷۷) ومصنف ابن ابی شیبۃ (۵: ۲۷۱) سنن دارمی (۲: ۱۶۲) وابو داود والترمذی وقال حسن غریب وابن ماجۃ (۲۰۵۵) وقال الحاکم صحیح (۲: ۲۰۰) واقرہ الذہبی وابن حجر وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان.

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یُحِبُّ الذَّوَّاقِیْنَ وَلَا الذَّوَّاقَاتِ- (طب عن عبادة بن الصامت-(ح).(۶۰۱)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ذائقہ چکھنے والے مردوں اور ذائقہ چکھنے والی عورتوں کو پسند نہیں کرتے۔

(لطائف ومعارف)

ذائقہ چکھنے والوں سے مراد فوری نکاح کرنا پھر فوری طلاق دے دینا اور اس شادی بیاہ اور طلاق کو عادت بنالینا ہے اور اس عمل سے ان کا مقصد لطف اندوزی ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب عمل نہیں ہے اور نکاح کا مقصود نسل، دوام عشرت وحصول الفت ہے جو اس طرز عمل سے فوت ہو جاتا ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا کثرت سے نکاح کرنا اور طلاقیں دینا کثرت لطف اندوزی کے طور پر نہیں تھا بلکہ لوگ آپ سے شرف نکاح حاصل کرنے کے لئے خود جان کر ایسا کرتے تھے۔

## طلاق اللہ کو مبغوض ہے

(حدیث ۶۰۲) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ-(د،ک) عن ابن عمر (صح).(۶۰۲)

(ترجمہ) حلال چیز جو اللہ کو سب سے زیادہ مبغوض ہے طلاق دینا ہے۔

---

۶۰۱ (الجامع الصغیر: ۱۸۲۰) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر وقال الهیثمی فیه راو لم یسم وبقیة اسناده حسن جمع الجوامع للسیوطی (۵۱۰۷) مجمع الزوائد (۴: ۳۳۵) درمنثور (۱: ۲۷۸) تفسیر قرطبی (۱۸: ۱۴۹).

۶۰۲ (الجامع الصغیر: ۵۳) ــــ درمنثور (۱: ۲۸۸) تفسیر ابن کثیر (۲: ۳۸۲) حدیث صحیح ابو داود (۲۱۷۸) ابن ماجة (۲۰۱۸) حاکم والطبرانی وابن عدی والبیهقی.

(لطائف ومعارف)

کیونکہ یہ قطع تعلق اور قلت نسل انسانی کا سبب ہے اگرچہ فی نفسہ درست ہے۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں بعض حلال کے مبغوض ہونے کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے جیسے گھر میں بلا عذر تنہا نماز پڑھنا اور غصب شدہ زمین پر نماز پڑھنا۔ علامہ عراقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کسی شے سے بغض رکھنا اس کی حرمت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ اللہ نے اس کی صفت حلال ہونا بھی بیان کی ہے پس یہ حدیث دو چیزوں کے اجتماع کے جواز پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ اس سے بغض بھی کرے اور وہ چیز حلال بھی ہو۔

## حلالہ

(حدیث ۶۰۳) حضرت علیؓ حضرت ابن مسعود اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ—(حم، ۴)عن علی (ت، ن) عن ابن مسعود(ت)عن جابر—(صح). (۶۰۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ حلالہ کرنے والے پر بھی لعنت کرتا ہے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے (اس پر بھی)۔

(لطائف ومعارف)

حلالہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے کر مغلظہ کر دیا ہے۔ اب جب تک وہ عورت عدت کے بعد کسی اور خاوند سے نکاح اور صحبت نہ کرائے اور پھر اس سے طلاق نہ لے پھر اس کی عدت نہ گزرے اس وقت تک وہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔

---

۶۰۳ (الجامع الصغیر: ۷۲۶۶)___ رواہ احمد (۲: ۳۲۳) وابو داود (۲۰۷۶، ۲۰۷۷) طبرانی فی الکبیر (۱۷: ۲۹۹) مصنف ابن ابی شیبة (۴: ۲۹۵) والنسائی والترمذی (۱۱۱۹، ۱۱۲۰) وابن ماجة عن علی (۱۹۳۴، ۱۹۳۶) والترمذی والنسائی عن ابن مسعود والترمذی عن جابر.

اب اگر کوئی شخص اس مطلقہ مغلظہ کو پہلے خاوند کے لئے حلال کرنے کے لئے نکاح کرے، صحبت کرے پھر طلاق دے دے تو اس کو حلالہ کہتے ہیں۔ اگر کسی شخص کا اس نکاح سے پہلے مرد کے لئے اس بیوی کا حلال کرنا ہی مقصود ہو تو اس عمل سے بیوی تو پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے گی لیکن چونکہ شریعت نے عورت کو پہلے خاوند کے لئے پابند نہیں کیا بلکہ طلاق کے بعد اور جگہوں پر نکاح کا اختیار دیا ہے یہ حلالہ کرنے والا شخص اس شرعی طریقہ کے سامنے رکاوٹ بن رہا ہے اور ایک قسم کا آدمی نکاح کر رہا ہے، اس لئے ایسا کرنے والا شخص موجب لعنت ہوگا لیکن ان سابقہ میاں بیوی کو حرام سے بچانے کے لئے اگر وہ شرعی طریقہ سے نکاح کرتا ہے اور طلاق دے دیتا ہے تو اس عمل سے یہ عورت پہلے خاوند کے لئے نکاح کے ساتھ نئے نکاح سے حلال ہو سکتی ہے چونکہ اس نے ان سابقہ میاں بیوی کو گناہ کی زندگی سے بچایا اور شرعی طریقہ سے زندگی گزارنے کے لئے راستہ دکھایا تو اس فعل پر اس کو ثواب بھی ہوگا۔

لیکن ہمارے علاقوں کے غیر مقلد بیویوں کو تین طلاقیں دینے کے بعد ایک قرار دیتے ہیں اس لئے ان تین کو ایک قرار دے کر اپنی ان مطلقہ مغلظہ عورتوں کو اپنے لئے حلال سمجھتے ہیں حالانکہ تین تین ہی ہوتی ہیں ایک نہیں۔ اس طرح سے وہ اپنی بیویوں کے ساتھ حرامہ کرتے ہیں۔

ہمارے حلال طریقہ پر تو لعنت کے فتوے لگاتے ہیں اور خود ساری عمر حرام اور زنا کر کے اس کو ثواب سمجھتے ہیں۔ اگر ان سے کوئی یہ سوال کرے کہ اگر کسی شخص نے تمہارے طریقہ کے مطابق وقفہ وقفہ سے تین طلاقیں دے دیں جن کو تم بھی تین کہتے ہو اور پھر میاں بیوی ان تین مغلظہ طلاقوں کے بعد رجوع کرنا چاہیں تو پھر رجوع کا کیا طریقہ ہے۔ اس پر یہی غیر مقلد جو حلالہ کو موجب لعنت قرار دیتے ہیں یہی کہتے ہیں کہ جب تک کہ اور آدمی سے نکاح، صحبت اور طلاق نہ ہو اس وقت تک پہلے مرد کے لئے حلال نہیں ہے۔ اس لئے غیر مقلدین کو خدا سے ڈرنا چاہئے نہ تو وہ خود حرامہ کریں اور نہ دوسرے مسلمانوں کو اس طرح کی مذہبی آزادی دے کر اس حرام فعل میں مبتلا کریں۔ والی اللہ المشتکی۔

# آداب مباشرت

## عورت اپنے خاوند سے الگ نہ سوئے

(حدیث ۶۰۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ - (حم ق) عن أبی هريرة. (۶۰۴)

(ترجمہ) جب کوئی عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر رات گزارتی ہے تو فرشتے اس پر صبح تک لعنت کرتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

بستر چھوڑ کر رات گزارنے کا مطلب یہ ہے کہ خاوند کی خواہش اپنے بستر پر سلانے کی ہو اور وہ کسی اور بستر پر سو جائے' عورت کے لئے ماہواری کے ایام بھی عذر نہیں ہیں کیونکہ شرمگاہ کے علاوہ باقی جسم سے حق استمتاع حاصل ہے اور ایسی عورت پر فرشتوں کا لعنت کرنا اللہ کی رحمت سے دوری کے معنی میں نہیں کیونکہ مسلمان کے حق میں یہ درست نہیں بلکہ یہاں عرفی معنی مراد ہے اور وہ یہ کہ ایسی عورت کو فرشتے برا جانتے ہیں اور اس کے لئے دعا اور استغفار نہیں کرتے اور جس شکل میں خاوند ناراض ہو اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوتا ہے۔

سنت یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ ایک بستر پر سوئے' عجمیوں کے طریقے پر نہ سوئے کہ وہ اپنی عورتوں کے ساتھ نہیں سوتے بلکہ میاں بیوی کا بستر جداگانہ ہوتا ہے جب ان کو احتیاج ہو تو ایک دوسرے کے پاس آجاتے ہیں۔

---

۶۰۴ (الجامع الصغیر: ۵۰۵) ___ مسند احمد (۲: ۳۸۶' ۵۱۹) سنن کبری للبیهقی (۷: ۲۹۲) مسند دارمی (۲: ۱۵۰) تفسیر ابن کثیر (۲۵۷۱) کنز العمال (۲۰۱۹۰)

## بیوی اپنے خاوند کی خواہش کی اطاعت کرے

(حدیث ۶۰۵) حضرت طلق بن علیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَرَادَ اَحَدُکُمْ مِنِ امْرَاَتِہٖ حَاجَتَہٗ،فَلْیَاْتِھَا وَاِنْ کَانَتْ عَلٰی تَنُّوْرٍ. (حم طب) عن طلق بن علی—(ح). (۶۰۵)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے اپنی حاجت کا ارادہ کرے تو وہ اپنی بیوی کے پاس چلا جائے' چاہے وہ تنور پر بھی کیوں نہ بیٹھی ہو۔

(لطائف ومعارف)

حاجت سے مراد صحبت ہے' اگر عورت حائضہ اور نفاس والی نہ ہو اور ایسی مریضہ بھی نہ ہو جس سے اس کو جماع کی طاقت نہ ہو یا اندام نہانی میں ایسا زخم ہو جس سے عورت کو اذیت ہو' اسی طرح تین طلاقوں سے بائنہ ہونے والی عورت' عدت میں بیٹھی ہوئی عورت' کفر اختیار کرنے والی عورت' مرتد ہونے والی عورت' مال فئی میں تقسیم ہو کر ملنے والی حاملہ عورت' زانی عورت' زنا سے حاملہ عورت جب زوجین میں سے کوئی ایک یا دونوں روزہ دار ہوں یا کوئی ایک یا دونوں اعتکاف میں ہوں یا حج کے احرام میں ہوں یا عمرہ کے احرام میں ہوں یا ایک مسلمان ہو اور دوسرا مجوسی تو جب تک دوسرا مسلمان نہ ہو تو صحبت جائز نہیں یا بیوی پہلے یہودی یا نصرانی یا سابئی تھی پھر اسلام لائی تو جب تک خاوند مسلمان نہ ہو عورت کو اس کی صحبت میں جانا جائز نہیں وغیر ذلک۔

عورت کے تنور پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب عورت کو کوئی شرعی عذر نہ ہو اور اس کی روٹیاں تنور پر لگی ہوئی ہوں اور اسی حالت میں خاوند بلا لے تو اس وقت بھی اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

## بیوی کو دیکھنے اور قریب جانے کا ثواب

(حدیث ۶۰۶) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

۶۰۵ (الجامع الصغیر: ۴۱۳) ___ مسند احمد (۴: ۲۳) طبرانی فی الکبیر (۸: ۲۹۷) کنز العمال (۴۸۷۹۰) واسنادہ حسن.

اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا نَظَرَ اِلٰی امْرَاَتِهٖ وَنَظَرَتْ اِلَیْهِ نَظَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَیْهِمَا نَظْرَةَ رَحْمَةٍ فَاِذَا اَخَذَ بِكَفِّهَا تَسَاقَطَتْ ذُنُوْبُهُمَا مِنْ خِلَالِ اَصَابِعِهِمَا- میسرة بن علی فی مشیخته،والرافعی فی تاریخه عن ابی سعید-(صح). (۶۰۶)

(ترجمہ) جب کوئی شخص اپنی بیوی کی طرف (خواہش یا کسی اور اچھی نگاہ سے) دیکھتا ہے اور وہ بھی اس کی طرف (ایسی نگاہ سے) دیکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کی طرف رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جب مرد اس کی ہتھیلی سے پکڑتا ہے تو ان دونوں کے گناہ ان کی انگلیوں کے درمیان کی خلال کی جگہوں سے گر پڑتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

مرد چاہے اپنی بیوی کو خواہش کی نگاہ سے دیکھے یا کسی اور بشاشت کی نگاہ سے دیکھے۔ حدیث میں دونوں طرح کی نگاہ مراد ہوسکتی ہے، زیادہ بہتر معنی یہ ہے کہ بیوی کی طرف اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے دیکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ نعمت بغیر کسی محنت ومشقت کے عطا کی ہے یا اس نگاہ سے دیکھے کہ اس سے داعیہ صحبت متحرک ہو اور وہ اس سے صحبت کر کے گناہ سے محفوظ کرے یا اس نگاہ سے دیکھے کہ اس سے اس کو اللہ تعالیٰ کوئی اولاد عطاء کریں تاکہ وہ اس کی عبادت کرے اور امت محمدیہ کی تکثیر ہو جیسا کہ حضور ﷺ سے شادی کا ایک مقصود یہ بھی منقول ہے اس طرح سے اور بھی کئی ایک دینی مقاصد کی نیتیں کی جاسکتی ہیں۔ بیوی کو دیکھنے میں جتنے نیک مقاصد کی نیتیں کریں گے اتنے زیادہ ثواب بھی حاصل ہوں گے غیر عورت کو دیکھنا شرعاً حرام ہے۔

اللہ کی نظر رحمت سے مراد یہ ہے کہ میاں بیوی کو اللہ تعالیٰ اس نگاہ سے ثواب اور لطف عظیم عطاء کریں گے۔

بیوی کے ہاتھ سے پکڑنے سے مراد مصافحہ، بوسہ، معانقہ اور دیگر امور ہیں حضور ﷺ نے بطور حیاء کے صرف اسی لفظ پر اکتفاء کیا ہے کیونکہ آپؐ کنواری عورت کے

---

۶۰۶ (الجامع الصغیر: ۱۹۷۷)__ جمع الجوامع للسیوطی (۵۴۹۹) کنز العمال (۴۴۴۳۷) رواه میسرة بن علی فی مشیخته المشهورة، والرافعی عبدالکریم القزوینی فی تاریخه ای تاریخ قزوین عن ابی سعید الخدریؓ، ورمز السیوطی لصحته.

اپنے حجلہ عروسی میں بیٹھ کر حیاء کرنے سے بھی زیادہ حیاء دار تھے۔

میاں بیوی کے ہاتھ میں ہاتھ لینے دینے سے گناہ کے گرنے کا معنی صغیرہ گناہوں کی مغفرت کا ہے' کبیرہ گناہ بلاتوبہ معاف نہیں ہوتے۔

## اگر غیر عورت بھا جائے تو اپنی بیوی کے پاس چلا جائے

(حدیث ۶۰۷) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ امْرَاَةً حَسْنَاءَ فَاَعْجَبَتْهُ فَلْيَاْتِ اَهْلَهُ ، فَاِنَّ الْبُضْعَ وَاحِدٌ ، وَمَعَهَا مِثْلُ الَّذِی مَعَهَا ۔ (خط) عن عمر. (۶۰۷)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی حسین عورت دیکھے اور وہ اس کے دل میں اتر جائے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے پاس چلا جائے کیونکہ ایک ہی چیز ہے' اس کے پاس بھی وہی ہے جو اس کے پاس ہے۔

(لطائف ومعارف)

اپنی اور دوسری عورت کے درمیان فرق کرنا شیطان کے اثرات اور اس کی تزیین سے ہے۔

کسی عورت کی طرف دیکھنا قوت شہوت کو بھڑکاتا ہے۔ اس کے کم کرنے کا اس حدیث میں حکم دیا گیا ہے کیونکہ نظر کا پہلا اثر موافقت کا پیدا ہونا ہے' پھر میلان طبع کا' پھر محبت کا' پھر چاہت کا' پھر عشق کا' پھر دیوانگی کا' موافقت طبیعت میں پائی جاتی ہے۔ میلان نفس میں' چاہت دل میں' محبت عقل میں اور عشق غلبہ محبت کا نام ہے اور دیوانگی زیادتی عشق کا۔

پس جس شخص کا دل کسی عورت کی طرف مائل ہو اور اس میلان کو دور کرنے کی

---

۶۰۷ (الجامع الصغیر: ۶۲۴) ــــ رواه الخطیب فی تاریخ بغداد (۸: ۱۶) بهذا اللفظ والتاریخ الکبیر للبخاری (۵: ۶۹) کنز العمال (۴۴۸۴۲ ، ۱۳۰۵۴) ومسلم وابو داود والترمذی فی النکاح بمعناه من حدیث جابر بالفاظ متقاربة' ولفظ اکثرهم اذا رای احدکم امراة فوقعت فی قلبه فلیعمد إلی امراته فلیواقعها فإن ذلک یرد ما فی نفسه.

قدرت نہ ہوتو اس میلان کے محبت میں تبدیل ہو جانے کا اندیشہ ہے پھر اس کے فحش میں مبتلا کرنے والے عشق کا' اس لئے آنحضرت ﷺ نے اپنی بیوی کے پاس جانے کا حکم فرمایا' تاکہ اس کے نفس میں جو میلان پیدا ہوا ہے وہ شہوت کے داعیہ کے دفع کرنے سے ختم ہو جائے (لیکن اس عورت کا خیال دل میں رکھ کر اپنی اہلیہ سے مباشرت نہ کرے' یہ گناہ ہے)۔

اور اگر ایک دفعہ کے عمل سے خیال دور نہ ہوتو تکرار بھی مندوب ہے تاکہ دل سے خیال کا میلان غالب دفع ہو جائے اور اس میں جلدی کرنی چاہئے' تاخیر سے وہ مبادا ممنوع عمل میں ملوث نہ ہو جائے۔

## صحبت کے وقت پردہ پوشی

(حدیث ۶۰۸) حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر صحابہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أَتٰى اَحَدُكُمْ أَهلَهُ فَلْيَسْتَتِرْ وَلَا يَتَجَرَّدَ انِ كَتَجَرُّدِ الْعِيْرَيْنِ۔

(ش، طب، هق) عن ابن مسعود (ه) عن عتبة بن عبد (ن) عن عبدالله بن سرجس (طب) عن أبي امامة —(ح). (۶۰۸)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی اپنی اہلیہ کے پاس جائے تو اسے چاہئے کہ پردہ کرلے اور گدھوں کی طرح کپڑے اتار کر بے حجاب نہ ہوں۔

(لطائف ومعارف)

اس حالت میں پردہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ سے حیاء اور فرشتوں کے ساتھ ادب اور شیاطین کی موجودگی کے خوف سے ہے لیکن اگر کوئی ایک ان میں سے کسی پوشیدہ جگہ پر ایسا کرے گا تو مکروہ تنزیہی ہوگا۔ ہاں اگر کوئی غیر وہاں اس کے ستر کو دیکھنے والا ہو تو حرام ہوگا۔

---

۶۰۸ (الجامع الصغیر: ۳۴۰) ـــ مصنف ابن ابی شیبة' ۰ مصنف عبدالرزاق (۱۰۴۶۹، ۱۰۴۷۰) 'طبرانی کبیر' بیهقی (۷: ۱۹۳) فی السنن والشعب عن ابن مسعود مجمع الزوائد (۴: ۲۹۳) وابن ماجة عن عتبة بن عبد (۱۹۲۱) نسائی عن عبدالله بن سرجس' طبرانی کبیر عن أبی أمامة وهو حدیث حسن لا عتضاده بکثرة طرقه.

حدیث میں گدھے کی مثال نفرت اور عار دلانے کے لئے دی گئی ہے اس لئے کہ وہ بے وقوف ترین حیوان اور قبیح ترین حرکت کرنے والا ہے۔

پردہ پوشی کے حکم کی وجہ طبرانی اور بزار کی حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ ''جب آدمی پردہ پوشی اختیار نہیں کرے گا تو فرشتے حیاء کے باعث اس جگہ سے نکل جائیں گے اس حالت میں اگر کوئی بچے کی امید ہوگی تو شیطان کا اس میں اثر ہوگا''۔

جس طرح سے شرمگاہ کی پردہ پوشی مستحب ہے اسی طرح سے اپنے سر کا ڈھانپنا اور اپنی آواز کو بھی ہلکا رکھنا مستحب ہے جیسا کہ ایک حدیث میں حضور ﷺ سے ایسا ہی منقول ہے۔

## قبل از جماع بسم اللہ اور دعا کی برکات

(حدیث نمبر ۶۰۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاْتِیَ اَھْلَہٗ قَالَ: بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا، فَاِنَّہٗ اِنْ قُضِیَ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ مِنْ ذٰلِکَ لَمْ یَضُرَّہُ الشَّیْطَانُ اَبَدًا۔ (حم، ق، ۴) عن ابن عباس — (صح). (۶۰۹)

(ترجمہ) اگر تم میں سے کوئی ایک جب اپنی گھر والی کے پاس جانے کا ارادہ کرے اور یہ کہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا.

(اللہ کے نام کے ساتھ میں اس کام کو شروع کرتا ہوں اے اللہ ہم (میاں بیوی) کو شیطان سے دور رکھ اور جو تو ہمیں رزق دے اس سے بھی شیطان کو دور رکھ)۔

تو اگر ان دونوں کے لیے اس صحبت سے بچہ پیدا کرنے کا فیصلہ کر دیا گیا تو شیطان اس کو کبھی بھی (گمراہ اور اغواء کرنے کا) نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

---

۶۰۹ (الجامع الصغیر: ۷۴۰۴) ___ رواہ احمد والبخاری ومسلم وابوداود والنسائی والترمذی وابن ماجۃ.

اس دعا میں جس رزق کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد اولاد ہے، ایسی اولاد بسم اللہ کی برکت سے شیطان کے گمراہ کرنے سے محفوظ رہے گی۔

صحبت سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ شیطان بھی صحبت میں میاں کے ساتھ شامل نہیں ہوتا جیسا کہ اس دعا کے الفاظ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ میں اس کا اشارہ کیا گیا ہے۔

## ننگ کی حدود

(حدیث ۶۱۰) حضرت جُرہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْفَخِذَ عَوْرَۃٌ – (ک) عن جرھد – (صح). (۶۱۰)

(ترجمہ) ران بھی ننگ ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ران چاہے مرد کی ہو یا عورت کی ننگ میں داخل ہے۔ لہٰذا آدمی کو چاہئے کہ وہ ناف سے لے کر گھٹنے تک کے بدن کو چھپا کر رکھے اور کسی غیر کا اتنے حصے کو دیکھنا بھی حرام ہے۔ ہاں میاں بیوی ایک دوسرے کے جسم کو دیکھ سکتے ہیں، عورت کا تمام بدن پردہ ہے سوائے ہاتھ پاؤں اور چہرہ کے جہاں فتنہ کا خطرہ ہو وہاں ان اعضاء کو بھی نہیں کھولنا چاہئے بلکہ بلاضرورت شدیدہ گھر سے باہر بھی نہیں نکلنا چاہئے، فی زمانہ عورتوں کو نامحرم سے چہرہ بھی چھپانا ضروری ہو گیا ہے۔

## دوبارہ صحبت کیلئے وضو کرلو

(حدیث ۶۱۱) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۶۱۰ (الجامع الصغیر: ۲۰۸۳) ــــ رواہ الحاکم فی اللباس وصححہ واقرہ الذھبی ترمذی (۲۷۹۵) مسند احمد (۳: ۳۷۸) طبرانی فی الکبیر (۱۹: ۲۴۶) مصنف ابن ابی شیبۃ (۹: ۱۱۸) مصنف عبدالرزاق (۱۹۴۴۴)

إذَا أتٰى اَحَدُكُمْ اَهْلَهُ ثُمَّ اَرَادَ اَن يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ۔ (حم، م۴) عن أبی سعید، زاد (حب، ک، هق) فانهُ أنْشَطُ لِلْعَوْدِ. (۶۱۱)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے پھر دوبارہ جانے کا ارادہ ہو تو اس کو چاہئے کہ وضو کر لے (اور استنجاء بھی کر لے)۔

(لطائف ومعارف)

اس وضو سے مراد نماز کا کامل وضو ہے جیسا کہ بیہقی اور ابن عدی کی روایت میں ہے:

إذا أتيت أهلک فان أردت أن تعود فتوضأ وضوء ک للصلوة.

(جب تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ اور پھر جانے کا ارادہ ہو تو نماز کے وضو جیسا وضو کر لو)۔

## حالت جنابت میں سونے والے کیلئے وضو اور استنجاء کا حکم

(حدیث ۶۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ۔ (ق، د، ن، ۵) عن عائشة۔ (صح). (۶۱۲)

(ترجمہ) جب آنحضرت ﷺ سونے کا ارادہ کرتے جبکہ آپؐ حالت جنابت میں ہوتے تو استنجاء کر لیتے اور نماز کا وضو کر لیتے تھے۔

(لطائف ومعارف)

ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے جس کے رجال کو ابن حجر نے ثقہ لکھا ہے کہ حضرت شدادؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إذا أجنب أحدكم من الليل ثم أراد أن ينام فليتوضأ. فإنه نصف

---

۶۱۱ (الجامع الصغير: ۳۳۹)__ مسند احمد، مسلم باب الحيض (۲۷) نسائی، ترمذی (۱۴۱) ابن ماجة (۵۱۷) وابو داود، وزادا بن حبان والحاكم (۱: ۱۵۲) والبيهقی (۱: ۲۰۳، ۲۰۴) فانه أنشط للعود.

۶۱۲ (الجامع الصغير: ۶۵۴۷)__ رواه البخاری ومسلم باب الحيض (۶) (نمبر ۲۱) وابو داود (۲۲۲، ۲۲۳) والنسائی (۱: ۱۳۹) وابن ماجة (۵۸۴) مسند احمد (۶: ۳۶) سنن كبرى للبيهقی (۱. ۲۰۰) مصنف ابن ابی شيبة (۱: ۶۰) كنز العمال (۱۸۲۳۸)

غسل الجنابة.

(جب تم میں سے کسی کو رات کے وقت جنابت لاحق ہو اور وہ سونا چاہے تو اس کو چاہئے کہ (استنجاء اور) وضو کر لے کیونکہ یہ آدھا غسل جنابت ہے)۔

اس حکم کی حکمت میں کہا گیا ہے کہ یہ وضو کرنا دو طہارتوں میں سے ایک طہارت ہے اور اگر وضو کرنے سے معذوری ہو تو تیمّم کر لے۔

حافظ ابن جوزیؒ نے لکھا ہے کہ وضو کرنے کی حکمت یہ ہے کہ فرشتے میل کچیل بدبو وغیرہ سے دور رہتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی بغیر وضو کے ہی سو جائے گا تو فرشتے اس کے قریب نہیں آئیں گے، بخلاف شیاطین کے کہ وہ ایسی چیزوں کو پسند کرتے ہیں اور ایسے آدمی کے پاس آتے ہیں۔

## منصوبہ بندی کرنا

(حدیث ۶۱۳) حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ -(م) عن أبی سعید -(صح). (۶۱۳)

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کو کوئی چیز روک نہیں سکتی۔

(لطائف ومعارف)

حضورؐ سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے مذکورہ حدیث ارشاد فرمائی۔

بچہ پیدا نہ کرنے کے لئے مرد کا بیوی کے رحم سے باہر تخم انسانی کو گرانا عربی میں عزل کہلاتا ہے۔

فی زمانہ حکومت پاکستان نے بچوں کی پیدائش کے لئے منصوبہ بندی کا پروگرام بنایا ہے کہ دو بچے پیدا کئے جائیں۔ اس سے زیادہ بچے معاشی پریشانی میں والدین کو بھی مبتلا کرتے ہیں اور پاکستان کی آبادی بڑھنے سے حکومت پر بھی معاشی پریشانی لاحق ہو

۶۱۳ (الجامع الصغیر: ۴۰۷) — درمنثور (۱: ۲۶۷) بخاری، مسلم باب النکاح (۱۳۳) کنز العمال (۵۱۲) حدیث صحیح.

گی' حکومت کا اس طرح کا پروگرام شرعی اصول کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: لاتقتلوا اولادکم خشیة إملاق نحن نرزقهم وإیاکم (سورۂ اسراء) (اپنے بچوں کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو (کیونکہ) ان کو اور تم کو (سب کو) ہم ہی رزق دیتے ہیں)۔

ہاں! اگر حکومت کے اس منصوبے سے ہٹ کر کوئی شخص ذاتی طور پر بیوی کے بیمار ہونے کی وجہ سے یا کسی ایسی شرعی مجبوری کی وجہ سے زیادہ بچے نہ جنے تو شرعاً اس کی اجازت ہے۔ امید ہو جانے سے بچے میں روح پھونکنے سے پہلے پہلے تک اگر بلاوجہ بچہ ضائع کیا تو گناہ ہوگا اور روح پھونکنے کے بعد سے بچہ کو ضائع کرنا قتل کے برابر ہے اور قرآن شریف میں آتا ہے کہ مومن کے قاتل کو ہمیشہ جہنم میں جلنا پڑے گا' بچہ میں چوتھے مہینہ میں روح ڈال دی جاتی ہے۔

عزل مطلقاً حرام نہیں ہے۔

حمل کو روکنے کے لئے مرد کا خود کو خصی کرانا یا نص بندی کرانا' اسی طرح سے عورت کا آپریشن وغیرہ کے ذریعہ بچہ دانی نکلوانا یا کوئی ایسی دوائیں کھانا جن سے پھر کبھی بچہ کی امید نہ ہو سکے یہ سب حرام ہے۔

## ایام حیض میں مباشرت

(حدیث ۶۱۴) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُبَاشِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا—(خ،د)عن ميمونة—(صح). (۶۱۴)

(ترجمہ) جب آنحضرت ﷺ اپنی بیویوں میں سے کسی کے ساتھ سونے کا ارادہ کرتے جبکہ وہ ماہواری کے دنوں میں ہوتی تھی تو اس کو حکم دیتے تھے کہ وہ چادر باندھ لے پھر آپؐ اس کے ساتھ مباشرت کرتے تھے۔

۶۱۴ (الجامع الصغیر: ۶۵۴۹) — رواه البخاری (۱: ۸۳) وابو داود (۲۱۶۷) والبیهقی وغیره (۱: ۳۱۱، ۷: ۱۹۱) مسند احمد (۶: ۳۳۶) درمنثور (۱: ۲۵۹) حدیث صحیح.

(لطائف ومعارف)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا ماہواری کی حالت میں بیوی کے ساتھ سونا درست ہے۔ناف سے لے کر گھٹنوں تک عورت کپڑا باندھ لے اور مرد اس حصہ کے علاوہ باقی حصہ کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔اس حدیث میں مباشرت کا یہی معنی ہے۔

اگر کوئی شخص اس کپڑے کے مقام کی طرف رغبت کرے گا اور اپنے آپ کو نہیں بچائے گا تو وہ صحبت میں بھی ملوث ہو جائے گا جو کہ اس حالت میں ناجائز اور حرام ہے۔

اس حدیث میں حضور ﷺ کے اس عمل کی وضاحت کی گئی ہے تاکہ امت کے افراد بھی اس موقع پر حضور ﷺ کے طریقہ کے مطابق عمل کر سکیں، اگرچہ حضور ﷺ کی اس بات کے ذکر کرنے میں مسلمان کو حیاء آتی ہے۔

## حالت حیض میں صحبت اور صدقہ

(حدیث ۶۱۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَتَى امْرَاَتَهُ فِي حَيْضِهَا فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِيْنَارٍ، وَمَنْ اَتَاهَا وَقَدْ اَدْبَرَ الدَّمُ عَنْهَا وَلَمْ تَغْتَسِلْ فَنِصْفُ دِيْنَارٍ — (طب) عن ابن عباس — (ح). (۶۱۵)

(ترجمہ) جو شخص حیض کی حالت میں عورت کے پاس جائے، اس کو چاہئے کہ ایک دینار صدقہ کرے اور جب وہ بیوی کے پاس اس حالت میں جائے کہ حیض کے ایام ختم ہو رہے ہوں اور ابھی اس نے غسل نہ کیا ہو تو آدھا دینار صدقہ کرے۔

(لطائف ومعارف)

بیوی کے پاس حالت حیض میں جانا حرام ہے لیکن اگر کوئی شخص اس کو حرام جانتے

۶۱۵) الجامع الصغیر: ۸۲۹۱) — رواہ الطبرانی فی الکبیر (۱۱: ۴۰۲) مصنف عبدالرزاق (۱۲۶۴) کنز العمال (۴۴۸۸۴) وصححہ الحاکم لکن نوزع بضعف سندہ واضطراب متنہ فروی مرفوعا وموقوفا ومرسلا.

ہوئے اس کا ارتکاب کرے تو اس کو ایک دینار صدقہ کرنا چاہئے اور اگر مدت ختم ہو رہی ہو لیکن حالت حیض جاری ہو تو نصف دینار صدقہ کرے اور اگر مدت ختم ہو گئی ہو لیکن غسل نہ کیا ہو تو اس پر کوئی صدقہ لازم ہے نہ گناہ ہوگا۔

اس حالت میں جب خاوند عورت سے صحبت کرے تو عورت پر کسی چیز کا صدقہ لازم نہیں لیکن اگر اس نے اس فعل پر رضا مندی ظاہر کی تو اس کو گناہ ہوگا اور یہ رضا مندی حرام ہے اور اگر خاوند نے مجبور کیا تو عورت کو گناہ بھی نہیں ہوگا کیونکہ صحبت خاوند کا حق ہے۔ جس سے عورت مرد کو نہیں روک سکتی۔

ایک طرف عورت کو حالت حرمت لاحق ہے، دوسری طرف خاوند کا حکم ماننا لازم ہے، اس لئے اس کو اس صحبت کا نہ ثواب ہوگا نہ گناہ ہوگا۔

اگر کوئی مرد عرصہ دراز گزار کے گھر آیا ہو اور بیوی کو اس حالت میں پایا ہو اور وہ مجبور ہو کر اس فعل کا ارتکاب کر لے اگر اول ایام حیض میں کیا ہو تو ایک دینار اگر اخیر ایام میں کیا ہو تو نصف دینار صدقہ کرے۔ اس حدیث کا یہی مطلب ہے ورنہ جو لوگ گھروں میں رہتے ہیں ان کو کامل احتیاط ضروری ہے۔

## سب سے بڑی خیانت

(حدیث ۶۱۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْاَمَانَةِ عِنْدَاللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِيْ اِلٰى امْرَاَتِهٖ وَتُفْضِيْ اِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا۔ (حم،م،د) عن ابی سعید۔ (صح) (۶۱۶)

(ترجمہ) اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بڑی (امانت کی خیانت جس کا حساب لیا جائے گا) یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کے پاس جائے اور بیوی

۶۱۶ (الجامع الصغیر: ۲۴۷۷) ــــ رواہ أحمد (۳:۶۹) ومسلم (۱۰۶۰) وابو داود، درمنثور (۵:۲۲۶) کنز العمال (۴۴۹۶۹) حدیث صحیح.

اس کے پاس جائے پھر وہ اس کے راز کو (دوستوں میں) پھیلاتا پھرے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جو بات یا عمل میاں بیوی کے درمیان ہوا وہ لوگوں کو بتلائے۔

## بیوی سے لواطت حرام ہے

(حدیث ۶۱۷) حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ، لَا تَاْتُوا النِّسَاءَ فِیْ اَدْبَارِھِنَّ۔ (ن ۵) عن خزیمة بن ثابت۔ (ح). (۶۱۷)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا' تم عورتوں کے ساتھ لواطت نہ کرنا۔

(لطائف ومعارف)

لواطت کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ پائخانہ کا مقام کھیتی کی جگہ نہیں ہے بلکہ کھیتی کی جگہ وہ ہے جہاں سے بچہ کی پیدائش ہوتی ہے' جب حلال مقام ماہواری کے ایام میں حرام ہو جاتا ہے تو اسی وجہ سے پائخانہ کا مقام حرام ہے جس میں ہر وقت گندگی رہتی ہے کیونکہ جو حلال جگہ وقتی گندگی (ماہواری) کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہے تو وہ جگہ جہاں سے کسی بھی وقت گندگی ختم نہیں ہوتی وہ زیادہ اس کے لائق ہے کہ وہ حرام ہو۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے لواطت جیسے گھناؤنے فعل سے روکنے سے پہلے بطور تمہید کے ان اللہ لا یستحیی من الحق کے کلمہ کو ذکر کیا کہ ''اللہ تعالیٰ حق بات کے اظہار سے نہیں شرماتا پھر اس گھناؤنے عمل سے روکا' اسی وجہ سے جمہور اسلاف واخلاف علماء نے اس کے حرام ہونے پر اتفاق کیا ہے۔

---

۶۱۷ (الجامع الصغیر: ۱۸۲۲) ــــ رواہ النسائی وابن ماجة (۱۹۲۴) وقال المنذری رویاہ باسانید احدھا جید اھ رواہ احمد (۱: ۸۶، ۴: ۳۴۲) سنن کبری للبیھقی (۲: ۴۱۱) طبرانی فی الکبیر (۴: ۹۷، ۱۰۲، ۱۰۳) مسند دارمی (۲: ۱۴۵) التاریخ الکبیر للبخاری (۸: ۲۵۶) مشکوة (۳۱۹۲).

## زبان اور شرمگاہ کی حفاظت

(حدیث ۶۱۸) حضرت صعصعہ مجاشعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِحْفَظْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْكَ، وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْكَ۔ (ع) وابن قانع، وابن منده، والضياء عن صعصعة المجاشعي (صح). (۶۱۸)

(ترجمہ) اپنے دو جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور اپنی دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی حفاظت کر۔

(لطائف ومعارف)

زبان کی حفاظت اس طرح سے کرو کہ زبان سے خیر کے سوا کچھ نہ بولو اور حلال کے سوا کچھ نہ کھاؤ اور شرم گاہ کی حفاظت فواحش سے کرو اور اپنے ننگ کو دوسروں کی نگاہ سے چھپاؤ' اگر تم نے یہ کیا تو آنحضرت ﷺ تمہیں جنت میں داخل ہونے کی ضمانت دیتے ہیں۔

حضرت حکیم ترمذیؒ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی شرم گاہ پیدا کی پھر فرمایا: ''یہ میری امانت ہے جس کو میں نے آپ کے پاس ودیعت کر دیا ہے''۔

شرمگاہ کو سوائے بیوی اور مملوکہ لونڈی کسی اور جگہ استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

حتیٰ کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ سے بھی حیاء کرنی چاہئے' اگرچہ اللہ کے سامنے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی وہ مستور کو بھی ننگے کی طرح دیکھتا ہے لیکن ادب کی رعایت پردہ پوشی کو مقتضی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قضائے حاجت کے وقت اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے اپنا سر بھی ڈھانپ لیتے تھے۔

---

۶۱۸ (الجامع الصغير: ۲۶۳) ___ كشف الخفاء (۱: ۶۰) المطالب العالية (۳۲۲۵) مسند ابو يعلى' معجم عبدالباقى بن قانع' مسند محمد بن اسحاق بن مندة' المختارة للضياء المقدسى.

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریک کمرہ میں غسل کرتے تھے کہ اپنی شرمگاہ خود بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔

علامہ ماوردیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپؐ نے اپنی شرمگاہ کبھی نہیں دیکھی۔ اگر آپؐ کی شرمگاہ کوئی دیکھ لے تو اندھا ہو جائے۔

شرمگاہ کو چھپانا اس امت کی خصوصیات میں سے ہے، جس طرح سے آدمی کو اپنی شرمگاہ چھپانے کا حکم ہے اسی طرح سے دوسروں کی شرمگاہ کی حفاظت کا بھی حکم ہے کہ اس کی طرف نہ دیکھے۔

# کتاب الاولاد

۱ - بچوں کے نام

۲ - تربیت اولاد

# بچوں کے نام

## سب سے اچھے نام

(حدیث ۶۱۹) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ : عَبْدُ اللهِ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ ۔ (م،د،ت،ہ) عن ابن عمر. (۶۱۹)

(ترجمہ) اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

(لطائف ومعارف)

عبداللہ نام رکھنا مطلق افضل ہے کیونکہ اسم ''اللہ'' سب اسماء کا قطب ہے یہی وہ نام ہے جس کی طرف سب نام رجوع کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے اپنے صاحبزادہ کا نام ابراہیم اس لئے رکھا کہ انبیاء کرام کے ناموں پر نام رکھنے کا جواز معلوم ہو جائے اور اس نام رکھنے میں آپؐ کا حضرت ابراہیمؑ سے محبت کا اظہار بھی ہے اور یہ بھی کہ آپؐ کا نام زبان پر آتا رہے گا اور حضرت ابراہیمؑ کے شرف کا اظہار ہوگا اور امت کیلئے حضرت ابراہیمؑ کے مقام عظیم کی تذکیر بھی ہے۔

علامہ ابن سبعؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن کے بعد سب سے افضل نام محمد اور احمد ہے پھر ابراہیم ہے۔

نوٹ:۔ حضور ﷺ کے اسم مبارک ''محمد'' پر بچوں کے نام رکھنے کی فضیلت اور برکات پر ہماری کتاب ''فضیلت اسم محمد'' ملاحظہ فرمائیں۔

## اچھے نام

(حدیث ۶۲۰) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

---

۶۱۹ (الجامع الصغیر: ۲۰۶) ___ اتحاف السادة (۵:۳۸۷) مسلم، ابو داود (۴۹۴۹) ترمذی (۳۳۲۸) واللفظ عزوجل، ابن ماجة.

أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ مَا تُعُبِّدَلَهُ ، وَأَصْدَقُ الْأَسْمَاءِ هَمَّامٌ وَحَارِثٌ –الشیرازی فی الالقاب (طب) عن ابن مسعود.(۶۲۰)

(ترجمہ) اللہ کے نزدیک سب سے محبوب نام وہ ہے جس میں عبد کا لاحقہ لگایا جائے۔اور سب سے سچے نام ھمام اور حارث ہیں۔

(لطائف ومعارف)

(۱) کیونکہ بندے اور اس کے رب کے مابین عبودیت کی ہی نسبت ہے۔

## عبدالنبی نام رکھنا

عبدالنبی اور عبدالرسول اور عبدالمصطفیٰ وغیرہ نام رکھنا اس اعتبار سے کہ حضور ﷺ کے ساتھ نسبت تشریف حاصل ہو تو حرام نہیں ہے۔اس لئے کہ عبد خادم کے معنی میں بھی عربی میں استعمال ہوتا ہے لیکن اگر جاہلوں سے شرک کا خوف ہو یا حقیقی معنوں میں اس نام والے کو نبی ﷺ کا بندہ سمجھنے لگیں یا حقیقت عبودیت کا ظن یا اعتقاد پھیلنے لگے تو ایسے نام رکھنے سے منع کیا جائے۔اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ شرک کے خوف سے ایسے نام رکھنے سے مطلقاً منع کر دیا جائے۔(مناوی)۔

ہمارے ہندوستان و پاکستان کے عوام مسلمانوں میں اسلام سے خاصی ناواقفیت ہے ایسے ناموں سے عوام شرکی معنی ہی سمجھتے ہیں اس لئے یہاں ایسے نام رکھنا منع ہیں۔

## انبیاء کے ناموں پر اولاد کے نام رکھنا

(حدیث ۶۲۱) حضرت عبداللہ بن جرادؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

سَمُّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ، وَلَا تُسَمُّوْا بِاَسْمَاءِ الْمَلَائِكَةِ– (تخ) عن عبدالله بن جراد(ض).(۶۲۱)

---

۶۲۰ (الجامع الصغیر:۲۰۷) ـــ الفوائد المجموعة (۷۰) کنز العمال (۴۵۱۹۵) الشیرازی فی الالقاب والطبرانی فی الکبیر وضعفه السیوطی فی الدرر.

۶۲۱ (الجامع الصغیر:۴۷۱۷) ـــ رواه البخاری فی التاریخ الکبیر (۵:۳۵) قال البیهقی (۹:۳۰۶) قال البخاری فی إسناده نظر ،کنز العمال (۴۵۲۱۸، ۴۵۲۲۵).

(ترجمہ) تم (اپنی اولاد کے) نام انبیاءؑ کے ناموں پر رکھا کرو، فرشتوں کے ناموں پر مت رکھا کرو۔

(لطائف ومعارف)

علامہ قشیریؒ فرماتے ہیں انبیاءؑ کے نام رکھنا مسنون ہے، بعض حضرات نے لوگوں کے نام بگاڑ دینے کی وجہ سے اولاد کے نام انبیاءؑ کے نام پر رکھنے سے منع کیا ہے۔

## کسی کے تین بچے ہوں تو ایک کا "محمد" نام رکھا جائے

(حدیث ۶۲۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَهُ ثَلَاثَةُ اَوْلَادٍ فَلَمْ يُسَمِّ اَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ۔

(طب، عد) عن ابن عباس۔ (ض). (۶۲۲)

(ترجمہ) جس شخص کے تین بچے پیدا ہو جائیں، اگر اس نے ان میں سے کسی ایک کا نام بھی محمد نہ رکھا تو اس نے جہالت کا کام کیا۔

(لطائف ومعارف)۔

یعنی وہ اپنی جہالت کی وجہ اس عظیم برکت سے محروم رہا جو اس نام رکھنے سے اس کو حاصل ہوتی۔

محدث ابن عساکر نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من ولدله مولود فسماه محمدا تبركا به كان هو ومولوده في الجنة.

علامہ سیوطیؒ مختصر الموضوعات میں لکھتے ہیں: اس عنوان سے جتنی بھی حدیثیں مروی ہیں یہ حدیث سب سے زیادہ مضبوط ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

۶۲۲ (الجامع الصغير: ۹۰۸۴) ــــ رواه الطبراني في الكبير (۱۱: ۷۱) ومجمع الزوائد (۳: ۵، ۸: ۴۹) وابن عدي في الكامل وقال الهيثمي (۳: ۵، ۸: ۴۹) فيه مصعب بن سعيد وهو ضعيف وأورده في الميزان في ترجمة ليث بن أبي سليم وقال أحمد مضطرب الحديث لكن حدث امنه وأورده ابن الجوزي في الموضوعات وتعقبه السيوطي بانه لم يبلغ امره أن يحكم عليه بالوضع.

اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ جس شخص کے کوئی بچہ پیدا ہوا اور اس نے اس کا نام ''محمد'' رکھا تا کہ (حضور ﷺ کے) نام سے برکت حاصل ہو تو وہ باپ اور اس کا بچہ جنت میں جائیں گے۔

## محمد نام کے آدمی کا اکرام

(حدیث ۶۲۳) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا سَمَّيْتُمُ الْوَلَدَ مُحَمَّدًا فَأَكْرِمُوهُ، وَأَوْسِعُوا لَهُ فِي الْمَجْلِسِ، وَلَا تُقَبِّحُوا لَهُ وَجْهًا - (خط) عن علي - (ض). (۶۲۳)

(ترجمہ) جب تم اپنے بچے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور اس کیلئے مجلس کو کھلا کر دو اور اس کے چہرے کو برا بھلا مت کہو (یعنی یوں نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے چہرے کو بدشکل کرے اور اس کے اقوال وافعال میں قباحت کی نسبت نہ کرو، ہاں اگر اس کے اقوال وافعال شریعت کے خلاف ہوں تو ان پر ردوقدح کی جائے گی)۔

(لطائف ومعارف)

ابن عدی نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ما أطعم طعاما على مائدة ولا جلس عليها وفيها اسمي الا قدسوا كل يوم مرتين (جس دسترخوان پر کھانا کھایا جائے یا کسی دسترخوان پر بیٹھا جائے اور ان بیٹھنے والوں میں میرے نام کا آدمی بھی ہو تو روزانہ دن میں دو مرتبہ ان کو برکت عطاء کی جائے گی) اور محدث طرائفی اور علامہ ابن جوزیؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ما اجتمع قوم قط في مشورة فيهم رجل اسمه محمد لم يدخلوه في مشورتهم إلا لم يبارك لهم فيه. (جو قوم کسی مشورہ کے لئے جمع ہوتی ہے اور ان میں ایسا شخص بھی ہو جس کا نام محمد ہو اگر وہ لوگ اس کو اپنے مشورے میں شامل نہیں کریں گے تو ان کے مشورہ میں برکت نہیں ہوگی)۔

---

۶۲۳ (الجامع الصغير: ۷۰۶) ــ رواه الخطيب في تاريخ بغداد (۳: ۹۱) كنز العمال (۴۵۱۹۸) في ترجمة محمد العلوي عن علي ورواه الحاكم في تاريخه والديلمي.

## ''محمد'' نام کے شخص پر لعنت نہ کرو

(حدیث ۶۲۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تُسَمُّوْنَ اَوْلَادَكُمْ مُحَمَّدًا ثُمَّ تَلْعَنُوْنَهُمْ؟- البزار (ع، ک)عن انس-(صح). (۶۲۴)

(ترجمہ) تم اپنی اولاد کا نام محمد رکھتے ہو پھر ان کو برا بھلا کہتے ہو۔ (جب تک کہ وہ نابالغ ہوں، بالغ ہونے کے بعد غلط کام کی وجہ سے اس کو تنبیہ وغیرہ کی جاسکتی ہے)۔

(لطائف ومعارف)

قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس شخص پر، جس کا نام محمد رکھا گیا ہو، اپنے نام کی عظمت کی وجہ سے لعنت ملامت کرنے کو برا کہا ہے، جس طرح سے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی شکل وصورت کی تعظیم کی وجہ سے چہرہ پر مارنے کو منع فرمایا ہے۔

بعض احادیث میں محمد نام رکھنے کی ترغیب آئی ہے جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جس گھر میں محمد اور احمد نام کا کوئی بچہ ہو تو اس گھر والوں کو ضرر نہیں پہنچے گا یا یہ معنی ہے کہ تمہیں کیا حرج ہے کہ تمہارے گھر میں کوئی محمد یا احمد نام کا بچہ ہو یعنی اپنے بچوں کا نام محمد اور احمد رکھا کرو۔

اگرچہ اس حدیث میں محمد نام رکھنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، نام رکھنے کی فضیلت اپنی جگہ مسلم بھی ہے۔

## کائنات کا افضل ترین اسم مبارک

نام رکھنے کا راز یہ ہے کہ ایک شے کا دوسری شے کے ساتھ تعارف ہو جائے کیونکہ جب کوئی چیز وجود میں آئے اور وہ مجہول الاسم ہو تو اس کی تعریف کا واقع ہونا بہت مشکل

۶۲۴ (الجامع الصغیر: ۳۳۰۱) ــــ (رواه البزار فی مسنده وابو یعلی والحاکم فی الأدب، الشفاء للقاضی عیاض (۲: ۴۷۰) کنزالعمال (۴۵۲۰۰) قال الذهبی والحکم (ابن عطیة) وثقه بعضه وهو لین ورمز السیوطی لصحته. واللألی المصنوعة للسیوطی (۱: ۵۴).

ہو جاتا ہے اس لئے جب بچہ پیدا ہو تو اس وقت سے تیسرے روز تک یا ساتویں روز تک یا اس کے بعد نام ضرور رکھنا ہوتا ہے۔

(حدیث ۶۲۵) اور حدیث مبارک میں ہے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

انکم تدعون یوم القیامة باسمائکم واسماء آبائکم فاحسنوا اسماء کم (۶۲۵)

(ترجمہ) بے شک تم قیامت کے دن اپنے ناموں اور اپنے آباء کے ناموں کے ساتھ بلائے جاؤ گے پس اپنے نام اچھے رکھا کرو۔

(حدیث ۶۲۶) امام نوویؒ فرماتے ہیں اس حدیث کی رو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نام خوبصورت رکھنے چاہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسماء الانبیاء واحب الاسماء الی اللہ عبداللہ و عبدالرحمن واصدقها حارث وهمام واقبحها حرب و مرة. (۶۲۶)

(ترجمہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ نام انبیاء کرامؑ کے نام پر رکھو اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور سب سے سچے نام حارث اور ھمام ہیں اور سب سے قبیح نام حرب اور مرہ ہیں۔

اس حدیث مبارک میں انبیاء کرامؑ کے نام جیسے نام رکھنے کا حکم فرمایا ہے کیونکہ انبیاء اولاد آدم کے سردار ہیں اور ان کے اخلاق اشرف الاخلاق ہیں اور ان کے اعمال احسن الاعمال ہیں پس ان کے اسماء گرامی بھی اشرف الاسماء ہیں اور ان ناموں کے ساتھ نام رکھنے سے مسمی کو شرف حاصل ہوتا ہے اور اگرچہ مسمی میں مصالح نہ ہوں مگر مسمی اپنے اسم کے ساتھ ذکر کیا جائے گا اور نام کا تعلق اس کے معنی کے ساتھ متقاضی

---

۶۲۵ رواہ ابو داود 'احمد 'مشکوۃ ص ۴۰۸ والجامع الصغیر.

۶۲۶ رواہ البخاری فی الادب المفرد و ابوداود والنسائی فی سننیهما وسنده حسن 'الجامع الصغیر للسیوطی ص ۲۴۶، ج ۳، مع المناوی.

رہے گا اور اس کے ساتھ ساتھ انبیاء کرامؑ کے نام رکھنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ ان کے اسماء کی بھی حفاظت رہے گی اور ذکر بھی رہے گا۔

(حضرت طلحہؓ کے دس لڑکے تھے سب کے نام انبیاء کرامؑ والے نام تھے)۔

(۱) امام احمد اپنی مسند میں، امام بخاری اور امام مسلم اپنی صحیحین میں امام ترمذی اور امام ابن ماجۃ اپنی سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی.

(ترجمہ) اپنی اولاد کا نام میرے نام جیسا رکھ لو اور میرے کنیت جیسی اپنی مضاحت نہ رکھو۔

اس حدیث مبارک میں حضور علیہ الصلوات والتسلیمات نے اپنے نام جیسا نام رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اور امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ مختصر الاذکار میں فرماتے ہیں وافضل الاسماء محمد یعنی نام محمد سب ناموں سے افضل نام ہے۔

(۲) امام طبرانی معجم کبیر میں اور امام ابن عدی الکامل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من ولد له ثلاثة اولاد فلم یسم احدهم محمدا فقد جهل.

(ترجمہ) جس کے ہاں تین بچے پیدا ہوں اور ان میں سے کسی کا نام اس نے محمد نہ رکھا تو اس نے جہالت کا کام کیا۔

اس حدیث شریف میں اس نام محمد کی عظمت کا بیان ہے اور وعید بھی ہے ایک قسم کی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ تمام ناموں میں سے کسی نام کے نہ رکھنے پر ایسی وعید نہیں آئی اور یہ کہ حضورؐ کے نام رکھنے میں مسمی میں برکت آتی ہے اور یہ کہ جس نبی اور رسول کے ذریعہ انسان کو ہدایت ملی ہو اور وہ تمام مخلوق میں افضل و اعلیٰ بھی ہوں تو بطور اس نعمت عظیمہ کے شکر کے اپنی اولاد میں سے کسی کا نام محمد ضرور رکھے اور اگر تین بچے یا اس سے زائد ہو جائیں اور یہ نام نہ رکھا تو یہ جہالت کا کام ہوگا۔

(۳) اور ابن عساکر نے تاریخ تہذیب دمشق میں حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے یہ روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوات والتحیات والتسلیمات نے ارشاد فرمایا۔

من ولدله مولود فسماه محمدا تبر کابه کان هوو مولوده فی الجنة

(ترجمہ) جسکے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا اور اس نے اس کا نام برکت کے حصول کیلئے محمد رکھدیا تو نام رکھنے والا اور جس کا نام رکھا گیا وہ مولود دونوں جنت میں داخل ہونگے۔

ان دونوں مذکورہ بالا حدیثوں سے محمد نام رکھنے بڑی فضیلت معلوم ہوتی ہے جو کسی دوسرے نام کیلئے معلوم نہیں اس لئے یہ ثابت ہوا کہ اپنی اولاد کا نام محمد رکھنا دوسرے ناموں سے بہت زیادہ افضل ہے لیکن فی زمانہ اس نام کا عام رواج نہیں اور اگر ہے تو بہت شاذ و نادر ہی ہے اور اگر کوئی نام رکھتا بھی ہے تو محمد کے ساتھ کوئی دوسرا جزو ملا دیتا ہے جو عجم کا طریقہ ہے جس کا وہ ثواب اور فضیلت نہیں رہتی جو حدیثوں میں مذکور ہے اور اگر خالی محمد نام رکھا جاتا ہے تو اس کو عام طور پر لوگ بگاڑ کر پکارتے ہیں حالانکہ حدیث شریف میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے چنانچہ

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مسند بزار، مسند ابو یعلی، موصلی اور مستدرک حاکم میں بسند صحیح مروی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا!

تسمون اولادکم محمد اثم تلعنونهم، اور مسند عبد بن حمید میں تلعنونهم کی بجائے تسبونهم ہے (الجامع الصغیر، جامع الشمل)۔

(ترجمہ) کیا تم اپنی اولاد کا نام محمد رکھتے ہو پھر لعنت اور گالی بھی دیتے ہو۔

اس حدیث میں استفہام انکاری ہے اور ہمزہ محذوف ہے مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنی اولاد کا نام محمد رکھتے ہو تو انکو گالی گلوچ اور لعنت وغیرہ مت کیا کرو کیونکہ نام تعریف والا ہوا اور تعریف کی بجائے مسمی پر لعنت کی جائے ان میں سے جب ایک ہوگی تو دوسری نہیں ہوگی یا تعریف ہوگی یا لعنت اور جب تعریف والا نام رکھ دیا ہے تو ملامت کیسی اس حدیث میں جیسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محمد نام والے کو سب وشتم اور لعنت نہیں کر سکتے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس کا نام محمد ہو اس کا نام بگاڑ بھی نہیں سکتے اور نام بگاڑنا حرام ہے کیونکہ قرآن کریم میں صریح حکم موجود ہے۔ ولا تنابزوا بالالقاب

بئس الاسم الفسوق بعد الایمان.

(ترجمہ) ایک دوسرے کو برے لقب سے نہ پکارو ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے۔

(۵) حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند بزار میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اذا سمیتم محمد افلا تضربوہ ولا تحرموہ (کنوز الحقائق لغماوی ص ۹).

(ترجمہ) جب تم اپنی اولاد کا یا کسی اور کا نام محمد رکھو تو اس کو نہ مارو (حدود تادیب کے علاوہ) اور اس کو محروم نہ کرو (بروا حسان سے بوجہ اس ذات کے اکرام کے جس کے نام سے بچہ کا نام رکھا)۔

(۶) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خطیب بغدادیؒ نے تاریخ بغداد میں محمد علوی کے ترجمہ میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں اور حاکم نے اپنی تاریخ میں حضور علیہ الصلوات والتسلیمات کا یہ ارشاد مبارک نقل فرمایا ہے۔

اذا سمیتم الولد محمدا فکرموہ واوسعوا لہ فی المجالس ولا تُقَبِّحُوا لہ وجھا.

(ترجمہ) جب تم بچے کا نام محمد رکھو تو اس کا اکرام کرو (اس کی توقیر و تعظیم کرو) اور (مزید اہتمام کے طور پر یہ بھی فرمایا کہ) اس کیلئے مجلس میں وسعت پیدا کرو اور اس کے چہرے کی تقبیح نہ کرو (یعنی مثلاً یہ نہ کہو اللہ تعالیٰ تیرا چہرہ سیاہ، بدصورت کرے اور اس کے اقوال و افعال میں سے کسی چیز کو برائی کی طرف منسوب نہ کرو الا یہ کہ اس کے اقوال یا افعال ایسے ہوں جو اس کیلئے باعث ملامت ہوں تو بطور تعلیم اور تادیب سمجھایا جا سکتا ہے اور حدیث میں جو لفظ وجہ کا آیا ہے اس سے مسمّی کی ذات مراد ہے (الجامع الصغیر للسیوطیؒ وفیض القدیر للمناویؒ ص ۳۸۵ ج ۱ جامع الشمل فی حدیث خاتم الرسل ص ۱۱۴ ج ۱)۔

(۷) ابن عدی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

**ما اطعم طعاما على مائدة ولا جلس عليها وفيها اسمى الاقدسوا كل يوم مرتين** (اخرجہ ابن عدی فی الکامل فیض القدیر ۱:۳۸۵)۔

(۸) اور علامہ طرائفی اور علامہ ابن الجوزی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

**ما اجتمع قوم قط في مشورة فيهم رجل اسمه محمد لم يدخلوه في مشورتهم الالم يبارك لهم فيه.**

(ترجمہ) نہیں جمع ہوتی کوئی قوم (جماعت) کسی قسم کے مشورہ کیلئے کبھی بھی جن میں کوئی آدمی جس کا نام محمد ہو کہ وہ اس کو اپنے مشورہ میں شامل نہ کریں مگر ان کیلئے اس مشورہ میں برکت نہیں ڈالی جاتی۔

(۹) حضرت عثمان العمریؒ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

**ما ضر احدكم لو كان في بيته محمد و محمد ان وثلاثة** (جامع الشمل ص ۱۲۶ ج ۱ بحوالہ ابن سد)۔

## ممنوع نام

(حدیث ۶۲۷) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

أَخْنَعُ الْأَسْمَاءِ عِنْدَاللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ، لَا مَالِكَ إِلَّا اللهُ۔ (ق، د، ت) عن أبي هريرة – (صح). (۶۲۷)

(ترجمہ) قیامت میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ گلا گھونٹنے والا نام اس شخص کا ہوگا جس نے اپنا نام ملک الاملاک ''شہنشاہ'' رکھا ہوگا۔ کیونکہ اللہ کے سوا کوئی مالک نہیں ہے۔

---

۶۲۷ (الجامع الصغير: ۳۰۳) ــــ ميزان الاعتدال (۱۰۴۶۸) مشكل الآثار (۱۶:۲) الادب المفرد للبخاري (۸۱۷) كنز العمال (۴۵۲۴۲) بخاري، مسلم، ترمذي، ابو داود وهو حديث صحيح.

(لطائف ومعارف)

گلا گھونٹنے کا معنی یہ ہے کہ ایسا شخص قیامت کے دن نہایت ذلت اور ضعیفی میں ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسے نام جو تکبر کے متقاضی ہوں اور جو نام اللہ کی عظمت کے لائق ہوں ایسے نام رکھنا شرعاً جائز نہیں جیسے ملک الملوک، شہنشاہ، سید الناس، رب الارباب، سید الکل، سید ولد آدم اور اللہ کے ناموں پر بندوں کے نام رکھنا بھی جائز نہیں جیسے کسی کا نام احد رکھنا یا اس کو احد کہنا، ایسے صمد وغیرہ۔ اسی طرح سے ظاہر، قاہر اور قادر وغیرہ کہنا اور بعض علماء نے اللہ اور رحمٰن کے علاوہ باقی نام رکھنے کو جائز لکھا ہے۔ ان کا موقف ہے کہ اللہ اس کا ذاتی نام ہے اور رحمٰن بھی اس کے قریب قریب ہے اور دوسرے ناموں میں تخصیص نہیں ہے۔ (تفسیر قرطبی جلد اول تحت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)۔

علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر میں "وانت احکم الحاکمین" کی آیت کے تحت لکھا ہے کہ ہمارے زمانہ کے بہت سے جاہل اور ظالم حکمرانوں نے اپنا لقب اقضی القضاۃ رکھا ہوا ہے جس کا معنی ہے احکم الحاکمین۔

## بچہ خاوند کا ہوگا اور زانی کیلئے حد زنا

(حدیث ۶۲۸) حضرت عائشہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت عثمان، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ—(ق،د،ن،ه)عن عائشة (حم، ق،ت،ن،ه)عن ابی هريرة—عن عثمان(ن)عن ابن مسعود وعن ابی امامة—(صح). (۶۲۸)

۶۲۸ (الجامع الصغیر: ۹۶۸۸) ــــ رواه البخاری ومسلم طبرانی فی الکبیر (۱۰: ۲۹۷) مسند الشافعی (۱۸۸) تفسیر ابن کثیر (۲: ۲۳۱) وابو داود والنسائی (۳: ۲۰۰) وابن ماجة عن عائشة واحمد (۲: ۲۳۹، ۲۸۰، ۳۸۶) والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجة عن ابی هريرة وابو داود عن عثمان بن عفانؓ والنسائی عن ابن مسعود وعن ابن الزبير وابن ماجة عن عمر وعن ابی امامة قال الحافظ فی الفتح ونقل عن ابن عبدالبر انه جاء عن بضعة وعشرين صحابيا ثم زاد عليه وذكر الشيخ مفتی محمد تقی العثمانی فی تکملة فتح الملهم هذا الحديث برواية خمس واربعين صحابيا كما فی حفظی فليراجعه فهو حديث متواتر. حديث صحيح.

(ترجمہ) بچہ خاوند کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے۔

(لطائف ومعارف)

جو اولاد آزاد عورت سے پیدا ہو جبکہ وہ عورت شادی شدہ ہو اور بچہ نکاح کے چھ مہینے کے بعد پیدا ہو یا اس سے زیادہ عرصہ میں وہ بچہ خاوند کا ہی ہوگا۔ اگرچہ مدت حمل یا اس سے زیادہ عرصہ میں میاں بیوی کا لقاء ثابت نہ بھی ہو چاہے لوگ عورت کی طرف زنا کی نسبت کریں یا نہ کریں۔

اگر زانی شادی شدہ ہو تو اس کو سنگسار کیا جائے گا اور اگر غیر شادی شدہ ہو تو اس کو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔

تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''احکام القرآن'' سورۂ نور آیت الزانیة والزانی کے تحت مراجعت فرمائیں۔

یاد رہے کہ یہ ''احکام القرآن'' مفتی جمیل احمد تھانویؒ سابق مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور کے ساتھ تالیفی تعاون کے طور پر ناچیز نے مرتب کی تھی اور اس مسئلہ کو تفصیل سے عربی میں تحریر کیا تھا۔ صرف اسی آیت کے احکام اور تفصیلات بفضلہٖ تعالیٰ تین سو صفحات پر مشتمل ہیں۔

## نام بگاڑنے پر فرشتوں کی لعنت

(حدیث ۶۲۹) حضرت عمیر بن سعدؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ دَعَا رَجُلًا بِغَيْرِ اسْمِهٖ لَعَنَتْهُ الْمَلَائِكَةُ—(ابن السني) عن عمير بن سعد—(صح). (۶۲۹)

(ترجمہ) جس شخص نے کسی کو اس کے نام کے علاوہ سے پکارا اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

مسلمان کے لئے فرشتوں کی لعنت کا معنی یہ ہے کہ اس کے لئے منازل ابرار اور مواطن اخیار سے بُعد کی دعا کرتے ہیں۔

---

۶۲۹ (الجامع الصغیر: ۸۶۶۶) ــــ رواہ ابن السنی (۳۸۸) وابن لال الحبانک فی الملائک للسیوطی (۱۴۵) کنز العمال (۴۵۲۱۱).

فرشتوں کی یہ لعنت اس وقت ہوگی جب اس کا نام کراہت دل سے بگاڑ کے کہے اور اگر اس کو یوں پکارے یا عبداللہ اے عبداللہ یا کوئی اور نام دے دے اچھا سا تو اس پر لعنت نہیں ہوگی۔

## کونسے نام رکھنا ممنوع ہے

(حدیث ۶۳۰) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

نَهٰى اَنْ يُسَمَّى الرَّجُلُ حَرْبًا اَوْ وَلِيْدًا، اَوْ مُرَّةً، اَوْ الْحَكَمَ؛ اَوْ اَبَا الْحَكَمِ، اَوْ اَفْلَحَ، اَوْ نَجِيْحًا، اَوْ يَسَارًا۔ (طب) عن ابن مسعود۔ (ح). (۶۳۰)

(ترجمہ) آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی کا نام حرب یا ولید یا مُرہ یا حَکَم یا ابوالحکم یا افلح یا نجیح یا یسار رکھا جائے۔

(لطائف ومعارف)

اس طرح کے نام دوسری زبانوں میں بھی رکھنا درست نہیں ہے۔

## قیامت کے دن باپ کے نام سے پکارے جائینگے

(حدیث ۶۳۱) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَسْمَائِكُمْ وَاَسْمَاءِ آبَائِكُمْ، فَاَحْسِنُوْا اَسْمَاءَكُمْ۔ (حم، د) عن ابی الدرداء۔ (ح). (۶۳۱)

(ترجمہ) تم قیامت کے دن اپنے ناموں کے ساتھ اور اپنے آباء کے ناموں

---

۶۳۰ (الجامع الصغیر: ۹۵۶۲) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر (۱۰: ۸۹) والأوسط.

۶۳۱ (الجامع الصغیر: ۲۵۳۳) ــــ رواه أحمد (۵: ۱۹۴) فتح الباری (۱۰: ۵۷۷) وابو داود فی الأدب (۴۹۴۸) مسند الدارمی (۲: ۲۹۴) وقال النووی فی الأذکار وفی التهذیب اسناده جید وتبعه الزین العراقی وقال فی المغنی عن حمل الاسفار وقال البیهقی انه مرسل وقال المناوی کا لمنذری: ابن ابی زکریا ثقة عابد لکن لم یسمع من ابی الدرداء فالحدیث منقطع. وقال ابن حجر فی الفتح رجاله ثقاة إلا ان فی سنده انقطاعا بین عبدالله بن أبی زکریا راویه عن ابی الدرداء فإنه لم یدرکه.

کے ساتھ بلائے جاؤ گے پس تم اپنے نام اچھے رکھا کرو۔

(لطائف ومعارف)

باپ کے نام کے ساتھ پکارنا پہچان میں زیادہ واضح ہے اور اس سے ایک دوسرے سے زیادہ تمیز حاصل ہوتی ہے۔ طبرانی کی حدیث میں ہے تم اپنی ماؤں کے ناموں کے ساتھ پکارے جاؤ گے تاکہ اللہ کے بندوں پر پردہ پوشی رہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے جو صحیح حدیث کا معارضہ نہیں کرسکتی۔ تفصیل کے لئے ہماری کتاب احکام القرآن میں سورۃ الإسراء کی آیت يَوْمَ نَدْعُوْ كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ کی تفسیر کی طرف رجوع کریں۔

## تربیت اولاد

### اولاد کی تربیت سب سے بڑا تحفہ ہے

(حدیث ۶۳۲) حضرت عمرو بن سعید بن العاصؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ . (ت'ک) عن عمرو بن سعيد بن العاص. (صح)(۶۳۲)

(ترجمہ) والد نے اپنی اولاد کو حسن ادب سے عمدہ عطیہ اور سرمایہ نہیں دیا۔

(لطائف ومعارف)

یہ حدیث والدین کو اس طرف متوجہ کر رہی ہے کہ وہ اپنی اولاد سے نیک سلوک کریں اور ان کو ادب سکھلائیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: "قوا انفسكم

---

۶۳۲ (الجامع الصغير: ۸۱۸۸) ـــ رواه الترمذی فی البر والحاكم فی الأدب (۴: ۲۶۳) مجمع الزوائد (۸: ۱۵۹) كنز العمال (۴۵۴۱۱) وقال الترمذی حسن غريب مرسل وقال الحاكم فرده الذهبی وقال بل مرسل ضعيف ففيه عامر بن صالح الخزاز واه اهـ. وقال الهيثمی رواه الطبرانی عن ابن عمر وفيه عمرو بن دينار قهرمان آل الزبير وهو متروك اهـ. ورواه البيهقی فی الشعب عازيا للبخاری فی التاريخ.

واھلیکم نارا" (اپنے آپ کو بھی جہنم سے بچاؤ اور اپنے اہل خانہ کو بھی) اور سب سے اہم ادب یہ ہے کہ اس کو آداب ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ باطنی ادب مثلاً تعظیم، حیاء، توکل اور ظاہری ادب مثلاً حدود الٰہیہ اور اس کے حقوق کی حفاظت، اسلامی اخلاق اور آنحضرت ﷺ کی سنت کی اتباع کی زینت سے مزین ہونا چاہئے۔ ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں، ہر جلیل وحقیر معاملہ میں، پھر اس کو قرآن کا ادب سکھلائے کہ غایت تعظیم کے ساتھ قرآن کی اتباع کس طرح سے کرنی ہے، پھر اس کو دین کے علوم سکھائے کیونکہ ان میں سب آداب آجاتے ہیں، پھر مخلوق کے ساتھ رہنے کے طور طریقے جیسے خاطر مدارات، رفق ومواسات، تحمل بھی تعلیم کرے۔

ان سب آداب کی جس قدر اولاد کو تعلیم دے گا اسی قدر اس کو ثواب بھی حاصل ہو گا اور اس کی اپنی بڑھاپے کی زندگی بھی اس کی تربیت کی وجہ سے اچھی گزرے گی کیونکہ وہ اس تعلیم کی وجہ سے اس کی خدمت اور قدر کرے گی۔

## اولاد کو سکھانے کے لائق تین آداب

(حدیث ۶۳۳) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَدِّبُوْا أَوْلَادَكُمْ عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ، وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهٖ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ ، فَإِنَّ حَمَلَةَ الْقُرْآنِ فِيْ ظِلِّ اللّٰهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهٗ مَعَ أَنْبِيَائِهٖ وَأَصْفِيَائِهٖ۔ أبو نصر عبدالكريم الشيرازى فى فوائده فر وابن النجار عن على –(ض). (۶۳۳)

(ترجمہ) اپنی اولاد کو تین خصلتوں کا ادب سکھاؤ۔ (۱) اپنے نبی کی محبت (۲) ان کے اہل بیت کی محبت (۳) اور تلاوت قرآن، پس بے شک حفاظ قرآن حضرات انبیاء واصفیاء کے ساتھ اللہ کے (عرش کے) سایہ میں ہوں گے، جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

۶۳۳ (الجامع الصغير: ۳۰۱۱) ـــ كشف الخفاء (۱: ۷۶) كنز العمال (۴۵۴۰۹) ابو نصر عبدالكريم بن محمد الشيرازى فى الفوائد الحديثية والديلمى فى الفردوس وابن النجار فى تاريخه وهو حديث ضعيف.

(لطائف ومعارف)

(۱) حضور ﷺ کے ساتھ پاکیزہ ایمانی محبت کو جہاں تک مسلمان کے اختیار میں ہو تمام چیزوں پر غالب رکھنا واجب ہے اور حضور ﷺ کی محبت یہ ہے کہ آپؐ کے تمام احکامات پر پورا پورا عمل کیا جائے' سمعانی نے لکھا ہے کہ والدین پر اپنی اولاد کو اس بات کی تعلیم دینا واجب ہے کہ حضور ﷺ مکہ میں تمام جن وانس کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے اور مدینہ طیبہ میں دفن ہوئے اور یہ کہ حضور ﷺ کی طاعت اور محبت واجب ہے۔

ابن قیمؒ نے لکھا ہے ضروری ہے کہ سب سے پہلی بات جو بچے کے کان میں پڑے۔ وہ ''اللہ'' کی معرفت ہو اور اس کی توحید کا علم ہو اور یہ کہ اللہ سب کی بات کو سنتا ہے اور سب کے ساتھ ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں بنی اسرائیل بھی اس طرح کرتے تھے۔ اسی وجہ سے سب سے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اس حیثیت سے کہ جب بچہ سمجھنے لگے اور بات کو ذہن نشین کرنے لگے تو اس کے علم میں ہو کہ وہ اللہ کا بندہ ہے پھر اس کو نبی ﷺ کی پہچان کرائے اور آپؐ کی محبت کے واجب ہونے کی تعلیم دے۔

(۲) اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات' حضرت علیؓ ' حضرت فاطمہؓ اور ان کے دونوں بیٹے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور حضرت زینبؓ اور حضرت ام کلثومؓ ہیں یا بنو ہاشم اور بنو مطلب کے مؤمن حضرات ہیں۔

(۳) حفاظ قرآن جو اللہ کے احکام کی تعمیل کرتے ہوں قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے جیسا کہ اس کی دوسری روایت میں تصریح آئی ہے جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا اور سورج سروں کے قریب ہوگا اور اس کی گرمی لوگوں پر تیز ہو گی اور سائے سے مراد جنت کا سایہ اور اس کی نعمتیں اور اس میں داخلہ مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وندخلهم ظلا ظليلا'' (اور ہم مؤمنین کو گھنے سایوں میں داخل کریں گے) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سایہ سے مراد قیامت میں عزت اور تکلیف دہ چیزوں سے امن مراد ہے۔

اور انبیاء واصفیاء کے ساتھ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ان لوگوں کے حلقہ

میں ہوں گے جن کو اللہ نے اپنی مخلوق میں سے چن لیا اور اپنے قرب و جوار میں جگہ دینے کے لئے راضی ہو گیا۔

اس حدیث سے اپنی اولاد کو ادب سکھانے کا وجوب معلوم ہوتا ہے جو شخص اپنی اولاد کو مفید تعلیم سے محروم رکھے گا۔ وہ اپنی اولاد کے ساتھ برا کرے گا' اولاد کی اکثر نافرمانی اس کو تعلیم نہ دلانے سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس لئے کسی نے اپنے باپ کو کہا تھا تو نے مجھے بچپن میں ضائع کیا میں نے تجھے بڑھاپے میں ضائع کر دیا۔

## بچوں کو مغرب کے وقت گھروں سے نہ نکالو

(حدیث ۶۳۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ الْعِشَاءِ ؛ فَإِنَّ لِلْجِنِّ انْتِشَارًا وَخَطَفَةً — (د) عن جابر — (صح). (۶۳۴)

(ترجمہ) اپنے بچوں کو مغرب کے وقت گھر سے نہ نکلنے دیا کرو کیونکہ یہ وقت جنات کے پھیلنے کا اور فوراً غلبہ پانے کا ہوتا ہے۔

## رات کے شروع میں بچوں کو گھروں سے نہ نکلنے دو

(حدیث ۶۳۵) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِحْبِسُوا صِبْيَانَكُمْ حَتّٰى تَذْهَبَ فُوْعَةُ الْعِشَاءِ، فَإِنَّهَا سَاعَةٌ تَخْتَرِقُ فِيْهَا الشَّيَاطِيْنُ — (ک) عن جابر (صح). (۶۳۵)

(ترجمہ) اپنے بچوں کو روک کے رکھو حتیٰ کہ رات کا ابتدائی حصہ گزر جائے کیونکہ یہ ایسا وقت ہوتا ہے جس میں شیطان زمین میں پھیلتے ہیں۔

---

۶۳۴ (الجامع الصغیر: ۶۲۶۷) — رواہ ابو داود ورواہ العسکری 'کنز العمال (۴۵۳۱۶)

۶۳۵ (الجامع الصغیر: ۲۲۸) — مسند احمد (۳: ۳۶۲) کنز العمال (۴۵۳۱۷) حاکم علیٰ شرط مسلم (۴: ۲۱۴)

(لطائف ومعارف)

ان شیاطین سے مراد سرکش جن ہیں' رات کا پہلا پہر ان کے تصرف کا موقع ہوتا ہے اور شروع انتشار میں ان کی شرارت بہت تیز ہوتی ہے۔

آج کل شام ہوتے ہی شہروں میں شیطانی گھر (سینما' ٹی وی ڈرامے' کلب ہاؤس وغیرہ) کھل جاتے ہیں۔ اس لئے والدین کو چاہئے کہ وہ بچوں کو ایسے مقامات سے روکیں اور ان اوقات میں ان کو گھروں سے نہ نکلنے دیں اور اپنے گھروں سے ٹی وی کا ناسور بھی ختم کریں۔

## غروب کے بعد بچوں کو باہر نہ جانے دو

(حدیث ۶۳۶) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ، فَاِنَّهَا سَاعَةٌ يُنْشَرُ فِيهَا الشَّيَاطِيْنُ — (طب) عن ابن عباس — (ح). (۶۳۶)

(ترجمہ) جب سورج غروب ہو جائے تو اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک لیا کرو (باہر نہ نکلنے پائیں) کیونکہ یہ ایسا وقت ہوتا ہے جس میں شیاطین (زمین میں شر و فساد پھیلانے) کیلئے پھیلتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

اس وقت بچوں کو اپنے پاس روکنے کا مطلب یہ ہے کہ سورج ایک قسم کا قاہر سلطان ہے۔ سرکش روحیں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں بلکہ جب تک وہ عالم سفلی میں موجود رہے یہ اپنے تصرفات و حرکات سے رکے رہتے ہیں اور جب یہ غروب ہو جاتا ہے تو شیاطین کی یہ حالت ہوتی ہے کہ گویا وہ ابھی قید سے آزاد ہوئے ہیں اور اچانک کسی نہ کسی پر حملہ کرتے رہتے ہیں' اس لئے بچوں کو اس وقت گھروں سے باہر نہ نکلنے دیا جائے تاکہ شیاطین کا ان سے ٹکراؤ نہ ہو اور جب غروب آفتاب کے باقیات بھی غروب

۶۳۶ (الجامع الصغیر: ۷۶۷) ــــ رواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر (۱۱: ۷۶) وسندہ حسن عند السیوطی' مسند احمد (۴: ۳۸۰) کنز العمال (۱۹: ۴۸۳۱).

ہو جائیں تو پھر کسی کام کے لئے بچے باہر نکلا کریں۔

بچوں پر شیاطین کا حملہ کبھی جان سے مار دینے کا ہوتا ہے کبھی آسیب کی شکل میں اور کبھی کسی غلط حرکت میں مبتلا کرنے کی شکل میں، اللہ تعالیٰ مسلمان بچوں کو ان کی حرکات سے محفوظ رکھے۔ (آمین)۔

## بچے کیلئے نماز کی عمر

(حدیث ۶۳۷) ایک صحابی سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَاعَرَفَ الْغُلَامُ يَمِيْنَهٗ مِنْ شِمَالِهٖ فَمُرُوْهُ بِالصَّلَاةِ —(د هق) عن رجل من الصحابة —(ح). (۶۳۷)

(ترجمہ) جب لڑکا دائیں اور بائیں کی تمیز کرنے لگے تو تم اس کو نماز کا حکم دو۔ (لطائف ومعارف)

ظاہر حدیث یہ بتلاتا ہے کہ اس عمر کے بچے کو نماز کیلئے مارنا نہیں چاہئے کیونکہ مارنا ایک سزا ہے اور سزا اس وقت دی جاتی ہے جب بچے میں تحمل ہو اور وہ دس سال کی عمر ہے۔

## بچوں کو نماز کا حکم

(حدیث ۶۳۸) حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ، وَاِذَا زَوَّجَ اَحَدُكُمْ خَادِمَهٗ عَبْدَهٗ اَوْاَجِيْرَهٗ فَلَا يَنْظُرْ اِلٰى مَادُوْنَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ —(حم، د، ك) عن ابن عمرو —(صح). (۶۳۸)

---

۶۳۷ (الجامع الصغير: ۷۵۴) — رواه ابو داود (۴۹۷) درمنثور (۱: ۳۰۰) تذكرة الموضوعات (۶۸) والبيهقي والطبراني وحسنه السيوطي.

۶۳۸ (الجامع الصغير: ۸۱۷۴) — رواه أحمد، كنز العمال (۴۵۳۲۴)) وابو داود باب الصلاة (۲۶) تفسير قرطبي (۱۸: ۱۹۵) والحاكم درمنثور (۱: ۳۰۰) وقال النووي في الرياض بعد عزوه لأبي داود إسناده جسن وحديث صحيح.

(ترجمہ) اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جبکہ وہ سات سال کے ہوں اور ان پر نماز کی سختی کرو جب وہ دس سال کے ہوں (تاکہ ان کی نماز کی عادت بن جائے) اور ان کے بستر ے الگ کر دو اور جب تم میں سے کوئی اپنے خادم یعنی غلام کا یا اپنے مزدور کا نکاح کرے تو اس کو ناف سے نیچے اور گھٹنے سے اوپر نہ دیکھے۔

لطائف ومعارف

یہاں خادم غلام اور مزدور سے مراد لونڈی ہے۔

## بچہ کیلئے نماز کی تعلیم کی عمر

(حدیث ۶۳۹) حضرت سبرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلَاةَ ابْنَ سَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرٍ — (حم، ت، طب، ک) عن سبرة (صح). (۶۳۹)

(ترجمہ) بچہ کو نماز سکھاؤ جب وہ سات سال کا ہو اور (اگر نہ پڑھے تو) اس پر اس کو مارو جب دس سال کا ہو۔

(لطائف ومعارف)

بعض اہل علم نے ظاہر حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ بچہ پر بھی نماز واجب ہے کیونکہ بچہ کو نماز کے چھوڑنے پر مارنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بچہ پر نماز کے واجب ہونے کی صفت ہے۔ امام احمدؒ بھی ایک روایت کے مطابق یہی فرماتے ہیں اور بندیجی نے نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ بھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اکثر علماء فرماتے ہیں کہ بچہ پر نماز واجب نہیں ہوتی تا آنکہ بالغ نہ ہو جائے اور اس حدیث میں مارنے کا حکم تربیت کے طور پر ہے۔ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس حدیث کی

---

۶۳۹ (الجامع الصغیر: ۵۴۷۶) ــــ رواہ احمد فتح الباری (۲: ۳۴۵) والترمذی (۴۰۷) کنز العمال (۴۵۳۲۷) والطبرانی فی الکبیر (۷: ۱۳۵) والحاکم (۱: ۲۵۸) فی الصلوٰۃ وقال علی شرط مسلم واقرہ الذہبی وقال النووی فی ریاض الصالحین حدیث حسن. حدیث صحیح.

وجہ سے منسوخ ہے "رُفع القلم عن الصبی حتی یحتلم (بچہ پر احکام اسلام کا وجوب نہیں ہے حتیٰ کہ بالغ ہو جائے)۔

## بچہ کے اسلام بگاڑنے میں والدین کا اثر

(حدیث ۶۴۰) حضرت اسود بن سریع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ حَتّٰى يُعْرِبَ عَنْهُ لِسَانُهُ، فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ اَوْ يُنَصِّرَانِهِ اَوْ يُمَجِّسَانِهِ—(ع،طب،هق)عن الاسود بن سريع—(صح). (۶۴۰)

(ترجمہ) ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنی زبان سے اس کی ترجمانی کرتا ہے لیکن اس کے والدین اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی (آگ پرست)۔

(لطائف ومعارف)

اگر بچہ کو پیدا ہونے کے بعد اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس کی طبیعت پر خارجی طور سے کوئی تعرض نہ کیا جائے کہ اس کی تربیت میں فساد نہ آئے، اپنے والدین کی پیروی نہ کرے، محسوسات سے الفت نہ کرے، شہوات وخواہشات میں منہمک نہ ہو، تو وہ توحید خداوندی اور صدق رسالت وغیرہ کی طرف دلائل جلیلہ کے ساتھ فطری طور پر ایسی نظر صحیح کرے گا جو اس کو حق کی طرف پہنچا دے گی اگرچہ وہ ملت حنیفیہ کا پابند نہ ہو لیکن والدین کے بچہ کی اس فطری حالت کے سامنے اپنے خیالات کی تربیت کرنے کی وجہ سے اس میں بگاڑ آتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات پر احسان کیا کہ ان کی طرف اپنے رسول بھیجے جنہوں نے ان کو دین حق کی تبلیغ کی اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو صحیح طور پر پہنچایا تاکہ وہ عقلی ڈھکوسلوں کے ساتھ اور معاشرہ کی تربیت سے بھٹک نہ جائیں۔

خلاصہ یہ کہ انسان فطرۃً بالقوۃ اسلام کیلئے تیار ہے لیکن اس کی بالفعل تعلیم ضروری

---

۶۴۰ (الجامع الصغیر: ۶۳۵۶) ــــ رواه ابو يعلى والطبراني في الكبير (۱: ۲۶۰) والبيهقي في السنن ،مسند احمد (۳۵۳۳) مجمع الزوائد (۷: ۲۱۸).

ہے۔ پس اللہ کی قدرت میں سے ہے کہ جو شخص اہل سعادت میں سے ہو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایسا شخص متعین کر دیتا ہے جو اس کو راہ ہدایت کی تعلیم کرتا ہے اور وہ بالفعل مہذب بن جاتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ رسوا اور بد بخت کرنا چاہتے ہیں اس کیلئے ایسا سبب کھڑا کر دیتے ہیں جو اس کی فطرت کو بدل دیتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں میں جیسا چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں اور ان کو سیدھے اور ٹیڑھے دونوں راستے سمجھا دیتے ہیں۔

## اولاد کی تعلیم اور عورت کا گھریلو پیشہ

(حدیث ۶۴۱) حضرت بکر بن عبداللہ بن ربیع الانصاری سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلِّمُوْا اَبْنَاءَ كُمُ السِّبَاحَةَ وَالرِّمَايَةَ، وَنِعْمَ لَهْوُ الْمُؤْمِنَةِ فِي بَيْتِهَا الْمِغْزَلُ، وَاِذَا دَعَاكَ اَبَوَاكَ فَاَجِبْ اُمَّكَ — ابن منده فی المعرفة، وابو موسی فی الذیل — (فر) عن بکر بن عبدالله بن الربیع الانصاری — (ح). (۶۴۱)

(ترجمہ) اپنے لڑکوں کو تیرنا اور نیزہ بازی سکھاؤ اور مؤمن عورت کا اپنے گھر میں کاتنا بہترین مشغولیت ہے اور جب تجھے تیرے والدین بلائیں تو تو اپنی ماں کی بات مان۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اگر ماں باپ دونوں بلائیں تو پھر پہلے ماں کا حق ہے پھر باپ کا، کیونکہ حسن سلوک میں ماں باپ پر مقدم ہے۔

بچوں کو تیرنا بھی سکھانا چاہئے اور تیر اندازی بھی (اور اس طرح سے باقی ضروریات زندگی بھی) تیرنا اس لئے کہ کبھی سیلاب یا سمندر وغیرہ میں آدمی گھر جائے تو اپنی جان بچا سکے اور تیر اندازی یا آج کے زمانہ میں نشانہ بازی یہ بھی سکھانی چاہئے

---

۶۴۱ (الجامع الصغیر: ۵۴۷۸) — رواه ابن منده فی معرفة الصحابة وابو موسی فی الذیل والدیلمی فی الفردوس وابو نعیم فی الحلیة قال السخاوی سنده ضعیف لکن له شواهد تذکرة الموضوعات (۱۱۷) کنز العمال (۴۵۳۴۳).

تا کہ آدمی بوقت ضرورت اپنا دفاع بھی کر سکے اور جہاد بھی کر سکے۔

اور عورت کے لئے بہترین شغل یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر کوئی کاتنے بُننے کا کام کرے، آج کل دوسرے کام جو عورت کر سکتی ہو جس میں پردے کا بھی خوب لحاظ ہو وہ بھی اس میں داخل ہیں۔

## عقائد

ذیل میں گذشتہ متفرق عقائد کے متعلق چند ضروری تفصیلات ان کے دلائل اور بعض عقائد مذکورہ اور غیر مذکورہ کا ذکر کیا جاتا ہے اس کے بعد امید ہے کہ عقائد کے متعلقہ بہت سی چیزیں ہماری کتاب میں شامل ہو جائیں گی۔

### عقیدہ کی تعریف

جن باتوں کی اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ کے رسول نے خبر دی ہے اُن کو اُسی طرح ماننا اور قبول کرنا اور دل میں جمانا اس کو شریعت میں عقیدہ کہتے ہیں۔ جیسے مرنے کے بعد زندہ ہونے کی خبر، سوال و جواب قبر، حساب کتاب، قیامت، جنت، دوزخ کی خبر، نماز، روزہ، زکوٰۃ و حج کے فرض کی خبر، شراب و زنا اور جُوا وغیرہ کے حرام ہونے کی خبر وغیرہ۔

## وجود باری تعالیٰ پر دلائل

### پہلی دلیل:

موٹی سی بات کے لیے دلیل کی کیا ضروت ہے ذرا سوچو جب ایک معمولی سا کام معمولی سی چیز بغیر کاریگر اور بدون کرنے والے کے نہیں ہو سکتی تو بھلا اتنا بڑا کارخانہ اپنے آپ بدون بنانے والے کے کس طرح ہو سکتا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے کسی نے پوچھا کہ وجود باری تعالیٰ پر کیا دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا ذرا ٹھہرو، میں ایک بات کی فکر میں فکر مند ہوں لوگوں نے کہا کہ کہ وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ دریا میں ایک کشتی سامان سے بھری ہوئی ہے۔ کوئی اس کی نگہبانی نہیں کرتا نہ اسکو کوئی چلاتا ہے مگر اس کے

باوجود وہ کشتی خود بخود آتی جاتی چلتی پھرتی ہے، موجوں کو چیر پھاڑ کر نکل جاتی ہے لوگوں نے کہا یہ بات تو عقل کے خلاف ہے کوئی عاقل ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا افسوس تمہاری عقل پر کہ پھر یہ موجودات جس میں عالم علوی وسفلی ہے اور یہ اشیاء جن پر دونوں جہاں مشتمل ہیں کیا ان کو کوئی بنانے والا نہیں۔ کوئی چلانے والا نہیں کیا اتنا بڑا کارخانہ خود بخود چل رہا ہے؟ کسی شے کا وجود بغیر بنانے والے کے عقلاً ممکن نہیں ہوسکتا کیونکہ وجود کا ایک اثر ہے کہ جو بغیر کسی اثر کرنے والے کے نہیں ہوسکتا پس کس طرح ہوسکتا ہے کہ یہ عالم جسمانی بغیر کسی اثر کرنے والے کے موجود ہو جائے بلکہ یہ عالم چاہتا ہے اپنے اثر وجود میں اپنے مؤثر کے وجود کو پس ثابت ہُوا کہ وہ ذاتِ مؤثر موجود ہے جس کو خدا کہتے ہیں قوم یہ سُن کر متحیر ہوئی اور حق کی طرف رجوع کیا اور امام عالی مقام کے ہاتھ پر توبہ کی اور مسلمان ہوگئے۔

## دوسری دلیل:

امام شافعی صاحبؒ نے وجودِ باری تعالیٰ پر یہ دلیل قائم کی کہ شہتوت کے درخت کے پتے کو دیکھو کہ اس کا مزہ ایک ہے جب کیڑا اس کو کھاتا ہے تو ریشم نکلتا ہے اور شہد کی مکھی اس کو کھاتی ہے تو شہید بنتا ہے اور بکری اور چوپائے کھاتے ہیں تو مینگنی اور گوبر نکلتا ہے اور ہرن چرتا ہے تو مُشک ہو جاتا ہے حالانکہ چیز ایک ہی ہے۔ آخر یہ کس کی کاریگری ہے ضرور یہ ذاتِ موجود کاری گر قادرِ مطلق کی قدرت کے کرشمے ہیں۔

## تیسری دلیل:

امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے وجودِ باری تعالیٰ پر یہ دلیل بتائی کہ ایک قلعہ جو مضبوط اور چکنا ہے اس کا نہ کوئی دروازہ ہے نہ راستہ ہے، ظاہر میں ایسا جیسے سفید چاندی، باطن میں ایسا جیسے خالص سونا، اچانک اُس قلعہ کی دیوار پھٹ گئی اُس میں سے ایک جاندار سُنتا، دیکھتا، اچھی شکل نمکین آواز کا نکلا تم سمجھ گئے ہوگے کہ وہ کیا ہے؟ وُہ انڈا ہے جس سے پرندہ پیدا ہوتا ہے یہ کھلی اور واضح دلیل ہے کہ یہ ذات موجود واحد قدیر کی قدرت کی کاریگری ہے۔

## چوتھی دلیل:

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے ہارون رشید کے پوچھنے پر کہ خدا تعالیٰ کے وجود پر کیا دلیل ہے۔ آپ نے یہ دلیل بیان فرمائی کہ لغات و آواز، زبانوں اور نغموں کا اختلاف حقیقی کاری گر کے موجود ہونے پر کھلی دلیل ہے۔

## پانچویں دلیل:

جو شخص بھی آسمانوں میں بغیر ستونوں کے ان کی بلندی اور وسعت اور پھیلاؤ میں، اور بڑے چھوٹے ستاروں میں جو چلتے پھرتے اور ٹھہرے ہوئے ہیں، غور و تامل کرے گا اور دیکھے گا کہ کس طرح آسمان عظیم الشان کے ساتھ ساتھ چکر کھاتے ہیں، اور پھر بھی اپنی خاص چال ڈھال علیحدہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح ان دریاؤں کی طرف جو شخص نظر کرے گا جو زمین کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہیں اور ایک مرکز سے دوسرے مرکز کی طرف نفع کے لیے کس طرح بہتے ہیں اور ان پہاڑوں پر جو مرکز سے دوسرے مرکز کی طرف نفع کے لیے کس طرح بہتے ہیں اور ان پہاڑوں کے متعلق جو خیال کرے گا جو زمین پر رکھے ہوئے ہیں تاکہ زمین والے قرار و سکون سے رہیں۔ اور ایسے ہی ان طرح طرح کے حیوانات اور قسم قسم کی نباتات اور بوٹیوں پر غور کرے گا کہ جن کے مزے، اور بُو، اور شکلیں جُدا جُدا ہیں۔ حالانکہ مٹی اور پانی کی طبیعت ایک ہے تو ایسا شخص یقیناً خالق کے وجود اور اس کی قدرتِ عظیمہ، حکمت بالغہ اور رحمت و لطف اور احسان کو ضرور تسلیم کرے گا یعنی یہ تمام مختلف عجائبات اور منافع اس بات پر دلیلِ تاباں، بُرہان درخشاں اور حجت نمایاں ہیں کہ ان کا خالق، صانع، حکیم، موجد و علیم ہے۔

## اللہ تعالیٰ کی صفات

صفات دو قسم کے ہوتے ہیں، ذاتی اور اضافی۔ ذاتی صفات جیسے وحدت، وجوب، علم، قدرت، ارادہ، حیات، کلام، سمع، بصر، اضافی جیسے احیاء (زندہ کرنا) اماتت (مار ڈالنا)، رزاق (رزق دینا)، تخلیق (پیدا کرنا) ان صفات میں سے کسی صفت میں بھی کوئی شریک نہیں۔ اسی طرح جو افعال بندوں کے اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں ان کو

کسی کے لیے کرنا یہ بھی شرک ہے جیسے عبادت کے طور پر کسی کے سامنے کھڑا ہونا، جھکنا مثلاً نماز کسی کے لیے پڑھنا یا روزہ کسی کے لیے رکھنا یا سجدہ یا رکوع کسی کے لیے کرنا۔

## اِن صفات کی وضاحت

### وحدت:

وحدت کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کو دل سے ایک جانے ایک مانے، کسی حیثیت سے بھی اس کو کسی کا محتاج نہ جانے، نہ باپ کی حیثیت سے، نہ بیٹے کی حیثیت سے، نہ بیوی کی حیثیت سے، نہ عالم کو پیدا کرنے میں مادّہ کی حیثیت سے اور نہ مستشیر کے مشورہ لینے کی حیثیت سے۔ بس ہر حیثیت سے وہ یکتا ہے۔ دل سے ایک سمجھے اور زبان سے ایک ہونے کا اقرار کرے لہذا اس طرح کسی اور کے لیے صفات یکتائی ماننا یہ شرک فی التوحید ہے۔

### وجوب:

وجوب کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ذات کا موجود ہونا خود اپنی ذات میں ضروری ہے۔ اس کا معدوم ہونا محال ہے۔ وُہ ذات ازلی اور ابدی ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ نہ اس کی ابتداء ہے نہ انتہاء خود بخود اپنی ذات میں موجود ہے۔ اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں اور سب اشیاء اس کی محتاج ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی ذات کے واجب الوجود ہونے کے یہ معنی ہوئے لہذا اس طرح کسی اور کو ماننا یہ شرک فی الوجوب ہے۔

### قِدم:

قِدم کے معنی ہیں کہ جو شے ہمیشہ سے ہو ہمیشہ رہے۔ ایسی ذات سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں۔ لہذا قِدم اُسی کی صفت کمال ہے۔ اس طرح کسی اور کے لیے قدیم ہونا ماننا یہ شرک فی القِدم ہے۔

### علم:

علم کے خدا تعالیٰ کی ذات میں ہونے کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ تمام چیزوں کا

جاننے والا ہے۔ اُس کے علم سے کوئی چیز چھوٹی ہو یا بڑی، اندھیرے میں ہو یا روشنی میں ہو، دریا کے اندر ہو یا پتھر کے اندر، پہاڑوں میں ہو یا میدان میں، سب کا اُس کو علم ہے حتیٰ کہ کسی کے دل میں کوئی خیال بھی آئے خدا تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے بلکہ جو چیز موجود نہیں ہوتی اس کے موجود ہونے سے پہلے ہی اس کے تمام حالات کا اُس ذاتِ واحد کو اس کا علم ہے، علم غیب اُسی ذاتِ واجب الوجود کی خاص صفت ہے۔ اس کے سوا علم غیب کسی کو نہیں۔

## قدرت:

قدرت کے معنی یہ ہیں کہ ہر قسم کی طاقت خداوَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ میں ہے کہ عالم کے پیدا کرنے اور قائم رکھنے پھر فنا کرنے اور بعد کو موجود کرنے کی قدرت و طاقت اُسی ذاتِ واحد میں ہے۔

## ارادہ:

ارادہ کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جس چیز کو چاہے اپنے اختیار سے پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہے اپنے اختیار سے فنا کرتا ہے۔ تمام عالم میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے ارادہ واختیار سے ہوتا ہے۔ کسی بات میں وہ مضطر و مجبور نہیں غرضیکہ خَلْق و تکوِین سب اُس کے اختیار میں ہے۔

## حیوٰۃ:

حیوٰۃ کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ذات زندہ ہے، اور زندہ ہی رہے گی، یہ صفت خاص اُسی کی ہے۔

## کلام:

کلام کے معنی ہیں بولنا، خدا تعالیٰ بغیر زبان کے بولنے والا ہے، اسے کلام میں زبان کی احتیاج نہیں، کیونکہ احتیاج مخلوق کی صفت ہے۔

خالق اسباب و آلات کا محتاج نہیں۔ مثلاً زبان جو کلام کرتی ہے کیا اس کے لیے بھی کوئی زبان ہے، اگر ہے تو اس زبان کے لیے بھی کوئی زبان ہے، علیٰ ہذا القیاس، اور

ایسا ہے نہیں کہ زبان کے لیے زبان ہو تو معلوم ہوا کہ زبان بلا زبان کلام کرتی ہے تو کلام کے لیے زبان ہونا ضروری نہیں، جس ذات نے (زبان) گوشت کے لوتھڑے میں یہ طاقت رکھی ہو وہ خدا یہ طاقت جس عضو کی طرف چاہے منتقل کر دے، یہی وجہ ہے کہ قیامت میں ہاتھ پاؤں وغیرہ بطور گواہ بندوں کے افعال کی گواہی دیں گے، پس اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں کلام کرنے کے لیے آلہ زبان کا محتاج نہیں ورنہ وُہ واجب الوجود نہ ہوگا۔

## سَمْعَ:

سمع کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر بات کو بلا کان سُنتا ہے خواہ کتنی ہی آہستہ سے ہو یا کتنی ہی زور سے ہو۔

## بَصَرُ:

بصر کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر چیز کو بلا آنکھ دیکھتا ہے۔ خواہ کہیں ہو، کتنی ہی ذرا سی ہو۔ اندھیرا اُجالا نزدیک و دُور دیکھنے اور سُننے کے لیے سب برابر ہیں۔

## اِحْیَاء:

احیاء کے معنی زندہ کرنا ہے خدا تعالیٰ ہی زندہ کرنے والا ہے۔ اس کے سوا زندہ کرنا کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔

## اِمَاتتْ:

اِماتت کے معنی ہیں مار ڈالنا..... یہ مار ڈالنا اُسی کے اختیار میں ہے۔ سوائے اس کے کوئی موت دینے والا نہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام سے جو یہ دو باتیں احیاء اور اِماتت کی مشہور ہیں یہ حق تعالیٰ کی طرف سے اُن کو معجزہ کے طور پر عطاء ہوئی تھیں۔ جیسا کہ بہت سی باتیں بطور معجزہ انبیاء علیہم السلام کو عطا فرمائی تھیں۔

## رَزَّاق:

یعنی رزق دینا۔ رزاق ہونا بھی خدا تعالیٰ ہی کی صفت ہے سوائے اس کے کوئی

رزاق نہیں۔ان صفات کے علاوہ بہت سی صفات کمال ہیں اور وہ سب ازلی وابدی اور قدیم ہیں۔اُن میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔اُس ذات کا نام تو ایک ہے یعنی اللہ، اور باقی نام صفاتی ہیں جیسے۔رَحْمٰنُ ، رَحِیمُ ، قَادِرُ ، قَدِیر ، حَافِظُ ، حفیظ ، عَزِیْز ، لَطِیْف ، وغیرہ صفاتی نام بہت ہیں اور اللہ اسم ذاتی ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ایک ایسی ذات جو واجب الوجود ہے اور تمام صفاتِ کمال کو جامع ہے۔

## اہمیتِ عقائد

### دلیل قرآن شریف:

قرآن شریف کا منجانب اللہ ہونا ان آیات قرآنیہ سے ثابت ہے:

(۱) اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ .

(ترجمہ) بے شک ہم نے قرآن پاک کو شب قدر میں اتارا ہے۔

(۲) ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ.

(ترجمہ) یہ کتاب (قرآن پاک) ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔

(۳) الٓمّٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

(ترجمہ) یہ نازل شدہ کتاب ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں، یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔

(۴) نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ.

(ترجمہ) ہم نے ہی نازل کیا ذکر کو (یعنی قرآن مجید کو) اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

(۵) اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ.

(ترجمہ) ہم نے اس کو قرآن عربی زبان پر نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھو۔

(۶) حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ.

(ترجمہ) یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے بھیجی ہوئی ہے۔

## دلیلِ توحید:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝

(ترجمہ) کہہ دو کہ وہ اللہ ایک ہے۔

(۲) اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ.

(ترجمہ) تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے سوائے رحمٰن ورحیم کے کوئی معبود نہیں ہے۔

(۳) لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ.

(ترجمہ) دو معبود مت بناؤ۔

## دلیل اسماء الٰہی:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱) وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا.

(ترجمہ) اور اللہ کے لیے اچھے اچھے نام ہیں ان کے ذریعہ دعا مانگو۔

## دلیل عبادت کہ یہ خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱) لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ.

(ترجمہ) مت عبادت کرو مگر اللہ کی۔

## دلیل رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

(ترجمہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

(۲) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ.

(ترجمہ) نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر اللہ کے رسول۔

(۳)اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا.

(ترجمہ) ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا بنا کر بھیجا ہے

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام دُنیا کے لیے ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱)اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا.

(ترجمہ) ہم نے آپ کو تمام عالم کے لیے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

## دلیل ختم نبوت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱)مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ.

(ترجمہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں، اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔

## فرشتوں کے وجود کی دلیل:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱)مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالْکِتَابِ وَالنَّبِیّٖنَ.

(ترجمہ) جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر، اور فرشتوں پر اور کتاب (قرآن) پر، اور نبیوں پر ایمان لایا۔

(۲)مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ.

(ترجمہ) جو شخص خدا تعالیٰ کا، اور فرشتوں اور نبیوں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا دشمن ہوگا تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے۔

(۳)یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَةُ صَفًّا لَا یَتَکَلَّمُوْنَ.

(ترجمہ) جس روز تمام ذی ارواح اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے کوئی بول نہ سکے گا۔

## قیامت کے آنے کی دلیل:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱) اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا.

(ترجمہ) بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں۔

(۲) اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا.

(ترجمہ) بے شک قیامت آنے والی ہے (اور) اس میں کوئی شک نہیں۔

## دلیل حساب و کتاب:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱) اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ.

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والے ہیں۔

(۲) ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ.

(ترجمہ) پھر البتہ ضرور بالضرور قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں پوچھے جاؤ گے۔

(۳) قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ.

(ترجمہ) آپ یوں کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو زندہ رکھتا ہے پھر تم کو موت دے گا۔ پھر قیامت کے دن جس میں ذرا شک نہیں تم کو جمع کرے گا، لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔

(۴) يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ.

(ترجمہ) جس روز قیامت قائم ہوگی اُس روز اہلِ باطل خسارہ میں پڑیں گے۔

## نامہء اعمال کا دائیں یا بائیں ہاتھ میں ملے گا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱) فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا.

(ترجمہ) پس جس شخص کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں ملے گا تو اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔

(۲) وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا.

(ترجمہ) اور جس شخص کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ پیچھے سے ملے گا تو وہ موت کو پکارے گا اور جہنم میں داخل ہوگا۔

(۳) وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ.

(ترجمہ) اور جس شخص کو نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں ملے گا۔

## اعمال تولے جائیں گے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱) وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ.

(ترجمہ) اور قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کریں گے۔

(۲) وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

(ترجمہ) اور اس روز (یعنی قیامت کے دن) وزن (اعمال) واقع ہونے والا ہے۔ پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا تو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے۔

(۳) وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ.

(ترجمہ) اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا، تو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کرلیا بسبب اس کے کہ ہماری آیات کی حق تلفی کرتے تھے۔

اور یہ جو قرآن شریف میں عدمِ وزن کے بارے میں:

☆فَلَانُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا.

(ترجمہ) یعنی قیامت کے دن ہم ان کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے۔

فرمایا گیا ہے وہ کفار کے بارے میں ہے (یعنی) اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی آیتوں کا یعنی کتب الٰہیہ کا اور اس سے ملنے کا یعنی قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے اعمال کا وزن نہیں ہوگا کیونکہ ان کا کفر عیاں ہوگا۔ ان کو بلا حساب دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اعمال تو لے جائیں گے مگر ان کے نیک اعمال کا ایمان نہ ہونے کی وجہ سے کوئی وزن ہی نہیں ہوگا۔

## جنت پیدا ہو چکی ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱) وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ.

(ترجمہ) اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اسکے لیے دو جنتیں ہونگی۔

(۲) وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ.

(ترجمہ) اور ان دونوں جنتوں (یعنی باغوں میں) سے کم درجہ میں دو باغ اور ہیں (یعنی دو جنتیں اور ہیں)۔

(۳) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ.

(ترجمہ) تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے تو ان کے لیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

(۴) اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ.

(ترجمہ) بیشک پرہیزگار لوگ باغوں (جنتوں) اور چشموں میں ہوں گے۔

## جنت فی الحال موجود ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

☆وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا.
(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغ (یعنی ایسی جنتیں) تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جارہی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

## جہنم موجود ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
(۱) هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ.
(ترجمہ) یہ جہنم ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا۔

## جہنم پیدا ہو چکی ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
(۱) اِنَّا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِیْنَ نُزُلًا.
(ترجمہ) ہم نے کافروں کی مہمانی کے لیے دوزخ کو تیار کر رکھا ہے۔
(۲) اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا لِّلطّٰغِیْنَ مَاٰبًا.
(ترجمہ) بیشک دوزخ ایک گھات کی جگہ ہے (یعنی عذاب کے فرشتے انتظار اور تاک میں ہیں کہ کافر آئیں تو انکو پکڑتے ہی عذاب کرنے لگیں اور وہ سرکشوں کا ٹھکانا ہے۔
(۳) اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا.
(ترجمہ) جو لوگ اہل کتاب اور مشرکوں میں سے کافر ہوئے وہ دوزخ کی آگ میں جائیں گے جہاں ہمیشہ رہا کریں گے۔

## دلیل دوام عذاب کفار:

کفار کو ہمیشہ عذاب ہوگا کبھی نجات نہ ہوگی۔
قرآنِ پاک میں ارشاد ہے:
(۱) وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا.

(ترجمہ) اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہیں مانتے، تو یقیناً ان لوگوں کے لیے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

(۲) اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا.

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں کو رحمت سے دور کر رکھا ہے اور ان کیلئے آتشِ سوزاں تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

(۳) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا. وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا.

(ترجمہ) بلاشبہ جو لوگ کافر ہیں اور ظالم ہیں اللہ تعالیٰ انکو کبھی نہیں بخشیں گے اور نہ انکو سوائے جہنم کی راہ کے اور کوئی راہ دکھائیں گے ہمیشہ رہا کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ آسان ہے۔

## غیب کا علم صرف اللہ کو ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱) وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.

(ترجمہ) اور آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ باتیں اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں۔

(۲) لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا هُوَ.

(ترجمہ) پوشیدہ باتوں کو سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

(۳) لَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ.

(ترجمہ) اور تمہارے رب کے لشکروں کو سوائے رب کے اور کوئی نہیں جانتا (یعنی فرشتوں کی تعداد اس کثرت سے ہے کہ اس کو سوائے رب کے اور کوئی نہیں جانتا)۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱)قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ. اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ.

(ترجمہ) اے نبی کہہ دو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب دان ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اسی کا پیرو ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

(۲)وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ. وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ.

(ترجمہ) اور اگر میں غیب داں ہوتا تو بہت کچھ فائدہ حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی نقصان نہ پہنچتا۔

## نماز فرض ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱)اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ.

(ترجمہ) نماز قائم کرو۔

(۲)حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی.

(ترجمہ) نمازوں کی محافظت کیا کرو اور (خاص کر) بیچ کی (یعنی عصر کی) نماز کی۔

## دلیل فرضیتِ صلوٰۃ پنجگانہ:

پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱)اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ.

(ترجمہ) آپ نماز کی پابندی رکھئے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں۔

(۲)فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا.

(ترجمہ) پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے آفتاب نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب سے پہلے۔

(۳)وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى.

(ترجمہ) اور اوقاتِ شب میں تسبیح کیا کیجئے اور دن کے اول آخر میں تا کہ آپ خوش ہوں

(۴)اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ.

(ترجمہ) نمازیں ادا کیا کریں آفتاب کے ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے ہونے تک اور صبح کی نماز بھی۔

## زکوٰۃ فرض ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ.

(ترجمہ) اور زکوٰۃ ادا کرو۔

اللہ تعالیٰ کا یہ حکم فرض کے درجہ میں ہے۔

## روزہ فرض ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱)فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ.

(ترجمہ) پس جو کوئی تم میں سے ماہ رمضان کو پاوے پس چاہیے کہ وہ روزہ رکھے۔

## حج فرض ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ.

(ترجمہ) اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو۔

## دلیل تبلیغ:

ہر مسلمان پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر فرض ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
(۱) یٰٓاَیُّھَا الَّذِین آمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا.
(ترجمہ) اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے، یعنی ان کو نیک باتوں کی تعلیم دیتے رہو، اور نگرانی رکھو۔
اور فرمایا:
(۲) کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ.
(ترجمہ) تم بہترین امت ہو تمہیں اس لیے بھیجا گیا ہے، کہ تم لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دو اور بُری باتوں سے منع کرو۔

## تبلیغ کیلئے جماعت بھی ہونی چاہئے:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ.
(ترجمہ) تم میں سے ایک ایسی جماعت ہو کہ جو لوگوں کو خیر کی طرف دعوت دیتی رہے اور ناپسندیدہ کاموں سے منع کرتی رہے۔
اس سے علماء کی فضیلت بھی معلوم ہوگئی اور یہ بھی فضیلت میں آیا ہے کہ قیامت کے روز شہیدوں کے خون اور علماء کے قلموں کے تراشوں کا وزن کیا جائے گا، اللہ اکبر کس درجہ دین دار علماء کی فضیلت ہے۔

## جنات اور انسانوں کو عبادت کا حکم:

انسان اور جنات کو عبادت کا حکم فرمایا گیا ہے، ارشاد ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ. کہ میں نے جن وانسان کو اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا

ہے، جن ایک مخلوق ہے جو نار یعنی آگ سے پیدا ہوئی ہے۔ وُہ ایک لطیف ناری جسم رکھتے ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتے اِن کو اللہ نے مختلف شکلیں بدلنے کی طاقت دی ہے۔ ان میں مرد بھی ہیں، اور عورتیں بھی اور ان کے اولاد بھی ہوتی ہے، جب وُہ کسی انسان یا جانور کی صورت میں ہو جاتے ہیں تو انسان کو نظر آنے لگتے ہیں۔ (تفصیل کیلئے ہماری کتاب ''تاریخ جنات وشیاطین'' ملاحظہ فرمائیں)۔

## کلمہ گو کی اقسام اور احکام:

عبادت کا تعلق دو چیزوں سے ہے۔ ایک ظاہر دوسرے باطن، باطن سے جو متعلق ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قلب کے متعلق، دوسرے نفس کے متعلق، پھر جو قلب سے متعلق ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں ایک عقائد سے متعلق، دورے اخلاق سے متعلق اور جو نفس سے متعلق ہیں، وہ اخلاق رذیلہ ہیں۔

اس طرح باطن سے متعلق عبادات کی دو قسمیں ہیں۔ عقائد، اخلاق اور جو عبادات ظاہر سے متعلق ہیں اس کی پانچ قسمیں ہیں۔ عبادات، معاملات، معاشرت، سیاسیات، جو شخص ان باتوں کو جو عقائد کے متعلق ہیں نہ مانے وہ کافر و مشرک ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور عقائد کے علاوہ دوسری چیزوں میں کوتاہی کرنے والا فاسق اور مستحق ملامت ہے مگر مسلمان ہے سزا کیلئے جہنم میں جائے گا پھر اس سے نکل کر جنت میں آجائے گا۔

## ایمان کی تعریف:

چند چیزیں ایسی ہیں جن کو دل سے مان لینے کا نام ایمان ہے اور مان لینے والے کو ''مؤمن'' کہتے ہیں۔ ان کا ذکر ایمان مُفصّل اور ایمان مجمل میں ہے۔

## ایمان مجمل یہ ہے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ.

(ترجمہ) ایمان لاتا ہوں اللہ تعالیٰ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفات کے ساتھ ہے اور میں اس کے تمام احکام کو قبول کرتا ہوں۔

## اور ایمان مُفصّل یہ ہے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ.

(ترجمہ) ایمان لاتا ہوں میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور ہر خیر وشر کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے موجود ہونے پر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر۔

پس معلوم ہوا کہ صرف توحید ہی پر ایمان لانا مؤمن ہونے کے لیے کافی نہیں۔ جب تک ان تمام چیزوں پر ایمان نہ لائے جس کا ذکر ایمان مفصل میں کیا گیا ہے۔

# رسالت ونبوت

## رُسول کی ضرورت:

حق تعالیٰ احکم الحاکمین بادشاہوں کے بادشاہ ہیں اور بادشاہ کی طرف سے قانون کا پہنچانا بھی ضروری ہے۔ تو ظاہر ہے کہ خود بادشاہ تو لوگوں کے پاس جائے گا نہیں، بلکہ ایک خاص الخاص عہدہ قانون پہنچانے کے لیے ہوگا۔ اَب وُہ عہدہ دار ایسا ہونا چاہیے جو رعایا کے لوگوں اور خاص الخاص عہدہ کے ساتھ کامل مناسبت رکھنے والا ہو تو فرشتہ تو اس کام کو انجام دے نہیں سکتا تھا کیونکہ جذبات انسانی وترکیب جسمانی سے اس کو کوئی تناسب نہیں۔ ہاں جنات کو کچھ مناسبت انسان کے ساتھ تھی، مگر وہ مزاج میں تیز اور متشدد ہیں اَور انسان ایک درمیانی حالت پر ہے جو جنات کی بھی رعایت کرسکتا تھا اور جذبات پر بھی عُبور رکھ سکتا تھا اور احکام انسانی جنات جیسی سخت ہیکل قوم بھی ادا کرسکتی تھی مگر احکام جنی کے انسانی قویٰ متحمل نہیں ہوسکتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ایک جماعتِ خاص کو وقتاً فوقتاً زمانہ کے لحاظ سے اطباء کی طرح جو مریضوں کی طبیعت و مزاج کے موافق دوائیں تجویز کرتے اور بدلتے رہتے ہیں۔ قانون دے دے کر بھیجتے رہے۔ اسی جماعت کو انبیاء علیہم السلام اور رسول کہتے ہیں اور عہدہ کا نام نبوت اور رسالت ہے یہی رسالت کی حقیقت ہے۔

اسی لیے اُس رسول و نبی کی کہ وہ خاص الخاص شاہی آدمی ہوتا ہے نہایت توقیر و تعظیم اور غایت انقیاد و اطاعت اور تسلیم رسالت فرض ہوئی کہ اس کا انکار اور توہین بغاوت اور کفر ٹھہرا۔ کیونکہ شاہی آدمی کے ساتھ دنیا میں بھی یہی دستور ہے۔

## انبیاء کو ماننا فرض ہے:

جس قدر انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ہیں سب کو ماننا فرض ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی تمام نازل کی ہوئی کتابوں کا اقرار کرنا بھی ضروری ہے۔ کسی ایک کتاب یا نبی کا بھی انکار کیا تو کافر ہو جائے گا کیونکہ جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ عہدہ نبوت اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ایک منتخب عہدہ ہے تو نبی کے کسی قول و فعل پر اعتراض اور اس میں نقص نکالنا دراصل اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے۔ جیسا کہ وائسرائے کی تنقیص اور اس کے شاہی آدمی ہونے پر انکار، جرم اور بغاوت ہے۔ اس طرح نبی میں عیب و نقص نکالنا، انکار کرنا، جرم و بغاوت ہے۔ پس اسی بغاوت کا نام اصطلاحِ شرح میں کفر ہے پس کسی نبی کا بھی انکار درست نہیں۔ پس جیسے انکار نبی کفر ہے۔ ایسے ہی تنقیص نبی بھی کفر ہے۔

## نبی کی تعریف:

نبی اسے کہتے ہیں جو ہر چھوٹے بڑے گناہ سے پاک ہو اور بندوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے کے لیے بھیجا گیا ہو۔ خواہ اس کو کوئی کتاب دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو بلکہ پہلی ہی کتاب کے موافق احکام کی تبلیغ کرنے کیلئے بھیجا گیا ہو اور اس سے کوئی ایسی نئی بات بلا کسی ذریعہ کے ظاہر ہو جو کسی انسان سے نہ ہو سکے جس کو معجزہ کہتے ہیں۔

## ختم نبوّت پر چند دلائل:

ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی ہے اَب آپ کے بعد اور کوئی نبی نہ ہوگا۔

## پہلی دلیل:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو فرمایا تھا یَاْتِیْ مِنْ بَعْدِی

اسْمُهٗ اَحْمَدُ کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا اس کا نام اَحْمَدُ ہوگا۔ اور یہ ثابت ہے کہ اَحْمَدُ کے نام کا سوائے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے کوئی نبی نہیں آیا پس آخر میں تمام نبیوں کے آپ تشریف لانے والے ہُوئے۔ کیونکہ آپ کے بعد نبی کا آنا ثابت نہیں۔ لہٰذا آپ خاتم الانبیاء والرسل ہیں۔ اگر حضرت علیہ السلام تشریف لائیں گے تو یہ وہ نبی ہیں جو پہلے آچکے ہیں۔

## دوسری دلیل:

انجیل میں ہے۔ اِنِّیْ اَطْلُبُ الْحَقَّ حَتّٰی نَجْمَعَکُمْ وَنُعْطِیَکُمْ فَارْ قَلِیْطَا لِیَکُوْنَ مَعَکُمْ اِلَی الاَبَدِ. یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے خداوند تعالیٰ سے تمہارے واسطے فارقلیط کو جو تمہارے ساتھ اخیر زمانہ تک رہے گا مانگتا ہوں۔ فارقلیط سریانی لفظ ہے۔ پسندیدہ اور احمد اور محمد کے معنی میں ہے حاصل یہ ہوا کہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خدا سے تمہارے لیے مانگتا ہوں جو کہ آخر زمانہ تک تمہارے لیے کافی ہے۔ پھر دوسرے احکام کی ضرورت نہ ہوگی پس اس سے بھی صاف ظاہر ہوا کہ آپ نبی آخر الزمان ہیں۔

## تیسری دلیل:

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور پہلے انبیاء کی مثال ایک ایسے محل کی ہے جو مکمل تو ہو گیا ہے لیکن اس میں ایک اینٹ کی کمی تھی پھر اس کے گرد دیکھنے والے پھرنے لگے اور وہ اس دیوار کی خوبی سے تعجب کرتے تھے، مگر اس اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ سو میں نے اس اینٹ کی جگہ پُر کی، میرے ساتھ دیوار مکمل ہوگئی۔ اور میرے ساتھ رسول ختم کیے گئے اور فرمایا کہ وہ اینٹ میں ہوں اور میں ہی نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ آپ نبی آخر الزماں ہیں۔

## چوتھی دلیل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ

اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ. کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وُہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے مہر کرنے والے ہیں کہ ان پر نبوت ختم ہوگئی۔ ان کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا اور یہ ثابت ہے کہ ''محمد'' سوائے حضور کے اور کسی کا نام نہیں پس اس سے بھی معلوم ہُوا کہ آپ ہی نبی آخرالزماں ہیں۔

## نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عقیدہ:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخرالزماں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہئے۔

آپ (۱) خدا تعالیٰ کے بندے اور ایک انسان ہیں۔ خدا (۲) تعالیٰ کے بعد آپ تمام مخلوق حتیٰ کہ تمام نبیوں اور فرشتوں سے افضل ہیں۔ آپ (۳) تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہیں۔ جیسا کہ تمام دیگر انبیا علیہم السلام گناہوں سے پاک تھے۔ آپ (۴) پر قرآن شریف آخری کتاب نازل ہوئی۔ آپ (۵) ایک شب بیداری میں اسی جسم کے ساتھ خدا تعالیٰ کے بلانے پر آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ آپ (۶) نے تشریف لے جاتے ہوئے بیت المقدس مسجد اقصیٰ میں تمام نبیوں کو نماز پڑھائی پھر (۷) آسمانوں پر تشریف لے گئے اور (۸) جنت و دوزخ کی سیر کی۔ آپ (۹) نے بحکم خدا تعالیٰ بہت سے معجزے دکھائے۔ آپ (۱۰) اللہ تعالیٰ کی بہت عبادت کرتے تھے۔ آپ (۱۱) کے اخلاق اعلیٰ درجہ کے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں آپ ہی کے اخلاق کے متعلق فرمایا: اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ. (۱۲) آپ کو خدا تعالیٰ نے گذشتہ و آئندہ باتوں کا کچھ علم عطا فرمایا تھا۔ حتیٰ کے تمام مخلوق کے علم سے آپ کو زیادہ علم تھا۔ البتہ آپ عالم الغیب نہ تھے۔ کیونکہ علمِ غیب کا ہونا صرف خدا تعالیٰ کی شان ہے۔ آپ (۱۳) خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور عیسیٰ (۱۴) علیہ السلام جو قرب قیامت میں تشریف لائیں گے۔ وُہ آپ ہی کے دین کی پیروی کریں گے۔ آپ (۱۵) تمام دنیا یعنی جن و انس کے لیے نبی تھے۔ آپ (۱۶) قیامت کے روز خدا تعالیٰ کی اجازت سے گنہگاروں کی بخشش کی سفارش کریں گے۔ اسی لیے آپ کو شفیع المذنبین کہا جاتا ہے۔ آپ کی سفارش قبول کی جائے گی اور کافر و مشرک کے سوا سب کی سفارش ہوگی۔ آپ (۱۷) کے علاوہ دیگر انبیاء، اولیاء و شہدا

صلحاء بھی شفارش کریں گے، مگر بلا اجازت کوئی سفارش نہ کرے گا۔ آپ (۱۸) نے جن باتوں کے کرنے کا حکم فرمایا ہے اس پر عمل کرنا۔ اور (۱۹) جن باتوں سے رکنے کا حکم دیا ہے اُن سے باز رہنا اور جن باتوں کے ہونے کی خبر دی ہے ان کو اسی طرح ماننا ضروری ہے۔ آپ کی تعظیم و تکریم اور آپ سے محبت کرنا ہر اُمتی پر فرض ہے۔

## قرآنِ پاک اللہ کی کتاب ہے:

### پہلی دلیل:

یہ قاعدہ ہے کہ نئی آواز، نئے دستور پر جہاں کچھ لوگ موافق ہوتے ہیں، وہاں مخالف بھی ہوتے ہیں اور اس کے مٹانے کی ان گنت ان تھک کوشش کرتے ہیں جس وقت یہ کتاب نازل ہونے لگی اور جدید قانون اترنے لگے، تو سخت مخالفت شروع ہوگئی اور کہا گیا کہ یہ قانونِ الٰہی نہیں۔ ان کو تو یہ شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود بنا لیتے ہیں، یا کوئی تعلیم کر جاتا ہے اس کے جواب میں کہا گیا کہ اگر یہ خود بنا لیتے ہیں تو تم تو پُرانے ادیب، صاحب لغت، فصیح و بلیغ اور صاحبِ تواریخ ہو تم نے ایسا کلام کیوں نہ بنا لیا یا کیوں نہ بنا لو دو ایک ہی سطر ایسی لکھ لو۔ اگر ایسا نہ کر سکے اور ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو دیانت داری کی بات یہی ہے کہ سمجھ لیا جائے کہ یہ انسانی کتاب نہیں ہو سکتی اور ہو بھی کس طرح سکتی ہے؟ جب کہ کلام کرنے والے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) محض ان پڑھ اور ایک اُمّی شخص ہیں۔ نہ کسی مکتب میں پڑھا۔ نہ پڑھے لکھوں کے پاس اٹھے بیٹھے، تو پھر ایسا کلام کس طرح کر لیا اور وہ واقعات جن کو سینکڑوں، ہزاروں برس ہو چکے کس طرح اس کلام پاک میں صاف صاف بیان کرتے ہیں۔ آخر کار لوگ مجبور ہُوے اور ماننا پڑا کہ یہ کلام انسانی نہیں ہو سکتا بلکہ وہ تعلیم کرنے والی ذات اور اس کلام کے نازل کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے، اس نے نازل فرمایا ہے چنانچہ تمام اہل عرب نے جو کہ اہل انسان تھے۔ اس کلام کو کلام الٰہی تسلیم کر لیا۔ جیسا کہ سب پر ظاہر ہے کہ تمام بلغاء عرب اور تمام شہروں کے فصحاء باوجود سلیقہ ادب، فہم مستقیم اور فصاحت و بلاغت قرآن کریم کے معارضہ و مقابلہ کے وقت ایک آیت شریف کے برابر لانے سے عاجز ہو گئے حالانکہ مخالف ممکنہ انفرادی اور اجتماعیہ طاقت کو اپنے غلبہ کے لیے

پوری طرح استعمال کرتا ہے۔ بالخصوص جب اس کو اشتعال انگیز بات بھی کہہ دی جائے اور عار دلائی جائے، چنانچہ ان کفار کو ببانگِ دہل کہا گیا۔

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا.

(ترجمہ) کہہ دو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ان منکرین سے کہ اگر تمام انسان و جنات جمع ہو جائیں تا کہ قرآن کی مثل لے آئیں تو نہیں لا سکتے اگرچہ اس لانے میں ایک دوسرے کا مددگار بن جائیں۔

اور فرمایا کہ مانند قرآن کے تو کیا' ایک سورت ہی کے مثل لے آؤ۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ.

(ترجمہ) یہ کلام جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے اگر تم کو کچھ شک و شبہ ہے تو ایک سورت ہی اس کے مثل لے آؤ اور اللہ کے اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔

آخر کار وہ عاجز ہوئے اور باوجود انتہا درجہ فصیح و بلیغ ہونے کے وہ ایک آیت بھی نہ لا سکے پس یہ عاجز ہونا صاف دلیل ہے کہ یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب ہے۔

## دوسری دلیل:

انسانی کلام کو دو ایک بار پڑھنے سے جی اتر جاتا ہے دلچسپی نہیں رہتی۔ مگر قرآن شریف بلا سمجھے ہوئے بھی جس قدر بار بار پڑھا جاتا ہے ایک نیا لطف آتا ہے۔

## تیسری دلیل:

کلام انسانی اس طرح لفظ بہ لفظ حرف بہ حرف حفظ نہیں ہوا کرتا اور نہ اس قدر حفظ کی کوشش ہوا کرتی ہے۔ آج لاکھوں کروڑوں مسلمان اس کلام الٰہی کے حافظ دنیا میں موجود ہیں۔

## چوتھی دلیل:

جس طرح یہ قرآن شریف نازل ہوا تھا۔ بعینہٖ اسی طرح حرف بہ حرف موجود ہے ۔ ذرا بھی تغیر نہیں ہُوا۔ زیر، زبر، حرکت، سکون، تشدید، مد، وغیرہ اُسی طرح باقی ہیں۔

## پانچویں دلیل:

تواتر کے ساتھ اسی طرح نقل ہوتا چلا آ رہا ہے جس طرح کے جن حروف و آیات کے ساتھ نازل ہوا تھا اور تواتر دلائل قطعیہ میں سے ایک مسلم دلیل قطعی ہے ۔

## چھٹی دلیل:

عرب میں فصاحت کلام کی قدر صدیوں سے چلی آ رہی تھی یہاں تک کہ جو قصیدہ یا اشعار مرغوب تر ہوتے وہ خانہ کعبہ کی دیوار پر بحسبِ مراتب، اوپر، نیچے لگا دیئے جاتے ۔ زمانہ سعادت نبوت تک سات قصیدے اسی طرح آویزاں تھے۔ جن کو سَبْعہ معلّقہ کہتے ہیں ۔ ان میں امرأ القیس کا قصیدہ سب سے بالا تر تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

قِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ.

(ترجمہ) حکم ہو گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا پس پانی گھٹ گیا اور قصہ ختم ہوا اور کشتی (کوہ) جودی پر آ ٹھہری اور کہہ دیا گیا کہ کافر لوگ رحمت سے دُور ہیں۔

تو اس وقت شاعر امرأ القیس وفات پا چکا تھا۔ اس کی بہن زندہ تھی۔ اُس نے اس کو سُن کر کہا کہ اب کسی کلام کرنے کی گنجائش نہیں رہی اور میرے بھائی کے قصیدہ کا بھی افتخار جاتا رہا۔ یہ کہہ کر اُس نے کعبہ کی دیوار سے وہ قصیدہ نوچ ڈالا پس جب سب سے اونچا قصیدہ نہ رہا تو باقی بھی اتار دیئے گئے۔

تاریخ و سیر کے ملاحظہ سے بھی معلوم ہوا کہ نزول قرآن کے وقت جمیع فصحاء بلغا باوجود کثرت مہارت اور جوش و تعصب و مخالفت کے جو کہ مقابلہ پر آمادہ کرتا ہے اس

کے مقابلہ سے عاجز وقاصر ہو گئے۔
یہ وہ واضح دلائل ہیں کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی نازل کیا ہوا ہے۔

## عصمتِ انبیاءؑ

### پہلی دلیل:

انسان کے سنورنے اور رشد و ہدایت کے لیے نبوت ایک خاص الخاص منصب و عہدہ ہے، پس لازم ہے کہ نبی ہر نوع سے کامیاب اور معصوم ہستی ہو، اس لیے وُہ ہر اعتبار سے سب پر غالب ہوتا ہے، اور اپنی ذات وصفات میں معصوم ہوتا ہے، نبی کے معصوم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ نبوت کا عہدہ من جانب اللہ ایک منتخب عہدہ ہے، لہٰذا نبی میں کسی قسم کا نقص نہ ہونا چاہئے، جیسا کہ بادشاہ کسی کو نیابت کا خاص عہدہ دے کر بھیجے تو وہ دو باتوں پر نظر کرے گا۔ ایک تو یہ کہ اس کو انتظام ملکی کا سلیقہ اعلیٰ درجہ کا ہو، دوسرے یہ کہ اس میں حکومت کی پوری پوری اطاعت ہو۔ کامل وفاداری ہو یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص نائب حکومت میں قابلیتِ انتظام کے سلسلہ میں عیب نکالے اس کی وفاداری واطاعت پر اعتراض کرے، تو وُہ عیب نکالنا اور اعتراض کرنا درحقیقت بادشاہ پر اعتراض اور اس پر عیب لگانا ہوگا۔ اِسی لیے وُہ شاہی توہین کا مجرم قرار دے کر مستحقِ سزا ہوتا ہے۔ حالانکہ شاہانِ دُنیا کا علم محیط نہیں، انتخاب ایسی ذات کی طرف سے ہے جس کا علم محیط ہے۔ غلطی کا ذرا احتمال نہیں۔ لازماً یہ عہدہ اسی شخص کو عطا ہوگا جس میں اس عہدہ کی پوری قابلیت ہوگی۔ خالق برتر کا پورا پورا تابع فرمان اور وفادار ہو۔ جو کچھ کرتا اور کہتا ہو، اُسی ذاتِ واحد کی مرضی اور ارشاد سے کرتا اور کہتا ہو۔ مخالفتِ حق کا ذرّہ برابر بھی شائبہ نہ ہو نبی کی عصمت اور معصوم ہونے کے یہی معنی ہیں پس ثابت ہُوا کہ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے۔

### دوسری دلیل:

اگر نبی کو معصوم (گناہوں سے پاک) نہ مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو نبی

کے قول و فعل کی پابندی' اور نبی کے قول و فعل کی متابعت کا کلیتہً کس طرح حکم کرنا درست ہوسکتا تھا۔ کیونکہ جب نبی معصوم نہ ہوگا تو اس کے گناہوں کا مرتکب ہونا ماننا پڑے گا۔ اَور جب گناہ کا صادر ہونا درست ہوا۔ اَور ادھر اس کے فعل کی تابعداری کا اُمت کو حکم بھی ہے حتیٰ کہ نبی کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت فرمایا چنانچہ ارشاد ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ. یعنی جو رسول کی اطاعت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا۔ اَور فرمایا۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی کہدو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔ اَور فرمایا۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کہ تمہارے لیے اے لوگو! اللہ کے رسول میں اچھے نمونے ہیں، ایسے بنو، اور فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ. کہ جو کوئی بھی رسول بھیجا گیا وہ اسی لیے بھیجا گیا کہ بحکم الٰہی اس کی اطاعت کی جائے' تو جب نبی کا آنا اس کی اطاعت اور اس کی پیروی کے لیے ہے اور پھر اس کو معصوم نہ مانا جائے' بلکہ اس سے العیاذ باللہ گناہوں کا ہونا بھی مانا جائے تو لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اتباع نبی میں معصیت کی بھی اجازت دے دی۔ حالانکہ یہ ذات حق سے ممکن نہیں۔

پس ضروری ہوا کہ نبی گناہ و نافرمانی سے بالکلیہ پاک و صاف ہو اس کا ہر قول و فعل ذات حق کی مرضی کے موافق ہو۔ یہی معنیٰ ہیں عصمت کے۔

پس اس سے بھی ثابت ہُوا کہ نبی معصوم ہوتا ہے۔

## تیسری دلیل:

اگر نبی معصوم نہ ہو تو پھر لازم آتا ہے کہ نبی کو بھی ہدایت طلب کرنے میں مثل دیگر انسانوں کے دوسرے نبی کی طرف حاجت ہو۔ اور اگر وہ بھی معصوم نہ ہو تو پھر اس کو کسی تیسرے نبی کی طرف احتیاج ہوگی اپنی ہدایت کاملہ میں۔ اسی طرح اگر یہ سلسلہ چلتا رہے گا تو تسلسل لازم آئے گا جو کہ محال ہے' تو لامحالہ انسان کی ہدایت کے لیے ایک باکمال شخص ایسا ہونا چاہئے جو عمداً سہواً چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہو اور جو تمام صفات میں افضل ہو، اور جلال و جمال اور مکارم اخلاق کا جامع ہو اگر ایسا نہ ہو تو اللہ

تعالیٰ کے مقصد کے خلاف لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں، پس نبی کا ہر اعتبار سے معصوم ہونا ضروری ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خصوصیت کے ساتھ تمام مخلوقات حتیٰ کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی افضل ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معصوم ہونا بدرجہ اتم ثابت ہوا۔

## معجزات

### حقیقتِ معجزہ:

معجزہ اس کو کہتے ہیں کہ بغیر کسی سبب مادّی، روحی اور قوت خیالیہ کے نبی سے کسی ایسی عجیب بات کا ظہور ہو جو خلافِ عادت ہو۔

اور اگر کسی متشرع، متبع نبی سے کوئی ایسی بات صادر ہو جو خلافِ عادت ہو تو اس کو کرامت کہتے ہیں۔ اور کرامت حق ہے اور وفات کے بعد بھی کرامت کا امکان ہے۔

### معجزہ کے ثبوت کے عقلی دلائل:

کسی چیز کے ثبوت کے لیے عقلی امکان کافی ہوتا ہے اور خبر متواتر سے وقوع کی قطعیت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ کسی چیز کے علم قطعی کے لیے تین ہی ذریعہ ہیں عقل[1]۔ حواس[2] خمسہ ظاہرہ یعنی سُننا، چھونا، سونگھنا، دیکھنا، چکھنا اور تیسرے[3] خبر متواتر یعنی جہاں کوئی کام عقلاً محال نہ ہو وہاں عقلی امکان کے ساتھ ثبوت قطعی کے لیے نقلی دلیل جو کہ منصوص اور خبر متواتر کے طریقے سے ہو وہ قطعی طور پر مدعا کو ثابت کرتی ہے۔

لہٰذا کسی کام کا کرنا اس کے فاعل کی قوّت پر موقوف ہے۔ جس قدر فاعل کی قوت ہوگی اسی قدر اس سے فعل قوی صادر ہوگا، یہ بات بدیہی ہے اس پر کسی دلیل کے قائم کرنے کی حاجت نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اجسام اور جواہر مجردہ اصل مبدأ قوت کی لطافت و کثافت کے لحاظ سے قوی اور ضعیف ہوتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آگ کی قوت سے پانی کی قوت، اور پانی کی قوت سے ہوا کی قوت زیادہ ہوتی ہے اور آگ کی قوت اس کی لطافت کی وجہ سے سب سے زیادہ ہے۔

اس لیے جس کے قوام بدن میں لطیف اور ہلکا جز جس قدر زیادہ ہوگا اسی قدر اس کے افعال بہت قوی ہوں گے، چنانچہ فرشتوں کا مادہ نہایت لطیف ہوتا ہے تو ان کے افعال جنات سے بھی زیادہ قوی ہوتے ہیں، یہی حال روح کا ہے کہ اپنی لطافت کی وجہ سے بشرطیکہ جسمانی کثافت اس پر غالب نہ ہو نہایت عجیب وغریب کام کر گزرتی ہے' روحانی قوت ہی کے تو یہ کرشمے ہیں کہ بہت سے اولیاء اللہ کے ایسے واقعات ہیں کہ ابھی بیت اللہ شریف ہیں اور فوراً ہی اس کے بعد دوسری جگہ نظر آتے ہیں۔ مسافت بعیدہ کو چند سیکنڈوں میں طے کر لیتے ہیں۔ یہ سب کس چیز کے کرشمے ہیں؟ یہ سب روحانیت ہی کے کرشمے ہیں جن کو کرامت کہا جاتا ہے اور انبیاء کرام کی روحانیت کا کیا کہنا، وہ تو سب سے لطیف کیا بلکہ الطف ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، حجر وشجر آپ کو سلام کرتے، کنکریوں کی تسبیحات کو آپ سنتے، یہ سب معجزات کی قسم سے ہیں۔

یہ ایسی چیزیں ہیں کہ جو کسی حکمت اور خاص اشیا سے نہیں ہو سکتیں۔ چاند کا شق ہو جانا، دریا کا کھڑا ہو جانا۔ ایک دن کے بچہ کا باتیں کرنا۔ مردوں کا زندہ کرنا۔ پہاڑ کا سر پر آ جانا، لکڑی کا چیخ چیخ کر رونا۔ انگلیوں سے پانی جاری ہو جانا۔ ایسی باتیں نہیں جو حکمت یا خواص اشیاء سے ظاہر ہو جائیں۔

عقل ایسی چیزوں کو درست قرار دیتی ہے جن کا سبب نہ اشیاء کی خاصیات ہوں اور نہ حکمت ہو۔ وہ کسی دوسری ہی قوّت کا اثر ہے۔ اسی کو معجزہ کہا جاتا ہے پس دلیل مذکور سے معجزہ کا امکان ثابت ہو گیا۔ خلاف عقل نہ ہوا۔ لیکن معجزہ نبی سے ہی صادر ہوتا ہے۔ اگر نبی کے متبع سے کوئی ایسی بات ظہور میں آئے تو وہ کرامت کہلاتی ہے۔ اور اگر کافر سے ظاہر ہو تو وہ استدراج' یعنی شیطانی دھندا ہے۔

## ضرورت معجزہ:

نبی کے لیے معجزہ کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ نبی ایک خاص منصب رکھتا ہے، شاہی آدمی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ شاہی آدمی ہونے کی کوئی دلیل اور علامت رکھتا ہو۔ اسی وجہ سے جس زمانہ میں جس فن میں لوگ مہارت وکمال رکھتے تھے۔ اسی قسم

کا معجزہ شاہی آدمی یعنی نبی کو عطاء کیا جاتا رہا تا کہ اہلِ فن بالخصوص جان سکیں کہ یہ چیز فن سے بالاتر ہے اور ان کی تصدیق سے دوسرے عامۃ الناس کو ہدایت تک پہنچنے میں سہولت ہو۔ کیونکہ اس قسم کے فن کے ماہرین کا بالاتفاق اقرار کرنا کہ یہ فن سے بالاتر ہے بہت بڑی تصدیق ہے اور یہی معجزہ ہے۔ تو ان اہلِ فن کے اقرار و تسلیم سے غیر اہلِ فن کو اس کا معجزہ ہونا معلوم ہوگا۔ اس لیے کہ اس بات کو عقل تسلیم نہیں کرتی کہ ایک بہت بڑا گروہ ایک جھوٹی بات پر اتفاق کرے۔ پس جب اس قدر اہلِ فن جن کا خطا پر متفق ہو جانے کا احتمال نہ ہو متفق ہو کر جب ایک ہی بات کہیں، اور اقرار کریں، کہ مثلاً یہ کام فن طب وغیرہ کا نہیں بلکہ معجزہ ہے تو اس صورت میں ناواقفوں کو ان خلاف عادات کے معجزہ ہونے کا علم ہو جائے گا اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہو جائے گی کہ معجزہ کا دکھانے والا نبی ہے اور جو کام مدعی نبوت کرتا ہے وہ معجزہ کہلاتا ہے۔ صنعت و حرفت یا شعبدہ نہیں ہے۔ اس طرح سے جب اس نبی کا زمانہ گذر جاتا ہے اور اس زمانہ کے آدمیوں میں سے جنہوں نے اپنی مہارت اور علم کے سبب اس معجزہ کا معجزہ ہونا جان لیا تو پچھلوں کو ان اگلوں سے اس کا علم اور تصدیق ہو جاتی ہے جس سے ان کو نبی پر ایمان لانا آسان ہو جاتا ہے چنانچہ اسی وجہ سے ہدایت کا طریقہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ایسا جاری رہا کہ ہر پیغمبر اور نبی کے زمانہ میں جس علم و فن کی وجہ سے اُمت کو گمراہی ہوتی تھی اسی قسم کا معجزہ اس نبی کو خاص طور پر عطا ہُوا۔ جیسے موسیٰ علیہ السّلام کی قوم میں سحر (جادو) کا زیادہ زور تھا، تو انہیں ابطال سحر کا معجزہ ملا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی قوم میں فن طب کا چرچا تھا، تو انہیں شفاء امراض لاعلاج، مثل برص حقیقی اور مادرزاد اندھے کو بینا کرنے کا معجزہ ملا۔ حضرت داؤد علیہ السّلام کی قوم میں موسیقی کا کمال تھا، تو انہیں ایسی خوش الحان آواز کا معجزہ دیا گیا کہ تلاوتِ زبور کے وقت، وحشی جانور، پرندے، چوپائے، درندے ان کے پاس جمع ہو جاتے تھے اور ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کو فصاحت و بلاغت کا بڑا فخر تھا تو آپ کو فصاحت و بلاغت کا معجزہ دیگر معجزات کے علاوہ خصوصیت سے عطا ہُوا۔

پس ثابت ہوا کہ نبی کے لیے معجزہ کا ہونا ضروری ہے اور ہر زمانہ کے اعتبار سے ویسا ہی معجزہ نبی کو عطا کیا جاتا ہے، جس کی اس وقت ضرورت ہوتی ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض معجزات:

آپ سے بے شمار معجزات ظاہر ہوئے ہیں یہاں دس معجزات کا ذکر کیا جاتا ہے تفصیل کیلئے علامہ سیوطی کی تالیف الخصائص الکبری ملاحظہ فرمائیں۔

## پہلا معجزہ شق قمر:

جب آپ سے کفارِ مکہ نے چاند کے دوٹکڑے کرنے کے لیے کہا، تو آپؐ نے چاند کی طرف انگلی مبارک سے اشارہ کیا چاند کے دوٹکڑے ہوگئے۔ اس کی شہادت تواریخ میں موجود ہے۔ راجہ جے سنگھ نے اپنے بالا خانہ سے چاند کے دوٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھے اور نجومیوں سے معلوم کیا، توانہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے عرب میں نبی آخرالزماں پیدا ہوگئے ہیں۔ اُن سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے چنانچہ تصدیق کے لیے، دن تاریخ لے کر ایک شخص مکہ معظّمہ پہنچا، اور تصدیق کر کے واپس آیا۔

مزید تحقیق کے لیے حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی کتاب حقانیت اسلام ملاحظہ فرمائیں۔

## دوسرا معجزہ:

دوسرا معجزہ یہ ہے کہ ایک شکاری نے بچوں والی ہرنی کو پکڑ لیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُدھر سے گذر ہُوا۔ ہرنی نے کہا یا رسول اللہ مجھے جال سے نکال دیجئے۔ مَیں اپنے بچوں کو دُودھ پلا آؤں، پھر لوٹ کر آجاؤں گی، آپ نے چھوڑ دی۔ اتنے میں شکاری آ گیا، دیکھا تو ہرنی نہیں، عرض کیا یا رسول اللہ میری ہرنی کہاں گئی۔ فرمایا ابھی آتی ہے، بچوں کو دُودھ پلانے گئی ہے، چنانچہ تھوڑی دیر میں ہرنی دُودھ پلا کر آ گئی۔

## تیسرا معجزہ:

تیسرا معجزہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو قضاء حاجت کی ضرورت پیش آئی، آڑ کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ آپ نے ایک درخت کی شاخ پکڑ کر فرمایا۔ بِاذْنِ اللّٰہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے (یعنی میری اطاعت کر) چنانچہ وُہ تابع ہوگیا اسی طرح دوسرے درخت

سے فرمایا وہ بھی تابع ہو کر ساتھ ہولیا، اَور اس درخت سے مل گیا۔ آپ نے اپنی حاجت پوری کی، پھر وہ دونوں درخت جُدا ہو کر اپنی اپنی جگہ پہنچ گئے۔

## چوتھا معجزہ:

چوتھا معجزہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ زوراء میں تین سو آدمی تھے۔ وضو کے لیے پانی بالکل نہ تھا۔ آپ نے ایک برتن منگا کر اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں۔ بس پانی آپ کی انگلیوں سے جاری ہو گیا۔ تمام حاضرین نے وضو کیا۔

## پانچواں معجزہ:

پانچواں معجزہ ان واقعات کے متعلق جو آپ نے بے دیکھے بیان فرمائے، جیسے بخاری نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ مُوتہ کے قصہ میں) زیدؓ، جعفرؓ، اَور عبداللہ ابن رواحہؓ کی شہادت کی خبر لوگوں کو سُنا دی، اس سے پہلے کہ خبر آپ تک پہنچے اَور آپ نے فرمایا کہ اب زید نے علم لیا ہے پھر شہید ہُوا اَور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اَور پھر فرمایا کہ آخر میں ایک خدا کی تلوار (یعنی حضرت خالدؓ) نے علَم لیا ہے اَور فتح حاصل ہوئی ہے (پھر اسی کے مطابق خبر بھی آ گئی)۔

## چھٹا معجزہ:

چھٹا معجزہ ظہور برکت کے متعلق ہے جسے بیہقی اَور طبرانی اَور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حبیب بن فدیک کے باپ کے آنکھوں میں پھلی پڑ گئی اَور بالکل اندھے ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر دم کیا، اُسی وقت اُن کی آنکھیں اچھی ہو گئیں، راوی کہتا ہے کہ مَیں نے انہیں اسّی برس کی عمر میں سوئی میں ڈورا ڈالتے ہوئے دیکھا ہے۔

## ساتواں معجزہ:

ساتواں معجزہ ایک جنیہ کے متعلق ہے جس کو امام ترمذی نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ ان کے ایک برتن میں کھجوریں بھری تھیں۔ ایک جنیہ

آ کر اس میں سے نکال لے جاتی تھی۔ انہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اس کی شکایت کی، آپ نے فرمایا جاؤ، اور اب جب اس کو دیکھو تو یوں کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر چل۔ پس انہوں نے اس کو پکڑ لیا۔ پھر اس کے قسم کھانے پر کہ اب نہیں آئے گی چھوڑ دیا۔ الی آخر الحدیث'

یہ آپ کا معجزہ ہے کہ باوجود اس کے مؤمن نہ ہونے کے محض آپ کے نام کی برکت سے گرفتار ہوگئی۔

## آٹھواں معجزہ:

آٹھواں معجزہ خاک کے متعلق ہے، جس کو صحیحین میں حضرت ابوبکرؓ سے روایت کیا ہے کہ سراقہ بن مالک نے (سفر ہجرت میں) ہمارا پیچھا کیا میں نے اسے دیکھ کر کہا کہ یا رسول اللہ! ہمیں ایک شخص نے پالیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا، یعنی غم مت کر واللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر آپ نے سراقہ کے لیے بددعا کی تو وہ اپنے گھوڑے سمیت زمین میں دھنستا گیا اس وقت سراقہ نے کہا آپ میرے لئے دعا کریں کہ میں نجات پاؤں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ کے طلب کرنے والوں کو میں (اس طرف سے) پھیر دوں گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نجات کے لیے دعا کی۔ تو اس نے نجات پائی اور واپس پھر گیا اور جو کوئی اسے ملتا تھا اسے پھیر دیتا تھا اور کہہ دیتا تھا کہ اُدھر کوئی نہیں ہے۔

## نواں معجزہ:

نواں معجزہ امام ترمذی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا، پھر آپ بعض اطراف مکہ کی طرف نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ پس جو پہاڑ یا درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ۔

## دسواں معجزہ:

دسواں معجزہ امام بیہقی نے سفینہ سے روایت کی ہے کہ میں دریائے شور میں تھا،

جہاز ٹوٹ گیا، مَیں ایک تختہ پر بیٹھ گیا، بہتے بہتے ایک نیستان میں پہنچا۔ وہاں مجھے ایک شیر ملا اَور میری طرف آیا، مَیں نے کہا کہ مَیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہوں تو وُہ شیر میری طرف بڑھ آیا۔ اَور اپنا کندھا میرے بدن میں مارا پھر میرے ساتھ چلا، یہاں تک کہ مجھے راہ پر کھڑا کر دیا اَور تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہر کر باریک باریک کچھ آواز کرتا رہا اور میرے ہاتھ سے اپنی دم چھوا دی مَیں سمجھا کہ اَب یہ مجھے رخصت کرتا ہے۔

## حضورؐ کا سب سے بڑا معجزہ:

اَور سب سے بڑا معجزہ تو قرآن مجید ہے کہ جس طرح نازل ہُوا اُسی طرح موجود ہے۔ ذرا برابر بھی فرق نہیں آیا اَور نہ آئندہ آئے گا، کیونکہ ہزاروں حافظ موجود ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ. کہ ہم ہی نے اس کو نازل کیا اَور ہم ہی اِس کے محافظ ہیں بخلاف دوسری کتابوں کے جیسے توریت، انجیل، زبور، کہ ان میں ہزاروں تغیر و تبدل کر دئے گئے اَور بہت سے معجزے ہیں جن سے آپ کی رسالت کی کھلی تائید ہوتی ہے۔

# علم الاخلاق

۱ - حسن اخلاق

۲ - حیاء

۳ - پسندیدہ اعمال

# علم الاخلاق

## خوبصورت حسن اچھے اخلاق ہیں

(حدیث ۶۴۲) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَحْسَنَ الْحُسْنِ الْخُلُقُ الْحَسَنُ -المستغفری فی مسلسلاته وابن عساکر عن الحسن بن علی—(ض).(۶۴۲)

(ترجمہ) خوبصورت حسن اچھے اخلاق ہیں۔

(لطائف ومعارف)

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے حسن خلق کی کچھ علامات بیان فرمائی ہیں کہ آدمی میں حیاء زیادہ ہو، ایذاء رسانی کم ہو، صالحیت بہت ہو، زبان کا سچا ہو، کم بولتا ہو، عمل زیادہ کرتا ہو، لغزشیں اور فضولیات کم ہوں، عمدہ برتاؤ کرتا ہو، باوقار ہو، مشکل حالت میں صبر کرنے والا ہو، اچھے حالات میں شکر کرنے والا ہو، بردبار ہو، لوگوں کو دوست رکھتا ہو، پاکدامن رہتا ہو، مہربان ہو، لعنت ملامت نہ کرتا ہو، گالیاں نہ دیتا ہو، چغل خوری نہ کرتا ہو، غیبت نہ کرتا ہو، جلد باز نہ ہو، کینہ پرور نہ ہو، بخیل نہ ہو اور حاسد نہ ہو۔

## حسن اخلاق والا مؤمن افضل ہے

(حدیث ۶۴۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا - (ه ک) عن ابن عمر — (صح).(۶۴۳)

---

۶۴۲ (الجامع الصغیر: ۲۱۸۳) ــــ رواه المستغفری ابو العباس فی مسلسلاته وابن عساکر فی تاریخه (۴:۱۸۹) وهو حدیث ضعیف، درمنثور (۲:۷۶).

۶۴۳ (الجامع الصغیر: ۱۲۹۳) ــــ رواه ابن ماجة والحاکم، درمنثور (۲:۷۴)

(ترجمہ) مؤمنین میں سے افضل وہ شخص ہے جو ان میں سے بہترین اخلاق کا مالک ہو۔

(لطائف ومعارف)

بہترین اخلاق والے کا افضل المؤمنین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آخرت میں اکثر ثواب اور افضل درجہ پر فائز ہوگا۔

احسن الاخلاق والا اس بلند درجہ پر اس لئے ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ حسن خلق کو پسند کرتے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے، پس جس شخص میں حسن خلق یا کمال حسن خلق نہ ہوگا اس کے لئے مجاہدہ اور ریاضت کا حکم دیا جائے گا تاکہ وہ بھی محمود ہو جائے اور کمال خلق کمال عقل سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ عقل مند ہی فضائل کو حاصل کرتا اور رذائل سے اجتناب کرتا ہے اور عقل روح کی زبان اور بصیرت عقل کی ترجمان ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب ترین شخص

(حدیث ۶۴۴) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا۔(خ)عن ابن عمرو۔ (صح). (۶۴۴)

(ترجمہ) تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو تم میں سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہو۔

(لطائف ومعارف)

حسن خلق اچھی چیزوں کے اختیار کرنے کو اور بری چیزوں کے چھوڑنے کو کہتے ہیں کیونکہ حسن خلق آدمی کو گناہوں اور عیوب سے پاکیزہ رہنے پر برانگیختہ کرتا ہے اور گفتگو میں صداقت اور احوال وافعال میں نرمی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ حسن معاملہ اور ملنے والوں کے ساتھ حسن معاشرت، خندہ پیشانی، صلہ رحمی، سخاوت، شجاعت اور دیگر

۶۴۴۔ (الجامع الصغیر: ۲۴۶۸) ــــ رواہ البخاری فتح الباری (۷: ۱۰۲)، مسند احمد (۲: ۱۸۹)

کمالات جو بھی مکارمِ اخلاق کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں' سے مزین کرتا ہے۔

اور اس حدیث کے مفہوم سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ حضور ﷺ کے نزدیک لوگوں میں سے سب سے زیادہ مبغوض شخص وہ ہے جو ان میں سے زیادہ بداخلاق ہو جیسا کہ اس مفہوم کی تصریح امام ترمذیؒ کی روایت میں موجود ہے۔

## نیک اور برے عمل کی پہچان

(حدیث ۶۴۵) حضرت نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْاِثْمُ مَاحَاکَ فِی صَدْرِکَ وَ کَرِهْتَ اَنْ یَطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ — (خد، م، ت) عن النواس بن سمعان — (صح). (۶۴۵)

(ترجمہ) نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے ناپسندیدہ ہو کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔

(لطائف و معارف)

''بر'' کا معنی وہ پسندیدہ عمل ہے جس سے نفس کا تزکیہ ہو اور حسن خلق سے مراد خندہ پیشانی سے ملنا' ایذا رسانی سے بچنا' نیک کاموں میں لوگوں کے لئے مال خرچ کرنا اور لوگوں کے لئے وہ چیز پسند کرنا جو اپنے لئے پسند ہو۔ معاملہ پڑنے پر انصاف کرنا' جھگڑے کے وقت نرمی کرنا' فیصلوں میں عدل کرنا' تنگی اور فراوانی کے وقت بہتر برتاؤ رکھنا اور اس طرح کے دیگر خصائل حمیدہ اپنانا۔

## مسلمان اور مؤمن کامل کی بعض صفات

(حدیث ۶۴۶) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

---

۶۴۵ (الجامع الصغیر: ۳۱۹۷) — رواہ البخاری فی الادب المفرد (۲۹۵) ومسلم فی البر والصلة (۱۴) والترمذی فی الزهد (۲۳۸۹) واستدرکه الحاکم (۲: ۱۴) فوهم وعجب ذهول الذهبی عنه فی اختصاره' مسند احمد (۴: ۱۸۳).

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ –(حم،ت، ن، ک،حب) عن ابی هريرة–(طب) عن واثلة–(صح). (۶۴۶)

(ترجمہ) (کامل) مسلمان وہ ہے جس سے مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے محفوظ رہیں اور (کامل) مؤمن وہ ہے جس کو لوگ اپنی جان اور اموال کا امین سمجھیں۔

(لطائف ومعارف)

زبان اور ہاتھ سے محفوظ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی ان کی جان اور ان کے مال اور ان کی عزت جو دوسرے مسلمان پر حرام ہو اس سے تعرض نہ کرے۔ حضور ﷺ نے اس حدیث مبارک میں زبان کو پہلے اس لئے ذکر کیا ہے کہ اکثر طور پر زبان سے تعرض جلدی ہوتا ہے اور ہاتھ کو اس لئے ذکر کیا کہ عموماً افعال اس سے سرزد ہوتے ہیں۔

## اندھے کی رہنمائی

(حدیث ۶۴۷) حضرت ابن عمرؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَادَ اَعْمٰى اَرْبَعِيْنَ خَطْوَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ–(ع ،طب، عد، حل، هب)عن ابن عمر(عد)عن ابن عباس– وعن جابر (هب)عن انس–(ح). (۶۴۷)

---

۶۴۶ (الجامع الصغير: ۹۲۰۷) ـــ رواه احمد (۲:۱۶۳) والترمذی (۲۶۲۷) والنسائی (۸: ۱۰۵) والحاکم (۱: ۱۰)عن ابی هريرة والطبرانی فی الكبير عن واثلة (۱: ۳۵۶) بخاری (۱: ۹)' مسلم فی الايمان(۶۵)' تاريخ دمشق (۲: ۴۶۱)'مجمع الزوائد (۱: ۵۴) وهو حديث صحيح.

۶۴۷ (الجامع الصغير: ۸۸۹۳) ـــ رواه ابو يعلىٰ فی مسنده والطبرانی فی الكبير (۱۲: ۳۵۳) وابن عدی فی الكامل وابو نعيم فی الحلية (۳:۱۵۸) والبيهقی فی الشعب عن ابن عمر ورواه ابن عدی عن ابن عباس وعن جابر والبيهقی فی الشعب عن انس والأسانيد كلها ضعيفة

(ترجمہ) جس شخص نے چالیس قدم اندھے کی رہنمائی کی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ (وہ راہنمائی نیک عمل کے لئے ہو معصیت کے لئے نہ ہو اگر اندھا معصیت کے لئے سفر کر رہا ہے تو یہ ثواب نہیں ملے گا)۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث کو کئی محدثین نے روایت کیا ہے لیکن سب کی اسانید ضعیف ہیں ہوسکتا ہے اس کی تمام اسانید مل کر اس درجہ میں پہنچ جائیں کہ اس کی روایت کرنا درست ہو کیونکہ کثرت طرق سے حدیث قابل روایت ہو جاتی ہے اور کبھی حسن لغیرہ کے درجہ کو بھی پہنچ جاتی ہے۔

## مسلمان کو محبت کی نگاہ سے دیکھنا

(حدیث ۶۴۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ نَظَرَ اِلٰی اَخِیْهِ نَظْرَةَ وُدٍّ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ—(الحکیم) عن ابن عمرو—(ض). (۶۴۸)

(ترجمہ) جس شخص نے اپنے (مسلمان) بھائی کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا تو اللہ تعالیٰ (اس کے صغیرہ گناہوں) کی مغفرت کردیں گے۔

(لطائف ومعارف)

امام طبرانیؒ نے اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

من نظر إلى اخيه نظر مودة لم يكن فى قلبه عليه إحنة لم يطرف حتى يغفر له ماتقدم من ذنبه.

(ترجمہ) جس شخص نے اپنے (مسلمان) بھائی کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا اس کے دل میں کوئی میل کچیل نہیں تھی اب اس نے پلک بھی نہیں جھپکائی ہوگی کہ اس کے سابقہ (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

۶۴۸ (الجامع الصغیر: ۹۰۶۳) — رواه الحكيم الترمذى فى نوادر الاصول والطبرانى فى الاوسط وقال الهيثمى فيه سوار بن مصعب متروك.

اگر مسلمانوں کو محبت سے دیکھنے کی عادت پڑ جائے تو ایک دوسرے کا وقار بھی بلند ہو، دنیا کی عزت بھی حاصل ہو اور آخرت کا ثواب یعنی گناہوں کی مغفرت بھی لیکن افسوس کہ مسلمان اس حدیث پر عمل کرنے کی بجائے ایک دوسرے کو کھانے کو آتے ہیں، بات بات پر بدگمانی کرتے ہیں اور بات بات پر کہتے ہیں کہ ہم کسی کے محتاج نہیں ہیں۔ (اللہ ہدایت دے)۔

## قیامت کی تین علامات

(حدیث ۶۴۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّمُرَّ الرَّجُلُ فِي الْمَسْجِدِ لَا يُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ، وَاَنْ لَا يُسَلِّمَ الرَّجُلُ اِلَّا عَلٰى مَنْ يَعْرِفُ، وَاَنْ يُبَرِّدَ الصَّبِيُّ الشَّيْخَ – (طب) عن ابن مسعود – (ض). (۶۴۹)

(ترجمہ) قیامت کی علامات میں سے ہے کہ آدمی مسجد میں سے گزرے گا لیکن اس میں دو رکعتیں تحیۃ المسجد نہیں پڑھے گا اور یہ کہ کوئی شخص سلام نہیں کرے گا مگر اس کو جس کو وہ جانتا ہوگا اور یہ کہ لڑکا بوڑھے کو اپنے کاموں میں استعمال کرے گا اور اپنا قاصد بنائے گا۔

## سب سے کامل ایمان والے

(حدیث ۶۵۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ – (ت حب) عن ابی هريرة – (صح). (۶۵۰)

---

۶۴۹ (الجامع الصغير: ۸۲۲۸) ــــ رواه الطبرانی فی الكبير وقال الهيثمی رجاله رجال الصحيح إلا أن سلمة وإن كان سمع من الصحابة لم أجدله رواية عن ابن مسعود

۶۵۰ (الجامع الصغير: ۱۴۴۱) ــــ رواه الترمذی وقال حسن صحيح وابن حبان وقال صحيح وكذا الحاكم (۱: ۳)، ابو داؤد (۴۶۸۲)، مسند احمد (۲: ۲۵۰)، حلية الاولياء (۹: ۲۴۸).

(ترجمہ) مؤمنین میں سے کامل ایمان والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کیلئے بہتر ہیں۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جو شخص عورتوں کی کج اخلاقی اور کم عقلی پر صبر کا معاملہ کرے گا اور خندہ پیشانی، عمدہ اخلاق، اذیت نہ دیئے اور جود وسخاوت سے پیش آئے گا، ان کو شک کے مواقع سے بچائے گا، وہ تم میں سے ان لوگوں سے اچھا ہے جو ایسا نہیں کرتے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اپنے گھر والوں سے عمدہ سلوک کرتے تھے۔

اس حدیث میں مردوں کی ہر طرح کی رشتہ دار خواتین مراد ہیں، چاہے وہ بیوی کے روپ میں ہوں یا والدہ، بہن، بیٹی، ساس، بہو وغیرہ کے روپ میں ہوں۔

## زبان اور شرمگاہ کی حفاظت

(حدیث ۶۵۱) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَابَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ

—(ح)عن سهل بن سعد—(صح). (۶۵۱)

(ترجمہ) جو شخص مجھے اپنے دو جبڑوں کے درمیان والی (زبان) اور اپنی دو ٹانگوں کے درمیان والی (شرمگاہ) چیزوں کی ضمانت دے دے میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جو شخص زبان کو ہر طرح کی باتوں اور کھانے پینے کی چیزوں میں گناہ اور حرام اور بدگوئی سے بچائے اور شرمگاہ کو حقوق واجبہ کے علاوہ گناہ کے کاموں سے بچائے گا اللہ تعالیٰ اس کو ان کی حفاظت کے بدلہ میں جنت میں داخل کریں گے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ انسان کے زیادہ تر گناہ انہیں دو چیزوں سے اور انہیں دو چیزوں کی وجہ سے ہوتے

۶۵۱ (الجامع الصغیر: ۹۱۰۹) ــــ رواه البخاری فی الرقائق وغیرها (۸: ۱۲۵) والترمذی وغیرها. سنن کبری للبیهقی (۸: ۱۶۶)، فتح الباری (۱۱: ۳۰۸)

ہیں۔ اگر ان کی حفاظت ہوگئی تو آدمی اکثر گناہوں سے بچ جاتا ہے اور جب اکثر گناہوں سے بچ جاتا ہے تو اس کو نیک کاموں کی کثرت سے توفیق حاصل ہو جاتی ہے اور اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ اس کو جنت مل جاتی ہے۔

## اللہ تعالیٰ معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں

(حدیث ۶۵۲) حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

**اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی عَفُوٌّ یُحِبُّ الْعَفْوَ—(ک)عن ابن مسعود(عد)عن عبداللہ بن جعفر—(صح).(۶۵۲)**

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ گناہوں سے درگزر کرنے والے ہیں، معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے اسماء گرامی اور اپنی صفات کو محبوب رکھتے ہیں اور جو شخص ان صفات کو اپنائے اس سے بھی محبت کرتے ہیں جیسے مخلوقِ خدا پر رحم کرنا، درگزر کرنا وغیرہ اور جو شخص ان صفات کے الٹ چلے اس سے بغض رکھتے ہیں۔ اس لئے وہ سخت دل، بخیل، بزدل، خسیس اور لئیم سے بغض کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ سے منقول ہے کہ بارش کی ایک رات میں مجھے تنہا ملتزم پر حاضری کا موقعہ ملا تو میں نے وہاں پر عرض کیا: "یَارَبِّ اعْصِمْنِیْ" (یارب مجھے گناہوں سے محفوظ کرلے) تو مجھ سے کہا گیا کہ میرے سب بندے مجھ سے یہی طلب کرتے ہیں، پس اگر میں ان کو گناہوں سے محفوظ کردوں تو پھر میں اپنا فضل کس پر کروں گا اور کس کو بخشوں گا؟۔

امام راغبؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کی رحمت عفو و درگزر کا نام ہے اور یہ دونوں حلم کی صورتیں ہیں۔ پس عفو گناہ پر مؤاخذہ نہ کرنے اور صفح الزام نہ دینے کو کہتے ہیں۔

---

۶۵۲ (الجامع الصغیر: ۱۷۴۹) ــــ رواہ الحاکم عن ابن مسعودؓ وابن عدی عن عبداللہ بن جعفرؓ.

## انبیاء کی چھ سنتیں

(حدیث ۶۵۳) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ: الْحِلْمُ، وَالْحَيَاءُ، وَالْحِجَامَةُ، وَالسِّوَاكُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَكَثْرَةُ الْاَزْوَاجِ—(هب) عن ابن عباس—(صح). (۶۵۳)

(ترجمہ) حلم، حیاء، فصد کھلوانا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، زیادہ شادیاں کرنا، مرسلین کی سنتوں میں سے ہے۔

(لطائف ومعارف)

فصد کھلوانے کا معنی بیماریوں میں بعض مقامات سے خون نکلوانا ہے جو کہ طب میں مروج ہے اور خوشبو لگانے سے مراد کپڑے کو یا بدن کو خوشبو لگانا ہے اور کثرت ازواج سے مراد زیادہ بیویاں کرنا ہے چنانچہ حضرت سلیمانؑ کی ایک ہزار بیویاں تھیں لیکن زیادہ بیویاں کرنے سے مراد کثرت سے نکاح اور طلاق نہیں ہے بلکہ ایک ہی وقت میں بہت سی بیویاں رکھنا انبیاء کی سنت ہے۔ اس امت محمدیہ میں مسلمانوں کو چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے لیکن وہ بھی اس شخص کیلئے جو ان کے مابین عدل ومساوات قائم رکھ سکے۔

اور خوشبو لگانے کے مواقع یہ ہیں: جمعہ، عیدین، کسوف، خسوف، صلوٰۃ الاستغفار، احرام اور زندہ کا خوشبو لگانا اور مردہ کو خوشبو لگانا۔

## لایعنی کام چھوڑنا مسلمان کی خوبی ہے

(حدیث ۶۵۴) حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حسن اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ—(ت،ه) عن ابی هريرة (حم،طب) عن الحسين بن علی، الحاكم فی الكنی عن ابی بكر، الشيرازی عن ابی ذر (ك) فی تاريخه عن علی بن ابی

۶۵۳ (الجامع الصغير: ۸۲۵۳) ـــ رواه البيهقی فی الشعب وقال تفرد به قدامة بن محمد الحضرمی عن اسماعيل بن شبيب وليسا بقويين اهـ.

طالب (طس) عن زيدبن ثابت،ابن عساكر عن الحارث بن هشام- (صح).(۶۵۴)

(ترجمہ) آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے ہے کہ وہ لایعنی چیزوں کو چھوڑ دے۔

(لطائف ومعارف)

وہ کام جو آدمی کی ضروریاتِ زندگی میں سے ہیں جیسے معیشت ہے' خوراک ہے' پانی ہے' لباس ہے' شرم گاہ کی حفاظت ہے اور وہ چیزیں جس سے آدمی اپنی ضرورت کو پورا کرتا ہے نہ کہ تلذذ اور تنعم اور اسی طرح اسلام' ایمان اور احسان کی فکر بھی ضروری ہے۔اس سے آدمی تمام آفات اور تمام شرور اور مخاصمات سے بچا رہتا ہے۔

## خوبصورتی

(حدیث۶۵۵) حضرت عائشہؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت انسؓ حضرت جابرؓ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اُطْلُبُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْهِ - (تخ) وابن ابى الدنيا فى قضاء الحوائج (ع' طب) عن عائشة (طب 'هب) عن ابن عباس (عد) عن ابن عمر ' ابن عساكر عن انس (طس) عن جابر' تمام (خط) فى رواة مالك عن ابن هريرة ' تمام عن ابى بكرة (خ).(۶۵۵)

---

۶۵۴ (الجامع الصغير: ۸۲۴۳) ـــ رواه الترمذى وابن ماجة عن أبى هريرة وقال النووى فى الأذكار وهو حسن واحمد والطبرانى عن الحسن بن على وقال الهيثمى رجال أحمد والطبرانى ثقات والحكيم فى كتاب الكنى والألقاب عن ابى بكر' الشيرازى عن أبى ذر والحاكم فى تاريخ نيسابور عن على والطبرانى فى الأوسط عن زيد بن ثابت وابن عساكر فى التاريخ عن الحارث بن هشام.

۶۵۵ (الجامع الصغير: ۱۱۰۷) ـــ رواه البخارى فى التاريخ الكبير وابن ابى الدنيا فى كتاب ثواب قضاء الحوائج وابويعلىٰ فى مسنده والطبرانى فى المعجم الكبير عن عائشة' والطبرانى فى الكبير والبيهقى فى شعب الايمان عن ابن عباس' وابن عدى عن ابن عمر وابن عساكر عن انس والطبرانى فى الاوسط عن جابر وتمام فى فوائد والخطيب فى رواة مالك عن ابى هريرة و تمام عن ابى بكرة. مجمع الزوائد (۸:۱۹۴) الكامل لابن عدى (۳:۱۱۳۸)

(ترجمہ) خیر کو خوبصورت چہروں کے پاس تلاش کرو۔

(لطائف ومعارف)

علامہ خطیب بغدادی نے اس حدیث میں "حِسَانِ الْوُجُوْہ" کے بجائے "صَبَاحِ الْوُجُوْہِ" کا لفظ ذکر کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خوبصورت بشاشت والے چہرے رکھنے والے حضرات کے سامنے اگر کوئی اپنی ضرورت رکھی جائے تو ان سے اس کے پورا ہونے کی امید کی جاسکتی ہے کیونکہ خوبصورت چہرہ سے عمدہ کردار کی امید ہوتی ہے، عموماً شکل اور عمل میں بھی قریب کا تناسب ہوتا ہے بہت کم اچھی صورتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا اندر ردی ہو، چہرہ کی خوبی نفس کی خوبی کی ترجمان ہے، کسی کا شعر ہے ؎

دل علی معروفه حسن وجهه بورک هذا هادیا من دلیل

اور بعض نے یہ شعر کہے ہیں: ؎

سیدی انت احسن الناس وجها کن شفیعی فی هول یوم کریه

قدروی صحبک الکرام حدیثا اطلبوا الخیر من حسان الوجوه

مذکورہ حدیث میں ''حسان الوجوہ'' کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ جب ان سے قضائے حاجت کا سوال کیا جائے تو ان کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر نہ ہوں بلکہ مسرت کا اظہار کریں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ کتنے بدصورت چہرے ایسے ہیں جو ضروریات کو پورا کرنے والے ہیں۔ اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جس کو خطیب بغدادی نے حضرت جابرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اطلبوا حوائجکم عند حسان الوجوه ان قضاها قضاها بوجه طلیق فرب حسن الوجه ذمیم عند طلب الحاجة ورب ذمیم الوجه حسن عند طلب الحاجة.

یعنی اپنی ضروریات کی تکمیل کا تقاضا خوبرو چہروں سے کرو، اگر وہ ان کی تکمیل کریں گے تو خندہ پیشانی سے کریں گے۔ بعض حسین چہرے طلب حاجت کے وقت بدمزگی سے پیش آتے ہیں اور بعض بدصورت چہرے طلب حاجت کے وقت عمدہ سلوک کرتے ہیں۔

یہ حدیث اس سابقہ بات کے معارض نہیں ہے کہ حسین چہرہ والے باحیاء اور بامروت ہوتے ہیں کیونکہ یہ تغلیباً ہے اور دوسری صورت نادر ہے جیسا کہ حدیث ہذا میں "رُبَّ" کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

## حیاء خیر ہی خیر ہے

(حدیث ۶۵۶) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهٗ—(م،د)عن عمران بن حصین— (صح). (۶۵۶)

(ترجمہ) حیاء کل کا کل خیر ہے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ ابن عربیؒ فرماتے ہیں: حیاء یہ ہے کہ آدمی ایسا کوئی کام نہ کرے جو اس کو کبھی شرمندہ کرے اور مؤمن جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر فعل کو دیکھ رہا ہے۔ اس لئے اس کو اللہ سے حیاء کرنا لازم ہے کیونکہ اگر اس نے کوئی بے حیائی کا کام کیا تو قیامت کے دن اللہ کے سامنے اپنے عمل کا اقرار کرے گا اور اس پر شرمندہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اللہ کی ہر نافرمانی' بے حیائی اور اس کو شرمندہ کرنے والی ہے تو جب حیاء ہر گناہ سے بچنے کا نام ہے تو خیر ہی خیر ہے۔

## حیاء اور ایمان کا باہمی تلازم

(حدیث ۶۵۷) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَیَاءُ وَالْاِیْمَانُ قُرِنَا جَمِیْعًا، فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ —

(حل،ک،هب)عن ابن عمر—(صح). (۶۵۷)

---

۶۵۶ (الجامع الصغیر: ۳۸۶۳) ___ رواه البخاری ومسلم فی الایمان (۶۱)' ابو داؤد (۴۷۹۶)' مسند احمد (۴:۴۲۶) طبرانی فی الکبیر (۱۸: ۱۷۱' ۲۰۲) حلیة الاولیاء (۲: ۲۵۱)' الکامل لابن عدی (۳: ۸۹۲)

۶۵۷ (الجامع الصغیر: ۳۸۶۱)_ رواه ابو نعیم فی الحلیة والحاکم فی المستدرک فی کتاب الایمان والبیهقی فی شعب الایمان ووقال الحاکم علی شرطهما واقره الذهبی.

(ترجمہ) حیاء اور ایمان ایک دوسرے کو لازم ملزوم ہیں، جب ایک اُٹھ جاتا ہے تو دوسرا بھی اُٹھ جاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

ایک کے اُٹھ جانے سے دوسرے کے اُٹھ جانے کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کا بعض حصہ یا مکمل حصہ اُٹھ جاتا ہے۔

علامہ راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں کہ حیاء قبیح چیزوں سے انقباضِ نفس کا نام ہے اور یہ انسان کی خصوصیات میں سے ہے۔

## سخت مزاج مؤمن میں خیر نہیں

(حدیث ۶۵۸) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

الْمُؤْمِنُ يَأْلَفُ، وَلَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ۔ (حم) عن سهل بن سعد۔ (صح). (۶۵۸)

(ترجمہ) مؤمن نرم خو ہے اور اس میں خیر نہیں ہے جو نرم خو نہ ہو اور نہ اس سے نرمی کا معاملہ کیا جائے۔

(لطائف ومعارف)

نرم خو مومن سے مراد یہ ہے کہ اس کے اخلاق اچھے ہوں، طبیعت میں نرمی ہو، معاملات میں بھی نرمی ہو اور وہ مومن جس میں نرمی نہ ہو اور نرمی نہ برتی جائے اس میں خیر اس لئے نہیں ہے کہ اس کا ایمان کمزور ہوتا ہے، تنگ اخلاق ہوتا ہے اور بری طبیعت والا ہوتا ہے۔

نرم خوئی سے مراد باہمی دشمنی کا چھوڑ دینا ہے جب نفس میں کوئی توہم پیدا ہو تو اس پر معذرت کر لینی ہے اور جھگڑا اور اکڑفوں کو چھوڑ دینا ہے اور کثرت مزاح کو چھوڑ دینا ہے۔

---

۶۵۸ (الجامع الصغیر: ۹۱۴۶) ـــــ مسند احمد وقال الهيثمي رجال احمد رجال الصحيح ورواه الحاكم في المستدرک باللفظ المزبور وقال على شرطهما وتعقبه الذهبي بان أبا حازم هذا هو المدينى لا الأشجعي ولم يلق ابا صخر الأشجعي ولا المدينى لقي أباهريرة. سنن كبرى بيهقي (۱۰: ۲۳۷).

## مسلمان کو خشمگیں نگاہ سے دیکھنا

(حدیث ۶۵۹) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ نَظَرَ اِلٰی مُسْلِمٍ نَظْرَةً يُخِيْفُهٗ بِهٖ فِیْ غَيْرِ حَقٍّ اَخَافَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ—(فی طب)عن ابن عمرو—(ض).(۶۵۹)

(ترجمہ) جس شخص نے مسلمان کو ایسی نگاہ سے دیکھا کہ ناحق طور پر اس سے اس کو نگاہ سے ڈرائے اللہ تعالیٰ بھی اس کو قیامت کے دن خوفزدہ کریں گے۔

۶۵۹ (الجامع الصغیر: ۹۰۶۴) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر والخطیب فی تاریخ بغداد والبیهقی فی الشعب وقال الهیثمی رواه الطبرانی عن شیخه احمد بن عبدالرحمن بن عقال وضعفه ابو عروبة' کنز العمال (۴۳۷۱۱).

# کتاب المعاشرت

۱ - زندگی گذارنے کے اسلامی آداب

۲ - گفتگو کا سلیقہ

۳ - انفرادی اعمال

۴ - اجتماعی معاملات

# معاشرت

## مرد کیلئے عورت کی اطاعت ہلاکت ہے

(حدیث ۶۶۰) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک آدمی آپ کی فوج کی کامیابی کی خوشخبری دینے کے لئے آیا جبکہ آپ کا سر مبارک حضرت عائشہؓ کی گود میں تھا تو آپ اٹھے اور سجدہ میں چلے گئے پھر فارغ ہو کر اس پیغام رساں سے ان کے حالات پوچھے تو اس شخص نے یہ بھی بتایا کہ ایک عورت ہے جو ان پر حکمرانی کر رہی ہے اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هَلَكَتِ الرِّجَالُ حِيْنَ اَطَاعَت النِّسَاءَ-(حم،طب، ک) عن ابی بکرة-(ح).(۶۶۰)

(ترجمہ) ہلاک ہو گئے آدمی جب انہوں نے عورتوں کی اطاعت شروع کر دی (کیونکہ عورتیں عموماً خیر کا حکم نہیں کرتیں' اس لئے نجات ان کے حکم کے برعکس میں ہے)۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی حکمرانی درست نہیں اور مردوں کو چاہئے کہ وہ عورتوں کے تابع فرمان نہ بنیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: شاوروهن خالفوهن فإن فی خلافهن البركة (عورتوں سے مشورہ کرو پھر اس کے برعکس کرو کیونکہ عورتوں کے مشورہ کے برعکس میں برکت ہے)۔

محدث ابن لال اور محدث دیلمی نے حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

لا يفعلن أحدكم أمرا حتى يستشير فإن لم يجد من يستشيره

---

۶۶۰ (الجامع الصغير: ۹۵۹۶) ـــ رواه أحمد والطبرانی فی الكبير والحاكم فی الأدب (۴: ۲۹۱) كنز العمال (۴۴۵۰۴) الكامل فی الضعفاء (۴۷۵)

فلیستشر إمرأة ثم لیخالفها فإن فی خلافها البرکة.

(تم میں سے کوئی شخص کوئی کام نہ کرے یہاں تک کہ مشورہ کرے، پس اگر کوئی مشورہ کرنے والے کو نہ پائے تو چاہئے کہ عورت سے مشورہ کرلے پھر اس کے خلاف کر لے کیونکہ (عموماً) اس کے خلاف میں ہی برکت ہے)۔

علامہ عسکریؒ نے حضرت معاویہؓ سے نقل کیا ہے: عودوا النساء لا فإنها ضعیفة وإن أطعتها اهلکتک. (عورتوں کے سامنے "نہیں" کی عادت ڈالو کیونکہ یہ کمزور ہے، اگر تم نے اس کی بات مان لی (اور نفی نہ کی) تو یہ تجھے ہلاک کردے گی۔

## سفر میں رفیق سفر ساتھ لو اور گھر حاصل کرنے سے پہلے اسکے پڑوسیوں کو دیکھو

(حدیث ۶۶۱) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِلْتَمِسُوا الْجَارَ قَبْلَ الدَّارِ، وَالرَّفِیقَ قَبْلَ الطَّرِیْقِ – (طب) عن رافع بن خدیج – (ض). (۶۶۱)

(ترجمہ) گھر کو خریدنے سے پہلے اس کے پڑوسیوں کو دیکھو اور سفر کرنے سے پہلے رفیق سفر کو تلاش کرو۔

(لطائف ومعارف)

یعنی گھر کے پڑوسیوں کی حسن سیرت کا معلوم کرو، ایسا نہ ہو کہ گھر لے لو پھر پڑوسیوں کی غلط معاشرت سے ساری زندگی پریشان وپشیمان رہو۔

حضرت رابعہ بصریؒ سے کہا گیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کیوں نہیں کرتیں؟ فرمایا: پہلے پڑوسی کی طلب ہے پھر گھر کی ہوگی۔

---

۶۶۱ (الجامع الصغیر: ۱۵۶۵) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر (۴: ۳۱۹) وابن ابی خیثمة والازدی والعسکری والخطیب فی الجامع وهو حدیث ضعیف، مجمع الزوائد (۸: ۱۶۴) میزان الاعتدال (۳۲۱۷، ۳۲۷۴) لسان المیزان (۱: ۱۲۷) (۳: ۱۸۰).

اور سفر میں جانے سے پہلے رفیق سفر تیار کرو کیونکہ ہر سفر میں ترک وطن ہوتا ہے اور ہر ترک وطن میں وحشت ہوتی ہے اور رفیق سفر سے وحشت ختم ہو جاتی ہے اور انس حاصل ہوتا ہے اور سفر میں رفیق سفر کی وجہ سے بھی بہت سے گناہوں سے آدمی بچ جاتا ہے جن سے تنہائی میں بچنا مشکل ہوتا ہے اور وہ دکھ درد میں معاون بھی ہوتا ہے۔

## مقدس کتابوں کا افتتاحیہ

(حدیث ۶۶۲) حضرت ابو جعفرؒ سے معضلاً مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مِفْتَاحُ كُلِّ كِتَابٍ—(خط)فی الجامع عن ابی جعفر معضلا. (۶۶۲)

(ترجمہ)بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر (آسمانی) کتاب کا افتتاحیہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جتنے انبیاء ورسولوں پر آسمانی کتب وصحائف نازل ہوئے ہیں وہ سب بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ شروع ہوتی تھیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص بھی کوئی خط یا تحریر یا تصنیف لکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اس کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھے۔

مروی ہے کہ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل ہوئی تو پہاڑ کانپ اٹھے اور جہنم کے فرشتوں نے کہا کہ جو اس کو پڑھے گا جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ جس طرح جہنم کے فرشتوں کی تعداد انیس ہے اسی طرح سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروف کی تعداد بھی انیس ہے۔ پس جو شخص کثرت سے اس کا ورد رکھے گا اس کو عالم سفلی وعلوی میں ہیبت عطاء کی جائے گی۔

بسم اللہ وہ تحریر ہے جس کو لوح کی تختی پر قلم علوی کے ساتھ تحریر کیا گیا اور یہ وہ تختی تھی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے ملک کو قائم رکھا۔

پس جو شخص چھ سو مرتبہ لکھ کر اپنے پاس رکھے گا مخلوقات کے دلوں میں اس کی ہیبت

---

۶۶۲ (الجامع الصغیر: ۳۱۱۱)— رواہ الخطیب فی الجامع بین آداب القاری والسامع عن ابی جعفر معضلاً درمنثور (۱: ۱۰) کنزالعمال (۲۴۹۰)

قائم ہوگی اور جو شخص اس کو اس کی عظمت کا لحاظ کرتے ہوئے خوشخط لکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ہاں متقین میں سے لکھ دیں گے۔

## رات کو سوتے وقت کی احتیاطی تدابیر

(حدیث ۶۶۳) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَجِيفُوا أَبْوَابَكُمْ، وَأَكْفِئُوا آنِيَتَكُمْ، وَأَوْكُوا أَسْقِيَتَكُمْ، وَأَطْفِئُوا سُرُجَكُمْ فَإِنَّهُمْ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُمْ بِالتَّسَوُّرِ عَلَيْكُمْ -(حم) عن أبي أمامة. (۶۶۳)

(ترجمہ) اپنے دروازوں کو بند کر دیا کرو، اپنے برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو، اپنے مشکیزوں کے مونہوں کو باندھ دیا کرو، اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو، کیونکہ (اس احتیاط کے بعد) شیاطین کو تم پر پھلانگنے اور حملہ کرنے کی قدرت اور اجازت نہیں دی گئی۔

(لطائف ومعارف)

جب تم رات کو سونے لگو اپنے گھروں کے دروازے بسم اللہ پڑھ کر بند کیا کرو اور اسی طرح باقی چیزوں کو باندھ کر اور ڈھانپ کر رکھو، اللہ کا نام لے کر دروازہ بند کرنے سے باہر سے کسی چور وغیرہ کے گھسنے کے لئے رکاوٹ ہو جاتی ہے اور برتنوں کو اس لئے ڈھانپا کرو کہ اس میں کوئی اذیت کی چیز داخل نہ ہو جائے اور ایسی بند چیز سے منہ لگا کر کوئی چیز نہ کھاؤ پیو تا کہ اس میں کوئی اذیت ناک چیز ہو تو اس سے بچا جا سکے اور گھر میں جلنے والی آگ کو بھی بجھا کر سوؤ، چاہے وہ دیا، شمع، گیس کا چولہا یا تیل وغیرہ کا چولہا ہو۔ بجلی کی لائٹ طبیعت چاہے تو بجھا دینی چاہئے ورنہ بجھانے کی پابندی نہیں ہے بلکہ اگر بجلی کی لائٹ جلتی رہے تو اس کے بڑے فوائد ہیں جو غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ مثلاً لائٹ جل رہی ہو تو گزرنے والوں کو محسوس ہوتا ہے کہ گھر والے جاگ رہے ہیں، اس لئے کوئی چوری وغیرہ کا اس گھر میں ارادہ نہیں کرتا، مچھروں کو اندھیرا پسند ہے اگر

۶۶۳ (الجامع الصغیر: ۱۹۵) ــــ فتح الباری (۱۱: ۷۵) مسند احمد (۵: ۲۶۲) مسند ابو یعلیٰ" قال الهيثمي (۹۹۶) رجاله ثقات.

لائٹ جلا کر سویا جائے تو مچھروں کے کاٹنے میں بڑی حد تک کمی واقع ہو جاتی ہے اس لئے کہ وہ روشنی کی بجائے اندھیرے میں چلے جاتے ہیں اور سونے کے بعد کسی کام کے لئے اٹھا جائے تو روشنی وغیرہ کے ہونے کی وجہ سے ٹھوکر نہیں لگتی' اندھیرے میں جنات' شیاطین کے بھی بعض لوگوں پر اثرات پڑتے ہیں جبکہ روشنی میں ایسا نہیں ہوتا' بعض خوف زدہ لوگ جو اندھیرے میں ڈر جاتے ہیں اگر وہ ڈر کر بیدار ہو جائیں تو روشنی ہونے کی وجہ سے ان کا بہت سا خوف ختم ہو جاتا ہے اور اپنے گھر کا انس آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے' اس لئے جو لوگ اندھیرے میں سونے کے عادی ہیں وہ اپنی طبیعت پر جبر کر کے چند دن روشنی میں سو کر دیکھ لیں۔ انشاء اللہ طبیعت روشنی میں نیند کرنے سے مانوس ہو جائے گی اور مذکورہ فوائد بھی حاصل ہو جائیں گے۔

علامہ مناوی فرماتے ہیں: احادیث میں جو چیزیں مذکور ہیں اگر یہ کام کرتے وقت اللہ کا نام بھی لیا جائے جیسا کہ حدیث ابوداود میں ہے تو شیطان اس پر قابو نہیں پا سکتا نہ تو دروازہ کھول سکے گا' نہ برتن استعمال کر سکے گا' نہ مشکیزہ' نہ شمع۔

علامہ ابن عربی فرماتے ہیں: یہ وہ قدرت ہے جس پر مؤمن ہی ایمان رکھ سکتا ہے' ورنہ شیطان امور غریبہ اور مسام ضعیفہ میں تصرف کرتا اور دخل دیتا ہے۔ اللہ کا نام لینے سے شیطان اپنی ان حرکات پر قادر نہیں ہو سکتا۔

## رات کو سوتے وقت کا آخری عمل

(حدیث ۶۶۴) حضرت نوفل بن معاویہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ مجھے کوئی چیز تعلیم فرمائیں۔ جس کو میں سوتے وقت پڑھ لیا کروں اور حضرت جبلہ بن حارثہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی چیز تعلیم فرمائیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائیں تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ مِنَ اللَّيْلِ فَاقْرَءْ قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ، ثُمَّ نَمْ عَلَى خَاتِمَتِهَا، فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ ـ (حم، د، ت، ك، هب) عن نوفل بن معاوية (ن) والبغوى، وابن قانع، والضياء عن

جبلة بن حارثة –(صح). (۶۶۴)

(ترجمہ) جب رات کو سونے لگو تو قل یا ایھا الکافرون پڑھ کر سو جایا کرو کیونکہ یہ شرک سے بری کر دیتی ہے۔

## سونے کے بعد ہاتھ دھو کر برتن میں ہاتھ ڈالو

(حدیث ۶۶۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ نَوْمِهٖ فَلَا یُدْخِلْ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی یَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُهٗ۔

مالک والشافعی (حم، ق، ۴) عن ابی ھریرۃ (صح). (۶۶۵)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی ایک نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ (کسی کھانے پینے کی چیز کے) برتن میں نہ ڈالے جب تک کہ اس کو تین مرتبہ دھو نہ لے کیونکہ تم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔

یعنی اس کو معلوم نہیں کہ اس کا ہاتھ نیند کی حالت میں بدن کے کس حصہ کو لگا ہے۔ کیا وہ حصہ پاک تھا یا پلید جیسے کوئی شخص رات کو سویا اور بدخوابی سے کپڑے خراب ہو گئے اور پلید جگہ پر ہاتھ جا پڑا اور صبح کو بدخوابی یاد نہ رہی اور صبح کو کھانے پینے کی چیزوں میں ہاتھ ڈال دیا اس سے احتیاط کے لئے حضور ﷺ نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔ اگر کوئی شخص دن کو بھی سو جائے تو بھی ہاتھ دھو کر برتن میں ہاتھ ڈالے الا یہ کہ اس کو علم ہے کہ اس کا ہاتھ نجاست کو نہیں لگا مثلاً اس نے ہاتھ کو کسی کپڑے میں لپیٹ دیا تھا اگر بغیر نیند کے اس کے

---

۶۶۴ (الجامع الصغیر: ۳۶۷) ــــ عمل الیوم واللیلة لابن السنی (۷۳۳) تفسیر ابن کثیر (۸: ۵۲۷) کنز العمال (۱۲۵۳، ۴۱۳۰۱). مسند احمد، ابو داود، ترمذی، حاکم، شعب الایمان، بیھقی عن نوفل بن معاویةؓ نسائی، بغوی، ابن قانع، ضیاء عن جبلة بن حارثة، اخو زید بن حارثة عم اسامة بن زیدؓ قال فی الاصابة وحدیث جبلة ھذا متصل صحیح الاسناد وقال الھیثمی رواہ ابو یعلی بسند رجالہ ثقات غیر عطاء بن سائب فانہ اختلط.

۶۶۵ (الجامع الصغیر: ۴۳۵) ــــ مسند احمد (۲: ۲۴۱، ۴۵۵) بخاری، مسلم باب الطھارۃ (۸۷) ترمذی، نسائی، دار قطنی (۱: ۴۹، ۵۰) ابو داود (۱۰۵) موطا مالک، مسند شافعی حدیث صحیح.

پلید ہونے کا شک پڑ گیا تو بھی اس کا دھونا مستحب ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ سے صحیح روایت سے ثابت ہے کہ آپ ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے دھوتے تھے پس شک کے موقع پر دھونا مزید اولیٰ ہے اگر نیند سے بیدار ہوا اور ہاتھ نہ دھوئے تو مکروہ ہے اور جاگنے والے کیلئے بھی ہاتھ دھونا مسنون ہے لیکن نہ دھونا مکروہ نہیں کیونکہ اس میں کوئی نہی وارد نہیں ہوئی۔ نیند سے بیدار ہونے پر ہاتھ دھونا مسنون ہے۔

علامہ نوویؒ نے اپنی کتاب بستان میں محمد بن فضل تیمی کی شرح مسلم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک فاسد عقیدہ کے آدمی نے جب اس حدیث کو سنا تو ہتک آمیز لہجہ میں کہا: میں جانتا ہوں کہ میرا ہاتھ کہاں رات گزارتا ہے بستر پر ہی ہوتا ہے جب وہ صبح کو اٹھا تو خدا کی گرفت میں تھا اور اس کا ہاتھ اس کی کہنی تک اس کے دبر میں گھسا ہوا تھا۔

ابن طاہر فرماتے ہیں: آدمی کو سنتوں کی ہتک سے بچنا چاہئے تاکہ اس کو اپنی بدبختی اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔

علامہ مناویؒ فرماتے ہیں: ہمارے زمانے میں بھی معتمد لوگوں کی زبانی یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص بصری کے کسی دیہات میں ۶۶۵ھ میں موجود تھا نیک لوگوں سے بداعتقاد تھا جب کہ اس کا بیٹا نیک لوگوں کا عقیدت مند تھا وہ بیٹا ایک بزرگ کے پاس سے ہو کر باپ کے پاس آیا جبکہ اس کے پاس مسواک بھی تھی۔ باپ نے طنز کرتے ہوئے کہا: تجھے تیرے شیخ نے یہ مسواک دی ہے پھر اس سے مسواک چھین کر تحقیر کرتے ہوئے اپنی دبر میں داخل کر دی اس واقعہ کو کچھ عرصہ گزر گیا پھر اس تحقیر کرنے والے آدمی نے جس نے مسواک داخل کی تھی مچھلی کے برابر ایک پلہ (کتے کا بچہ) جنا پھر اس کو قتل کر دیا اور خود بھی اسی وقت یا دو دن بعد مر گیا۔

## چھینک اور چھینکنے والے کا جواب

(حدیث ۶۶۶) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت سالم بن عبید الاشجعیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلِ، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَلْیَقُلْ لَہٗ

یَرْحَمُکَ اللّٰہُ ، وَلْیَقُلْ ھُوَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَاوَلَکُمْ -(طب، ک، ھب) عن ابن مسعود(حم، ۳، ک، ھب)عن سالم بن عبید الاشجعی -(صح). (۶۶۶)

(ترجمہ) تم میں سے جب کوئی شخص چھینکے تو اس کو چاہئے کہ وہ الحمد للہ رب العالمین کہے اور چاہئے کہ اس کو سننے والا یرحمک اللہ کہے اور چاہئے کہ چھینکنے والا (چھینک کے جواب دینے والے کو) اس کے جواب میں کہے: یغفر اللہ لنا ولکم.

(لطائف ومعارف)

جس آدمی کو چھینک آئے تو وہ اتنا بلند آواز سے الحمد للہ کہے جس کو قریب والا شخص سن سکے۔

چھینکنے پر الحمد للہ کہنا اللہ کی نعمت پر شکر ادا کرنا ہے کیونکہ چھینک سر کے وہ بخارات ہیں جو معدن حس اور محل فکر سے اٹھتے ہیں اور محل فکر کی سلامتی سے تمام اعضاء کی سلامتی قائم ہے اس لئے چاہئے کہ چھینک آنے پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے۔

چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کی قوت وطاقت کو سابق حالت پر لٹا دے کیونکہ چھینک بدن کے جوڑ ڈھیلے کر دیتی ہے پس یرحمک اللہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی سابق حالت پر لوٹا دے یا یہ کہ ہر عضو اپنی اپنی جگہ بدستور قائم ہو جائے۔

جب کوئی چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ کے ساتھ جواب بھی نہ دینا چاہئے کیونکہ اس نے چھینکنے پر اللہ کا شکر ادا نہیں کیا اس لئے وہ دعا کا مستحق بھی نہیں ہوا۔

---

۶۶۶ (الجامع الصغیر: ۷۵۷) ـــ الطبرانی فی المعجم الکبیر (۳:۳۳۲) مستدرک الحاکم (۴:۲۶۶) کنز العمال (۲۵۵۲۰) شعب الایمان للبیھقی عن ابن مسعود، واحمد وابو داود والترمذی والنسائی، عن سالم بن عبید الأشجعی ورواہ النسائی فی عمل الیوم واللیلۃ وقال حدیث منکر.

الحمد للہ اوریرحمک اللہ کہنے والے اتنا اونچی آواز سے ان کلمات کو کہیں جن کو ان کا ساتھی سن سکے۔

## جلانے کی سزا مت دو

(حدیث ۶۶۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ—(د،ت،ک)عن ابن عباس—(صح)(۶۶۷)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے عذاب (آگ) کے ساتھ عذاب مت دو۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ یہ سخت ترین عذاب ہے اسی لئے یہ جہنم میں کافروں کے لئے عذاب ہوگی پس جو شخص قتل کا مستحق ہو اس کو تلوار سے مار دو۔

ایسے ہی جن جن طریقوں پر اللہ تعالیٰ نے قوموں پر عذاب بھیجے ہیں اور ان کو ہلاک کیا ہے ان طریقوں سے بھی کسی کو اذیت اور سزا مت دو۔

## سلام کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے

(حدیث ۶۶۸) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ —(د)عن ابی امامة—(صح).(۶۶۸)

(ترجمہ) لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو ان میں

---

۶۶۷ (الجامع الصغیر: ۹۸۳۰) — رواہ ابو داود (۴۳۵۱) والترمذی (۲۵۸) والحاکم فی الحدود (۳: ۵۳۹) مسند احمد (۱: ۳۱۷) مصنف ابن ابی شیبة (۱۵: ۳۹۰) فتح الباری (۱۲: ۲۶۷).

۶۶۸ (الجامع الصغیر: ۲۲۴۸) — رواہ ابو داود وقال النووی فی الاذکار وریاض الصالحین اسنادہ جید ورواہ ایضاً الترمذی وابن ماجة، جمع الجوامع ۶۳۳۸ کنز العمال ۲۵۲۵۷ مشکوة ۴۶۴۶.

سے سلام میں پہل کرتا ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

اللہ کے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی مغفرت اور رحمت کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں اور اس کو جنت میں بھی اپنے قریب رکھیں گے۔

سلام مسلمانوں کے درمیان کا ایک پاکیزہ کلمہ ہے، جس کے ساتھ وہ ایک دوسرے کے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور انبیاء کی سنت ہے۔

## کسی گھر میں جاتے اور واپس ہوتے وقت سلام کرو

(حدیث ۶۶۹) حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا دَخَلْتُمْ بَيْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهٖ ، فَإِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْ دِعُوْا اَهْلَهٗ بِسَلَامٍ —(هب) عن قتادة مرسلا. (۶۶۹)

(ترجمہ) جب تم کسی گھر میں جاؤ تو اس کے گھر والوں کو سلام کہو اور جب نکلو تو بھی اس کے گھر والوں کو سلام کہہ کر وداع ہو۔

(لطائف ومعارف)

سلام کا بہترین لفظ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ یا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ہے۔ چاہے ایک شخص کو سلام کیا جائے یا کئی شخصوں کو سب کو یہی سلام کا جمع کا صیغہ استعمال کیا جائے۔

## باہمی ملاقات ومصافحہ کا ثواب

(حدیث ۶۷۰) حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَا غُفِرَ لَهُمَا۔

(د) عن البراء —(ح). (۶۷۰)

---

۶۶۹ (الجامع الصغیر: ۵۹۴) — شعب الایمان بیهقی وهو مرسل جید الاسناد. مصنف عبدالرزاق (۱۹۴۵۰) مشکوة (۴۶۵۱) کنز العمال (۲۵۲۹۶).

۶۷۰ (الجامع الصغیر: ۴۸۶) — رواه ابو داود ورمز السیوطی لحسنه وقال المنذری اسناده مضطرب وفیه ضعف، میزان الاعتدال (۶۹۱۱).

(ترجمہ) جب دو مسلمان ملتے ہیں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں اور (حال احوال پوچھتے وقت) اللہ کی حمد کرتے اور استغفار کرتے ہیں تو ان کی (صغیرہ گناہوں کی) مغفرت کردی جاتی ہے۔

نوٹ:۔ یہ دو مسلمان عام ہیں مرد ہوں یا عورتیں ہوں اور ایک مرد ہو ایک عورت جیسے خاوند بیوی یا کوئی اور محرم مرد عورتیں۔

خوبصورت لڑکے سے مصافحہ نہ کیا جائے اگر فتنہ کا خوف ہو تو حرام ہے۔ اسی طرح اگر متعدی مرض کا آدمی ملاقات کرے جیسے کوڑھ اور برص کی مرض والا اس سے بھی مصافحہ سے احتراز کیا جائے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: "فر من المجذوم کفرارک من الاسد" (بخاری ۷/۱۶۴، احمد ۲/۴۴۳) (مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو)۔

## زبان اور شرمگاہ کی حفاظت

(حدیث ۶۷۱) حضرت صعصعہ مجاشعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِحْفَظْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْكَ، وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْكَ۔ (ع) وابن قانع، وابن منده، والضياء عن صعصعة المجاشعي (صح). (۶۷۱)

(ترجمہ) اپنے دو جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور اپنی دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی حفاظت کر۔

(لطائف ومعارف)

زبان کی حفاظت اس طرح سے کرو کہ زبان سے خیر کے سوا کچھ نہ بولو اور حلال کے سوا کچھ نہ کھاؤ اور شرمگاہ کی حفاظت فواحش سے کرو اور اپنے ننگ کو دوسروں کی نگاہ سے چھپاؤ اگر تم نے یہ کیا تو آنحضرت ﷺ تمہیں جنت میں داخل ہونے کی ضمانت

۶۷۱ (الجامع الصغیر: ۲۶۳) ــ کشف الخفاء (۱: ۶۰) المطالب العالیة (۳۲۲۵) مسند ابویعلیٰ، معجم عبدالباقی بن قانع، مسند محمد بن اسحاق بن منده، المختارة للضیاء المقدسی.

دیتے ہیں۔

حضرت حکیم ترمذیؒ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی شرم گاہ پیدا کی پھر فرمایا: ''یہ میری امانت ہے جس کو میں نے آپ کے پاس ودیعت کر دیا ہے''۔

شرمگاہ کو سوائے بیوی اور مملوکہ لونڈی کے کسی اور جگہ استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

حتیٰ کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ سے بھی حیاء کرنی چاہئے اگرچہ اللہ کے سامنے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی وہ مستور کو بھی ننگے کی طرح دیکھتا ہے لیکن ادب کی رعایت پردہ پوشی کو مقتضی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قضائے حاجت کے وقت اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے اپنا سر بھی ڈھانپ لیتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریک کمرہ میں غسل کرتے تھے کہ اپنی شرمگاہ خود بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔

علامہ ماوردیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپؐ نے اپنی شرمگاہ کبھی نہیں دیکھی۔ اگر آپؐ کی شرمگاہ کوئی دیکھ لے تو اندھا ہو جائے۔

شرمگاہ کو چھپانا اس امت کی خصوصیات میں سے ہے جس طرح سے آدمی کو اپنی شرمگاہ چھپانے کا حکم ہے اسی طرح سے دوسروں کی شرمگاہ کی حفاظت کا بھی حکم ہے کہ اس کی طرف نہ دیکھے۔

## ملاقات کو آنیوالے کی توقیر

(حدیث ۶۷۲) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أَتَاكُمُ الزَّائِرُ فَأَكْرِمُوهُ ـ(۵) عن أنس. (۶۷۲)

(ترجمہ) جب تمہارے پاس کوئی زیارت کرنے والا آئے تو اس کی عزت کرو۔

۶۷۲ (الجامع الصغیر: ۳۳۶) ـ نصب الرایة (۴: ۷۳) مجمع الزوائد (۴: ۱۹۷) کنز العمال (۱۵۰۳۴) ابن ماجة، قال العراقی هذا حدیث منکر، قاله ابن ابی حاتم فی العلل عن ابیه.

(لطائف ومعارف)

یعنی اس کی توقیر اور مہمانی کرو اور تحفہ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حسن معاشرت کا حکم فرمایا ہے۔

حضور ﷺ نے یہ حدیث اس وقت ارشاد فرمائی تھی جب آپؐ کے پاس حضرت جریرؓ حاضر ہوئے تھے تو آپؐ نے ان کی عزت کی اور ان کے لئے اپنی چادر بچھادی۔

فی زمانہ ملاقات کو آنے والے سے پانی کا پوچھا جائے اگر موقع ہو تو پاس بٹھایا جائے۔ اگر کوئی دور سے مشقت اٹھا کر زیارت کو آیا ہو تو اس کی مناسب خاطر تواضع کی جائے اور جس شخص نے کسی کی زیارت کو خدا کی رضا کے لئے دور دراز کا سفر کیا ہو اور پھر آنا اس کا آسان نہ ہو تو اس کیلئے اپنے ضروری لمحات میں سے بھی کچھ وقت نکال کر اس کی حوصلہ افزائی کی جائے ایسے شخص سے ملاقات کا بڑا اجر وثواب ہے اس کو بغیر ملاقات کے واپس کر دینا ناانصافی ہے۔

## رئیسِ قوم اور حکمران کی تکریم

(حدیث ۶۷۳) حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إذَا اَتَاكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَاَكْرِمُوْهُ۔(۵)عن ابن عمر،البزار وابن خزيمة (طب‘عد‘هب)عن جرير، البزار عن أبي هريرة(عد)عن معاذ، وأبي قتادة (ك) عن جابر (طب) عن ابن عباس، وعن عبدالله بن ضمرة ‘ابن عساكر عن أنس، وعن عدي بن حاتم‘ الدولابي في الكنى، وابن عساكر عن أبي راشد عبدالرحمن بن عبد بلفظ وشَرِيفُ قَوْمِهٖ —(صح).(۶۷۳)

۶۷۳ (الجامع الصغير: ۳۴۵) — ابن ماجة(۳۷۱۲)عن ابن عمر لسان الميزان (۲: ۱۶۸۴) بزار وابن خزيمة وطبراني كبير (۲: ۳۷۰) وكامل ابن عدي (۱: ۱۸۱‘ ۲: ۸۶۲) وشعب الايمان ‘كنز العمال (۲۵۴۸۴‘ ۲۵۴۸۷) بيهقي عن جرير ‘ والبزار عن ابي هريرة وابن عدي عن معاذ وابي قتادة‘ مستدرک حاكم (۴: ۲۹۲) عن جابر وطبراني كبير عن ابن عباس وعن عبدالله بن ضمرة وابن عساكر عن انس وعن عدي بن حاتم‘ الدولابي في الكني وابن عساكر عن ابي راشد عبدالرحمن بن عبد بلفظ "شريف قومه" قال الذهبي في مختصر المدخل طرقه كلها ضعيفة وله شاهد مرسل.

(ترجمہ) جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی رئیس آئے تو اس کی عزت کرو۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اس کے لئے اچھی مجلس تیار کرو، اس کو عمدہ عطیہ دو اور جو اس کے شایان شان ہو اس طرح سے پیش آؤ۔

کبھی کبھی کسی کی عزت دینی یا دنیاوی خوف یا نقصان پہنچنے کے خوف سے بھی کی جاتی ہے جب ایسی حالت ہو تو اس کا اکرام ضروری ہو جاتا ہے تاکہ ایسے ظالموں کے ظلم سے محفوظ رہا جا سکے۔ اسی وجہ سے بہت سے اکابر اسلاف اپنے زہد وورع کے باوجود ظالم امراء کے ہدایا قبول کر لیتے تھے اور ان کے لئے بشاشت کا اظہار کرتے تھے تاکہ دین بھی محفوظ ہو اور مسلمان سے نرمی کا برتاؤ ہو اور ظالم جس نے مسکین کو ظلم میں مبتلا کر رکھا ہے، اس پر شفقت کا اظہار ہو جس سے وہ ظلم کرنے سے باز آ جائے، حضور ﷺ بھی مؤلفۃ القلوب کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے تھے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں: "ومن یھن اللہ فما لہ من مکرم" (جس کو اللہ رسوا کرے اس کی کوئی عزت نہیں)۔ ایسے لوگوں نے سنت نبوی کو سمجھا ہی نہیں، حضور ﷺ اکابر کفار قریش کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرتے تھے اور ان کو اچھی جگہ بٹھاتے تھے۔

## اللہ کی رضا کیلئے کسی سے محبت رکھنا

(حدیث ۶۷۴) حضرت مقداد بن معدیکربؓ، حضرت انسؓ اور ایک اور صحابیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَحَبَّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ اَنَّهُ يُحِبُّهُ۔ (حم، خد، د، ت، حب، ک) عن المقداد بن معد یکرب (حب) عن أنس (خد) عن رجل من الصحابة –(صح). (۶۷۴)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے محبت کرے تو اس کو بتا دے کہ وہ

۶۷۴ (الجامع الصغیر: ۳۵۷) ـــ مسند احمد (۱۳۰۴) الادب المفرد للبخاری، ابو داود، ترمذی، ابن حبان، حاکم عن المقداد بن معدیکرب، ابن حبان عن انس، الادب المفرد عن رجل من الصحابة وھو حدیث صحیح.

اس سے محبت کرتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس سے شرعی جائز محبت مراد ہے جیسے کوئی اپنے کسی بزرگ سے محبت کرے یا کسی رشتہ دار سے یا ہمسایہ سے یا کسی دوسرے آدمی سے

مواضع اتہام میں کسی سے محبت کرنا مثلاً کسی کا کسی امرد سے یا کسی نامحرم عورت سے محبت کرنا اور اس کو جتلانا اس حدیث کا مقصود نہیں ہے بلکہ ایسی محبت حرام ہے اس کا عظیم گناہ ہوگا۔ ہاں اگر کوئی عورت کسی عورت سے محض اللہ کی رضا کے لئے محبت کرے تو وہ بھی اس دوسری عورت کو جتلا دے۔

## ہر ملاقات پر ''السلام علیکم'' کہیں

(حدیث ۶۷۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا لَقِیَ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْهِ، فَاِنْ حَالَتْ بَیْنَهُمَا شَجَرَةٌ، اَوْ حَائِطٌ اَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِیَهُ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْهِ -(د،ه،هب) عن ابی هریرة -(ح). (۶۷۵)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو ملے تو اس کو سلام کرے پھر اگر ان دونوں کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا چٹان حائل ہو پھر اس سے ملاقات ہو تو بھی اس کو سلام کرنا چاہئے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ طیبیؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں سلام کرنے کی ترغیب ہے چاہے تغیر حالت سے بار بار سلام کرنا پڑے۔

---

۶۷۵ (الجامع الصغیر: ۸۴۶) ــــ رواه ابو داود (۵۲۰۰) مشکوة (۴۶۵۰) وابن ماجة. والبیهقی فی الشعب باسناد حسن. الکامل فی الضعفاء لابن عدی (۶: ۲۴۰۱) المجروحین لابن حبان (۲: ۱۴۷) البدایة والنهایة (۹: ۳۰۵)

## کافر کے سلام کا جواب

(حدیث ۶۷۶) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ -(حم ق'ت'ه) عن انس -(صح)(۶۷۶)

(ترجمہ) جب تمہیں یہود ونصاریٰ میں سے کوئی شخص سلام کہے تو تم (فقط) وعلیکم کہو۔ (پورا جواب نہ دو)۔

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ کا واسطہ یہود ونصاریٰ سے پڑتا تھا' اس لئے حضور ﷺ نے اس ارشاد میں اہل کتاب کا ذکر کیا ہے اور اہل کتاب سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں لیکن اس حدیث کا حکم عام ہے چنانچہ اگر دیگر کفار اور مشرکین کسی مسلمان کو سلام کہیں تو ان کو بھی "وعلیکم" کہا جائے' کافر کو سلام کا مکمل جواب دینا اس لئے ممنوع ہے کیونکہ کافر کے لئے کوئی سلامتی نہیں ہے کیونکہ اس کی دنیا میں جنگ' قتل اور قید کے ساتھ رسوائی ہے اور آخرت میں دائمی عذاب کے ساتھ۔

## مسلمان کی معذرت کو قبول کرنا اپنی عورتوں کو پاکدامن رکھنے کا طریقہ

(حدیث ۶۷۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

عِفُّوْا عَنْ نِسَاءِ النَّاسِ تَعِفَّ نِسَاؤُكُمْ، وَبَرُّوْا آبَاءَكُمْ تَبَرَّكُمْ اَبْنَاؤُكُمْ، وَمَنْ اَتَاهُ اَخُوْهُ مُتَنَصِّلًا فَلْيَقْبَلْ ذٰلِكَ مِنْهُ مُحِقًّا كَانَ اَوْ مُبْطِلًا، فَاِنْ لَمْ يَفْعَلْ لَمْ يَرِدْ عَلَيَّ الْحَوْضَ -(ك) عن ابی هريرة -(صح). (۶۷۷)

---

۶۷۶ (الجامع الصغیر: ۶۱۳) ــ رواه احمد' مصنف ابن ابی شیبة (۲۲۲ کنز العمال (۲۵۲۹۷) والبخاری ومسلم وابوداؤد (۳۳۰۱) وابن ماجة (۳۶۹) وهو حدیث صحیح

۶۷۷ (الجامع الصغیر: ۳۲۳) ــ رواه [illegible] درمنثور (۱۷۵:۴) الترغیب والترهیب (۳۲۳۷) [illegible] ورواه الذهبی فقال بل سوید ضعیف.

(ترجمہ) لوگوں کی عورتوں سے اپنے آپ کو دور رکھو تا کہ تمہاری عورتیں بھی بچی رہیں اور اپنے والدین سے اچھا سلوک کرو تا کہ تمہارے ساتھ تمہاری اولاد اچھا سلوک کرے۔ پس جس شخص کے پاس اس کا بھائی معذرت کے لئے آئے تو چاہئے کہ اس سے اس کو قبول کرلے چاہے اس کی معذرت درستگی پر ہو یا نہ پس اگر اس نے قبول نہ کی تو میرے پاس حوض پر نہیں آسکے گا۔

## پشت پیچھے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع

(حدیث ۶۷۸) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ذَبَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْهِ بِالْغَیْبَةِ کَانَ حَقًّا عَلَی اللهِ اَنْ یَقِیَهٗ مِنَ النَّارِ۔ (حم، طب) عن اسماء بنت یزید۔ (ح). (۶۷۸)

(ترجمہ) جس شخص نے پشت پیچھے اپنے بھائی کے مرتبہ اور آبرو کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس کو جہنم سے بچادے۔

(لطائف ومعارف)

آج کل لوگوں میں دوسروں پر کیچڑ اچھالنے، برا بھلا کہنے، غیبت کرنے اور بہتان لگانے کی عادت ہے۔ کاش کہ وہ اس بری عادت کو چھوڑ کر اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کی حفاظت کریں اور برا کہنے والے کو نصیحت کریں تو جہنم سے بچ جائیں اور دوسرے کو گناہ میں ملوث ہونے سے بچالیں۔

## مسلمان کی حاجت پوری کرنے کا ثواب

(حدیث ۶۷۹) حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۶۷۸ (الجامع الصغیر: ۸۶۷۱) ــــ رواہ احمد 'الترغیب والترھیب (۳: ۵۱۷) والطبرانی فی الکبیر وقال المنذری إسناد أحمد حسن وقال الھیثمی إسنادہ حسن ومسند الربیع بن حبیب (۶: ۹۷).

مَنْ ذَهَبَ فِیْ حَاجَةِ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ فَقُضِیَتْ حَاجَتُهٗ کُتِبَتْ لَهٗ حَجَّةٌ وَعُمْرَةٌ،وَاِنْ لَمْ تُقْضَ کُتِبَتْ لَهٗ عُمْرَةٌ- (هب) عن الحسن بن علی-(ض).(۶۷۹)

(ترجمہ) جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے چلا اور اس کی ضرورت پوری کر دی گئی تو اس کے لئے ایک حج اور عمرہ کا ثواب لکھا جائے گا اور اگر پوری نہ کی گئی تو اس کے لئے ایک عمرہ کا ثواب لکھا جائے گا۔

(لطائف ومعارف)

یہاں عمرہ سے مراد مقبول عمرہ کا ثواب ہے۔

## مسلمان کی پردہ پوشی کا اجر

(حدیث ۶۸۰) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ رَاٰی عَوْرَةً فَسَتَرَهَا کَانَ کَمَنْ اَحْیَا مَوْءُوْدَةً مِنْ قَبْرِهَا-

(خد،د،ک)عن عقبة بن عامر-(ح).(۶۸۰)

(ترجمہ) جس شخص نے کسی کا عیب دیکھا اور اس کو چھپا دیا گویا کہ اس نے زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کو اس کی قبر سے زندہ کیا۔

(لطائف ومعارف)

عیب سے مراد ہے کہ مسلمان بھائی کا عیب، خلل، کوئی بری چیز دیکھی یا معلوم ہوئی اور اس نے اس کو چھپا دیا یا کپڑا نہیں تھا اور وہ پہنا دیا تو اس کو یہ ثواب ملے گا۔

---

۶۷۹ (الجامع الصغیر: ۸۶۸۲) ــــ رواه البیهقی فی الشعب ورمز السیوطی لضعفه وکنز العمال (۴۳۰۴۲) السلسلة الضعیفة (۷۶۹)

۶۸۰ (الجامع الصغیر: ۸۶۸۳) ــــ رواه البخاری فی الأدب المفرد وابو داود (۴۸۹۱) والحاکم فی الحدود (۴: ۳۸۴) وصححه وأقره الذهبی معجم طبرانی کبیر (۱۷: ۳۱۹) سنن کبری للبیهقی (۸: ۳۳۱) مشکوة (۴۹۸۴) کنز العمال (۴۳۰۷۹، ۴۳۰۶۳).

## لوگوں کو انکے درجہ میں رکھو

(حدیث ۶۸۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنازِلَهُمْ—(م،د)عن عائشة—(صح). (۶۸۱)

(ترجمہ) لوگوں کو ان کے درجہ (اور مرتبہ) پر رکھو۔

(یعنی) ہر ایک کی قدر و منزلت کی حفاظت کرو اور اس سے ویسا ہی معاملہ کرو جس کا وہ دینداری، علم اور شرف کے حساب کے حقدار ہے اور خادم و مخدوم اور رئیس اور ملازم میں برابری کا مظاہرہ نہ کرو تاکہ ان کے دلوں میں حسد اور کینہ پیدا نہ ہو۔ آپ کا یہ خطاب بڑے لوگوں سے بھی ہوسکتا ہے اور عوام سے بھی۔

علامہ عسکریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان آداب سے ہے جن کی آنحضور ﷺ نے اپنی امت کو تعلیم فرماتے ہیں کہ وہ لوگوں کے حقوق، علماء اور اولیاء کی تعظیم سے اور بوڑھے اور بڑے کی تکریم کے ساتھ ادا کریں۔

## اچھے لوگوں سے خیر کی طلب کرو

(حدیث ۶۸۲) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِبْتَغُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوهِ— (قط) فی الافراد عن ابی هريرة وابن ابی الدنيا وغير ه. (۶۸۲)

(ترجمہ) خیر کو اچھے چہرہ والوں سے طلب کرو۔

(لطائف و معارف)

حسین چہرہ کی تین اقسام ہیں۔ (۱) وہ چہرہ جو عقل کے اعتبار سے مستحسن ہو۔ (۲)

---

۶۸۱ (الجامع الصغير: ۲۷۳۵) — رواه مسلم وابو داود (۴۸۴۲) ، كنز العمال (۵۷۱۷) البداية والنهاية (۸ : ۹) حديث صحيح.

۶۸۲ (الجامع الصغير: ۴۴) — كنز العمال (۱۶۷۹۲) ، اللألى المصنوعة للسيوطى (۲ : ۴۲) ، دارقطنى فى الافراد ، ابن ابى الدنيا ، والسخاوى ذكر له طرقا عديدة وقال طرقه كلها ضعيفة لكن المتن غير موضوع.

وہ چہرہ جو خواہش نفس کے اعتبار سے مستحسن ہو (۳) وہ چہرہ جو جہت حسن کے اعتبار سے مستحسن ہو۔ قرآن شریف میں چہرہ کا حسن جہت بصیرت کے اعتبار سے استعمال کیا گیا ہے۔ ایسے ہی لوگ دوسروں کی ضرورت کا خیال رکھتے ہیں اور خوب رو چہرے بھی غالباً حیاء، سخاوت اور مروت پر دلالت کرتے ہیں لیکن کبھی اس کے خلاف بھی ہوتا ہے جس کی طرف بعض احادیث میں لفظ رُبَّ اشارہ کرتا ہے۔

اس حدیث کا ایک معنی یہ ہوسکتا ہے کہ اپنی ضروریات بڑے لوگوں سے طلب کرو، اس معنی کی تائید یہ حدیث کرتی ہے: "اِنْ سَاَلْتَ فَاسْاَلِ الصَّالِحِیْنَ" اگر مانگنا ہے تو نیک لوگوں سے مانگا کرو۔

یا حسین چہرہ سے ایسے لوگ مراد ہیں کہ جب ان سے سوال کیا جائے تو ان کے چہرہ پر بشاشت ہو اور اگر ان کے پاس وہ چیز موجود ہو تو دے دیں، اگر نہ ہو تو حسن اعتذار کے ساتھ جواب دے دیں۔

## لوگوں سے اچھا برتاؤ صدقہ ہے

(حدیث ۶۸۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مُدَارَاةُ النَّاسِ صَدَقَةٌ—(حم،طب،هب)عن جابر—(صح)(۶۸۳)

(ترجمہ) لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا صدقہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) ایک قسم مثل غذا کے ہے کہ آدمی ان سے بے پرواہ نہیں ہوسکتا۔ (۲) اور دوسری قسم مثل دواء کے ہے کہ آدمی کو وقتاً

۶۸۳ (الجامع الصغیر: ۸۱۷۰)__ مجمع الزوائد (۸:۱۷) عمل الیوم واللیلة لابن السنی (۳۲۰) تاریخ بغداد (۸:۵۸) الکامل لابن عدی (۱:۳۹۱) رواه أحمد والطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی الشعب وقال الحافظ فی الفتح بعد عزوه لابن أبی حاتم والطبرانی فی الأوسط فیه یوسف بن محمد بن المنکدر ضعفوه وقال ابن عدی لاباس به قال الحافظ واخرجه ابن أبی عاصم فی آداب الحکماء بسند أحسن منه.

فوقتاً اس کی احتیاج رہتی ہے (۳) اور تیسری قسم مثل بیماری کے ہے کہ ان کی ضرورت نہیں پڑتی لیکن آدمی کبھی ان سے مبتلا ہو جاتا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جن میں نہ تو کسی کو انس ہوتا ہے اور نہ نفع بلکہ خوبی کے ساتھ ان سے جان چھڑانا ضروری ہو جاتا ہے۔

## اچھی اور بری صحبت اور گفتگو

(حدیث ۶۸۴) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِنْ جَلِيْسِ السُّوْءِ ، وَالْجَلِيْسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِنَ الْوَحْدَةِ ، وَاِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنَ السُّكُوْتِ ، وَالسُّكُوْتُ خَيْرٌ مِنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ — (ک،هب) عن ابی ذر — (صح). (۶۸۴)

(ترجمہ) تنہائی برے ہمنشین سے بہتر ہے اور بہترین ہمنشین تنہائی سے بہتر ہے اور خیر کی بات لکھوانا (کراماً کاتبین کو) خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بات (کراماً کاتبین کو) لکھوانے سے بہتر ہے۔

## لوگوں کا اور اللہ کا شکر ادا کرنے کا حکم

(حدیث ۶۸۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَايَشْكُرِ النَّاسَ لَايَشْكُرِ اللّٰهَ — (ت) عن ابی هريرة — (ح) (۶۸۵)

(ترجمہ) جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔

---

۶۸۴ (الجامع الصغير: ۹۶۶۶) — رواه الحاكم فی المناقب والبيهقی فی الشعب وقال الذهبی لم يصح ولاصححه الحاكم وقال ابن حجر سنده حسن لكن المحفوظ انه موقوف علی ابی ذر اهـ. ورواه ايضا ابوالشيخ والديلمی وابن عساكر فی تاريخه 'اتحاف السادة (۶: ۲۰۳، ۳۵۳).

۶۸۵ (الجامع الصغير: ۹۰۹۶) — مسند ابی حنيفة (۱۶۳) الادب المفرد للبخاری (۲۱۸) رواه الترمذی وحسنه الترمذی برمز (ح) سنن كبری للبيهقی (۶: ۱۸۲) ابو داود (۴۸۱۱) مسند احمد (۲: ۲۰۳، ۳۸۸، ۳۹۵) طبرانی فی الكبير (۱: ۱۶۲).

(لطائف ومعارف)

علامہ ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اللہ پر پیش پڑھنے کے ساتھ بھی روایت کی گئی ہے پھر حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ جس شخص کا لوگ شکریہ ادا نہیں کرتے یعنی اس کے اچھے کاموں کی تعریف نہیں کرتے اللہ تعالیٰ بھی اس کے نیک عمل کو قبول نہیں کرتا۔

اور حدیث کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ وہ شخص اللہ کا شکر گزار نہیں ہوسکتا جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا یعنی ان کے اچھے کاموں پر ان کا ممنونِ احسان نہیں ہوتا وہ اللہ کا ممنونِ احسان کب ہوگا۔

اللہ کا شکریہ ہے کہ اس کے احسان پر اس کی تعریف کرے اور اللہ کا شکر اللہ کے بندے کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کو باقی رکھے زائل نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کا بندے کے لئے حکم ہے کہ وہ اللہ کا شکر بھی ادا کرے اور اپنے والدین کا بھی جیسا کہ ارشاد ہے: أَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ.

## نرمی سے محروم ہر قسم کی خیر سے محروم ہے

(حدیث ۶۸۶) حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ كُلَّهُ—(حم،م،د،ہ) عن جرير—(صح).(۶۸۶)

(ترجمہ) جو شخص نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ ہر قسم کی خیر سے محروم کر دیا گیا۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں اس بات کی ترغیب دینا ہے کہ آدمی نرمی اور محبت کا رویہ اختیار کرے۔ اسی لئے یہ بات مشہور ہے کہ تمام کاموں میں نرمی اختیار کرنا تمام قسم کی خوشبوؤں

---

۶۸۶ (الجامع الصغير: ۹۰۹۹) ـــ رواه أحمد (۴: ۳۶۲، ۳۶۶) ومسلم فی البر والصلة (۸۴، ۸۵، ۸۶) وابو داود فی الأدب (۴۸۰۹) وابن ماجة (۳۶۸۷) مصنف ابن ابی شیبة (۸: ۳۲۲، ۳۲۳) فتح الباری (۱۰: ۴۹۹) مشكوة (۲۰۶۹) مكارم الاخلاق (۷۷) كنز العمال (۵۴۶۹).

میں کستوری (مشک) کا درجہ رکھتا ہے اور جو شخص لوگوں کے ساتھ معاملات میں بات چیت میں نرمی کا برتاؤ نہیں کرے گا وہ لوگوں سے خیر کے حصول میں محروم رہے گا۔

## دنیا میں رہنے کا طریقہ

(حدیث ۶۸۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ—(خ)عن ابن عمر، زاد(حم،ت،ه)"وعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُوْرِ"—(صح)(۶۸۷)

(ترجمہ) دنیا میں ایسے رہ گویا کہ تو بے وطن ہے یا مسافر اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر۔

(لطائف ومعارف)

بعض عارفین فرماتے ہیں: ارواح کو اجساد سے پہلے پیدا کیا گیا پھر ان کو عالم علوی نورانی سے نیچے بھیجا گیا اور مٹی کے ظلماتی جسم میں رکھ دیا گیا پس یہ دونوں بے وطن مجتمع ہوئے اور ان میں سے ہر ایک اپنے وطن کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اپنے مسکن کی طرف پرواز کرنا چاہتا ہے پس بدن زمین میں رہتا ہے اور روح بغیر بلندی میں جانے کے راضی نہیں ہوتی۔

## دیہات کی زندگی اختیار کرنا ظلم ہے

(حدیث ۶۸۸) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا، وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ، وَمَنْ أَتَى السُّلْطَانَ افْتُتِنَ—(حم،۳)عن ابن عباس—(ح).(۶۸۸)

---

۶۸۷ (الجامع الصغير: ۶۴۲۱) ـــ رواه البخاری عن ابن عمر (۸: ۱۱۰) وزاد أحمد والترمذی (۲۳۳۳) وابن ماجة (۴۱۱۴) وعد نفسک من أهل القبول معجم طبرانی فی الکبیر (۱۲: ۳۹۹) فتح الباری (۱۱: ۲۳۳) مشکوة (۵۲۷۴)

۶۸۸ (الجامع الصغير: ۸۷۵۳) ـــ رواه أحمد (۱: ۳۵۷) وابو داود (۲۸۵) والنسائی (۷: ۱۹۵) والترمذی (۲۲۵۶) رواه البزار وسند البزار حسن جامع بيان العلم وفضله (۱: ۱۶۳).

(ترجمہ) جس شخص نے بستی میں سکونت اختیار کی اس نے ظلم کیا اور جو شکار کے پیچھے دوڑا وہ غافل ہو گیا اور جو بادشاہ کے پاس گیا تو وہ فتنوں میں مبتلا ہو گیا۔

(لطائف ومعارف)

جو شخص بستی میں رہتا ہے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے وہ کسی نیکی کی وجہ سے نرم نہیں ہوتا' اکڑ پیدا ہو جاتی ہے' صلہ رحمی اس میں نہیں ہوتی کیونکہ وہ علماء سے بعید ہوتا ہے اور فضلاء سے اس کا ملنا جلنا کم ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت میں وحشت آ جاتی ہے۔

شکار کے پیچھے پڑنے سے آدمی رحمت اور رقت کے مادہ سے غافل ہو جاتا ہے اور کھیل کود کی حرص میں پڑ جاتا ہے۔ یا یہ معنی ہے کہ جب شکار کا اہتمام کرتا ہے تو اپنے دینی و دنیاوی مصالح سے غافل ہو جاتا ہے یا درندوں کے مشابہ ہو جاتا ہے' خالی لہو ولعب کے لئے شکار کرنا ممنوع ہے۔

بادشاہ کے پاس جانے سے آدمی فتنہ میں اس طرح سے پڑتا ہے کہ اگر بادشاہ کے تقاضے کی رعایت کرے تو اپنے دین کو خطرہ میں ڈالتا ہے اور اگر اس کی مخالفت کرے تو اپنی جان کو خطرہ میں ڈالتا ہے اور اس طرح سے بھی فتنوں میں پڑتا ہے کہ وہ دنیا کی وسعت دیکھتا ہے تو اللہ کی نعمت کو اپنے اوپر حقیر جاننے لگتا ہے اور بادشاہ کی صحبت میں رہتے ہوئے آدمی دنیا کے گناہ سے اور آخرت میں اس کی سزا سے محفوظ نہیں رہتا۔

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر میں رہائش اختیار کرنا انسان کے رقت قلب وغیرہ میں کمال کا تقاضا کرتا ہے اس لئے شہری لوگ دیہاتی لوگوں سے افضل ہیں اور کبھی کبھی معاملہ اس کے برعکس بھی ہوتا ہے کہ بعض دیہاتی شہریوں سے افضل ہوتے ہیں۔

## اپنی ضروریات کی تکمیل میں اخفاء سے کام لو

(حدیث ۶۸۹) حضرت معاذ بن جبل' حضرت عمر' حضرت ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی اِنْجَاحِ الْحَوَائِجِ بِالْکِتْمَانِ، فَاِنَّ کُلَّ ذِیْ نِعْمَةٍ

مَحْسُوْد''—(عق،عد،طب،حل،هب)عن معاذ بن جبل الخرائطی فی اعتلال القلوب عن عمر(خط)عن ابن عباس،الخلعی فی فوائده عن علی—(ض). (۶۸۹)

(ترجمہ) اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے اخفاء سے مدد لو کیونکہ ہر نعمت والا محسود ہوتا ہے (اگر کوئی شخص تیر سے بھی زیادہ سیدھا ہو اس کو بھی لوگ نہیں چھوڑتے)۔ (لطائف ومعارف)

طبرانی کی حدیث میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: اہل نعمت سے حسد کرنے والے بھی ہوتے ہیں ان سے بچاؤ کی تدبیر کیا کرو۔

یعنی جو کام کرنا چاہو اس کی لوگوں کو اطلاع نہ دو اور اللہ سے اس کی کامیابی کی دعا مانگو اگر تم اپنے کام لوگوں کے سامنے ظاہر کرو گے تو وہ تم سے حسد کریں گے اور مقصود کی تکمیل میں معارضہ کریں گے۔

بعض حکماء کا قول ہے کہ جس نے اپنا راز چھپایا تو اچھے لوگ اس کی حمایت میں رہیں گے اور جس نے اس کو افشاء کیا تو اس کے خلاف ہو جائیں گے۔ کتنے راز ایسے ہیں جن کے اظہار سے رازدار کا خون بہایا گیا اور اپنے مقاصد تک نہ پہنچ سکا' اگر وہ اس کو چھپاتا تو ضرر سے محفوظ رہتا اور کام بھی بن جاتا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ تیرا راز تیرے خون کا حصہ ہے جب تو اس کا اظہار کرے گا تو اس کو بہادے گا۔

نوشیروان (بادشاہ) نے کہا کہ جس نے اپنے راز کو محفوظ رکھا تو اس کو اس سے دو فائدے حاصل ہوئے۔ (۱) اپنے مقصود اور حاجت کو پہنچنا (۲) مشکلات سے سلامت رہنا۔

لیکن اس کے باوجود بعض اسرار ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے مخلص دوست کو آگاہ کیا جاتا ہے اور بہتر ناصح سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے' اس لئے ایسے ساتھی کے سامنے

---

۶۸۹ (الجامع الصغیر: ۹۸۵)—رواه العقیلی (۲: ۱۰۹) اللآلی المصنوعة للسیوطی (۲: ۴۳) وابن عدی وابونعیم والطبرانی فی الکبیر والاوسط والصغیر والبیهقی فی الشعب عن معاذ بن جبل' والخرائطی فی اعتلال القلوب عن عمر وتاریخ بغداد للخطیب (۸: ۵۷) عن ابن عباس والخلعی فی فوائده عن علی وهو حدیث ضعیف.

راز کا اظہار کرو جو اس کی حفاظت کرے اور صرف اپنے تک محدود رکھے کیونکہ ہر شخص جو اموال کا امین ہوتا ہے وہ اسرار کا امین نہیں ہوتا اس لئے کہ اموال کی حفاظت اسرار کی حفاظت سے آسان ہے۔

## احتیاط بدظنی سے پیدا ہوتی ہے

(حدیث ۶۹۰) حضرت علی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَزْمُ سُوْءُ الظَّنِّ –ابو الشیخ فی الثواب عن علی ، القضاعی عن عبدالرحمن بن عائذ–(ح).(۶۹۰)

(ترجمہ) احتیاط بدظنی سے پیدا ہوتی ہے۔

(لطائف ومعارف)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اس دانشمندی تک کس چیز نے پہنچایا تو انہوں نے فرمایا: میں نے کبھی بھی کسی پر اعتماد نہیں کیا۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک پر اعتماد نہ کرو اور جس شخص سے شر کا خوف ہو اس سے احتیاط کرو اولیاء عارفین کا نفس امارہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے کہ وہ بھی ہر وقت اس سے بچنے کی احتیاط میں لگے رہتے ہیں علامہ خرائطیؒ فرماتے ہیں:

احذر صدیقک لاعدوک انما جمهور سرک عند کل صدیق

(ترجمہ) اپنے دوست سے ڈرو اپنے دشمن سے نہ ڈرو کیونکہ تیرے اکثر راز دوست کے پاس ہوتے ہیں۔

---

۶۹۰(الجامع الصغیر:۳۸۱۵) __ کشف الخفاء (۱:۴۲۵)الاسرار المرفوعة (۱۶۹) میزان الاعتدال (۹۳۹۶) رواه ابو الشیخ فی الثواب عن علی ورواه الدیلمی والقضاعی فی مسند الشهاب عن عبدالرحمن بن عائذ ' تذکرة الموضوعات (۲۰۳) وقال العامری فی شرحه صحیح ولکن قال المناوی فیه علی بن الحسن بن بندار قال الذهبی فی ذیل الضعفاء اتهمه ابن طاهر ای بالوضع وبقیة وقدمر ضعفه والولید بن کامل قال فی المیزان ضعفه ابو حاتم والأزدی.

## گھر والوں سے اچھے برتاؤ کا حکم

(حدیث ۶۹۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ، وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ، مَا اَكْرَمَ النِّسَاءَ اِلَّا كَرِيْمٌ، وَلَا اَهَانَهُنَّ اِلَّا لَئِيْمٌ۔ (ابن عساکر) عن علی۔ (صح) (۶۹۱)

(ترجمہ) تم میں سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے اہل خانہ سے خیر کا برتاؤ کرتا ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سے بہتر ہوں۔ عورتوں کی عزت کوئی نہیں کرتا مگر وہی جو کریم ہو اور نہیں اہانت کرتا ان کی مگر گھٹیا آدمی۔

(لطائف و معارف)

حضور ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب آپ عصر کی نماز پڑھ لیتے تو آپ اپنی بیویوں کے پاس جاتے، ان کے پاس بیٹھتے ان سے حالات پوچھتے اور جب رات ہوتی تو جس بیوی کی باری ہوتی اس کے پاس رہتے اور جب حضرت عائشہؓ برتن سے پیتی تھیں تو ان کے منہ رکھنے کی جگہ پر حضور ﷺ اپنا منہ رکھ کے پیتے تھے اور جب گوشت دار ہڈی کو منہ سے کاٹتی تھیں تو حضور ﷺ بھی اسی جگہ پر اپنا منہ رکھ کر گوشت لیتے تھے۔ (مسلم)

اور جب حضور ﷺ نے اپنی اہلیہ حضرت صفیہ بنت حُیَیٔ کو اونٹ پر سوار کرنا چاہا تو ان کے لئے اپنی ران نصب کی تاکہ وہ اس پر اپنا پاؤں رکھ کر سوار ہو جائیں لیکن انہوں نے آپ کی ران پر پنڈلی رکھ کر اونٹ پر سواری کی۔

تذکرۃ الموضوعات ابن عراق میں حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ سے لکھا ہے کہ آدمی پر واجب ہے کہ اپنے گھر والوں میں اپنے آپ کو محبوب اور مرغوب بنا کے رکھے تاکہ وہ ان کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو، یوسف صدفی مالکی نے بھی ایسے ہی آپ سے نقل کیا ہے۔

---

۶۹۱ (الجامع الصغیر: ۴۱۰۲) ــــ رواہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۲: ۷۴، ۴: ۲۳۳) ترمذی (۳۸۹۵) ابن ماجۃ (۱۹۷۷) طبرانی فی الکبیر (۱۱: ۳۶۳) سنن کبریٰ للبیہقی (۷: ۴۶۸).

## گھریلو سامان بقدرِ ضرورت ہونا چاہئے

(حدیث ۶۹۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِامْرَاَتِهٖ، وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ، وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ—(حم،م،ن) عن جابر—(صح). (۶۹۲)

(ترجمہ) ایک بستر مرد کے لئے اور ایک بیوی کے لئے اور تیسرا مہمان کے لئے اور چوتھا شیطان کے لئے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی گھر میں آلات اور مباح اور فخر والی چیزوں کی کثرت نہ کرے بلکہ اپنی حاجت تک محدود رہے، فضول اور زائد چیز کی نسبت شیطان کی طرف ہے لیکن اگر ضرورت سے زائد کو جمع کرے گا تو حرام نہیں ہوگا۔

اس حدیث کو اپنے ظاہر پر معمول کیا جا سکتا ہے کہ شیطان واقعی اس بستر پر آرام کرتا ہو یا اس پر اپنا اثر ڈالتا ہو یا گھر والوں کے ذہن میں فخر ومباہات کا اثر ڈالتا ہو کہ ہمارے پاس اتنے بستر ہیں اتنے پلنگ ہیں نیز اگر ضرورت کے بستر ہوں تو ان کو بچھا کے نہیں رکھنا چاہئے بلکہ لپیٹ دینا چاہئے جب ضرورت ہو تو بچھا کر استعمال کرلو۔

## ہمسایہ کیساتھ نیک برتاؤ کی ترغیب

(حدیث ۶۹۳) حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اَوَّلُ خَصْمَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَارَانِ—(طب) عن عقبة بن عامر—(ح). (۶۹۳)

---

۶۹۲ (الجامع الصغير: ۵۸۴۴) ــــ رواه أحمد (۳: ۲۹۳) ومسلم فی اللباس (۴۱) مشكوة (۴۳۱۰) وابو داود (۴۱۴۲) ولفظ للمرأة والنسائی.

۶۹۳ (الجامع الصغير: ۲۸۱۲) ــــ رواه الطبرانی فی الكبير (۱۷: ۳۰۳) مجمع الزوائد (۸: ۱۷۰) (۱۰: ۳۴۹) واحمد (۴: ۱۵۱) وقال العراقی سنده ضعيف، وقال المنذری رواه احمد والطبرانی باسنادين احدهما جيد وقال الهيثمی احدا سنادی الطبرانی رجاله رجال الصحيح غير ابی نسافة وهو ثقة واعاده بمحل آخر وقال اسناده حسن.

(ترجمہ) قیامت کے دن سب سے پہلے جن دو مخالفین کا مقدمہ پیش ہوگا وہ دو پڑوسی ہوں گے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث کا مقصود ہمسایہ کو اذیت سے بچانے کی ترغیب دینا ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مظلوم ہمسایہ کے لئے ظالم ہمسایہ سے انتقام لینے کو بڑی اہمیت دیں گے اور ان کے درمیان فیصلہ کریں گے۔ پس ہمسایوں کو اذیت نہ دینا اور ان سے نہ جھگڑنا ایمان کے شعائر میں سے ہے۔

## پڑوسی کو بھوکا چھوڑنے والا کامل مؤمن نہیں

(حدیث ۶۹۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَا آمَنَ بِیْ مَنْ بَاتَ شَبْعَانَ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِهٖ، وَهُوَ یَعْلَمُ بِهٖ—البزار (طب) عن انس—(ح). (۶۹۴)

(ترجمہ) وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جس نے خود تو سیر ہو کر رات گزاری اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہا اور اس کو پتہ تھا۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں ایسے آدمی کے مؤمن ہونے کی نفی کی گئی ہے یہ اس کے ایمان کامل کی نفی ہے، وہ اس لئے کہ اس کا یہ عمل دلالت کرتا ہے کہ اس کا دل سخت بہت بخیل ہے، مروت نہیں ہے، خبث باطن ہے۔

وکلکم قد نال شبعا لبطنه وشبع الفتی لؤم إذا جاع صاحبه

## سفر میں رفیق سفر ساتھ لو اور گھر حاصل کرنے سے پہلے اسکے پڑوسیوں کو دیکھو

(حدیث ۶۹۵) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

۶۹۴ (الجامع الصغیر: ۷۷۷۱) — رواه البزار والطبرانی فی الکبیر وقال المنذری بعد عزوه لهما اسناده حسن وقال الهیثمی اسناد البزار حسن.

جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِلْتَمِسُوا الْجَارَ قَبْلَ الدَّارِ، وَالرَّفِيقَ قَبْلَ الطَّرِيْقِ - (طب) عن رافع بن خديج - (ض). (۶۹۲)

(ترجمہ) گھر کو خریدنے سے پہلے اس کے پڑوسیوں کو دیکھو اور سفر کرنے سے پہلے رفیق سفر کو تلاش کرو۔

(لطائف ومعارف)

یعنی گھر کے پڑوسیوں کی حسن سیرت کا معلوم کرو، ایسا نہ ہو کہ گھر لے لو پھر پڑوسیوں کی غلط معاشرت سے ساری زندگی پریشان وپشیمان رہو۔

حضرت رابعہ بصریؒ سے کہا گیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کیوں نہیں کرتیں؟ فرمایا: پہلے پڑوسی کی طلب ہے پھر گھر کی ہوگی۔

اور سفر میں جانے سے پہلے رفیق سفر تیار کرو کیونکہ ہر سفر میں ترک وطن ہوتا ہے اور ہر ترک وطن میں وحشت ہوتی ہے اور رفیق سفر سے وحشت ختم ہو جاتی ہے اور انس حاصل ہوتا ہے اور سفر میں رفیق سفر کی وجہ سے بھی بہت سے گناہوں سے آدمی بچ جاتا ہے جن سے تنہائی میں بچنا مشکل ہوتا ہے اور وہ دکھ درد میں معاون بھی ہوتا ہے۔

## کسی کی چیز بغیر اسکو دکھائے نہ لو

(حدیث ۶۹۶) حضرت ابن شہاب زہریؒ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا تَنَاوَلَ اَحَدُكُمْ عَنْ اَخِيهِ شَيْئًا فَلْيُرِهِ اِيَّاهُ - (د) فی مراسیله عن ابن شهاب (قط) فی الأفراد عنه عن أنس بلفظ إِذَا نَزَعَ - (ح). (۶۹۶)

---

۶۹۵ (الجامع الصغیر: ۱۵۶۵) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر (۳۱۹:۴) وابن ابی خیثمة والازدی والعسکری والخطیب فی الجامع وهو حدیث ضعیف، مجمع الزوائد (۱۶۴:۸) میزان الاعتدال (۳۲۱۷، ۳۲۷۴) لسان المیزان (۱۲۷:۱) (۱۸۰:۳).

۶۹۶ (الجامع الصغیر: ۵۳۳) ــــ ابو داود فی مراسیله عن ابن شهاب الزهری، دارقطنی فی الأفراد عنه عن انس بلفظ اذا نزع..... العلل المتناهیة لابن جوزی (۲۴۱:۲) بلفظه نزع.

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی کوئی چیز لے تو اس کو دکھادیا کرے۔

(تاکہ لینے والے پر عیب نہ لگے اور جس کی چیز لی ہے اس کی رضا اور دلجوئی حاصل ہو۔ یاد رہے کہ مسلمان بھائی کی کوئی چیز بغیر ضرورت اور مجبوری کے نہیں لینی چاہئے اگر لے بھی تو بقدرِ ضرورت لے اور اس بات کا خیال رکھے کہ دوسرے بھائی کو ضرر نہ پہنچے اور ضرر کا اندازہ اس کی حیثیت کے مطابق لگانا چاہئے اور اپنی ضرورت سے مراد معمولی سی ضرورت ہے بڑی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اپنے بھائی سے اس چیز کی اجازت ضروری ہے)۔

## مشورہ مانگنے والے کو مشورہ دو

(حدیث ۶۹۷) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اسْتَشَارَ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ فَلْيُشِرْ عَلَيْهِ. (ه) عن جابر — (ح). (۶۹۷)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی ایک اپنے (مسلمان) بھائی سے مشورہ طلب کرے تو وہ اس کو مشورہ دیدے۔

نوٹ:۔ مشورہ وہی دیا جائے جو اس کے نزدیک بہتر سے بہتر ہو ورنہ خیانت ہوگی۔

## مشیر امین ہے صحیح مشورے دے

(حدیث ۶۹۸) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ، فَاِذَا اسْتُشِيْرَ فَلْيُشِرْ بِمَا هُوَ صَانِعٌ لِنَفْسِهٖ — (طس) عن علی — (ح). (۶۹۸)

---

۶۹۷ (الجامع الصغیر: ۴۲۵) — تفسیر ابن کثیر (۲: ۱۳۰) ابن ماجة (۳۷۴۷) وهو حدیث صحیح.

۶۹۸ (الجامع الصغیر: ۹۲۰۲) — رواه الطبرانی فی المعجم الأوسط قال الهیثمی شیخ الطبرانی وشیخ شیخه المذکوران لا أعرفهما اهـ ولکن حسنه السیوطی برمزه لعله یعرفهما. الجامع الکبیر (۲: ۹۳).

(ترجمہ) جس سے مشورہ لیا گیا اس کو امین بنادیا گیا پس جب (کسی سے) مشورہ لیا جائے تو چاہئے کہ ایسا مشورہ دے جو وہ اپنے لئے بھی کرنے کیلئے تیار ہو۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جس کو مشورہ دیا جائے تو ایسا مشورہ دیا جائے جس سے اس کو ایمان کی الفت پیدا ہو۔ اسی لئے کسی کافر کو برا بھلا نہ کہو ہوسکتا ہے وہ ایمان کی طرف راغب ہوجائے۔

کہا گیا ہے کہ مشورہ ندامت سے بچانے کا قلعہ ہے اور امن وسلامتی کا راستہ ہے۔

## مشورہ میں خیانت کرنا

(حدیث ۶۹۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اُفْتِیَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُهٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاهُ، وَمَنْ اَشَارَ عَلٰی اَخِیْهِ بِاَمْرٍ یَعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِیْ غَیْرِهٖ فَقَدْ خَانَهٗ—(د، ک) عن ابی هریرة—(صح). (۶۹۹)

(ترجمہ) جس شخص نے بغیر علم کے فتویٰ دیا تو اس کا گناہ اس کے فتویٰ دینے والے پر ہوگا اور جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کسی معاملہ کا مشورہ دیا جس میں وہ سمجھتا تھا کہ درستگی اس کی دوسری سمت میں ہے تو اس نے خیانت کی۔

## غصہ دبانے کا طریقہ

(حدیث ۷۰۰) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا غَضِبَ اَحَدُکُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْیَجْلِسْ، فَاِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ،

---

۶۹۹ (الجامع الصغیر: ۸۴۹۰) ـــ رواه ابو داود فی العلم (۸) ابن ماجة (۵۳) والحاکم ‘مشکوة (۲۴۲) وأورده عبدالحق فی الأحکام ساکتا علیه قال ابن القطان ولاأدری کیف سکت ولعله اعتقد اعتقاداأخطأ فیه کیف وهو یسمع تاثیم من أفتی بغیر علم والخبر ضعیف لأمور ثم اندفع فی توجیهه وأطال.

وَاِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ -(حم ،د،حب) عن ابی ذر -(صح).(۷۰۰)

(ترجمہ) جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہوا ہو تو بیٹھ جائے، پس اگر اس کا غصہ ختم ہو جائے تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ کھڑا ہوا شخص انتقام لینے کے لئے تیار حالت میں ہوتا ہے اور بیٹھنے والا اس سے کم حالت میں اور لیٹنے والا اس سے بھی کم حالت میں (اور یہ غصہ کم یا ختم کرنے کا بہترین طریقہ ہے)۔

علامہ ابن العربیؒ فرماتے ہیں کہ غصہ اعضاء میں ہیجان پیدا کرتا ہے، سب سے پہلے زبان میں اور اس کا علاج خاموش ہو جانا ہے اور دوسرے درجہ میں اعضاء کو دست درازی کرنے پر اور اس کا علاج لیٹ جانا ہے اور یہ طریقہ اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب یہ غصہ اللہ کی خاطر نہ ہو اور اگر اللہ کی خاطر ہو تو یہ دین کا جزء ہے اور نفس کے لئے قوت حقانیہ ہے، اسی غضب ناکی کی بناء پر کفار سے جہاد کیا جاتا ہے اور حدود اللہ قائم کی جاتی ہیں اور دلوں سے اللہ کے دشمنوں کے لئے رحمت خارج ہو جاتی ہے اور یہ حالت بقضائے شرع دل کو اس پر برانگیختہ کرتی ہے اور بدن عمل سے اس کا اظہار کرتا ہے۔

## غصہ کے وقت خاموش ہونا

(حدیث ۷۰۱) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ -(حم)عن ابی عباس-(صح)(۷۰۱)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی ایک غصہ میں ہو تو اس کو چاہئے کہ خاموش ہو جائے (کیونکہ غصہ سے بری بات پیدا ہوتی ہے جو غصہ ختم ہونے کے بعد

---

۷۰۰ (الجامع الصغیر: ۷۶۹) ـــ رواہ احمد (۵: ۱۵۲) وابو داود (۴۷۸۱) وشرح السنة (۳: ۱۶۲) مشکوة (۵۱۱۴) تفسیر ابن کثیر (۲: ۱۰۱) وابن حبان وهو حدیث صحیح.

۷۰۱ (الجامع الصغیر: ۷۶۸) ـــ رواہ احمد فی مسندہ، میزان الاعتدال (۶۹۹۷) اتحاف السادة (۸: ۲۳).

ندامت کا سبب بنتی ہے اور اسی طرح سے جب تک غصے کی شکل قائم رہے گی غصے کی آگ شعلہ مارتی رہے گی اور جب آدمی خاموش ہو جائے گا تو غصے کی آگ بجھ جائے گی اور جو شخص خاموش ہونے کے ساتھ ساتھ وضو بھی کر لے گا تو یہ غصہ کو ختم کرنے کے لئے زیادہ مفید ہے کیونکہ پانی کی طرح کوئی اور چیز آگ کو نہیں بجھا سکتی)۔

## باہمی انس کی وجہ

(حدیث ۷۰۲) حضرت عائشہؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ: فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ — (خ) عن عائشة (حم، م، د) عن ابی هريرة (طب) عن ابن مسعود — (صح). (۷۰۲)

(ترجمہ مع مفہوم) ارواح ایک ایسا لشکر ہیں جو باہم مجتمع بھی ہیں اور انواع واقسام کی وجہ سے مختلف بھی ہیں پس جن روحوں نے عالم ارواح میں ایک دوسرے سے صفات اور تناسب اخلاق میں پہچان کر لی ان کے دل ایک دوسرے سے اس دنیا میں بھی پہچان اور الفت کرنے لگے اگرچہ وہ ایک دوسرے سے دور بھی کیوں نہ ہوں۔ چاہے یہ دوری زمانی ہو یا مکانی اور جن روحوں نے ایک دوسرے کو وہاں پہچاننے سے انکار کیا وہ یہاں بھی ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں اگرچہ ان کے جسم ایک دوسرے سے قریب بھی کیوں نہ ہوں۔

حکایت:۔ دو ساتھی ایک کشتی میں سفر کر رہے تھے ایک ان میں سے کشتی کے کنارے پر بیٹھ گیا اور دوسرا درمیان میں، پس کنارے والا دریا میں گر گیا تو دوسرے نے بھی اپنے آپ کو دریا میں اسی جگہ گرا دیا، مگر ان کو زندہ نکال لیا گیا پہلے ڈوبنے والے

۷۰۲ (الجامع الصغیر: ۳۰۵۰) — رواه البخاری عن عائشة واحمد (۲: ۲۹۵) ومسلم وابو داود عن ابی هريرة والطبرانی فی الكبير (۱۰: ۲۸۳) عن ابن مسعود.

نے دوسرے سے پوچھا: میں تو کنارے پر بیٹھا تھا اور گر گیا تو کیوں گرا؟ تو اس نے جواب میں کہا:

أنت غبت بک عنی
فحسبت أنک أنی

(ترجمہ) جب تو مجھ سے غائب ہوا تو میں نے سمجھا کہ میں خود غائب ہو گیا۔

نوٹ:۔ تصوف کی کتب میں کئی ایسے واقعات موجود ہیں جن میں غیر واقف حضرات نے ایک دوسرے کو پہچانا اور استفسار پر اسی حدیث کا حوالہ دیا۔

## تیز چلنا مؤمن کے وقار کیخلاف ہے

(حدیث ۷۰۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سُرْعَةُ الْمَشْيِ تَذْهَبُ بِهَاءَ الْمُؤْمِنِ—(حل)عن ابی هريرة (خط)فی الجامع(فر) عن ابن عمر،ابن النجار عن ابن عباس—(ض). (۷۰۳)

(ترجمہ) جلدی چلنا مؤمن کے وقار کو مٹاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اگر آدمی تیزی سے چلے تو اس کی ہیبت اور جمال ختم ہو جاتا ہے کیونکہ جلدی چلنے سے آدمی کا رنگ متغیر ہوتا ہے اور شکل خراب ہوتی ہے اس لئے پرسکون طریقہ سے چلنا چاہئے جب تک کسی دینی معاملہ کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو۔

## کسی کی عورت یا ملازم کو بگاڑنا

(حدیث ۷۰۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

۷۰۳ (الجامع الصغیر: ۴۶۸۹) رواه ابو نعيم فی الحلية عن ابی هريرة والخطيب فی الجامع وابن عدی فی الكامل والديلمی فی الفردوس عن ابن عمر وابن النجار عن ابن عباس، تفسیر قرطبی (۱۴: ۷۱) درمنثور (۵: ۷۶) کنز العمال (۴۱۶۲۰) تذكرة الموضوعات (۴۸۲).

لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَاَةً عَلٰى زَوْجِهَا اَوْعَبْدًا عَلٰى سَيِّدِهٖ۔ (د، ک) عن ابی هریرة۔ (صح). (۷۰۴)

(ترجمہ) وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو کسی عورت کو اس کے خاوند پر بگاڑے یا کسی غلام کو اس کے مالک پر۔

(لطائف ومعارف)

آج کل بعض لوگ اپنی بیٹی بہن وغیرہ کے اس کے خاوند کے خلاف کان بھرتے ہیں، چغلی کھاتے ہیں، اس کے خلاف کرتے ہیں، جھگڑا پیدا کرتے ہیں اور آپس میں جدائی کرادیتے ہیں یا نوکر کو اس کے مالک کے خلاف بھڑکاتے ہیں، اکساتے ہیں تاکہ وہ اس کو چھوڑ دے یا ہمارے پاس آکر کام کرے یا وہ اپنی روزی سے ہی محروم ہوجائے، یہ سب حرام ہیں۔ حضور ﷺ نے ایسے شخص کیلئے اپنے امتی نہ ہونے کی وعید فرمائی ہے۔

## مردوں اور عورتوں کا مخلوط ہوکر چلنا

(ترجمہ ۷۰۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

نَهٰى اَنْ يَمْشِيَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْمَرْاَتَيْنِ۔ (د، ک) عن ابن عمر۔ (صح). (۷۰۵)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا ہے۔ (چاہے وہ عورتیں اس کی محرم بھی کیوں نہ ہوں تاکہ اس مرد پر اور عورتوں پر بدظنی نہ ہوسکے بلکہ ان عورتوں کو چاہئے کہ راستہ کے کنارے پر چلیں)۔

تنبیہ:۔ آج کل راستوں اور بازاروں میں کیا ہی افسوسناک رواج عام ہوگیا ہے کہ عورتیں اور مرد بغیر کسی اجتناب اور احتیاط کے کھلے عام مخلوط ہوکر چلتے ہیں، نہ ہی مرد کو

---

۷۰۴ (الجامع الصغیر: ۷۶۸۲) ـــ رواه ابو داود فی الطلاق والأدب (۲۱۷۵) والحاکم فی الطلاق (۲: ۱۹۶) وقال علی شرط البخاری ورواه النسائی فی عشرة النساء، مجمع الزوائد (۴: ۳۳۲) مصنف عبدالرزاق (۲۰۹۹۴) مشکوة (۳۶۶۲).

۷۰۵ (الجامع الصغیر: ۹۵۵۱) ـــ رواه ابو داود فی آخر سننه (۵۲۷۳) الکامل فی الضعفاء (۳: ۹۵۵) والحاکم فی الأدب وقال صحیح وشنع علیه به الذهبی وقال فیه داود بن أبی صالح قال ابن حبان یروی الموضوعات.

احساس ہوتا ہے اور نہ ہی عورت کو بلکہ بازاروں میں کندھے وغیرہ بھی مارے جاتے ہیں پھر بھی عورتیں بازاروں میں جانے سے نہیں رکتیں۔

آنحضرت ﷺ نے ایک مرد کو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا' چاہے وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو لیکن اب افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دنیاوی تعلیم کے حصول کے لئے مسلمان لڑکیاں' لڑکوں کے ساتھ کلاس میں بیٹھ کر مخلوط طریقہ سے تعلیم حاصل کرتی ہیں۔اس کی برائی تو مخلوط چلنے سے بھی زیادہ ہے۔

## بقدرِ مجبوری روٹی' کپڑا' مکان معاف ہے

(حدیث ۷۰۶) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حقٌّ فِيْمَا سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُوَارِيْ عَوْرَتَهُ،وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ- (ت،ک)عن عثمان-(صح).(۷۰۶)

(ترجمہ) ان تین خصلتوں کے علاوہ آدمی کا کوئی حق نہیں۔(۱) گھر جس میں (بقدرضرورت) رہائش کر سکے (۲) وہ کپڑا جس سے وہ اپنا ننگ چھپا سکے (۳) اور روٹی کا ٹکڑا (جس سے جان بچا سکے) اور پانی (جس سے پیاس بجھا سکے)۔

(لطائف ومعارف)

علماء نے لکھا ہے کہ جس قدر روٹی جس کا حساب نہیں ہوگا وہ وہ ہے جو بغیر سالن کے ہو اور بعض نے کہا ہے کہ خشک روٹی کا ٹکڑا مراد ہے۔

اور ان تین چار چیزوں کے علاوہ باقی جتنی چیزوں کو بھی آدمی استعمال کرے گا قیامت کے دن اس کا حساب لیا جائے گا کہاں سے حاصل کیا تھا؟ حلال طریقہ سے حاصل کیا تھا یا حرام سے اور اس کا شکر ادا کیا تھا یا نہیں وغیر ذلک۔

---

۷۰۶ (الجامع الصغیر: ۷۶۶۱)ـــ رواه الترمذی فی الزهد والحاکم فی الرقائق وقال الترمذی حسن صحیح وقال الحاکم صحیح وأقره الذهبی .اتحاف السادة (۹: ۳۰۱)

# المجالس

۱ - آداب مجالس

۲ - حقوق مجالس

۳ - آداب صحبت

۴ - آداب گفتگو

# مجالس

## مجلس میں آنے جانے پر سلام کرنا حق ہے

(حدیث ۷۰۷) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَقٌّ عَلٰی کُلِّ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسٍ اَنْ یُسَلِّمَ عَلَیْهِمْ، وَحَقٌّ عَلٰی مَنْ اَتٰی مَجْلِسًا اَنْ یُسَلِّمَ – (طب، هب) عن معاذ بن انس (ض) (۷۰۷)

(ترجمہ) ہر اس شخص پر جو مجلس سے اٹھے حق ہے کہ وہ اہل مجلس پر سلام کرے اور اس شخص پر بھی حق ہے جو مجلس میں آئے وہ بھی سلام کرے۔

## مجلس میں جاتے اور اٹھتے وقت سلام کہنا

(حدیث ۷۰۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا انْتَهٰی اَحَدُکُمْ اِلَی الْمَجْلِسِ فَلْیُسَلِّمْ ، فَاِنْ بَدَالَهٗ اَنْ یَجْلِسَ فَلْیَجْلِسْ ، ثُمَّ إِذَا قَامَ فَلْیُسَلِّمْ ، فَلَیْسَتِ الْاُوْلٰی بِاَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ – (حم ‘د ‘ت ‘حب ‘ک) عن أبی هریرة (ح). (۷۰۸)

(ترجمہ) جب کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے تو ان کو سلام کرے پھر اگر ان کے ساتھ بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے پھر جب اٹھنا چاہے تو سلام کرے کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے اولیٰ نہیں ہے۔

---

۷۰۷ (الجامع الصغیر: ۳۷۴۹) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی شعب الایمان وسنده ضعیف مسند احمد (۳: ۴۳۸) کنزالعمال (۲۵۳۰۲) مجمع الزوائد (۳۵۱۸)

۷۰۸ (الجامع الصغیر: ۴۹۷) ــــ مسند احمد (۲: ۲۳۰) ابو داود (۵۲۰۸) کنزالعمال (۲۵۳۹۴) ابن کثیر (۶: ۹۶) مشکل الآثار (۲: ۱۳۹) ترمذی، ابن حبان، حاکم، نسائی فی عمل الیوم واللیلة. قال الترمذی حدیث حسن صحیح وقال النووی فی الاذکار واسانیده جیدة.

(لطائف ومعارف)

جاتے ہوئے بھی سلام کرنا سنت ہے اور واپس ہوتے ہوئے بھی اور سلام کا جواب دینا واجب ہے اور سلام کا جواب اتنا اونچی آواز سے ہو کہ کم از کم سلام کرنے والا اس کو سن سکے تاکہ اس کے دل میں سلام کا جواب نہ دینے کا خیال نہ آئے۔

## بہترین مجلس

(حدیث ۷۰۹) حضرت ابوسعید اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا — (حم، خد، د، ک، هب) عن ابی سعید البزار (ک، هب) عن انس — (صح). (۷۰۹)

(ترجمہ) بہترین مجالس وسعت والی ہیں۔ (جن میں بیٹھنے والے کو راحت ہو اسی طرح اٹھنے اور چلنے میں بھی ایسی شکل ہو جو توسع اور اکرام کی شان رکھتی ہو۔

## بہترین مجلس

(حدیث ۷۱۰) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَشْرَفُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ — (طب) عن ابن عباس — (ض). (۷۱۰)

(ترجمہ) مجالس میں سے سب سے زیادہ شرف والی وہ مجلس ہے جو قبلہ رو ہو۔

(لطائف ومعارف)

قبلہ رخ ہونا نماز میں شرط ہے اور خارج میں مستحب ہے خصوصاً دعا، وضو، ذکر اور

---

۷۰۹ (الجامع الصغیر: ۴۰۲۹) — رواه أحمد فی مسنده والبخاری فی الادب المفرد (۱۱۳۶) وابو داود (۴۸۲۰) والحاکم (۴: ۲۶۹) والبیهقی فی الشعب عن أبی سعید والبزار والحاکم والبیهقی فی الشعب عن انس وعزاه السیوطی لصحته.

۷۱۰ (الجامع الصغیر: ۱۰۶۵) — رواه الطبرانی فی الکبیر (۱۰: ۳۸۹) کنز العمال (۵۲۴۰۱) میزان الاعتدال (۶۶۱۷) وسنده ضعیف.

دیگر عبادات کے وقت اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اور قضائے حاجت اور کشف ستر کے وقت قبلہ رو ہونے سے اجتناب کیا جائے۔

## بری اور اچھی مجالس

(حدیث ۷۱۱) حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

شَرُّ الْمَجَالِسِ الْاَسْوَاقُ وَالطُّرُقُ، وَخَيْرُ الْمَجَالِسِ الْمَسَاجِدُ، فَاِنْ لَمْ تَجْلِسْ فِي الْمَسْجِدِ فَالْزَمْ بَيْتَكَ۔ (طب) عن واثلة۔ (صح). (۷۱۱)

(ترجمہ) سب سے بری مجالس بازاریں اور راستے ہیں اور سب سے بہترین مجالس مساجد ہیں پس اگر تم مسجد میں نہ بیٹھ سکو تو اپنے گھر میں ہی رہو۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ مساجد میں آنے والے لوگ وہ ہیں جن کو اللہ کے ذکر سے نہ تو تجارت روک سکتی ہے اور نہ خرید وفروخت اور بازاروں میں جانے والے لوگ انسان اور جنات میں سے شیطان قسم کے لوگ ہوتے ہیں جن پر حرص اور شر غالب ہوتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اس لئے مساجد میں جانے سے اللہ کا قرب بڑھتا ہے اور بازاروں میں جانے سے شیطان اور اہل شیطان کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

## صحبت کے لائق لوگ

(حدیث ۷۱۲) حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَاتُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ۔ (حم، د، ت، حب، ک) عن ابی سعید۔ (صح). (۷۱۲)

(ترجمہ) تو صحبت اختیار نہ کر مگر مومن کے ساتھ اور تیرا کھانا نہ کھائے مگر متقی شخص۔

---

۷۱۱ (الجامع الصغیر: ۴۸۷۶) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر والدیلمی فی الفردوس مجمع الزوائد (۶۱۲) کنز العمال (۲۵۴۱۶)

۷۱۲ (الجامع الصغیر: ۹۸۰۸) ــــ رواه احمد وابو داود (۴۸۳۳) والترمذی (۲۳۹۵) وابن حبان والحاکم، شرح السنة (۱۳: ۶۹) الترغیب والترهیب (۴: ۲۷).

(لطائف ومعارف)

کامل الایمان مؤمن کی صحبت اختیار کرنی چاہئے کیونکہ بطبیعت میں دوسروں کی عادات اپنانے کی فطرت ہے اس لئے کہا گیا ہے اچھے لوگوں کی صحبت خیر پیدا کر دیتی ہے اور بروں کی صحبت شر پیدا کرتی ہے جیسا کہ ہوا بدبودار جگہ سے گزرے تو بدبو لے آتی ہے اور اگر پاکیزہ جگہ سے گزرے تو پاکیزگی لاتی ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ فرماتے ہیں: تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے بچو غافل جبارہ (ظالم)، چشم پوشی کرنے والے قراء اور جاہل صوفیاء سے۔

## قابل حسرت مجلس

(حدیث ۷۱۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ مَجْلِسٍ فَتَفَرَّقُوْا وَلَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ وَیُصَلُّوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا کَانَ مَجْلِسُھُمْ تِرَۃً عَلَیْھِمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (حم، حب) عن ابی ھریرۃ۔ (صح) (۷۱۳)

(ترجمہ) جو قوم بھی کسی مجلس میں ہوتی ہے پھر اٹھ جاتی ہے اور اللہ کا ذکر نہیں کرتے اور حضور ﷺ پر درود نہیں بھیجتے مگر ان کی وہ مجلس قیامت کے دن ان پر حسرت اور ندامت ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ انہوں نے اپنے اصل سرمائے کو ضائع کر دیا اور اپنے منافع کو منتشر کر دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اپنے نبیؐ پر درود بھیجنا مجلس کی پاکیزگی کا سبب ہے ایسی مجلس قیامت کے دن اہل مجلس پر حسرت بھی نہیں بنے گی۔

## ذکر سے خالی مجلس حسرت بنے گی

(حدیث ۷۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب

---

۷۱۳ (الجامع الصغیر: ۷۷۸۰) ــــ رواہ احمد (۲: ۴۸۴) کنز العمال (۱۸۱۰، ۲۵۴۵۸) وابن حبان ورمز السیوطی لصحتہ.

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ قَوْمٍ يَقُومُوْنَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُونَ اللهَ تَعَالٰى فِيْهِ اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِثْلِ جِيفَةِ حِمَارٍ، وَكَانَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ—(د،ک)عن ابی هريرة— (صح). (۷۱۴)

(ترجمہ) جولوگ بھی کسی مجلس سے اٹھتے ہیں جبکہ انہوں نے اس میں اللہ کو یاد نہیں کیا ہوتا تو وہ اس طرح سے اٹھتے ہیں جیسے کسی مردار گدھے سے اٹھے ہوں اور یہ مجلس قیامت کے دن ان پر حسرت اور ندامت ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

امام ابوداود اور امام حاکم نے حضرت عائشہؓ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اخیر عمر شریف میں یہ عادت تھی کہ جب بھی آپؐ کسی مجلس سے اٹھتے تھے تو "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ". پڑھتے تھے۔(یعنی) اے اللہ! تو پاک ہے اور اپنی حمد کے ساتھ ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں آپ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور آپ کی طرف رجوع لاتا ہوں)۔

نوٹ:۔ جو شخص دین کی سمجھ حاصل کر رہا ہو وہ بھی ذاکر ہے، اسی طرح سے مفتی، مدرس، واعظ، اللہ کی عظمت میں فکر کرنے والا، اس کے احکام پر عمل کرنے والا اور اس کے نواہی سے رکنے والا یہ سب بھی اللہ کو یاد کرنے والے ہیں۔

## دو آدمیوں کی سرگوشی میں دخل نہ دو

(حدیث ۷۱۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا كَانَ اثْنَانِ يَتَنَاجَيَانِ فَلَا تَدْخُلْ بَيْنَهُمَا—ابن عساكر عن ابن

۷۱۴ (الجامع الصغير: ۸۰۸۶) ـــ رواه ابو داود فی الادب (۳۱) الكلم الطيب (۲۲۴) الاذكار للنووی (۲۶۶) والحاكم وقال النووی فی الاذكار والرياض اسناده صحيح

عمر.(۷۱۵)

(ترجمہ) جب دو شخص آپس میں گفتگو کر رہے ہوں تو تم ان دونوں کے بیچ میں نہ جاؤ (ہاں اگر اجازت دیں تو پھر ٹھیک ہے کیونکہ یہ چیز مؤمن کو ایذاء دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ مؤمن کو ایذاء پہنچانے کو ناپسند کرتے ہیں۔)

## دو آدمیوں میں بغیر اجازت نہ بیٹھو

(حدیث ۷۱۶) حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَاتَجْلِسْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا-(د)عن ابن عمر-(ح)(۷۱۶)

(ترجمہ) دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر مت بیٹھ۔

(لطائف ومعارف)

ہوسکتا ہے وہ کوئی ضروری بات کر رہے ہوں جو بیٹھنے والے کے سامنے کہنے والی نہ ہو یا تمہارا بیٹھنا اچھا نہ لگے یا وہ تمہیں حقیر سمجھیں یا دل میں کینہ رکھیں۔

## اپنی نشست سے جانیوالا اپنی نشست کا حقدار ہے

(حدیث ۷۱۷) حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت وہب بن حذیفہ غفاریؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَاقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهٖ، ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ-(حم، خد'م، ده) عن ابی هريرة (حم) عن وهب بن حذيفة -(صح).(۷۱۷)

---

۷۱۵ (الجامع الصغير: ۸۱۳) ــــ رواه ابن عساكر فی تاريخه وله شواهد (۱۷۲:۶) كنز العمال (۲۴۷۶۵).

۷۱۶ (الجامع الصغير: ۹۷۴۶) ــــ رواه أبو داود' مشكوة (۴۷۰۴) كنز العمال (۳۵۳۸۱)

۷۱۷ (الجامع الصغير: ۷۸۴) ــــ رواه احمد والبخاری فی الادب المفرد ومسلم' وابو داود (۴۸۵۳) الكامل لابن عدی (۵ : ۲۸۲۲) وابن ماجة عن ابی هريرة واحمد عن وهب بن حذيفةؓ وهو حديث صحيح.

(ترجمہ) جب کوئی شخص اپنی نشست سے اٹھ کر جائے پھر اس جگہ واپس لوٹے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔

(لطائف ومعارف)

یہ حدیث اس شخص کے لئے ہے جو مسجد میں یا کسی مجلس علم وغیرہ میں بیٹھا ہو اور وضو یا تھوڑی دیر کے کسی کام کے لئے اٹھ جائے تو اس جگہ سے اس کا اختصاص باقی رہتا ہے۔ اگر اس کی جگہ پر کوئی اور شخص بیٹھ جائے تو وہ اس کو اٹھا سکتا ہے اور بیٹھنے والے کو چاہئے کہ وہ اس کی بات مان کر اٹھ جائے اور جگہ والے کو بھی چاہئے کہ اپنی جگہ پر اختصاص کے لئے کوئی علامت چھوڑ جائے۔

## مجلس کی بات امانت ہے

(حدیث ۷۱۸) حضرت عثمان اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ—ابو الشیخ فی التوبیخ عن عثمان، وعن ابن عباس—(ح). (۷۱۸)

(ترجمہ) مجالس امانت ہیں۔

(لطائف ومعارف)

یعنی نیک مجالس جن میں کوئی راز کی باتیں کہی جائیں ان کے شرکاء کو چاہئے کہ وہ ان کو امانت سمجھیں اور ان کا افشاء نہ کریں۔ ہاں اگر صاحب مجلس ان کے افشاء کو برا نہ سمجھے تو اظہار میں کوئی حرج نہیں ہے۔

## مجلس کی بات غیر اہل مجلس تک نہ پہنچائے

(حدیث ۷۱۹) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۷۱۸ (الجامع الصغیر: ۲۵۷۵) ــــ رواہ ابو الشیخ فی التوبیخ. اتحاف السادة (۶: ۲۱۷) کنز العمال (۲۵۴۰۷).

اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ—(خط)عن علی—(ح).(۷۱۹)

(ترجمہ) مجالس امانت ہیں۔

(لطائف ومعارف)

یعنی کوئی شخص اپنے ہم مجلس کی بات کو نہ پھیلائے۔ہاں اگر اس کی بات کو چھپانے سے مسلمانوں کا نقصان ہوتا ہو تو وہ اس کا افشاء کر سکتا ہے اور اس کی بات کو کوئی دوسرا رنگ بھی نہ چڑھائے، جتنی بات ہوا تنی نقل کرے۔

جمال الاسلام ابوبکر محمد العامری الواعظ البغدادیؒ نے شرح مسند شہاب میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ مجالس میں اہل امانت کو بٹھانا چاہئے اور اہل خیانت سے بچنا چاہئے اور عسکریؒ نے اس حدیث کی یہ شرح کی ہے کہ ایک جماعت جب کوئی گفتگو کر رہی ہو تو دوسرا آدمی ان کی باتوں کی ٹوہ نہ لگائے ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی راز کی بات کر رہے ہوں اور کسی اور کو اس کی اطلاع کو ناپسند کرتے ہوں تو ایسی بات اگر کسی کے کان میں پڑ جائے تو اس کو غیر اہل مجلس تک نہ پہنچائے۔

## مجلس کی کونسی باتوں کا افشاء درست ہے

(حدیث ۷۲۰) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ اِلَّا ثَلَاثَةُ مَجَالِسَ سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ اَوْ فَرْجٍ حَرَامٍ، اَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ—(د)عن جابر—(ح).(۷۲۰)

(ترجمہ) مجالس (کی باتیں) امانت ہیں مگر تین قسم کی مجالس جن میں قتل حرام کی بات کی گئی ہو یا حرام شرمگاہ کی بات ہو یا ناحق طور پر مال چھیننے کی بات ہو۔

---

۷۱۹ (الجامع الصغیر: ۹۱۷۳) ـــ اتحاف السادة (۸: ۳۲۳) کنز العمال (۲۵۴۳۱) کشف الخفاء (۲: ۲۷۷) رواه الخطیب فی تاریخ بغداد وابن ماجة من حدیث جابر بهذا اللفظ ورواه بهذا اللفظ القضاعی فی الشهاب وقال العامری فی شرحه وتبعه الحضرمی الیمنی حدیث صحیح وقال ابن حجر فی الفتح سنده ضعیف ورمز السیوطی لحسنه.

۷۲۰ (الجامع الصغیر: ۹۱۷۴) ـــ رواه ابو داود فی الادب (۴۸۶۹) رمز السیوطی لحسنه.

(لطائف ومعارف)

اگر کوئی شخص اس طرح کی کوئی بات سنے تو اس بات کے متعلقہ آدمی کو اس کی اطلاع کردے تاکہ وہ اس بات کے شر سے محفوظ ہو جائے اور اپنا دفاع کر سکے۔

اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہے کہ کوئی مومن جب مومنین کی مجلس میں موجود ہو اور مجلس والے کوئی گناہ (صغیرہ) کی بات کریں تو وہ ان کی پردہ پوشی کرے اور ان کی بات کو نہ پھیلائے ہاں اگر ان مذکورہ تین گناہوں کی بات ہو یا اس طرح کے کوئی اور گناہ جن سے فساد پھیلتا ہو تو اس کا اخفاء مسلمان کے لئے ضرر عظیم ہے اور چھپانے والے کے لئے گناہ ہے۔

## دنیاوی دوستوں کی محافل سے اجتناب اور راستہ کے حقوق

(حدیث ۷۲۱) حضرت ابانؒ بن عثمانؒ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِجْتَنِبُوْا مَجَالِسَ الْعَشِيْرَةِ—(ص)عن أبان بن عثمان مرسلا.(۷۲۱)

(ترجمہ) اپنے قبیلہ اور ہم جولی رفقاء کی مجلس گاہوں سے بچ کے رہو۔

(لطائف ومعارف)

یعنی لوگوں کی ان مجالس میں بیٹھنے سے بچو جو دنیاوی باتوں کے لئے جمع ہوتے ہیں اور لغو ولہو کی باتیں کرتے ہیں جس سے کبھی نماز ضائع ہوتی ہے یا کسی کی عزت اچھالی جاتی ہے۔ نیک مجالس میں بیٹھنا جیسے ذکر کی مجلس ہو یا علم دین کے حصول کی یا تعلیم اور قراءت قرآن کی یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ایسی مجالس میں بیٹھنا اور ان میں بیٹھنے کا التزام کرنا بہت ضروری ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بات چیت کے لئے راستوں میں بیٹھنا مکروہ ہے اور اگر بیٹھنا ہی ہو تو راستے کو اس کا حق دینا چاہئے اور راستے کا حق یہ ہے کہ نگاہ کی حفاظت رکھے، سلام کا جواب دے، نیکی کا حکم کرے، برائی سے روکے، تکلیف دینے سے باز رہے،

۷۲۱ (الجامع الصغیر: ۱۷۶) — کنز العمال (۲۵۳۸۰)، سنن سعید بن منصور مرسلا.

جیسے کسی کی غیبت کرنا، چغل خوری کرنا، بدظنی کرنا اور گزرنے والے کی تحقیر کرنا، یا ایسے راستے میں بیٹھنا جس میں گزرنے والوں کو بیٹھنے والے کی ہیبت محسوس ہو اور اس راستے سے گزرنے کو لوگ اس کی وجہ سے چھوڑ دیں اور کوئی دوسرا راستہ بھی گزرنے کا نہ ہو۔

## چھ مجالس گناہ کا کفارہ ہیں

(حدیث ۷۲۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سِتَّةُ مَجَالِسِ الْمُؤْمِنِ ضَامِنٌ عَلَى اللهِ تَعَالٰى مَا كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْهَا فِي سَبِيْلِ اللهِ، اَوْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ اَوْ عِنْدَ مَرِيْضٍ، اَوْ فِي جَنَازَةٍ، اَوْ فِي بَيْتِهٖ، اَوْ عِنْدَ اِمَامٍ مُقْسِطٍ يُعَزِّرُهٗ وَيُوَقِّرُهٗ — (طب) عن ابن عمرو — (ح). (۷۲۲)

(ترجمہ) مومن کی چھ مجالس ایسی ہیں جو کچھ اس میں واقع ہو اس کی ضمان اللہ پر ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ، جامع مسجد، مریض کی مجلس، جنازہ کی مجلس یا میت، اس آدمی کا اپنا گھر جس میں وہ تنہا رہتا ہو، یا عدل کرنے والے حکمران کی مجلس جو اس میں شرعی حدود اور تعزیرات کو قائم کرتا ہو۔ اور شریعت کے وقار کو باقی رکھتا ہو۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں ان چھ قسم کی مجالس قائم کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص ایسی مجالس میں کوئی بھول چوک کر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا۔ یا یہ معنی ہے کہ اگر کوئی شخص ان مجالس میں موجود تھا اور انہیں میں فوت ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے کہ وہ اس کو اس مجلس کی برکت سے قیامت کی ہولناکیوں سے بچا کر جنت میں داخل کر دے گا اور ان مجالس کو اس کے گناہوں کا کفارہ کر دے گا اور مغفرت کا یہ انعام اس آدمی کو اس وقت حاصل ہوگا جب وہ ان چھ مقامات میں سے کسی ایک مقام میں ہو اور اس پر موت آجائے۔

---

۷۲۲ (الجامع الصغیر: ۴۶۵۹) — رواہ البزار وقال الزین العراقی رجالہ ثقات ورواہ الطبرانی ایضا ومجمع الزوائد (۲: ۲۳).

## کفارۂ مجلس کے کلمات

(حدیث ۷۲۳) حضرت ابن عمرو اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَفَّارَةُ الْمَجْلِسِ اَنْ يَقُوْلَ الْعَبْدُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ—(طب)عن ابن عمرو وعن ابن مسعود — (صح). (۷۲۳)

(ترجمہ) مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ آدمی یہ کہے:۔

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ".

(اے اللہ! تو منزہ ہے اور اپنی حمد کے ساتھ ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں۔ سوائے تیرے، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، میں آپ سے معافی چاہتا ہوں اور آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں)۔

(لطائف ومعارف)

اگر کوئی شخص مذکورہ کلمات کہے تو مجلس میں جو اونچی نیچی باتیں اور حرکتیں ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ ان کلمات کی برکت سے معاف کر دیتا ہے۔ ہاں اگر حقوق العباد پر اس کی مجلس میں کوئی زد پہنچی ہے تو وہ اصحاب حقوق سے معاف کرانے پر معاف ہوگی۔ قرآن شریف میں ہے: "فاذا فرغت فانصب والٰی ربک فارغب" علامہ حلیمی فرماتے ہیں کہ اس کو اس معنیٰ میں بھی لیا جا سکتا ہے کہ جب مجلس سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے رب کی طرف رغبت کرو اور یہ کلمات کہو تا کہ تمہاری اس مجلس کی کوتاہیاں معاف کر دی جائیں۔

---

۷۲۳ (الجامع الصغیر: ۶۲۵۷) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر عن ابن عمروؓ وابن مسعودؓ مسند احمد (۲: ۳۶۹) اتحاف السادة (۶: ۳۴۸) قال الهیثمی وفیه عطاء بن السائب وقد اختلط انتهی. لکن رواه النسائی فی الیوم واللیلة عن رافع بن خدیجؓ قال العراقی سنده حسن. حدیث صحیح.

# آداب زندگی

اسلامی طریقے سے رہن سہن کے طریقے

# آداب زندگی

## چھینکنے کا طریقہ

(حدیث ۷۲۴) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا عَطَسَ اَحَدُكُم فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ عَلٰى وَجْهِهٖ ، وَلْيَخْفِضْ صَوْتَهٗ -

(ک،هب) عن ابی هریره – (صح). (۷۲۴)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی ایک چھینکے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی ہتھیلیاں (یا ایک ہتھیلی) اپنے منہ پر رکھ لے اور اس کو چاہئے کہ وہ ہلکی آواز میں چھینکے (کیونکہ اللہ تعالیٰ اونچی آواز میں چھینکنے کو ناپسند فرماتے ہیں اور اس سے شیطان خوش ہوتا ہے)۔

## اونچی آواز میں چھینک اور ڈکار نہ لو

(حدیث ۷۲۵) حضرت عبادہ بن صامتؓ حضرت شدادؓ حضرت اوسؓ حضرت واثلہ اور حضرت یزید بن مرثدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا تَجَشَّأَ اَحَدُكُمْ اَوْعَطَسَ فَلَا يَرْفَعْ بِهِمَا الصَّوْتَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يُحِبُّ اَنْ يُرْفَعَ بِهِمَا الصَّوْتُ (هب) عن عبادة بن الصامت وعن شداد بن اوس وواثلة (د) فی مراسیله عن یزید بن مرثد. (۷۲۵)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی ڈکار لے یا چھینکے تو ان کے ساتھ اپنی آواز اونچی نہ کرے کیونکہ شیطان پسند کرتا ہے کہ ان دونوں حالتوں میں آواز کو بلند کیا جائے (ویسے بھی اللہ تعالیٰ کو اونچی آواز سے بولنا پسند نہیں ارشاد خداوندی ہے: ان أنكر

---

۷۲۴ (الجامع الصغیر: ۷۵۵) ـــ الحاکم (۴: ۲۶۴) شعب الایمان للبیهقی وقال الحاکم صحیح واقره الذهبی وصححه السیوطی ایضا. کنز العمال (۲۵۵۱۸) اتحاف السادة (۶: ۲۸۶).

۷۲۵ (الجامع الصغیر: ۵۱۹) ـــ اتحاف السادة (۶: ۲۸۷) کنز العمال (۲۵۵۳۲) شعب الایمان بیهقی عن عبادة بن صامت وعن شداد بن اوس وواثلة بن الأسقع، وابو داود فی مراسیله عن یزید بن مرثد.

الأصوات لصوت الحمیر سب سے بھونڈی آواز گدھے کی آواز ہے)۔

## جمائی آئے تو روکنے کی کوشش کرو

(حدیث ۷۲۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَااسْتَطَاعَ ، فَإِنَّ اَحَدَكُمْ إِذَا قَالَ : هَا، ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ –(خ) عن أبی هريرة. (۷۲۶)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو حتی الوسع اس کو روکنے کی کوشش کرے کیونکہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتے وقت (منہ کھول کے) ''ھا'' کی آواز نکالتا ہے تو اس سے شیطان ہنستا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں زیادہ کھانے کو ترک کر دینا مستحب ثابت ہوتا ہے جس سے کثرت سے جمائی آنے لگتی ہے۔

جمائی آتے وقت منہ پہ ہاتھ رکھنا چاہئے کیونکہ شیطان اس حالت میں اندر گھسنے کی کوشش کرتا ہے اگر جمائی آئے تو اس کے روکنے کا ایک طریقہ فتاویٰ شامی میں لکھا ہے کہ جمائی روکنے کے لئے جمائی آتے وقت یہ خیال کرو کہ انبیاء کرامؑ کو جمائی نہیں آتی۔ اس طرح سے انشاء اللہ جمائی فوراً رک جائے گی۔

جب جمائی آئے تو منہ کھول کے ''ھا'' کی آواز نہیں نکالنا چاہئے بلکہ اس کو روکنا چاہئے۔

## جمائی کے وقت ہاتھ منہ پر رکھو

(حدیث ۷۲۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلٰى فِيْهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مَعَ

---

۷۲۶ (الجامع الصغیر: ۵۱۷) ــ رواه البخاری ابو داود (۵۰۲۶) ترمذی (۲۷۴۷) مسند احمد (۲: ۴۲۸) سنن کبریٰ للبیهقی (۲: ۲۸۹) فتح الباری (۱۰: ۶۱۱).

التَّثَاءُبِ – (حم 'ق 'د) عن أبی سعید. (۷۲۷)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی ایک جمائی لے تو چاہئے کہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھے کیونکہ شیطان جمائی کے ساتھ اندر گھس جاتا ہے۔

## عشاء سے پہلے سونا ممنوع ہے

(حدیث ۷۲۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

نَـهٰی عَنِ النَّـوْمِ قَبْـلَ الْعِشَاءِ، وَعنِ الْحَدِیْثِ بَعْـدَهَا – (طب) عن ابن عباس – (ح). (۷۲۸)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے نماز عشاء سے پہلے سونے اور نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے سے منع فرمایا۔

(لطائف ومعارف)

نماز عشاء سے پہلے سونے سے اس لئے منع فرمایا تاکہ گہری نیند کی وجہ سے نماز فوت نہ ہو جائے یا سستی سے جماعت نہ رہ جائے یا اپنے وقت مختار سے نماز مؤخر نہ ہو جائے۔

اگر راتیں لمبی ہوں تو عشاء کی نماز سے کچھ پہلے سو جائے اور نماز کو مستحب وقت میں جماعت کے ساتھ پڑھ لے تو اس میں کچھ حرج نہیں اور اگر راتیں چھوٹی ہوں تو عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے نہ سوئے۔

عشاء کی نماز پڑھ لینے کے بعد ایسی باتیں کرنا جن میں دینی یا دنیاوی مصلحت نہ ہو درست نہیں آنحضرتؐ نے کئی احادیث میں عشاء کے بعد باتیں کرنے سے منع کیا ہے۔

## گدی کے بل سونے کا ادب

(حدیث ۷۲۹) حضرت براءؓ حضرت جابر اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے

---

۷۲۷ (الجامع الصغیر: ۵۱۶) ـــ مصنف عبدالرزاق (۳۳۲۵) مسند احمد (۳: ۹۳) بخاری' مسلم' ابو داود کنز العمال (۲۵۵۳۵، ۲۵۵۳۷) الادب المفرد للبخاری (۹۴۹) فتح الباری (۱۰: ۶۱۲) الکامل لابن عدی (۴: ۱۴۶۱)

۷۲۸ (الجامع الصغیر: ۹۴۴۲) ـــ رواہ الطبرانی فی الکبیر (۱۱: ۹۶) مجمع الزوائد (۱: ۳۱۵) تاریخ بغداد (۹: ۱۹۳).

کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اسْتَلْقٰی اَحَدُکُمْ عَلٰی قَفَاهُ فَلَا یَضَعْ اِحْدٰی رِجْلَیْهِ عَلَی الْاُخْرٰی – (ت) عن البراء (حم) عن جابر، البزار عن ابن عباس –(صح). (۷۲۹)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی اپنی گدی کے بل سوئے تو اپنی ایک ٹانگ دوسری پر نہ رکھے (کیونکہ چادر پہننے کی حالت میں ننگ کھلنے کا خطرہ ہے اور اگر شلوار پہنی ہوئی ہو تو ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ سکتا ہے)۔

## بیدار ہو کر ناک جھاڑو

(حدیث ۷۳۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ مَنَامِهٖ فَتَوَضَّأَ، فَلْیَسْتَنْثِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، فَإِنَّ الشَّیْطَانَ یَبِیْتُ عَلٰی خَیَاشِیْمِهٖ –(ق ن) عن ابی هریرة. (۷۳۰)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو اور وضو کرے تو اس کو چاہئے کہ تین مرتبہ ناک جھاڑے کیونکہ شیطان اس کے ناک کی جڑوں میں رات گزارتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

خیشوم ناک کا اندرونی آخری حصہ اور دماغ کا شروع حصہ جو حس مشترکہ کا محل اور مستقر حیات ہے جب آدمی سوتا ہے تو اس جگہ اس کی تمام اخلاط جمع ہو جاتی ہیں اور نزلہ اور ہر حس وہاں رک جاتی ہے اور سانس چلنے میں رکاوٹ ہونے لگتی ہے شیطان چونکہ گندی جگہ کو پسند کرتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کو برے خواب دکھاتا ہے اس لئے وہ

---

۷۲۹ (الجامع الصغیر: ۴۳۲) __ ترمذی عن البراء (۲۷۶۶) مجمع الزوائد (۸: ۱۰۰) کنز العمال (۴۱۳۶۸) مسند احمد عن جابرؓ مسند بزار عن ابن عباسؓ، قال الهیثمی رجاله رجال الصحیح غیر خراش العبدی وهو ثقة وصححه السیوطی.

۷۳۰ (الجامع الصغیر: ۴۳۶) __ سنن کبریٰ للبیهقی (۱: ۴۹) بخاری، مسلم، نسائی، ابن خزیمة.

ایسی جگہ پر قابض ہو جاتا ہے جب آدمی نیند سے اٹھتا ہے اور نتھنوں کو نہیں جھاڑتا تو سستی میں مبتلا رہتا ہے اور طبیعت بوجھل رہتی ہے' حقوق نماز مثلاً خشوع وخضوع کے لئے اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے' شیطان کے خیشوم میں رات گزارنے کا یہی مطلب ہے۔

## اچھے کاموں کی ابتداء دائیں طرف سے اور برے کاموں کی بائیں طرف سے

(حدیث ۷۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى ' وَإِذَا خَلَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُسْرٰى ' لِتَكُنِ الْيُمْنٰى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرُهُمَا تُنْزَعُ. (حم'م'د'ت'ہ) عن أبی هريرة (صح)(۷۳۱)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں پاؤں سے ابتداء کرے اور جب اتارے تو بائیں سے ابتداء کرے' تاکہ دایاں پاؤں جوتا پہننے میں اول ہو اور اتارنے میں آخر ہو۔

(لطائف ومعارف)

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں: ہر وہ چیز جس میں تکریم وزینت ہو دائیں اطراف سے شروع کرنا مندوب ہے جیسے وضو' غسل' تیمم' کپڑا پہننا' جوتا پہننا' شلوار پہننا' مسجد میں داخل ہونا' مسواک کرنا' سرمہ لگانا' ناخن اتارنا' مونچھیں کاٹنا' بغلوں کے بال کھینچنا' سر منڈانا' نماز سے سلام پھیرنا' کھانا' پینا' مصافحہ کرنا' حجر اسود کو استلام کرنا' بیت الخلاء سے نکلنا' لینا' دینا اور اس طرح کے دوسرے کام اور بائیں طرف سے مذکورہ کاموں کے الٹ کام جیسے جوتا اتارنا' موزہ اتارنا' شلوار اتارنا' لباس اتارنا' بیت الخلاء میں داخل ہونا' مسجد سے نکلنا' استنجاء کرنا اور ہر گھن والا کام کرنا۔

حکیم ترمذیؒ فرماتے ہیں: تمام اشیاء میں سے دائیں طرف اللہ کی محبوب اور

۷۳۱ (الجامع الصغیر: ۴۹۰) ــــ مسند احمد (۲: ۲۳۳) بخاری (۷: ۱۹۹) ترمذی' فی اللباس (۱۷۷۹) ومسلم (فی اللباس (۶۷) وابن ماجة (۳۶۱۶) الی لفظه بالیسری سنن کبری للبیهقی (۲: ۴۳۲) شمائل (۴۳) المواهب اللدنیة (۶۳).

پسندیدہ ہیں، قیامت کے دن جنتی عرش کے دائیں طرف ہوں گے اور نیک بخت اپنے داہنے ہاتھوں میں اعمال نامہ دیے جائیں گے اور نیکی لکھنے کا فرشتہ بھی دائیں کندھے پر ہے اور نیکیاں تلنے کا پلڑا بھی دائیں طرف ہوگا۔ وغیر ذلک۔

## تھوکنے کا ادب

(حدیث ۷۳۲) حضرت طارق بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَبْزُقَ فَلَا تَبْزُقْ عَنْ يَّمِيْنِكَ ، وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِكَ اِنْ كَانَ فَارِغًا، فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فَارِغًا فَتَحْتَ قَدَمِكَ. البزار عن طارق بن عبدالله—(صح)(۷۳۲)

(ترجمہ) جب تو تھوکنا چاہے تو دائیں طرف نہ تھوک، بلکہ اپنے بائیں طرف تھوک اگر بائیں طرف فارغ ہو اگر بائیں طرف فارغ نہ ہو تو اپنے قدموں کے نیچے تھوک لے۔

(لطائف ومعارف)

حضرت ابن عطاء اللہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے سامنے ایک شخص کی ولایت کا ذکر کیا گیا۔ آپؒ اس کی زیارت کو گئے تو دیکھا کہ وہ آدمی جب گھر سے نکلا تو مسجد کی دیوار پر تھوک دیا تو آپؒ اس سے ملے بغیر واپس لوٹ آئے اور فرمایا: یہ شخص آداب شریعت کا پاس نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ کے اسرار کی کیسے حفاظت کرتا ہوگا۔

## خط کا جواب دینا

(حدیث ۷۳۳) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِجَوَابِ الْكِتَابِ حَقًّا كَرَدِّ السَّلَامِ—(فر)عن ابن عباس — (ض). (۷۳۳)

---

۷۳۲ (الجامع الصغير: ۴۱۵) ___ مسند البزار ' قال الهيثمي في مجمع الزوائد (۸: ۱۱۴) كنز العمال (۴۱۶۴۳) رجاله رجال الصحيح.

۷۳۳ (الجامع الصغير: ۲۳۹۷) ___ رواه الديلمي في الفردوس وابن لال وقال ابن تيمية والمحفوظ وقفه. مسند الشهاب (۱۰۱۰) كنز العمال (۲۹۲۹۳) الدرر المنثرة (۴۸).

(ترجمہ) خط کا جواب بھی لازم ہے، جس طرح سے سلام کا جواب (لازم ہے)۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جب تیری طرف کوئی مسلمان بھائی کوئی ایسا خط بھیجے جس میں سلام بھی لکھا ہو تو تجھ پر ضروری ہے کہ تو تحریری شکل میں سلام کا جواب لکھے یا زبانی طور پر سلام کا پیغام بھیج دے اور دیگر حدیث کے الفاظ کو سلام کے ساتھ تضمن نہ کیا جائے تو پھر اس سے عموماً ہر خط کے جواب کا حکم ملتا ہے لیکن چونکہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے اور علامہ ابن تیمیہؒ نے اس کو حضرت ابن عباسؓ کا قول قرار دیا ہے اس لئے پہلا معنی ہی صحیح ہے کہ جس خط میں سلام لکھا ہو تو اس خط لکھنے والے کو کسی نہ کسی شکل میں سلام کا جواب بھیجنا چاہئے کیونکہ سلام کا جواب صحیح احادیث سے ثابت ہے اس لئے اس حدیث کا بھی ہم یہی معنی کریں گے۔

نیز خط کا جواب دینا مستحب ہے کیونکہ ضعیف حدیث سے استحباب ثابت ہوتا ہے۔

## دائیں اور بائیں ہاتھ کے استعمال کی تعیین

(حدیث ۷۳۴) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ يَجْعَلُ يَمِيْنَهٗ لِاَكْلِهٖ وَشُرْبِهٖ وَثِيَابِهٖ وَاَخْذِهٖ وَعَطَائِهٖ، وَشِمَالَهٗ لِمَا سِوٰى ذٰلِكَ۔ (حم) عن حفصة۔ (صح). (۷۳۴)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کو کھانے، پینے، وضو کرنے، کپڑے پہننے اور لینے اور دینے میں استعمال کرتے تھے اور بایاں ہاتھ ان کاموں کے علاوہ کے لئے استعمال کرتے تھے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے، پینے اور طہارت لباس کے کام دائیں ہاتھ سے ہونے چاہئیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کام جو شرف ومرتبہ کے ہیں جیسے کھانا، پینا، لباس پہننا، شلوار پہننا، موزہ پہننا اور کسی کو کوئی چیز لینا یا دینا مسجد میں داخل ہونا، سرمہ لگانا، ناخن قلم

۷۳۴ (الجامع الصغیر: ۶۹۸۵) ــــ اتحاف السادة (۵: ۲۱۸) کنز العمال (۱۸۲۰۱) رواه أحمد والبيهقي وقال ابن محمود شارح ابی داود وهو حسن لا صحيح وقال النووي إسناده جيد.

کرنا' مونچھیں کاٹنا' بالوں کو کنگھا کرنا' بغلوں کے بال اکھیڑنا' سر مونڈنا' مصافحہ کرنا یہ سب دائیں ہاتھ پاؤں سے ہونے چاہئیں۔ اور جو ان کے برعکس ہیں جیسے مسجد سے نکلنا' ناک صاف کرنا' کپڑے اتارنا' موزہ اتارنا' ایسے کام بائیں ہاتھ پاؤں سے ہونے چاہئیں۔

## مکان میں تنہا رہنا ممنوع ہے

(حدیث ۷۳۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنِ الْوَحْدَةِ اَنْ يَبِيْتَ الرَّجُلُ وَحْدَهٗ۔ (حم) عن ابن عمر۔ (ح). (۷۳۵)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے تنہائی سے منع کیا ہے کہ آدمی اکیلا کسی گھر میں رات گزارے (جس میں اور کوئی نہ ہو عورت کا بھی یہی حکم ہے)۔

(لطائف ومعارف)

آپ ﷺ نے مکان میں تنہا رہنے سے شاید اس لئے منع فرمایا ہے کہ تنہائی میں آدمی کے مختلف قسم کے گناہوں میں ملوث ہونے کا خطرہ ہے یا چور ڈاکو آدمی کو گھر میں اکیلا پاکر جرأت کر کے لوٹ لے جائیں گے۔

اور عورت کا مکان میں تنہا رہنا تو بالکل ہی برا ہے' اس میں بہت سے خدشات کا خطرہ ہے۔

## دھوپ اور سائے کے درمیان بیٹھنا اور سونا' چلنا' پھرنا

(حدیث ۷۳۶) حضرت ابو ہریرہ اور حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنْ اَنْ يَقْعُدَ الرَّجُلُ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ۔ (ک) عن ابی هريرة (ه) عن بريدة۔ (صح). (۷۳۶)

---

۷۳۵ (الجامع الصغير: ۹۴۴۴) ـــ رواه أحمد (۲: ۹۲) وقال الهيثمی (۸: ۱۰۴) رجاله رجال الصحيح.

۷۳۶ (الجامع الصغير: ۹۵۲۵) ـــ رواه الحاكم عن أبی هريرة فی الأدب وقال صحيح وأقره الذهبی وابن ماجة عن بريدة ومصنف ابن ابی شيبة (۸: ۴۹۱) الكامل لابن عدی (۴: ۱۵۲۴) حديث صحيح.

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے آدمی کو منع فرمایا کہ وہ سایہ اور دھوپ کے درمیان بیٹھے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی آدمی کو چاہئے کہ وہ یا دھوپ میں بیٹھے یا سائے میں، دھوپ اور چھاؤں کے درمیان نہ بیٹھے۔ کیونکہ یہ بدن پر ظلم ہے کہ بعض حصہ کو دھوپ میں رکھا جائے اور بعض کو سایہ میں اور یہ حکم بھی حضور ﷺ اور اللہ تعالیٰ کی کمال محبت کی علامات میں سے ہے کہ انہوں نے انسان کے لئے اس کے نفس کا بھی کتنا خیال فرمایا ہے۔

جب دھوپ اور سائے کے درمیان بیٹھنا منع ہے، اسی طرح سے ان کے درمیان سونا بھی منع ہے۔

آج کل لوگ اس میں احتیاط نہیں کرتے، نہ چلنے میں، نہ بیٹھنے میں، نہ سونے میں، اس میں احتیاط کرنی چاہئے ورنہ جسمانی طور پر کئی بیماریوں کا خدشہ ہے۔

## اللہ کی تعظیم مغفرت کی موجب ہے

(حدیث ۷۳۷) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَجِلُّوا اللّٰهَ يَغْفِرْ لَكُمْ (حم ع طب) عن ابی الدرداء (ح) (۷۳۷)

(ترجمہ) اللہ کی تعظیم کرو، اللہ تمہاری مغفرت فرمائے گا۔

(لطائف ومعارف)

اللہ کی تعظیم زبان، دل اور اعضاء سب سے ہونی چاہئے۔ اس کی جلالت وعظمت کا اعتقاد رکھا جائے، اس کے تمام جمال، جلال وکمال کا اقرار کیا جائے اور حسب الامکان ان صفات سے خود کو آراستہ کیا جائے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: تخلقوا باخلاق الله.

۷۳۷ (الجامع الصغیر: ۱۹۰) ـــ حدیث حسن، مسند احمد (۵: ۱۹۹) حلیة الاولیاء (۱: ۲۲۶) مسند ابی یعلی، طبرانی کبیر واوسط، کتاب الکنی للحاکم وابونعیم.

## حسن ظن بہترین عبادت ہے

(حدیث ۷۳۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ-(د،ک) عن ابی هريرة- (صح). (۷۳۸)

(ترجمہ) حسن ظن حسن عبادت میں سے ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی مسلمانوں کے حق میں خیر وصلاح کا اعتقاد رکھنا عبادت ہے۔

حکماء کہتے ہیں: حسن ظن کمال ہے اور سوء ظن محرومی ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوگوں میں سب سے بدترین حال والا وہ شخص ہے جو بدظنی کی بناء پر کسی پر بھی اعتماد نہ کرے اور اس کے اس عمل کی وجہ سے کوئی شخص اس پر اعتماد نہ کرے۔

---

۷۳۸ (الجامع الصغير: ۳۷۲۲) ــــ رواه ابو داود فی الأدب (۴۹۹۳) والحاكم فی التوبة (۴: ۲۵۶) عن ابی هريره مسند احمد (۲: ۴۰۷؛ ۴۹۱) مشكوة (۵۰۴۸) وفيه عند ابی داود مهنا بن عبدالحميد البصری قال ابو حاتم مجهول وعندالحاكم صدقة بن موسى قال الذهبی ضعفوه.

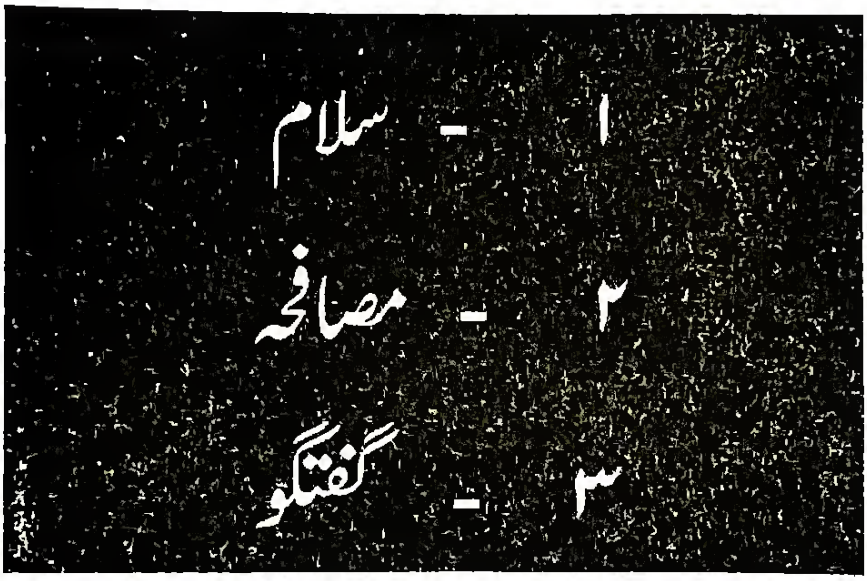
۱ - سلام
۲ - مصافحہ
۳ - گفتگو

# سلام ومصافحہ

## سلام پھیلانے کا شرف

(حدیث ۷۳۹) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ اسْمٌ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَضَعَهُ اللّٰهُ فِی الْاَرْضِ، فَاَفْشُوْهُ بَیْنَکُمْ، فَاِنَّ الرَّجُلَ الْمُسْلِمَ اِذَامَرَّبِقَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ فَرَدُّوْا عَلَیْهِ کَانَ لَهٗ عَلَیْهِمْ فَضْلُ دَرَجَةٍ بِتَذْکِیْرِهٖ اِیَّاهُمُ السَّلَامَ، فَاِنْ لَمْ یَرُدُّوْا عَلَیْهِ رَدَّ عَلَیْهِ مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِنْهُمْ وَاَطْیَبُ—البزار (هب) عن ابن مسعود—(ح). (۷۳۹)

(ترجمہ) السلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں ظاہر کیا ہے پس تم اس کو اپنے درمیان پھیلاؤ پس بلاشبہ مسلمان آدمی جب کسی قوم کے پاس سے گزرے اور ان کو سلام کہے اور وہ اس کو جواب دیں تو سلام کہنے والے کو "السلام" کے لوگوں کو یاد کرانے کی وجہ سے فضیلت کا ایک درجہ حاصل ہو جاتا ہے پس اگر وہ اس کو جواب نہ دیں تو اس کو وہ ذات جواب دیتی ہے جو ان لوگوں سے بہتر اور بہت پاکیزہ ہے۔

## قیامت کی تین علامات

(حدیث ۷۴۰) حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ یَمُرَّ الرَّجُلُ فِی الْمَسْجِدِ لَا یُصَلِّیْ فِیْهِ

---

۷۳۹ (الجامع الصغیر: ۴۸۴۶) ـــ رواه البزار فی مسنده درمنثور (۲: ۱۸۹) کنز العمال (۲۵۲۴۳، ۲۵۲۴۴) الکامل لابن عدی (۲: ۴۴۴) والبیهقی فی الشعب عن ابن مسعود وقال المنذری رواه البزار والطبرانی وأحد اسنادی البزار جید قوی وقال الهیثمی (۸: ۲۹) رواه البزار باسنادین أحد هما رجاله رجال الصحیح. اهـ وقال ابن حجر فی الفتح رواه البزار والطبرانی مرفوعا وموقوفا وطرق الموقوف اصح وحکم ابن الجوزی بوضعه غیر صواب.

رَكْعَتَيْنِ، وَاَنْ لَا يُسَلِّمَ الرَّجُلُ اِلَّا عَلٰى مَنْ يَعْرِفُ، وَاَنْ يُبَرِّدَ الصَّبِيُّ الشَّيْخَ۔(طب)عن ابن مسعود ۔ (ض). (۷۴۰)

(ترجمہ) قیامت کی علامات میں سے ہے کہ آدمی مسجد میں سے گزرے گا لیکن اس میں دو رکعتیں تحیۃ المسجد نہیں پڑھے گا اور یہ کہ کوئی شخص سلام نہیں کرے گا مگر اس کو جس کو وہ جانتا ہوگا اور یہ کہ لڑکا بوڑھے کو اپنے کاموں میں استعمال کرے گا اور اپنا قاصد بنائے گا۔

## کون کس کو سلام کرے

(حدیث ۷۴۱) حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لِيُسَلِّمِ الرَّاكِبُ عَلَى الرَّاجِلِ، وَلِيُسَلِّمِ الرَّاجِلُ عَلَى الْقَاعِدِ وَلِيُسَلِّمِ الْاَقَلُّ عَلَى الْاَكْثَرِ، فَمَنْ اَجَابَ السَّلَامَ فَهُوَ لَهٗ، وَمَنْ لَمْ يُجِبْ فَلَاشَيْءَ لَهٗ۔(حم،خد)عن عبدالرحمن بن شبل۔ (ح). (۷۴۱)

(ترجمہ) چاہئے کہ سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑی جماعت زیادہ کو سلام کرے پس جس شخص نے سلام کا جواب دیا اس کو اس کا ثواب ملے گا اور جس نے جواب نہ دیا اس کو کوئی اجر نہیں ملے گا۔ (اور اگر سلام کا جواب بلا عذر شرعی نہ دیا تو گناہ ہوگا)۔

## بڑوں کا بچوں کو سلام کرنا

(حدیث ۷۴۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ يَمُرُّ بِالصِّبْيَانِ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ۔ (خ) عن انس۔

۷۴۰ (الجامع الصغیر: ۸۲۲۸) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر وقال الهیثمی رجاله رجال الصحیح إلا ان سلمة وإن کان سمع من الصحابة لم اجدله روایة عن ابن مسعودؓ

۷۴۱ (الجامع الصغیر: ۷۵۶۸) ــــ رواه أحمد والبخاری فی الأدب المفرد (۹۹۸) مصنف عبدالرزاق (۱۹۴۴۴)

(صح). (۷۴۲)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان پر سلام کرتے تھے۔

(لطائف ومعارف)

بچوں کو اس لئے بھی سلام کیا جاتا ہے تاکہ وہ شریعت کے آداب سیکھیں اور اس میں تکبر کا علاج بھی ہے اور تواضع کو اختیار کرنا بھی اور معاملات میں نرمی بھی۔

## مصافحہ کرنا اور ہاتھ چومنا

(حدیث ۷۴۳) حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مِنْ تَمَامِ التَّحِيَّةِ الْاَخْذُ بِالْيَدِ-(ت)عن ابن مسعود - (ح)(۷۴۳)

(ترجمہ) سلام کی تکمیل ہاتھ کو ہاتھ میں لینا ہے۔

(لطائف ومعارف)

مصافحہ سنت مؤکدہ ہے۔ اس کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے۔ ایک ہاتھ سے سلام کو مصافحہ کا شعار بنالینا غلط ہے' اگر کبھی کبھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کرلیا جائے تو گنجائش ہے' علامہ نوویؒ فرماتے ہیں: کسی نیک شخص یا کسی عالم کا یا شرف ومرتبہ والے کا ہاتھ چومنا درست ہے' بشرطیکہ وہ علم وشرف دینی امور میں سے ہو اور اگر دولت مندی' دنیاوی عہدہ یا دنیاوی وجاہت کی وجہ سے کسی کا ہاتھ چوما جائے تو یہ شدید ترین مکروہ ہے۔

---

۷۴۲ (الجامع الصغیر: ۷۱۷۴) ــــ رواه البخاری ومسلم بلفظه 'کنز العمال (۱۸۴۹۷) المغنی عن حمل الاسفار (۲: ۱۰۱)

۷۴۳ (الجامع الصغیر: ۸۲۳۸) ــــ کنز العمال (۲۵۳۴۸)' المغنی عن حمل الاسفار (۲: ۲۰۲)' وقال المنذری رواه الترمذی عن رجل لم یسمه وقال الترمذی فی العلل سئلت عنه محمدا یعنی البخاری فقال هذا حدیث خطأ وانما یروی من قول الاسود بن یزید او عبدالرحمن بن یزید وفیه یحیی بن سلیم الطائفی قال فی المیزان قال احمد رأیته یختلط فی احادیث فترکته ثم اورد له اخبارا هذا منها وقال ابن حجر فی سنده ضعف.

## صفیں قائم کر کے سلیوٹ کرنا حرام ہے

(حدیث ۷۴۴) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔(حم،د،ت)عن معاویة۔(ح).(۷۴۴)

(ترجمہ) جو شخص یہ پسند کرے کہ لوگ اس کے لئے صف بستہ کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

(لطائف ومعارف)

ویسے اگر کوئی کسی کے اکرام اعزاز میں کھڑا ہو جائے تو درست ہے لیکن اس کو عادت نہ بنایا جائے اور نہ ہی لازم سمجھا جائے جو شخص بطور تکبر یہ چاہتا ہے کہ لوگ صف در صف کھڑے ہو کر میرا استقبال کریں' سلامی دیں یا وہ بیٹھا رہے اور اس کے سر پہ لوگ کھڑے رہیں ایسے شخص کی سزا جہنم ہے۔ اس لئے امیروں' چوہدریوں اور افسروں کا یہ طریقہ خلاف شریعت ہے اور حتیٰ کہ فوجیوں کا اپنے سربراہوں کو صفیں بنا کر سلیوٹ کرنا بھی اس حدیث کی وجہ سے ممنوع ہے۔

## مکشوف الستر کو سلام ممنوع ہے

(حدیث ۷۴۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰی عَنِ الصَّلٰوةِ فِی الْحَمَّامِ؛وَعَنِ السَّلَامِ عَلٰی بَادِی الْعَوْرَةِ۔(عق)عن انس۔(ض).(۷۴۵)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے حمام میں نماز پڑھنے سے اور ستر کھولے ہوئے شخص پر سلام کرنے سے منع فرمایا ہے۔

---

۷۴۴ (الجامع الصغیر:۸۳۱۵) ــــ مجمع الزوائد(۸:۴۰)فتح الباری (۱۱:۵۰) کنز العمال (۲۵۳۸۷) تفسیر ابن کثیر (۸:۷۲) تاریخ بغداد (۲:۱۷۳) رواہ احمد وابو داود فی الأدب والترمذی فی الإستیذان وقال المنذری رواہ ابو داود باسناد صحیح.

۷۴۵ (الجامع الصغیر: ۹۴۱۰) ــــ رواہ العقیلی فی الضعفاء.

(لطائف ومعارف)

یہاں حدیث میں حمام سے مراد غسل خانہ ہے اور وہ حمام جو بازاروں میں نہانے کے لئے بنے ہوتے ہیں ان کی پوری عمارت میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے اسی طرح سے اگر اس میں کوئی شخص موجود ہو یا نہا رہا ہو تو اس کو سلام نہ کیا جائے اور ایسے ہی کسی شخص نے بلا وجہ مکمل یا کچھ حصہ ستر کا کھولا ہوا ہو یا قضائے حاجت کے لئے بیٹھا ہو اس کو بھی سلام کرنا ممنوع ہے۔ اسی طرح سے ایسی حالت والے کو بھی چاہئے کہ کسی اور شخص کو سلام کلام نہ کرے۔

## گفتگو

### ہر سنی ہوئی بات کہنا جھوٹے ہونے کیلئے کافی ہے

(حدیث ۷۴۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَاسَمِعَ—(م)عن ابی هريرة—(صح). (۷۴۶)

(ترجمہ) آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ ہر وہ بات بیان کرے جو اس نے سنی ہو۔

(لطائف ومعارف)

جب کوئی شخص ہر سنی ہوئی بات بیان کرے تو لامحالہ وہ جھوٹی بات بھی بیان کرے گا اور جھوٹ یہ ہے کہ کسی چیز کے متعلق کوئی خبر دی جائے حالانکہ وہ ویسی نہ ہو۔ اگرچہ اس کا جھوٹ بولنے کا ارادہ نہیں تھا اور اگر جان بوجھ کر جھوٹ بولے گا تو گناہ بھی ہوگا۔

اسی طرح سے سنی سنائی احادیث بیان کرنا جن کی تحقیق نہ ہو کہ یہ حضور ﷺ کی

---

۷۴۶ (الجامع الصغير: ۶۲۴۲) ـــ رواه مسلم فی مقدمة صحيحه (باب ۳ رقم ۵) عن ابی هريرة وابو داود فی الادب مرسلا 'مصنف ابن ابی شيبة (۸: ۴۰۸).

احادیث ہیں یا نہیں؟ یہ بھی درست نہیں۔ حضور ﷺ نے ایسے آدمی کو جھوٹا کہا ہے خصوصاً من گھڑت احادیث بیان کرنے میں خوب احتیاط ضروری ہے۔

## آپ ؐ کی بات ہر ایک کو سمجھ آجاتی تھی

(حدیث ۷۴۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ كَلَامُهُ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ (د) عن عائشة — (صح). (۷۴۷)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ کا کلام حق اور باطل کے درمیان فاصلہ کرنے والا تھا اور باطل سے جدا تھا اور ہر سننے والا آپ کی بات کو اچھی طرح سے سمجھ لیتا تھا۔

(لطائف ومعارف)

اور یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ حضور ﷺ کا کلام حروف اور کلمات کے مکمل اظہار کے ساتھ تھا اور آپ ؐ کے کلام میں وضاحت کلام کے ساتھ فصاحت بھی موجود تھی اسی لئے حضرت عمر فاروق ؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: آپ ؐ میں کیا خوبی ہے کہ آپ ہم سے زیادہ فصیح ہیں کیا آپ ہمارے قبیلہ کے نہیں؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت اسماعیل ؑ کی زبان تقریباً مٹ رہی تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور اس کی فصاحت کو مجھ پر تمام کردیا اور میں نے اس زبان کو یاد کرلیا۔

یہ بھی وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ فارس والوں سے فارسی میں بات کرتے تھے اور ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ ؓ سے فرمایا: "اشکمت درد"۔ (کیا تیرے پیٹ میں درد ہے) حافظ ابن قیم ؒ لکھتے ہیں: حضور ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح، سب سے زیادہ شیریں کلام اور روانی سے بولنے والے، مرغوب انداز سے کلام کرنے والے تھے۔ آپ ؐ کا کلام دلوں کو اپنی مٹھی میں لے لیتا تھا اور ارواح کو اپنی قید میں جس کی گواہی آپ ﷺ کے دشمنوں نے بھی دی، بہت سے علماء نے حضور ﷺ کے جامع اور مفرد اقوال زریں کو جمع کیا ہے جن کی تعداد کا شمار نہیں ہوسکتا۔

---

۷۴۷ (الجامع الصغیر: ۶۴۹۸) ـــ رواہ ابو داود (۴۸۳۹) کنز العمال (۱۸۴۳۳) والترمذی والنسائی فی یوم ولیلة. وقال الزین العراقی واسنادہ حسن.

## خاموشی کے فوائد

(حدیث ۷۴۸) حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَمَتَ نَجَا—(حم،ت)عن ابن عمرو—(ض).(۷۴۸)

(ترجمہ) جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جو شخص شر کی بات کہنے سے رک گیا اس نے قیامت کے دن عقاب اور عتاب سے نجات پائی۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث حضور ﷺ کے فصل خطاب، جوامع کلم اور جواہر حِکَم میں سے ہے جس کے تحت معانی اور مفاہیم کے سمندر بہتے ہیں۔ جن کو خواص علماء ہی جانتے ہیں اور وہ اس طرح سے کہ زبان کے بولنے میں عظیم خطرات ہیں اور اس کی آفات بہت ہیں جیسا کہ جھوٹ، غیبت، چغل خوری، ریاء، نفاق، فحش، مراء، اپنے نفس کے تزکیہ کا دعویٰ، باطل میں غور وخوض وغیرہ بھی زبان ہی سے سرزد ہوتے ہیں۔

خاموشی میں سلامتی ہے اور اس کے اور بھی کئی فوائد ہیں جیسا کہ آدمی کے خیالات محفوظ رہتے ہیں اور دائمی وقار حاصل ہوتا ہے، عبادت اور ذکر کے لئے ذہن فارغ ہوتا ہے اور دنیا میں گفتگو کے نتائج سے پریشانی نہیں ہوتی اور آخرت میں اس کے حساب کا ڈر نہیں ہوتا۔

## گفتگو میں احتیاط

(حدیث ۷۴۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۷۴۸ (الجامع الصغیر: ۸۸۱۹) ـــ سنن دارمی (۲۹۹۲) رواہ أحمد فی الزهد (۲:۱۵۹، ۱۷۷) والترمذی (۲۵۰۱) فتح الباری (۷:۱۵۱) وإسناده ضعیف وهو عند الطبرانی بسند جید قال ابن حجر رواته ثقات.

اِنَّ الرَّجُلَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ لَایَرٰی بِهَابَاْسًا یَهْوِیْ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا فِی النَّارِ۔(ت،ہ،ک)عن ابی هریرة. (۷۴۹)

(ترجمہ) آدمی کوئی ایسا کلمہ بولتا ہے جس (کے بولنے) میں وہ کوئی حرج نہیں سمجھتا (مگر) اس کی وجہ سے جہنم میں ستر سال (کی مسافت) کے برابر گر جاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

پس عقلمند آدمی کو چاہئے کہ وہ بولنے سے پہلے گفتگو کے مفہومات کو سمجھ کر وہی بات زبان سے نکالے جو اس کے حظوظ نفس اور اظہار صفات مدح وغیرہ کے زمرہ میں نہ آتی ہو۔

جو شخص اس حدیث پر مکمل ایمان رکھتا ہے وہ بول چال میں خدا سے ڈرتا ہے۔ حتی الامکان اس کی گفتگو کم ہو جاتی ہے۔ خصوصاً ان اوقات میں جن میں بات چیت سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ عشاء کی نماز کے بعد بولنے سے ہاں اگر خیر کی بات کے متعلق بولنا ہو تو یہ صورت اس سے مستثنیٰ ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ زبان کو اللہ کے ذکر کی کثرت، تلاوت کلام اللہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اس لئے کہ اس کے ساتھ اللہ کی طرف رہنمائی کی جائے اور جو کچھ دینی اور دنیاوی حاجات دل میں پیدا ہوں ان کا زبان سے اظہار کیا جائے لیکن جب تم نے اس کو اس مقصد کے علاوہ میں استعمال کیا تو تم نے زبان کی نعمت کی ناشکری کی، یہ زبان تیرے تمام اعضاء سے زیادہ غلبہ کرنے والا عضو ہے اور لوگ جہنم میں اسی کی وجہ سے ہی عموماً داخل ہوں گے پس تمہیں اس کو مغلوب رکھنا چاہئے تاکہ یہ تمہیں جہنم کے گڑھے میں نہ ڈال دے۔ اھ

حدیث میں ستر سال تک جہنم میں گرنے کا جو ذکر آیا ہے اس سے مراد طویل زمانہ تک گرنا ہے اور ستر سال سے مراد کثرت کی حد بندی نہیں۔

## اچھی اور بری صحبت اور گفتگو

(حدیث ۷۵۰) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت

۷۴۹ (الجامع الصغیر: ۱۹۸۳) ــــ رواہ الترمذی (۱۳۱۴) مسند احمد (۲: ۲۳۶، ۲۹۷) مجمع الزوائد (۸: ۹۵) وابن ماجة والحاکم.

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِنْ جَلِيْسِ السُّوْءِ ، وَالْجَلِيْسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِنَ الْوَحْدَةِ ، وَاِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنَ السُّكُوْتِ ، وَالسُّكُوْتُ خَيْرٌ مِنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ—(ک،هب)عن ابی ذر — (صح).(۷۵۰)

(ترجمہ) تنہائی برے ہمنشین سے بہتر ہے اور بہترین ہمنشین تنہائی سے بہتر ہے اور خیر کی بات لکھوانا (کراماً کاتبین کو) خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بری بات (کراماً کاتبین کو) لکھوانے سے بہتر ہے۔

۷۵۰ (الجامع الصغیر: ۹۶۶۶) ـــ رواه الحاكم فی المناقب والبيهقی فی الشعب قال الذهبی لم يصح ولا صححه الحاكم وقال ابن حجر سنده حسن لكن المحفوظ انه موقوف على ابی ذر اهـ ورواه ايضا ابوالشيخ والديلمی وابن عساكر فی تاريخه.

# کتاب اللباس

۱ - زیور
۲ - لباس
۳ - زیب وزینت
۴ - ننگ
۵ - بال
۶ - داڑھی
۷ - حجامت

# لباس

## سونا چاندی کا استعمال

(حدیث ۷۵۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيرُ لِإِنَاثِ أُمَّتِي ، وَحُرِّمَ عَنْ ذُكُورِهَا۔

(حم،ن) عن أبي موسى – (صح). (۷۵۱)

(ترجمہ) سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لئے حلال کر دیا گیا اور اس کے مردوں پر حرام۔

(لطائف ومعارف)

سونے سے مراد یہاں پر سونا پہننا ہے، مگر سونے کا استعمال کھانے پینے کے برتنوں وغیرہ میں مرد وعورت دونوں پر حرام ہے۔ اس کی حرمت میں مرد وعورت میں کوئی تفریق نہیں ہے۔

چاندی بھی اسی طرح سے سونے کے حکم میں ہے، اس کے برتنوں میں بھی کھانا پہننا مرد وعورت کیلئے حرام ہے۔ مرد صرف چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشہ کی پہن سکتا ہے۔

## چاندی کی انگوٹھی پہن سکتے ہو

(حدیث ۷۵۲) حضرت بریدہ بن عبداللہ اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا بات ہے میں تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں، تو اس نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا پھر آیا تو پیتل کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا بات ہے میں تم سے بت پرستی کی بدبو پاتا ہوں تو اس نے اس کو بھی پھینک دیا پھر آیا تو اس نے سونے

۷۵۱ (الجامع الصغیر: ۲۷۲) ــــ مسند احمد (۴: ۳۹۲، ۳۹۳) والنسائی (۸: ۱۶۱) مصنف عبدالرزاق (۱۹۹۳) والترمذی وقال حسن صحیح وصححه البغویؒ وغیرہ.

کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے کیا ہے کہ میں تم پر جنتیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّخِذْهُ مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالاً، یعنی الخاتم (۳) عن بریدة –(ح)(۷۵۲)

(ترجمہ) چاندی کی انگوٹھی لو اور اس کا وزن ایک مثقال سے کم رکھو۔

## اللہ اپنی مخلوق میں جمال کو پسند کرتا ہے

(حدیث ۷۵۳) حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابو امامہؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت جابر اور حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللهَ تَعَالٰی جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ –(م،ت) عن ابن مسعود (طب) عن ابی امامة (ک) عن ابن عمر ‘ابن عساکر عن جابر وعن ابن عمر –(صح). (۷۵۳)

(ترجمہ) (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہ تکبر میں سے ہے کہ میں کوئی خوبصورت سی پوشاک پہنوں تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:) اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اللہ تعالیٰ جمال مطلق کا مالک ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ ہر طرح کے جمال کا کون زیادہ حقدار ہوسکتا ہے جو کچھ بھی دنیا میں حسن و جمال موجود ہے سب اس کی کمال صنعت سے وجود میں آیا ہے۔ جمال ذات کا بھی وہی مالک ہے، جمال صفات کا بھی

---

۷۵۲ (الجامع الصغیر: ۱۰۵) ــــ رواه النسائی وابو داود والترمذی وابن حبان فی صحیحه حدیث حسن.

۷۵۳ (الجامع الصغیر: ۱۷۲۰) ــــ رواه مسلم (۱۴۷) والترمذی عن ابن مسعود والطبرانی فی الکبیر (۸: ۲۴۰، ۲۹۳) عن أبی أمامة والحاکم (۱: ۲۶) عن ابن عمر وابن عساکر عن جابر وعن ابن عمر. مشکوة (۵۱۰۸) تفسیر ابن کثیر (۶: ۲۶۹) درمنثور (۳: ۷۹، ۴: ۱۱۴) فتح الباری (۱۰: ۲۶۰) الکامل لابن عدی (۵: ۱۹۲۹).

اور جمال افعال کا بھی' اگر ذات خداوندی کے چہرہ پرنور کا حجاب نہ ہوتا تو اس کے چہرے کی جلالت' اس کی ہر ہر مخلوق کو جہاں جہاں تک وہ پہنچتی' جلا کر راکھ کر دیتی۔

اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی شکل میں بھی خوبصورتی اپنانے کو پسند کرتا ہے اور غیر اللہ کے سامنے اظہار حاجت میں کمی کو بھی پسند کرتا ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ وہ اپنی اسماء میں بھی کامل ہے اور اپنے صفات میں بھی' وہ ہر شکل میں کمال مطلق کا مالک ہے اور وہ اپنے اسماء صفات کو پسند کرتا ہے اور ان کے آثار کے ظہور کو اپنی مخلوق میں بھی پسند کرتا ہے کیونکہ یہ بھی اس کے لوازم کمالات میں سے ہیں' وہ طاق ہے طاق کو پسند کرتا ہے۔ وہ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے' وہ علیم ہے علماء کو پسند کرتا ہے۔ وہ سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے۔ وہ قوی ہے قوی کو پسند کرتا ہے۔ پس قوی مؤمن اللہ کے نزدیک ضعیف سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ وہ حیاء والا ہے' اہل حیاء واہل وفاء کو پسند کرتا ہے۔ وہ قدردان ہے وہ شکر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ سچا ہے سچوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ محسن ہے احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

## انبیاء کی پانچ سنتیں

(حدیث ۷۵۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَمْسٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ الْحَيَاءُ وَالْحِلْمُ، وَالْحِجَامَةُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالنِّكَاحُ — (طب) عن ابن عباس — (ح). (۷۵۴)

(ترجمہ) پانچ چیزیں (انبیاء اور) رسل کی سنتیں ہیں' حیاء' حلم' فصد لینا خوشبو لگانا اور نکاح کرنا۔

(لطائف ومعارف)

امام احمدؒ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن نکاح کی جگہ مسواک کا ذکر کیا ہے۔

---

۷۵۴ (الجامع الصغیر: ۳۹۵۹). رواہ الطبرانی فی الکبیر' (۱۱: ۱۸۶) قال الهیثمی فیه اسمٰعیل بن شیبة قال الذهبی واه وذکر له هذا الحدیث وغیره ورواه عنه أحمد ایضا لکنه قال: السواک بدل النکاح 'درمنثور (۱: ۱۱۳) التاریخ الکبیر للبخاری (۸: ۲۸) کنز العمال (۱۷۲۳۷' ۱۷۲۳۸)

## عمدہ لباس میں رہنا

(حدیث ۷۵۵) حضرت سہل بن حنظلیہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

أَحْسِنُوْا لِبَاسَكُمْ، وَاَصْلِحُوا رِحَالَكُمْ، حَتّٰى تَكُوْنُوْا كَاَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ – (ك) عن سهل بن الحنظلية – (صح). (۷۵۵)

(ترجمہ) اپنا لباس صاف ستھرا اور اپنی سواریوں کو درست رکھا کرو۔ حتی کہ تم ایسے ہو جاؤ کہ گویا لوگوں میں منفرد حیثیت رکھتے ہو۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اچھی حالت اور اچھی شکل میں رہو جب لوگوں کے سامنے آؤ تو وہ تمہیں دیکھ کر تمہاری عزت اور احترام واکرام کریں اور اگر ردی اور خسیس حالت میں رہو گے اور لوگوں کے سامنے آؤ گے تو لوگوں کی اور کفار کی نگاہ میں حقیر اور ذلیل سمجھے جاؤ گے، تم سے اہل جہالت وضلالت حقارت سے پیش آئیں گے۔ اس لئے لباس، عمامہ، ٹوپی، جوتے اور بدن کو صاف ستھرا رکھنا چاہئے لیکن مبالغہ نہیں کرنا چاہئے اور نہ مقابلہ اور خود پسندی میں مبتلا ہونا چاہئے۔

اس حدیث میں یہ بھی اشارہ ہے کہ ہر وہ چیز جو انسان کی قدر کو کم کرے خصوصاً آفیسروں اور علماء کو اس سے باز رہنا چاہئے۔

## سفید لباس پہنو

(حدیث ۷۵۶) حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِلْبَسُوا الثِّيَابَ الْبِيْضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ، وَكَفِّنُوا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ – (حم ت ن ه ك) عن سمرة (صح). (۷۵۶)

---

۷۵۵ (الجامع الصغير: ۲۵۷) جمع الجوامع للسيوطي (۷۰۶) مستدرک حاكم وهو حديث صحيح.

۷۵۶ (الجامع الصغير: ۱۵۶۳). رواه أحمد (۱: ۲۴۷، ۵: ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۷) طبراني في الكبير (۱۸: ۲۲۶) والترمذي والنسائي وابن ماجة والحاكم وقال على شرطهما واقره الذهبي وقال الترمذي حسن صحيح.

(ترجمہ) سفید لباس پہنا کرو کیونکہ یہ پاکیزہ اور پسندیدہ ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔

## زندوں اور مردوں کا بہترین لباس

(حدیث ۷۵۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ اَلْبِسُوْهَا اَحْيَاكُمْ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ۔

(قط) فی الافراد عن انس۔ (ح). (۷۵۷)

(ترجمہ) تمہارا بہترین لباس سفید لباس ہے اس کو اپنے زندوں کو پہنایا کرو اور اس میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔

(لطائف ومعارف)

امام ترمذیؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ورقہ (بن نوفل) کے بارے میں پوچھا تو ان سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: اس نے آپ کی تصدیق کی تھی اور آپ کی بعثت سے پہلے فوت ہوا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ اس پر سفید لباس ہے اگر وہ دوزخیوں میں سے ہوتا تو اس کا لباس ایسا نہ ہوتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کپڑوں کے رنگوں میں سے سب سے افضل سفید رنگ ہے۔

## لباس میں میانہ روی

(حدیث ۷۵۸) حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنِ الشُّهْرَتَيْنِ دِقَّةِ الثِّيَابِ وَغَلَظِهَا، وَلِيْنِهَا

۷۵۷ (الجامع الصغیر: ۴۰۶۱) رواه الدار قطنی فی الأفراد والحاکم عن عباس وصححه ابن القطان مسند احمد (۱: ۲۷۴، ۴۵۵) کنز العمال (۴۱۱۰۷).

وَخُشُوْنَتِهَا،وَطُوْلِهَا وَقَصَرِهَا؛ وَلٰكِنْ سَدَادٌ فِيمَا بَيْنَ ذٰلِكَ،وَا قْتِصَادٌ—(هب)عن ابی هريرة،وزيد بن ثابت— (ض). (۷۵۸)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے دو قسم کی شہرت کی چیزوں سے منع فرمایا: لباس کے باریک ہونے سے اور موٹا ہونے سے اور اس کے ملائم ہونے سے اور کھردرے ہونے سے اور اس کے لمبے ہونے سے اور چھوٹے ہونے سے ان دونوں حالتوں کے درمیان درمیان کا لباس ہونا چاہئے۔

## لباس پہنانے کا صدقہ اور ثواب

(حدیث ۷۵۹) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا اِلَّا كَانَ فِي حِفْظِ اللهِ تَعَالٰى مَادَامَ عَلَيْهِ مِنْهُ خِرْقَةٌ—(ت)عن ابن عباس—(ح). (۷۵۹)

(ترجمہ) جو مسلمان بھی کسی مسلمان کو کوئی کپڑا پہنائے گا تو یہ شخص اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا جب تک کہ اس کپڑے کا کوئی بھی ٹکڑا اس (مسلمان بھائی) پر رہے گا۔

(لطائف ومعارف)

بعض حضرات جو کہتے ہیں کہ دولت مندی فقر سے افضل ہے۔ وہ اس حدیث سے اس کی فضیلت پر استدلال کرتے ہیں کیونکہ نفع پہنچانا اور احسان کرنا اللہ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی بعض صفت سے موصوف ہونے کو دوسروں کے لئے پسند کرتا ہے، پس غنی کی صفت سخاوت کرنا ہے اس لئے وہ اس غنی کو پسند کرتا ہے جو سخاوت کرتا ہو۔

---

۷۵۸ (الجامع الصغير: ۹۴۰۳)___ رواه البيهقي في الشعب .

۷۵۹ (الجامع الصغير: ۸۱۰۱)___ رواه الترمذي في ابواب الحوض (۲۴۸۴) مشكوة (۱۹۲۰) كنز العمال (۴۴۶۰۳) وقال حسن غريب، رمز السيوطي لحسنه ورواه الحاكم عن ابن عباس ايضا وصححه وقال الحافظ العراقي فيه خالد بن طهمان ضعيف.

## فخر کیلئے لباس پہننا

(حدیث ۷۶۰) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ اَحَدٍ يَلْبَسُ ثَوْبًا لِيُبَاهِيَ بِهٖ فَيَنْظُرُ النَّاسُ اِلَيْهِ اِلَّا لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ حَتّٰى يَنْزِعَهٗ مَتٰى مَانَزَعَهٗ—(طب)عن ام سلمة—(ح)(۷۶۰)

(ترجمہ) جو شخص کوئی ایسا کپڑا پہنتا ہے جس سے وہ لوگوں پر فخر کرے اور لوگ اس کی طرف دیکھیں تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھیں گے حتیٰ کہ اس سے وہ خوش پوشی چھین لیں جب چاہیں۔

## سرخ لباس کا استعمال

(حدیث ۷۶۱) حضرت حسن بصریؒ سے مرسلاً مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحُمْرَةُ مِنْ زِيْنَةِ الشَّيْطَانِ—(عب)عن الحسن مرسلا—(ح)(۷۶۱)

(ترجمہ) سرخی شیطان کی زینت سے ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی شیطان اس کی ترغیب دیتا ہے اس کی دعوت دیتا ہے اور اس کو پسند کرتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ شیطان اس کو پہنتا ہے اور یہ مطلب بھی نہیں کہ شیطان اس سے زینت اختیار کرتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے مردوں کیلئے پیلے لباس سے منع کیا ہے۔

اور اسی طرح سے لوہے کی انگوٹھی پہننا شیطان کی پسندیدہ چیز ہے لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ لوہا دوزخیوں کا زیور ہوگا کیونکہ ان کو زیوروں کے مقابلہ میں بیڑیاں ہتھکڑیاں ڈالی جائیں

---

۷۶۰ (الجامع الصغیر: ۷۹۹۳) ___ مجمع الزوائد (۵:۳۵) کنز العمال (۴۱۱۶۸) رواه الطبرانی فی الکبیر وضعفه المنذری.

۷۶۱ (الجامع الصغیر: ۳۸۳۷) ___ رواه عبدالرزاق فی مصنفه (۱۹۹۷۵) وابن ابی شیبة فی مصنفه 'فتح الباری (۱۰:۳۰۶) کنز العمال (۴۱۱۶۲) وقال الحافظ فی الفتح ووصله ابن السکن.

گی۔یہی دوزخیوں کے زیور بنیں گی اور کسی قسم کا زیور نہیں ہوگا۔(کذا ذکرہ ابن قتیبہ)۔

بعض علماء نے اس حدیث سے سرخ لباس پہننے کو حرام قرار دیا ہے۔اکابر اسلاف کے اس میں سات قول ہیں۔پہلا قول یہ ہے کہ سرخ لباس مطلقاً جائز ہے دوسرا یہ کہ مطلقاً منع ہے تیسرا یہ کہ حقیقی سرخ لباس منع ہے اگر اس کو ہلکا سرخ رنگ دے دیا جائے تو حلال ہے چوتھا یہ ہے کہ سرخ لباس کو زینت اور شہرت کی خاطر پہننا مکروہ ہے جبکہ اس کو گھروں میں رہ کر پہننا جائز ہے پانچواں قول یہ ہے کہ جس کا تانا رنگا ہوا ہو اور بانا رنگا ہوا نہ ہو اس کا پہننا جائز ہے چھٹا قول یہ ہے کہ جس کپڑے کو پیلے رنگ سے رنگا جائے وہ حرام ہے ساتواں قول یہ ہے کہ وہ کپڑا حرام ہے جو کل کا کل سرخ رنگ سے رنگا گیا ہو نا کہ وہ جس میں دوسرے رنگ بھی ہوں۔

جہاں سرخ رنگ کے کپڑے یا پیلے رنگ کے کپڑے کافروں یا فاسقوں کا شعار ہوں وہاں تو سرخ کپڑے بالکل نہ پہنے جائیں جیسے ہندو مت میں اور بدھ مت میں یا جوگیوں کا لباس سرخ رنگ کا ہوتا ہے تو ان کے ساتھ تشبیہ کی وجہ سے اس رنگ کے کپڑے پہننا ممنوع ہے اور جہاں یہ تشابہ نہ ہو وہاں بھی احتیاط کرنی چاہئے۔ہاں اگر کئی رنگوں پر مشتمل لباس ہو تو کوئی حرج نہیں جیسے لنگی وغیرہ۔

## چیتے وغیرہ کی کھال پر بیٹھنا

(حدیث ۷۶۲) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنِ الرُّكُوْبِ عَلٰى جُلُوْدِ النِّمَارِ—(د،ن)عن معاوية—(صح).(۷۶۲)

(ترجمہ) جناب نبی کریم ﷺ نے چیتوں کے چمڑوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

(لطائف ومعارف)

یعنی چیتے اور شیر وغیرہ خونخوار جانوروں کے چمڑے کو خشک کر کے قالین اور نشست کے لئے استعمال کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں تکبر اور زینت ہے یا اس لئے کہ

۷۶۲ (الجامع الصغیر: ۹۳۹۱) ــــ رواہ ابو داؤد والنسائی طبرانی فی الکبیر (۱۹:۳۵۵)

یہ عجمیوں کے بیٹھنے کی شکل ہے۔ وغیر ذلک۔

## تہبند نصف پنڈلیوں تک باندھا جائے

(حدیث ۷۶۳) حضرت ابوہریرہؓ حضرت ابوسعیدؓ حضرت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ اِلٰی اَنْصَافِ سَاقَیْهِ—(ن)عن ابی هریرة، وابی سعد وابن عمر، والضیاء عن انس(صح). (۷۶۳)

(ترجمہ) مؤمن کا تہبند اس کی پنڈلیوں کے درمیان تک ہونا چاہئے۔

(لطائف ومعارف)

اگر کوئی شخص اپنے تہبند (شلوار، چادر، پینٹ) کو تکبر کی نیت سے ٹخنوں سے نیچے کرے گا تو یہ حرام اور جہنم کی سزا کے لائق ہوگا۔

علامہ قسطلانی نے قمیص کی آستین کو بھی اس میں شامل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عادت سے زائد آستین کو تکبر کی نیت سے بڑھانا حرام ہے اور علامہ فاکہیؒ فرماتے ہیں کہ جو حضرات تکبر کی غرض سے پگڑی کو بڑا کرتے اور بڑھاتے ہیں یا اپنے لباس اور آستینوں کو وسیع کرتے ہیں یا لمبا اور اونچا کرتے ہیں وہ اس حدیث سے بے خبر ہیں اور انہوں نے علم سے اللہ کی رضا جوئی کا قصد نہیں کیا۔

اگر کوئی شخص اپنا تہبند ٹخنوں سے اوپر اوپر تک باندھے گا تو یہ جائز ہے لیکن احتیاط کی غرض سے اتنا اونچا باندھا جائے کہ ٹخنوں سے کسی حالت میں نیچے نہ ہو۔

## ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکانا حرام ہے

(حدیث ۷۶۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۷۶۳ (الجامع الصغیر: ۹۵۹) ــــ رواه النسائی مشکوة (۴۳۳۱) تاریخ دمشق لابن عساکر (۴: ۲۵۵) عن ابی هریرة وابی سعید وابن عمر والضیاء عن انس وابو داود ..... طبرانی فی الکبیر (۱۲: ۴۱) وابن ماجة (۳۵۷۳) وقال النووی اسناده صحیح.

اِذَاصَلَّیْتُمْ فَارْفَعُوْا سَبَلَکُمْ فَاِنَّ کُلَّ شَیْءٍ اَصَابَ الْاَرْضِ مِنْ سَبَلِکُمْ فَهُوَفِی النَّارِ—(تخ 'طب'هب)عن ابن عباس—(ح)(۷۶۴)

(ترجمہ) جب نماز پڑھو تو اپنے کپڑے ٹخنوں سے اونچے کرلیا کرو کیونکہ جو چیز بھی تمہارے لباس کی زمین کو لگے گی وہ جہنم میں لے جانے کا سبب بنے گی۔

(لطائف ومعارف)

جب کہ اس لباس کو بطور فخر اور تکبر کے لٹکایا ہو اور اگر بغیر تکبر کے اس طرح سے لٹکا کر شلوار اور چادر باندھنے کی عادت ہو تو یہ متکبرین کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کی وجہ سے ممنوع ہے مردوں کو چاہئے کہ وہ اپنے تہبند ٹخنوں سے اوپر رکھیں۔

خواتین اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔وہ اپنے کپڑوں کو اتنا لٹکائیں کہ ان کے پاؤں چھپ جائیں اور گندگی بھی نہ لگے۔

## لباس کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے کی نماز

(حدیث ۷۶۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَا یَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ اِزَارَهٗ—(د)عن ابی هریرة —(صح).(۷۶۵)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کسی ایسے آدمی کی نماز کو قبول نہیں کرتے جس نے اپنے تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکا رکھا ہو۔

---

۷۶۴ (الجامع الصغیر: ۷۳۳) ـــ رواه البخاری فی التاریخ الکبیر (۶: ۴۰۱) مجمع الزوائد (۲: ۵۰) والطبرانی فی المعجم الکبیر الکامل لابن عدی (۵: ۱۸۹۱) والبیهقی فی شعب الایمان قال الهیثمی فیه عیسی بن قرطاس ضعیف جدا ونحوه فی المطامح وفی المیزان عن النسائی متروک وعن العقیلی من غلاة الرفض ورمز السیوطی لحسنه انما هو لاعتضاده.

۷۶۵ (الجامع الصغیر: ۱۸۲۷) ـــ رواه ابو داود فی الصلوٰة واللباس (۸۳) سنن کبری للبیهقی (۲: ۲۴۱) قال النووی فی ریاض الصالحین اسناده صحیح علی شرط مسلم لکن اعله المنذری فقال فیه ابوجعفر رجل من المدینة لایعرف.

(لطائف ومعارف)

تہبند سے مراد قمیص، عباء اور شلوار سب ہیں۔ مرد کے لئے حکم یہی ہے کہ وہ ان کو ہروقت ٹخنوں سے اوپر رکھے۔ خصوصاً نماز میں اگر ایسا نہ کیا اور نماز پڑھ لی تو ایسی نماز مکروہ تحریمی ہوگی کیونکہ نماز حالت تواضع ہے اور لباس کو ٹخنوں سے نیچے رکھنا حالت تکبر اور تکبر وتواضع دونوں یکجا نہیں ہوسکتے۔

عام طور پر نمازیوں میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ ان کے پائنچے ٹخنوں سے نیچے ہوتے ہیں وہ اس حدیث کو ہروقت اپنے مدنظر رکھیں تاکہ ان کی نمازیں درست ہوسکیں۔

## اپنی عورتوں کو زیادہ ملبوسات اور زینت نہ دو

(حدیث ۷۶۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِسْتَعِیْنُوا عَلَی النِّسَاءِ بِالْعُرْیِ ، فَاِنَّ اِحْدٰهُنَّ اِذَا کَثُرَتْ ثِیَابُهَا وَاَحْسَنَتْ زِیْنَتَهَا اَعْجَبَهَا الْخُرُوْجُ—(عد)عن انس—(ض)(۷۶۶)

(ترجمہ) (جو عورتیں تمہاری زوجیت میں یا قرابت میں ہوں) ان کو زیادہ لباس وزینت نہ دو کیونکہ جب ان میں سے کسی کے پاس اس کے ملبوسات کی کثرت ہوجائے اور اچھی زیب وزینت ہوجائے تو وہ باہر نکلنے کو پسند کرتی ہے۔

(لطائف ومعارف)

آج کل یہ وباء عام ہے کہ مسلمانوں کی عورتیں زیب وزینت کر کے بازاروں میں اور شادی بیاہ کے مواقع میں نکلتی ہیں جہاں نامحرموں سے کثرت سے اختلاط ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد آج سے چودہ صدی پہلے فرمایا تھا: جبکہ اس وقت عورتوں کی یہ حالت نہ تھی جو آج ہے، آج کوئی عورت بغیر فیشن کے باہر نہیں نکلتی اور ٹیلی

---

۷۶۶ (الجامع الصغیر: ۹۸۸) ـــ رواہ ابن عدی (۱:۳۰۷) واوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات من حدیث ابن عدی وحکم علیه بالوضع وقال اسماعیل وزکریا متروکان وتعقبه السیوطی بان له شاهدا ورواه الهیثمی والطبرانی فی الاوسط عن شیخه موسی بن زکریا قال الهیثمی وهو ضعیف. مجمع الزوائد (۵:۱۳۸).

ویژن اور دیگر مخرب اخلاق ماحول نے عموماً مسلمانوں کے اَخلاق خراب کردئے ہیں۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی خواتین کو اتنا عیش نہ دیں کہ ایسے فتنے پیدا ہوں اور ایسے خرابات وجود میں آئیں۔

## عورت کیلئے شلوار پہننا زیادہ بہتر ہے

(حدیث ۷۶۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن طریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ:

رَحِمَ اللّٰهُ الْمُتَسَرْوِلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ۔(قط)فی الافراد (ک)فی تاریخه(هب)عن ابی هریرة(خط) فی المتفق والمفترق عن سعد بن طریف(عق) عن مجاهد بلا غا.(۷۶۷)

(ترجمہ) (ایک عورت اپنی سواری کے جانور سے گر پڑی اور کپڑا ہٹ گیا اور حضور ﷺ قریب میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے منہ پھیر لیا تو آپؐ سے عرض کیا گیا اس نے شلوار پہن رکھی ہے تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:) اللہ تعالیٰ عورتوں میں سے ان عورتوں پر رحمت فرمائے جو شلواریں پہنتی ہیں۔

(لطائف ومعارف)

عورتوں کے لئے شلواریں پہننا سنت مؤکدہ ہے۔ اس سے تا حدِ امکان ان کے ستر کی حفاظت ہوتی ہے۔

## مرد عورت کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا قابل لعنت ہے

(حدیث ۷۶۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۷۶۷ (الجامع الصغیر: ۴۴۲۰) ــــ رواه الدار قطنی فی الافراد والحاکم فی التاریخ والبیهقی فی الشعب عن ابی هریرة والخطیب فی المتفق والمفترق عن سعد بن طریف یقال له صحبته وله هذا الحدیث والعقیلی فی الضعفاء عن مجاهد بلاغا. اللآلی المصنوعة للسیوطی (۲: ۱۴۰) الموضوعات لابن جوزی (۳: ۴۶) کنز العمال (۴۵۱۴۱).

لَعَنَ اللّٰهُ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لُبْسَةَ الْمَرْاَةِ،وَالْمَرْاَةَ تَلْبَسُ لُبْسَةَ الرَّجُلِ-
(د،ک)عن ابی هريرة-(صح).(۷۶۸)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس آدمی پر لعنت کرتا ہے جو عورت والا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت کرتا ہے جو مرد والا لباس پہنے۔

(لطائف ومعارف)

بعض عورتیں اپنے سر کے بال ایسے کٹواتی ہیں کہ پتہ نہیں چلتا کہ مرد جا رہا ہے یا عورت اور اسی طرح سے بعض مرد عورتوں کی طرح بڑے بڑے بال رکھ لیتے ہیں یہ کام بھی گناہ ہے۔ مرد کے لئے ایسا لباس پہننا جس میں عورت کے لباس سے تشبیہ ہو یہ بھی کبیرہ گناہ ہے اور عورت کے لئے ایسا لباس پہننا جیسے مرد پہنتے ہیں یہ بھی کبیرہ گناہ ہے گھر میں بھی اور گھر سے باہر بھی لباس میں احتیاط ضروری ہے اور مردوں کی طرح ننگے سر عورتوں کا پھرنا یہ بھی مردوں کی مشابہت کے اعتبار سے کبیرہ گناہ اور حرام ہے۔

## مرد عورت کا باہمی شباہت اختیار کرنا قابل لعنت ہے

(حدیث ۷۶۹)

لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ،وَالْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ-(حم،د،ت،ہ) عن ابن عباس-(صح).(۷۶۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر بھی لعنت کرتے ہیں جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان مردوں پر بھی جو عورتوں سے مشابہت اختیار کریں۔

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا جب آپؐ نے ایک عورت کو اپنے سامنے

---

۷۶۸ (الجامع الصغیر: ۷۲۵۷)__ رواه ابو داود (۴۰۹۸) مسند احمد (۲: ۳۲۵) فتح الباری (۱۰: ۲۶۳) واقره الذهبی فی التلخیص وقال فی الکبائر إسناده صحیح وقال النووی فی ریاض الصالحین إسناد صحیح.

۷۶۹ (الجامع الصغیر: ۷۲۶۵)__ رواه أحمد (۱: ۳۳۹) مجمع الزوائد (۸: ۱۰۳) کنز العمال (۴۵۰۲۰) مشکوة (۴۴۲۹) وابو داود والترمذی وابن ماجة بل رواه البخاری فی صحیحه فی اللباس بتاخیر الجملة الأولیٰ وتقدیم الجملة الثانیة.

گزرتے ہوئے دیکھا جس نے اپنے گلے میں کمان لٹکا رکھی تھی۔

ابن جریرؒ فرماتے ہیں: پس مرد پر حرام ہے کہ وہ دوپٹہ اوڑھے یا پازیب پہنے یا ہار وغیرہ پہنے اور عورتوں کے انداز میں بات کرے۔ اسی طرح سے عورت کو بھی مرد کے خاص صفات میں مشابہت اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ اس لئے یہ دونوں مرد اور عورت ایک دوسرے کی مشابہت اختیار نہ کریں نہ شکل میں نہ صفات میں نہ حرکات وغیرہ میں۔

## بقدرِ مجبوری روٹی، کپڑا، مکان معاف ہے

(حدیث ۷۷۰) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِيْمَا سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُوَارِيْ عَوْرَتَهُ، وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ۔ (ت، ک) عن عثمان۔ (صح). (۷۷۰)

(ترجمہ) ان تین خصلتوں کے علاوہ آدمی کا کوئی حق نہیں۔ (۱) گھر جس میں (بقدرِ ضرورت) رہائش کر سکے۔ (۲) وہ کپڑا جس سے وہ اپنا ننگ چھپا سکے (۳) اور روٹی کا ٹکڑا (جس سے جان بچا سکے) اور پانی (جس سے پیاس بجھا سکے)۔ (لطائف ومعارف)

علماء نے لکھا ہے کہ اس قدر روٹی جس کا حساب نہیں ہوگا وہ وہ ہے جو بغیر سالن کے ہو اور بعض نے کہا ہے خشک روٹی کا ٹکڑا مراد ہے۔

اور ان تین چار چیزوں کے علاوہ باقی جتنی چیزوں کو بھی آدمی استعمال کرے گا قیامت کے دن اس کا حساب لیا جائے گا وہ کہاں سے حاصل کی تھیں؟ حلال طریقہ سے حاصل کی تھیں یا حرام سے اور ان کا شکر ادا کیا تھا یا نہیں وغیر ذلک۔

---

۷۷۰ (الجامع الصغیر: ۷۶۶۱) ــــ رواه الترمذی فی الزهد والحاکم فی الرقائق وقال الترمذی حسن صحیح وقال الحاکم صحیح وأقره الذهبی اتحاف السادة (۹: ۳۰۱).

# ننگ

## مرد کے ننگ کی حدود

(حدیث ۷۷۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَابَيْنَ سُرَّتِهٖ اِلٰى رُكْبَتِهٖ—(سمویه عن ابی سعید — (ح). (۷۷۱)

(ترجمہ) مؤمن کا ننگ اس کی ناف سے لے کر اس کے گھٹنوں تک ہے۔

(لطائف ومعارف)

مرد کا ننگ اس کے ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے ناف ننگ سے خارج ہے لیکن گھٹنے ننگ میں داخل ہیں۔

عورت کا ننگ اس کا پورا جسم ہے۔ لیکن اس میں عورت کا چہرہ اور پاؤں اور ہاتھ داخل نہیں ہیں مگر آج کے فتنوں کے دور میں اس کو اپنے گھر میں رہنا چاہئے اور اگر باامر مجبوری گھر سے نکلے تو پردہ کر کے نکلے۔

اور عورت کا ننگ عورت کے لئے اتنا ہی ہے جتنا مرد کا مرد کے لئے۔

## رانیں بھی ننگ میں داخل ہیں

(حدیث ۷۷۲) حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ حضرت معمرؓ کے پاس سے گزرے جن کی رانیں کھلی ہوئی تھیں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

غَطِّ فَخِذَكَ فَاِنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ—(ک)عن محمد بن عبدالله بن

---

۷۷۱ (الجامع الصغیر: ۵۶۴۱)— رواه سمویه والحارث فی مسنده وفیه مقال کنز العمال (۱۹۱۰۰)

جحش—(صحح). (۷۷۲)

(ترجمہ) اپنی ران کو ڈھانپ لے کیونکہ ران بھی ننگ ہے۔

(لطائف ومعارف)

رانوں کو اس لئے ننگ میں شمار کیا گیا ہے کہ ان کے کھولنے سے قباحت معلوم ہوتی ہے اور آنکھوں کو دیکھنے میں شرم آتی ہے۔ اس لئے مرد کا مرد کی رانوں کو دیکھنا بھی حرام ہے اور مرد کا ننگ ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے، چاہے وہ آدمی کا محرم ہی کیوں نہ ہو اور چاہے فتنہ اور شہوت کا بھی خوف نہ ہو۔ اس لئے ننگے بدن پہلوانوں کی کشتیاں دیکھنا بھی حرام ہیں۔

## بلاضرورت ننگ کھولنا منع ہے

(حدیث ۷۷۳) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

نُهِيتُ عَنِ التَّعَرِّيْ—الطيالسى عن ابن عباس—(صحح). (۷۷۳)

(ترجمہ) میں (بلا حاجت اپنا) ستر کھولنے سے منع کیا گیا ہوں۔

(لطائف ومعارف)

معجم طبرانی میں حضرت ابن عباسؓ سے بسند ضعیف مروی ہے کہ سب سے پہلا حکم جو حضورؐ کی طرف وحی کیا گیا تھا وہ یہی تھا کہ بلاضرورت اپنا ستر نہیں کھولنا۔ چنانچہ اس کے بعد آپ ﷺ کا ستر نہیں دیکھا گیا۔

لہٰذا قضائے حاجت اور عند الجماع بقدرِ ضرورت ننگ کھولنا درست ہے اور غسل میں کپڑا باندھنا بہتر ہے۔ ہاں اگر پردہ کی جگہ ہو تو بغیر کپڑے کے بھی غسل کیا جا سکتا ہے لیکن جب کسی بھی موقع پر ستر کھولنے کی ضرورت ہو تو یہ دعا پڑھ لی جائے:۔

بِسْمِ اللهِ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ.

---

۷۷۲ (الجامع الصغير: ۵۷۷۰) ـــ رواه الحاكم فى اللباس (۴: ۱۸۱) مسند احمد (۱: ۲۷۵) مشكل الآثار (۲: ۲۸۶)

۷۷۳ (الجامع الصغير: ۹۲۸۷) ـــ رواه ابو داود الطيالسى فى مسنده ورمز السيوطى لصحته وفيه عمرو بن ثابت وهو ابن ابى المقدام اورده الذهبى فى الضعفاء

اس کے پڑھنے سے ایک قسم کا پردہ ہو جائے گا کہ پھر اس کے ننگ کو کوئی جن یا فرشتہ نہیں دیکھ سکے گا۔ (لقط المرجان فی أحکام الجان للسیوطی) بلکہ ننگ کھولنے سے جو جنات کی ایذاء اور شر کا خطرہ ہوتا ہے وہ بھی اس دعا کے پردہ ہو جانے کی وجہ سے دور ہو جائے گا۔

## پانی میں بغیر تہبند کے داخل نہ ہوں

(حدیث ۷۷۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى اَنْ يَدْخُلَ الْمَاءَ اِلَّا بِمِئْزَرٍ۔ (ک) عن جابر۔ (صح) (۷۷۴)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے منع کیا ہے کہ آدمی پانی میں داخل ہو مگر یہ کہ تہبند باندھا ہوا ہو۔

(یعنی اگر کوئی شخص نہر، دریا وغیرہ کے پانی میں نہانے کے لئے یا کسی اور کام کے لئے داخل ہو تو اس کو چاہئے کہ کوئی ایسا کپڑا باندھ لے جس سے اس کا ننگ ظاہر نہ ہو۔ یعنی وہ کپڑا نہ باریک ہو نہ تنگ ہو اور نہ ہی چھوٹا ہو کہ اس سے ستر پوشی نہ ہو سکے۔

آج کل بہت سے گھروں میں غسل خانہ میں نہانے کے ٹب لگے ہوئے ہیں ان میں بھی کپڑا پہن کر نہانا چاہئے لیکن اس ٹب میں نہانے والے اس مسئلہ کو خاص طور پر یاد رکھیں کہ اگر حالت جنابت میں اس پانی میں داخل ہوئے اور اس میں غوطہ لینے کے بعد یا جسم پر پانی پھیرنے کے بعد نکل آئے اور کپڑے پہن لئے، ان کے کپڑے بھی نجس ہو جائیں گے اور نماز بھی نہیں ہوگی کیونکہ حالت جنابت میں ٹب میں داخل ہونے سے ٹب کا پانی نجس ہو جاتا ہے، اس لئے ٹب میں نہانے والے کو چاہئے کہ وہ ٹب سے نکلنے کے بعد اپنے پورے جسم پر اس طرح سے تازہ پانی بہادے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے بلکہ جسم کے ہر عضو سے وہ ٹب کی نجاست والا پانی دھل کر جسم پاک ہو جائے۔ ویسے ایسی حالت میں ٹب کے پانی کے پلید ہو جانے کے بعد اس میں بیٹھنا اور نہانا بھی بری

---

۷۷۴ (الجامع الصغیر: ۹۳۷۳) ــــ رواہ الحاکم فی الطهارة (۱: ۱۹۲) وقال علی شرطهما واقره الذهبی فی التلخیص لکنه ضعفه فی المیزان عده من مناکیر حماد بن شریب الحمانی، الکامل لابن عدی (۵: ۲۰۶)

چیز ہے، بہتر یہی ہے کہ جنابت کے غسل کے لئے ٹب کو استعمال ہی نہ کیا جائے اور جن لوگوں کے گھروں میں یہ ٹب لگے ہوئے ہیں اور ٹب میں نہاتے ہوں تو یہ مسئلہ ان سب کو بتانا چاہئے تاکہ ان کی نمازیں اور کپڑے خراب نہ ہوں۔

## چادر والے کیلئے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹنا

(حدیث ۷۷۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

نَهٰى اَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ۔(حم)عن ابی سعید.(۷۷۵)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے اس سے منع کیا ہے کہ آدمی اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھے جبکہ وہ پشت کے بل لیٹا ہوا ہو۔

(لطائف ومعارف)

یہ ممانعت اس وقت ہے جب آدمی نے چادر باندھی ہوئی ہو اگر ننگ کے کھلنے کا خطرہ ہو تو ٹانگ پر ٹانگ رکھنا حرام ہے ورنہ ممانعت تنزیہی ہے اور آنحضرت ﷺ نے مسجد نبوی میں ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر جو عمل کا اظہار کیا تھا وہ ضرورت یا بیانِ جواز کیلئے تھا۔

کسی شخص نے شلوار یا اس طرح کا کوئی اور کپڑا پہن رکھا ہو جس سے ستر نہ کھلے تو ٹانگ پر ٹانگ رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

# بال - داڑھی - حجامت

## فطرت کے کام

(حدیث ۷۷۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

---

۷۷۵ (الجامع الصغیر: ۹۳۷۲) ــــ رواہ أحمد والطبرانی وھو حدیث صحیح لما قال الھیثمی رجالہ ثقات وخرجہ مسلم (۴۸۶۵) والبخاری فی اللباس باللفظ المذکور لکنہ قال یرفع بدل یضع وابو داود فی الأدب والترمذی فی الإستئذان. تاریخ بغداد للخطیب (۲: ۳۹۱).

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ اَلْخِتَانُ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْاِبِطِ۔(حم،ق)عن ابی هريرة۔ (صح)(۷۷۶)

(ترجمہ) پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں: (۱) ختنہ کرنا (۲) زیر ناف بال مونڈنا (۳) مونچھیں منڈانا (۴) ناخن کاٹنا (۵) بغلوں کے بال اکھیڑنا

(لطائف ومعارف)

فطرت کا معنی خلقت' جبلت اور عادت کا ہے یعنی قدیم سے انبیاء کرامؑ کی سنت ہے کہ وہ یہ کام کرتے تھے اور شریعتیں اس پر متفق ہیں۔

## حجامت کی بعض تفصیلات

(حدیث ۷۷۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَصُّ الظُّفْرِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَالْغُسْلُ وَالطِّيْبُ وَاللِّبَاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔(التيمی فی مسلسلاته۔ (فر)عن علی۔(ض). (۷۷۷)

(ترجمہ) ناخن کاٹنا' بغلوں کے بال اکھیڑنا' زیر ناف بال مونڈنا' جمعرات کے دن چاہئے اور غسل کرنا' خوشبو لگانا اور لباس پہننا جمعہ کے دن چاہئے۔

(لطائف ومعارف)

بعض احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جس وقت بھی ناخن کاٹو' بغلوں

---

۷۷۶ (الجامع الصغير: ۳۹۵۳) ـــ رواه أحمد (۲: ۲۲۹) والبخاری ومسلم والترمذی (۲۷۵۶) والنسائی (۱: ۱۴) ابن ماجة (۲۹۲) مصنف عبدالرزاق (۲۰۲۴۳) مصنف ابن ابی شيبة (۱: ۱۹۵)

۷۷۷ (الجامع الصغير: ۶۱۳۰) ـــ رواه ابوالقاسم اسمٰعيل بن محمد بن الفضل فی مسلسلاته) والديلمی فی الفردوس وسنده ضعيف 'كنز العمال (۱۷۲۴۰) الطب النبوی للذهبی (۱۵۸)

کے بال اکھیڑو یا زیر ناف بال لو سنت پر ہی عمل ہوگا۔ اس کا کسی ایک دن کے ساتھ ضابطہ نہیں ہے بلکہ جب حاجت ہو اس وقت کاٹ سکتے ہو۔ ایک حدیث میں زیادہ سے زیادہ مدت ان کاموں کی چالیس دن تک آئی ہے کہ حضور ﷺ ہر چالیسویں دن یہ کام کرتے تھے اور بعض میں ہر ہفتہ میں حضور کا یہ عمل مذکور ہے۔ ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ چالیس دن والی حدیث میں اکثر مدت کا ذکر ہے اور ہفتہ والی میں اقل مدت کا ذکر ہے۔

امام بیہقی نے اپنی سنن کبری میں حضرت ابو جعفر سے مرسلاً روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو پسند تھا کہ وہ اپنی مونچھوں اور اپنے ناخنوں کو جمعہ کے دن کاٹتے تھے اور اس حدیث میں مذکور ہے کہ جمعرات کے دن کاٹنا چاہئے اور یہ حدیث احادیث مسلسلہ میں سے ہے۔ علامہ عبدالرؤف مناویؒ تک بھی یہ حدیث مسلسل مروی ہے چنانچہ آپؒ لکھتے ہیں: مجھے یہ حدیث میرے والد نے بیان کی اور میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنے ناخن جمعرات کے دن قلم کر رہے تھے اور انہوں نے روایت کی کہ میں نے یہ حدیث شیخ معاذ سے سنی اور میں نے انہیں دیکھا کہ جمعرات کو قلم کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اپنے استاذ شیخ الاسلام یحییٰ المناوی نے روایت بیان کی اور میں نے ان کو دیکھا کہ وہ جمعرات کے دن اپنے ناخن قلم کر رہے تھے۔ اسی طرح سے یہ روایت بھی محدثین نے مسلسل نیچے تک اپنے شاگردوں کو بیان کی اور اپنے عمل کا تسلسل بھی قائم رکھا۔

ابن قدامہ حنبلیؒ نے اپنی کتاب المغنی میں لکھا ہے کہ ناخن کاٹنے کے بعد اپنی انگلیوں کے سروں کو دھونا بھی مسنون ہے۔

لیکن حالت احرام میں ناخن کاٹنا جائز نہیں۔ اسی طرح سے اس شخص کے لئے بھی جو قربانی کا ارادہ کرتا ہے وہ بھی عشرۂ ذی الحجہ میں ناخن نہ کاٹے اور حالت موت میں بھی ناخن نہ کاٹے جائیں اور نہ موت کے بعد جیسا کہ بعض علاقوں میں رواج ہے کہ مردہ کی موت کے بعد حجامت کرتے ہیں اور ناخن کاٹتے ہیں یہ درست نہیں ہے اور احناف کی کتاب محیط میں ہے کہ حالت جنگ میں بھی ناخن نہ کاٹے جائیں۔

بغلوں کے بال اکھیڑنا مستحب ہے اور ان کو استرے سے مونڈنے یا پاؤڈر سے

صاف کرنے سے بھی سنت حاصل ہو جاتی ہے لیکن اکھیڑنا اولیٰ ہے کیونکہ بغل بدبو کی جگہ ہے اور بالوں کے اکھیڑنے سے یہ جگہ ضعیف ہو جاتی ہے اور بدبو کی جسامت رکیک ہو کر بدبو کو خفیف کر دیتی ہے۔

مرد کی دونوں شرمگاہوں کے اردگرد جو بال ہیں ان سب کا صاف کرنا مسنون ہے اور یہ سنت کاٹنے' مونڈنے' اکھیڑنے اور پاؤڈر سے صاف کرنے سے حاصل ہو جاتی ہے لیکن بغل کے بالوں کو اکھیڑنا افضل ہے اور زیر ناف بالوں کو مونڈنا افضل ہے اور عورت کے لئے اکھیڑنا افضل ہے۔

زیر ناف بالوں کا مونڈنا بطور نظافت کے ہے جن کو آدمی عادتاً اچھا نہیں سمجھتا اور زوجین کے لئے حسن پیدا کرتا ہے' عورت کے لئے تو یہ عمل زیادہ مؤکد ہے۔

مونچھیں کاٹنے' ناخن کاٹنے' بغلوں کے صاف کرنے اور زیر ناف بال مونڈنے کو چالیس دن سے زیادہ موخر نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ ابوداود شریف کی حدیث میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ہمارے لئے مونچھیں کاٹنے' ناخن قلم کرنے' بغلوں کے بال اکھیڑنے اور زیر ناف بال مونڈنے کا وقت مقرر کیا تھا کہ ہم ان کو چالیس راتوں سے زیادہ نہ چھوڑیں چالیس دن چھوڑنے کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے ہر جمعہ کو اس کا عمل مستحب ہے اگر کوئی نہ کر سکے تو چالیس دن سے زیادہ کیلئے نہ چھوڑے۔

## بالوں کا اکرام

(حدیث ۷۷۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَکْرِمُوا الشَّعَرَ – البزار عن عائشة (ض). (۷۷۸)

(ترجمہ) بالوں کی عزت کرو۔

---

۷۷۸ (الجامع الصغیر: ۱۴۳۰) ـــ رواه البزار فی مسنده' مجمع الزوائد للهیثمی (۵: ۱۶۴) وقال الهیثمی فیه خالد بن الیاس وهو متروک ورواه ایضا ابونعیم والدیلمی وفیه خالد بن الیاس قال الذهبی فی الضعفاء ترک ولیس بالساقط. کنز العمال (۱۷۷۱۷) تاریخ واسط (۲۷۰)

(لطائف ومعارف)

حدیث شریف کا یہ امر استحبابی ہے' حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سر اور داڑھی کے بالوں کو کنگھا کیا کرو اور ان کو تیل لگایا کرو اور بغلوں اور زیر ناف کے بال زائل کیا کرو۔

## سفید بال مومن کا نور ہیں

(حدیث ۷۷۹) حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ-(ت،ن،ه)عن ابن عمرو-(ح). (۷۷۹)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے (داڑھی اور سر وغیرہ کے) سفید بال اکھیڑنے سے منع کیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ سفید بال نور اور وقار ہیں اور اس سے بے رغبتی نور سے بے رغبتی ہے۔

اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ سفید بال مسلمان کا نور ہیں۔

امام ابوداود نے اس حدیث کو اس طرح سے نقل کیا ہے:

لاتنتفوا الشيب فانه نور يوم القيامة وفى رواية له فإنه نور المومن.

(ترجمہ) سفید بال مت اکھیڑو کیونکہ یہ قیامت کے دن نور ہوں گے اور ایک روایت میں ابوداود میں ہے کہ یہ مومن کا نور ہے۔

آج کل لوگ سفید بالوں کو معیوب سمجھتے ہیں' تھوڑے ہوں تو اکھیڑنے کی کوشش کرتے ہیں زیادہ ہوں تو سیاہ خضاب لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ اس حدیث سے نصیحت حاصل کریں۔

## سفید بالوں کے رنگ کو بدل دو

(حدیث ۷۸۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

---

۷۷۹ (الجامع الصغير: ۹۵۱۲) ـــ رواه الترمذى (۲۸۲۱) والنسائى (۸:۱۳۶) وابن ماجة (۳۶۱۷) وحسنه الترمذى 'مسند احمد (۲:۲۰۶' ۲۰۷) مصنف ابن ابى شيبة (۸:۴۸۹).

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تُقَرِّبُوْهُ السَّوَادَ—(حم)عن انس—(صح)(۷۸۰)

(ترجمہ) سفید بالوں (کے رنگ) کو تبدیل کر دو لیکن اس کو سیاہی کی طرف نہ لے جاؤ۔

(لطائف ومعارف)

فردوس میں ہے کہ اس ارشاد کے مخاطب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد حضرت ابو قحافہؓ ہیں اور یہ ارشاد اس وقت فرمایا: جب ان کو فتح مکہ کے دن حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو ان کا سر اور داڑھی سفید پھول کی طرح تھی۔

سفید داڑھی اور سر کے بالوں کا رنگ بدلنا سرخ مہندی سے بھی ہوسکتا ہے اور ایسے رنگ سے بھی جو سیاہ نہ کرے۔

## سیاہ خضاب

(حدیث ۷۸۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلصُّفْرَةُ خِضَابُ الْمُؤْمِنِ، وَالْحُمْرَةُ خِضَابُ الْمُسْلِمِ، وَالسَّوَادُ خِضَابُ الْكَافِرِ—(طب، ک)عن ابن عمر—(صح)(۷۸۱)

(ترجمہ) پیلا خضاب مؤمن کا ہے اور سرخ خضاب مسلمان کا ہے اور کالا خضاب کافر کا ہے۔

(لطائف ومعارف)

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے پاس گئے

---

۷۸۰ (الجامع الصغیر: ۵۷۸۶) ـــ رواه أحمد (۳: ۲۴۷) والبخاری ومسلم، کنز العمال (۱۷۳۱۸) کما عزاه إليهما الديلمی فی الفردوس وغيره وقال الديلمی فی الباب أسماء، الطبقات الكبرى لابن سعد (۱، ۲: ۱۴۰)

۷۸۱ (الجامع الصغیر: ۵۱۵۵) ـــ رواه الحاكم فی المستدرک فی المناقب (۳: ۵۲۶) مجمع الزوائد (۵: ۱۶۳) تاريخ دمشق لابن عساكر (۱: ۱۴۳) كنز العمال (۱۷۳۱۵)

جبکہ انہوں نے اپنی داڑھی کو سیاہ کر رکھا تھا تو فرمایا: السلام علیک ایها الشویب! (اے نوجوان! آپ کو سلام ہو) ابن عمروؓ نے فرمایا: کیا تم نے مجھے نہیں پہچانا؟ فرمایا: میں آپ کو بڑھاپے کی حالت میں پہچانتا ہوں لیکن آج تو آپ جوان ہیں' پھر انہوں نے حضور ﷺ کی مذکورہ حدیث سنائی۔

آج کل لوگوں میں عام رواج ہے کہ جب داڑھی کے کچھ بال سفید ہونے لگیں تو سیاہ کرنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ داڑھی کا سفید ہونا مؤمن کا وقار ہے اور سیاہ خضاب کرنا مکروہ تحریمی ہے الا یہ کہ مسلمان حالت جنگ میں ہو یا دارالحرب میں یا نوجوان بیوی کو خوش کرنے کے لئے ہو۔

## مونچھیں کٹاؤ' داڑھی بڑھاؤ

(حدیث ۷۸۲) حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحْفُوا الشَّوَارِبَ ، وَأَعْفُوا اللِّحٰى - (م،ت،ن) عن ابن عمر (عد) عن أبي هريرة. (۷۸۲)

(ترجمہ) مونچھیں کٹاؤ (۱) اور داڑھیاں بڑھاؤ (۲)۔

(لطائف ومعارف)

(۱) یعنی مونچھیں کٹانے میں مبالغہ کرو یہاں تک کہ ہونٹ اچھی طرح سے ظاہر ہو جائے۔ بعض حضرات نے اس حکم کو مستحب کہا ہے اور بعض نے واجب' حضرات احناف وحنابلہ نے ظاہر حدیث کے لحاظ سے مونچھیں منڈانے کو مسنون کہا ہے۔

(۲) داڑھی ان بالوں کو کہتے ہیں جو نچلے جبڑے کی ہڈی پر پیدا ہوں جو بال اس ہڈی سے اوپر نیچے پیدا ہوں وہ داڑھی میں داخل نہیں ہیں' ان کو کاٹا جا سکتا ہے اور داڑھی کو کاٹنا اس وقت ہوتا ہے جب وہ بکھر کر پراگندہ ہونے لگے' اس کی مقدار

۷۸۲ (الجامع الصغیر: ۲۶۸) ـــ مسند احمد (۲: ۱۶) مسلم فی الطهارة (۵۲) ترمذی (۲۸۶۳) نسائی (۱: ۱۶) عن ابن عمرؓ (۲: ۷۹۹) کامل ابن عدی عن ابی هریرةؓ ابن ماجة (۱۸۲).

فقہاء نے ایک مشت قرار دی ہے اس سے زائد کو کاٹ سکتے ہیں، جب پراگندہ ہو کر بکھرنے لگے تو اس مقدار میں داڑھی رکھنا مکروہ ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی داڑھی مبارک کے طول وعرض سے کچھ لے لیتے تھے (تاکہ داڑھی پراگندہ نہ ہو)۔

## داڑھی کی مسنون مقدار

(حدیث ۷۸۳) حضرت ابن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ:

كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُوْلِهَا—(ت)عن ابن عمرو—(ض). (۷۸۳)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ اپنی داڑھی مبارک سے اس کی چوڑائی اور لمبائی سے کچھ حصہ (برابر کرنے کے لئے) کاٹ دیتے تھے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ اعتدال پسندیدہ عمل ہے اور حد سے زیادہ لمبائی چہرے کی خوبصورتی کو ناپسندیدہ کر دیتی ہے اور غیبت کرنے والوں کی زبانیں کھل جاتی ہیں، اس لئے بعض سلف اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے لیتے تھے پھر مٹھی کے نیچے والے حصہ کو کاٹ دیتے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یہ عمل منقول ہے۔

حضرت امام نخعیؒ فرماتے ہیں: میں اس عقلمند پر حیران ہوں جو اپنی (طویل) داڑھی سے کچھ حصہ نہیں لیتا بلکہ اس کو دو داڑھیاں بنا دیتا ہے (کہ لمبی ہونے کی وجہ سے ہوا سے دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔) کیونکہ ہر چیز میں میانہ روی خوبصورتی ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ جتنا داڑھی لمبی ہوگی اتنا عقل کمزور ہوگی جیسا کہ یہ بات امام غزالیؒ نے نقل کی ہے۔

جس حدیث میں داڑھی بڑھانے یا نہ کٹانے کا حکم ہے تو اس کا ترجمہ کرتے ہوئے علامہ طیبیؒ شارح مشکوۃ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد عجمیوں کی طرح داڑھی

---

۷۸۳ (الجامع الصغیر: ۶۹۳۳) ــــ رواہ الترمذی (۲۷۶۲) والجامع الصغیر (۶۹۳۳) مشکوۃ (۴۴۳۹) فتح الباری (۱۰: ۳۵۰) تفسیر قرطبی (۲: ۱۰۵).

کٹانے سے ممانعت ہے یا داڑھی چڑھانے سے ممانعت ہے۔

حکایت:۔

حضرت حسن بن مثنیؒ فرماتے ہیں: جب تو کسی لمبی داڑھی والے کو دیکھے جس نے اپنی داڑھی کو خوب بڑھا رکھا ہو تو اس کی عقل میں کمزوری ہوگی۔ ایک مرتبہ مامون رشید اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریائے دجلہ کے کنارے بیٹھا ہوا تھا اور لوگوں کے حالات کے متعلق مذاکرہ ہو رہا تھا۔ مامون نے کہا: جس انسان کی داڑھی لمبی ہوگی اسی قدر اس کی عقل ناقص ہوگی۔ میں نے کسی عقلمند کو لمبی داڑھی والا نہیں دیکھا۔ یہ بات سن کر اس کے بعض ہمنشینوں نے کہا کہ امیر المومنین کی بات کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ واقعی جس کی داڑھی لمبی ہو اس کی عقل میں کمی ہوتی ہے۔ وہ اسی گفتگو میں تھے کہ ایک لمبی داڑھی، عمدہ لباس والا خوبصورت شخص سامنے آیا۔ مامون نے کہا: تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ بعض نے کہا: عقلمند ہے بعض نے کہا: کوئی قاضی لگتا ہے، مامون نے حکم دیا کہ اس کو میرے سامنے پیش کرو۔ اس نے سلام کیا اور اچھے طریقہ سے سامنے آیا۔ مامون نے اس کو بٹھالیا۔ اس سے باتیں کرنے لگا تو اس نے اچھے طریقہ سے گفتگو کی۔ مامون نے کہا: آپ کا کیا نام ہے، اس نے کہا ابو حمدویہ اور کنیت علویہ تو مامون ہنس پڑا اور اپنے ہم نشینوں کو آنکھ سے اشارہ کیا پھر اس سے سوال کیا آپ کا کیا شغل ہے؟ کہا فقیہ ہوں، اچھی طرح سے شرع کے مسائل بیان کرتا ہوں۔ مامون نے کہا: ہم بھی آپ سے مسئلہ پوچھتے ہیں۔ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں: جس نے ایک بکری خریدی جب بائع نے اس کو مشتری کے سپرد کیا تو اس کی مقعد سے ایک مینگنی نکلی جس سے ایک آدمی کی آنکھ پھوٹ گئی اب تاوان کس پر ہوگا؟

اس نے کہا: بائع پر ہوگا، نہ کہ خریدنے والے پر کیونکہ جب اس نے بکری بیچی تھی تو اس نے یہ کیوں نہیں بتایا تھا کہ اس کی مقعد میں غلیل بھی ہے تو مامون ہنس پڑا، حتیٰ کہ گدی کے بل گر پڑا پھر اس نے یہ شعر کہے:

ما أحد طالت له لحية فزادت اللحية في هيئته

إلا وما ينقص من عقله أكثر مما زاد في لحيته

نوٹ: اس قصہ میں اس آدمی کا نام ابوحمدویہ بیان کرنا بھی بے وقوفی ہے کیونکہ ابوحمدویہ نام نہیں ہوتا کنیت ہوتی ہے دوسرا یہ کہ ابوحمد عربی ہے اور ویہ فارسی کا لفظ ہے۔ اس نے فارسی اور عربی کو مرکب کیا جو کم عقلی کی بات ہے اور اس نے اپنی کنیت علویہ بیان کی حالانکہ علویہ کنیت نہیں نسبت ہوسکتی ہے۔ اس میں بھی علی کے ساتھ جو اس نے ویہ کا لفظ لگایا ہے اس میں بھی کم عقلی ہے۔ اس میں بھی وہی عیب ہے کہ فارسی اور عربی کو مرکب کیا اور غلیل کی بات تو بالکل ہی بیہودہ ہے۔

اس لئے علمائے کرام نے ایک مشت داڑھی کو سنت قرار دیا ہے اور اس سے زائد کو مکروہ اور مشت سے کم رکھنا حرام کہا ہے۔

## مونچھیں کاٹنے کی مقدار

(حدیث ۷۸۴) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا—(حم، ت،ن) والضياء عن زيد بن ارقم—(ح). (۷۸۴)

(ترجمہ) جس شخص نے اپنی مونچھیں نہ کاٹیں وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں ''شارب'' کا لفظ آیا ہے اور شارب اس حصہ کو کہتے ہیں جو پینے میں شامل ہوجائے ایسے بالوں کے اتنے حصہ کو کاٹنے کا اس حدیث میں حکم دیا گیا ہے تاکہ اوپر والا ہونٹ اچھی طرح ظاہر ہوجائے بعض حضرات نے اس حدیث کی بناء پر مونچھیں کاٹنے کو واجب قرار دیا ہے جبکہ اکثر علماء نے اس کو مستحب قرار دیا ہے۔

---

۷۸۴ (الجامع الصغير: ۹۰۱۶) ــــ والضياء فى المختارة وقال الترمذى والسيوطى حسن. رواه أحمد (۴: ۳۶۶، ۳۶۸) والترمذى فى الاستئذان (۲۷۶۱) والنسائى فى الطهارة (۱: ۱۵) (۸: ۱۲۹) طبرانى فى الكبير (۵: ۲۰۸) الكامل لابن عدى (۶: ۲۳۶۰) درمنثور (۱: ۱۱۲) مشكوة (۴۴۳۸).

## سر کی حجامت بنوانے کا طریقہ

(حدیث ۷۸۵) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِحْلِقُوْهُ كُلَّهُ، أَوِ اتْرُكُوْهُ كُلَّهُ (د،ن) عن ابن عمر – (صح)(۷۸۵)

(ترجمہ) یا تو سارا سر منڈاؤ یا سارا چھوڑ دو (نہ منڈاؤ)۔

(لطائف ومعارف)

یا تو مکمل سر منڈایا جائے یا پورے بال برابر برابر کاٹے جائیں، کہیں سے بڑے کہیں سے چھوٹے نہ کرائے جائیں جیسا کہ آج کل عام رواج ہو گیا لوگ انگریزی تہذیب کے مطابق بال بنواتے ہیں۔ بعض سر کو منڈانا اور بعض کو چھوڑ دینا مثلہ اور مکروہ ہے ہاں اگر عذر ہو تو مستثنیٰ ہے۔

عورت بیماری کے عذر پر متاثرہ حصہ کو کٹوا یا منڈوا سکتی ہے۔ اگر کوئی عذر نہ ہو تو اس کو سر کے بال کٹوانا مطلقاً حرام ہیں۔

یاد رہے کہ داڑھی رکھنا تمام انبیاء کرامؑ کی سنت ہے اس کا منڈوانا سخت ترین گناہ ہے۔

## عورتوں کیلئے ابروؤں وغیرہ کے بال لینا کبیرہ گناہ ہے

(حدیث ۷۸۶) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الرِّبَا، وَآكِلَهُ، وَمُوْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَهُ، وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ، وَالْوَاصِلَةَ، وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ، وَالنَّامِصَةَ، وَالْمُتَنَمِّصَةَ – (طب) عن ابن مسعود – (ح). (۷۸۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ سود پر لعنت کرتے ہیں اور اس کے کھانے اور اس کے کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کی گواہی دینے والے پر جبکہ یہ دونوں جانتے ہوں کہ یہ سود کا معاملہ ہو رہا ہے اور غیروں کے بال اپنے بالوں

---

۷۸۵ (الجامع الصغیر: ۲۷۵) ـــ مسند احمد (۲:۸۸) سنن ابو داود فی الترجل، سنن نسائی فی الزینة.

۷۸۶ (الجامع الصغیر: ۷۲۵۶) ـــ رواه الطبرانی فی الکبیر، اتحاف السادة (۶:۱۵۱) کنز العمال (۹۷۶۴).

میں جوڑنے والی پر اور جڑوانے والی پر اور گودنے والی اور گدوانے والی اور اپنے چہرے وغیرہ کے بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی پر۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں جو گناہ بیان کئے گئے ہیں عام طور پر لوگ اس میں ملوث ہیں۔ سود کی لعنت میں بھی لوگ ملوث ہیں، چاہے سود کھانے والا ہو یا کھلانے والا اور اس کے لکھنے والے اور اس کی شہادت دینے والے جیسا کہ آج کل بینکوں میں سود کے کھاتے لکھے جاتے ہیں اور تصدیق کی جاتی ہے اس طرح کے جتنے بھی افسر بینکوں کے یہ کام کررہے ہیں سب اس کام کی وعید میں آتے ہیں اور وہ منیجر بھی جو سود پہ پیسہ لگا کے سودی کھاتہ دار کو سود ادا کرتا ہے۔

بالوں میں بال لگانے والی سے مراد یہ ہے کہ اپنے بالوں کے علاوہ دوسری عورتوں کے بال خرید کر لگا دئے جائیں تاکہ دیکھنے میں میرے بال بڑے نظر آئیں یا زیب وزینت کے لئے ہی اس کو اختیار کرے۔ ایسی عورت پر بھی لعنت ہے اور وہ عورت جس کو خود غیر کے بال اپنے بالوں میں لگانے کا طریقہ نہیں آتا وہ دوسروں سے لگواتی ہے یا دوسروں کو ان بالوں کے لگانے کی ترغیب دیتی ہے اس پر بھی لعنت ہے اور جو عورتیں اپنی زیب وزینت کے لئے اپنے جسم پر یا چہرے اور ہاتھوں وغیرہ پر لوہے کے ذریعہ نشان لگواتی ہیں جس کا طریقہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لوہے کے چبھونے کے بعد جب خون نکلتا ہے تو اس میں سرمہ بھر دیا جاتا ہے تاکہ اس عورت کا حسن بڑھ جائے تو ایسی عورت بھی ملعون ہے اور وہ عورت بھی ملعون ہے جو یہ عمل اپنے لئے دوسروں سے کراتی ہے یا دوسروں کے لئے کرتی ہے اور وہ عورت بھی ملعون ہے جو اپنے چہرہ کے بال صاف کرتی ہے جیسا کہ آج کل فیشن کے طور پر چہرہ کے غیر ضروری بال صاف کرنے کے لئے کریمیں استعمال کی جاتی ہیں الا یہ کہ وہ بال مردوں سے عورت کو مشابہت دیں یا اپنے بھنوؤں کے تیر بنانے کے لئے بال کھینچتی ہیں ہاں اگر بدصورت لگتے ہوں تو درست کر سکتی ہے۔ ان میں سے کچھ باتیں کبیرہ گناہ ہیں اور کچھ صغیرہ۔

## عورت کا سر پر نقلی بال (وگ وغیرہ) لگانا

(حدیث ۷۸۷) حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَیُّمَا امْرَاَۃٍ زَادَتْ فِیْ رَأْسِھَا شَعْرًا لَیْسَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ زُوْرٌ" تَزِیْدُ فِیْہِ۔ (ن) عن معاویۃ۔(ح). (۷۸۷)

(ترجمہ) جس عورت نے اپنے سر میں ایسے بالوں کا اضافہ کیا جو اس کے سر کے نہیں تھے تو یہ ان میں جھوٹ کا اضافہ کر رہی ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی عورت کسی عورت کے یا کسی اور چیز کے بال نہیں لگا سکتی اور اگر سر کے بال جھڑ گئے ہوں اور خاوند نفرت کرتا ہو تو اس عذر سے درست ہے۔

۷۸۷ (الجامع الصغیر: ۲۹۹۶) ــــ رواہ النسائی والطبرانی فی الکبیر (۱۹: ۳۴۵) وغیرہ.

# والدین

۱ - اولاد پر والدین کے حقوق

۲ - والدین پر اولاد کے حقوق

۳ - فضائل

۴ - محرومیاں

# والدین

## کعبہ، سمندر، عالم اور والدین کی طرف دیکھنا عبادت ہے

(حدیث ۷۸۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلنَّظَرُ اِلَی الْکَعْبَةِ عِبَادَةٌ۔(ابو الشیخ عن عائشة۔ (ض)(۷۸۸)

(ترجمہ) کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔(جس پر ثواب ملے گا)

(لطائف ومعارف)

مروی ہے کہ کعبہ کی طرف دیکھنا ایک سال کی عبادت کے برابر ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ جو اس کی طرف دیکھے گا اس کے گناہ ختم ہو جائیں گے جیسا کہ اس کی ماں نے اسی دن اس کو جنا ہو۔

کوئی آسمان اور کوئی زمین ایسی نہیں جس میں کعبہ کے بالمقابل کوئی کعبہ نہ ہو اور ہر کعبہ کی طرف نماز پڑھنے والے اور اس کی زیارت کرنے والے ہوتے ہیں، پس کل چودہ یا پندرہ کعبے ہیں جیسا کہ کئی روایات میں مروی ہے۔ اگرچہ لوگوں کے ذہن میں یہ بات نہ آئے کیونکہ فوق کل ذی علم علیم (ہر عالم سے بڑا عالم ہوتا ہے۔)

حکیم ترمذیؒ نے کہا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے سمندر کی طرف دیکھنا عبادت ہے، عالم کی طرف دیکھنا عبادت ہے، کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور والدین کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ یہ اس لئے عبادت ہے کہ اس نگاہ سے اس نے اللہ کی عبادت کی ہے کیونکہ سمندر کو اللہ کی قدرت اور اس کی وسعت اور اس کی چوڑائی اور اس کی امواج کے ساتھ دیکھا اور عبرت حاصل کی اور عالم کی طرف اور اس شخصیت کی طرف دیکھا جس کو نور علم کا لباس پہنایا گیا پس دیکھ کر اس کی تکریم کی اور اس کو وقار دیا

---

۷۸۸ (الجامع الصغیر: ۹۳۲۰) ــــ رواہ ابو الشیخ وابن حبان فی کتاب الثواب. کنز العمال (۴۴۶۴۷) اتحاف السادة (۴:۲۸۳).

اور کعبہ کی طرف اپنے رب کا شوق کرتے ہوئے لذت حاصل کر کے دیکھا اور اپنے والدین کو ان کے سامنے تواضع کی نظر سے اور ان کی تربیت کی وجہ سے اللہ کے شکر کے لئے اور ان کی تعظیم حرمت کے لئے دیکھا۔

## والدین سے حسن سلوک کی ترتیب

(حدیث ۷۸۹) حضرت معاویہ بن حیدہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اُمَّکَ، ثُمَّ اُمَّکَ، ثُمَّ اُمَّکَ، ثُمَّ اَبَاکَ ثُمَّ الْاَقْرَبَ فَالْاَقْرَبَ—(حم، د، ت، ک) عن معاویة بن حیدة (ه) عن ابی هریرة— (صح). (۷۸۹)

(ترجمہ) (حضرت معاویہ بن حیدہؓ فرماتے ہیں: کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کس کے ساتھ سب سے زیادہ حسن سلوک کروں؟ باپ کے ساتھ یا ماں کے ساتھ؟) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ، پھر اپنی ماں کے ساتھ، پھر اپنی ماں کے ساتھ، پھر اپنے باپ کے ساتھ پھر اقرب فالاقرب رشتہ داروں کے ساتھ۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنا باپ کا حق ہے اس سے تین گنا زیادہ ماں کا حق ہے کیونکہ جو دکھ، مشقت اور تھکاوٹ طویل مدت حمل میں ولادت اور دودھ پلانے میں ماں اٹھاتی ہے اس کا یہی حق ہے کہ والدہ کے لئے اولاد کو اتنے حسن سلوک کی تاکید کی جائے کیونکہ اس کے اتنے حقوق ہیں کہ ان کا بدلہ نہیں چکایا جا سکتا اور ان کا بدلہ بھی کیسے چکایا جائے جبکہ اس کا پیٹ اس کے لئے برتن بنا رہا ہو اور اس کی گود اس کی

---

۷۸۹ (الجامع الصغیر: ۱۶۵۰) ــــ رواه احمد (۲: ۳۲۷) وابو داود فی الطهارة (۱۰۷) والترمذی وقال حسن صحیح (۱۸۹۷) والحاکم (۴: ۱۵۰) عن معاویة بن حیدة وابن ماجة (۳۶۵۸) عن ابی هریرة. ورواه مسلم عن ابی هریرة بلفظه فی باب البر والصلة (۱، ۲) طبرانی فی الکبیر (۹: ۴۰۵) مشکوة (۴۹۱۱) تاریخ بغداد (۳: ۲۶۶، ۱۰: ۲۷۶) مشکل الآثار (۲: ۲۷۰، ۲۷۱).

حفاظت گاہ اور اس کے سینے پینے کے چشمے۔

تین درجوں کے بعد چوتھے درجہ میں والد اور اس کے بعد دادا' پردادا' پھر اولاد پھر بھائی بہنیں پھر محارم جو ذوی الارحام میں سے ہوں جیسے چچے' پھوپھیاں۔

یہ حدیث غیر نفقہ کے حقوق میں ہے ورنہ خرچہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ خود مستحق ہے پھر اس کی بیوی پھر اپنا چھوٹا بچہ پھر ماں باپ۔

حکماء کا قول ہے کہ باپ زیادہ اعرف واشرف ہے اور ماں زیادہ مہربان وشفیق ہے' شرح النوابغ میں لکھا ہے کہ اولاد پر باپ کے بجائے ماں کے زیادہ شفیق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عورت کا پانی اس کے آگے سے اور چھاتیوں سے نکلتا ہے اور یہ دل کے قریب ہیں اور دل محبت کا مقام ہے اور باپ کا پانی پشت کے پیچھے سے نکلتا ہے۔

امام مرغینانیؒ فرماتے ہیں کہ اولاد کی نسب باپ کی طرف ہوتی ہے حالانکہ اس کی پیدائش ماں باپ دونوں کے پانیوں سے ہوتی ہے کیونکہ ماں کے پانی سے حسن' جمال' موٹا پتلا ہونا پیدا کیا جاتا ہے اور یہ اشیاء ہمیشہ نہیں رہتیں بلکہ زائل ہو جاتی ہیں اور مرد کے پانی سے ہڈیاں' پٹھے اور رگیں وغیرہ تخلیق ہوتی ہیں اور یہ عمر بھر زائل نہیں ہوتیں' اس لئے اولاد کی نسبت والد کی طرف ہوتی ہے۔

ایک حکیم کہتے ہیں: کہ ہم نے اولاد کی نسبت باپ کی طرف کی ہے کیونکہ بدن کی اصل اس کے پانی سے ہوتی ہے کیونکہ ہڈیاں' پٹھے اور رگیں اسی سے بنتی ہیں اور ماں سے گوشت پوست' خون اور بال وغیرہ اور جب ہڈی وغیرہ ختم ہو جائے تو بدن بھی ختم ہو جاتا ہے اور یہ گوشت اس کے لئے لباس ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فکسونا العظام لحما (پس ہم نے ہڈیوں کو گوشت کا لباس بنا دیا) اسی وجہ سے عصوبت اور ولایت باپ کے لئے ہے نہ کہ ماں کیلئے۔

## اولاد کے مال کا آدمی کب حقدار ہوتا ہے؟

(حدیث ۷۹۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَطْیَبَ مَا اَکَلْتُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ، وَاِنَّ اَوْلَادَکُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ

(تخ،ت،ن،ہ)عن عائشة(صح). (۷۹۰)

(ترجمہ) جو کچھ تم کھاتے ہو اس میں سے زیادہ پاکیزہ خوراک وہ ہے جو تمہاری اپنی کمائی ہو اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی ہے۔

(لطائف ومعارف)

اولاد آدمی کی کمائی اس طرح سے ہے کہ اولاد آدمی کا حصہ ہوتی ہے تو اولاد کی کمائی بھی اس کی اپنی کمائی ہوئی۔

اگر والدین محتاج ہوں تو ان کا خرچہ بھی اولاد کے ذمہ ہے اور اگر محتاج نہ ہوں اور اولاد کی اجازت کے بغیر اولاد کے مال سے لیں گے تو وہ ان پر قرضہ ہوگا' اس لئے والدین کو چاہئے کہ بلاضرورت اولاد کے مال سے نہ لیں۔

## جنت ماں کے قدموں تلے ہے

(حدیث ۷۹۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ- القضاعی (خط) فی الجامع عن انس(ح). (۷۹۱)

(ترجمہ) جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

(لطائف ومعارف)

مطلب یہ ہے کہ اولاد اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرے اس کی خدمت کرے

---

۷۹۰ (الجامع الصغیر: ۲۲۰۵) ــــ مسند احمد (۲:۱۷۸) رواه البخاری فی التاریخ الکبیر (۱:۴۰۷) والترمذی (۱۳۵۸) مصنف ابن ابی شیبة (۱۴:۱۹۶) والنسائی وابن ماجة (۲۲۹۰) وهو حدیث صحیح.

۷۹۱ (الجامع الصغیر: ۳۶۴۲) ــــ رواه الخطیب فی الجامع لأخلاق الراوی والسامع والخزاعی فی مسند الشهاب بل خرجه النسائی وابن ماجة وکذا أحمد والحاکم (۲:۷۰) وصححه وعزاه السیوطی فی الدرالمنثور إلی مسلم باللفظ المذکور من حدیث نعمان بن بشیر 'الکامل لابن عدی (۶:۲۳۴۷) تذکرة الموضوعات (۲۰۲)

جیسے مٹی اس کے قدموں کے نیچے ہوتی ہے اسی طرح سے یہ بھی اپنی خواہشات کو خاک سمجھتے ہوئے اس کی خواہش کی پیروی کرے کیونکہ اس نے بھی اس کے لئے حمل ٗرضاعت اور تربیت کی مشقتیں برداشت کی ہیں۔

## تین قسم کے لوگ جنت سے محروم

(حدیث ۷۹۲) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَايَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالدَّيُّوْثُ، وَرَجُلَةُ النِّسَاءِ۔(ک،هب) عن ابن عمر (ح). (۷۹۲)

(ترجمہ) تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ اپنے والدین کا نافرمان اور بے غیرت اور وہ عورت جو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرے۔ (شکل وصورت میں اور لباس میں)۔

(لطائف ومعارف)

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں کام گناہ کبیرہ ہیں۔

## والدین سے حسن سلوک سے تمہاری اولاد تم سے حسن سلوک کریگی اپنی عورتوں کو پاکدامن رکھنے کا طریقہ

(حدیث ۷۹۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

عِفُّوْا عَنْ نِسَاءِ النَّاسِ تَعِفَّ نِسَاؤُكُمْ، وَبَرُّوْا آبَاءَكُمْ تَبَرَّكُمْ اَبْنَاؤُكُمْ، وَمَنْ اَتَاهُ اَخُوْهُ مُتَنَصِّلًا فَلْيَقْبَلْ ذٰلِكَ مِنْهُ مُحِقًّا كَانَ اَوْمُبْطِلًا، فَاِنْ لَمْ يَفْعَلْ لَمْ يَرِدْ عَلَيَّ الْحَوْضَ۔ (ک) عن ابی هريرة۔(صح). (۷۹۳)

---

۷۹۲ (الجامع الصغير: ۳۵۲۹) ــــ رواه الحاكم في الايمان والبيهقي في الشعب وقال الحاكم صحيح وأقره الذهبي في التلخيص وقال في الكبائر إسناده صحيح لكن بعضهم يقول عن ابن عمر عن ابيه وبعضهم يقول عن ابن عمر مرفوعا وقال في الفردوس صحيح.

۷۹۳ (الجامع الصغير: ۵۴۴۳) ــــ رواه الحاكم في البر والصلة وقال صحيح (۴: ۱۵۴) وردہ الذهبي فقال بل سويد ضعيف 'درمنثور (۴: ۱۷۵) كنز العمال (۱۱۰۱۳).

(ترجمہ) لوگوں کی عورتوں سے اپنے آپ کو دور رکھو تا کہ تمہاری عورتیں بھی بچی رہیں اور اپنے والدین سے اچھا سلوک کرو تا کہ تمہارے ساتھ تمہاری اولاد اچھا سلوک کرے۔ پس جس شخص کے پاس اس کا بھائی معذرت کے لئے آئے تو چاہیئے کہ اس سے اس کو قبول کر لے چاہے اس کی معذرت درستگی پر ہو یا نہ پس اگر اس نے قبول نہ کی تو میرے پاس حوض پر نہیں آسکے گا۔

## والد کا اولاد کو رضا سے دیکھنے کا ثواب

(حدیث ۷۹۴) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا نَظَرَ الْوَالِدُ اِلٰی وَلَدِهٖ نَظْرَةً كَانَ لِلْوَلَدِ عَدْلُ عِتْقِ نَسَمَةٍ –

(طب) عن ابن عباس –(ح). (۷۹۴)

(ترجمہ) جب کوئی والد اپنے بیٹے کو (رضا اور پسندیدگی کی نگاہ سے) ایک بار دیکھتا ہے تو بیٹے کو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

جب والد اپنے بیٹے کو رضا کی نگاہ سے دیکھے اس لئے کہ اس کے بیٹے نے اس کی فرمانبرداری کی ہو یا اس کے روکنے سے رک گیا ہو یا اپنے والدین سے نیک سلوک کیا ہو یا ان کی نافرمانی سے باز رہا ہو تو اس بیٹے کو اتنا ثواب عطاء کیا جائے گا جتنا کہ وہ کوئی غلام آزاد کرتا یہ اس لئے کہ اس نے اپنے رب کی رضا بھی حاصل کی اور اپنے والدین کو بھی حسب استطاعت راضی کیا (اسی طرح سے بیٹی کے لئے بھی یہی ثواب ہوگا)۔

اس حدیث کے باقی حصہ کا ترجمہ یہ ہے کہ عرض کیا گیا کہ "یا رسول اللہ! اگر والد دو مرتبہ یا تین مرتبہ یا سو مرتبہ (ایسی نگاہ سے) دیکھے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ اس سے بھی بڑا ہے (یعنی وہ اتنا اور اس سے زیادہ ثواب بھی دے سکتا ہے)۔

۷۹۴ (الجامع الصغیر: ۸۷۶) ـــ رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط والبیهقی فی شعب الایمان عن ابن عباس وقال ولا یروی عن النبی ﷺ الا بهذا الاسناد وقال الهیثمی واسناده حسن.

## تین محبوب ترین اعمال صالحہ

(حدیث ۷۹۵) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا، ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ، ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ۔ (حم،ق،د،ن) عن ابن مسعود – (صح). (۷۹۵)

(ترجمہ) اللہ کے نزدیک اعمال میں سے سب سے زیادہ محبوب نماز کا اس کے وقت میں ادا کرنا ہے، پھر والدین سے حسن سلوک کرنا پھر اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

(لطائف ومعارف)

سب سے زیادہ محبوب کا معنی یہ ہے کہ یہ عمل اللہ کے نزدیک سب اعمال صالحہ سے زیادہ ثواب والا ہے۔

حضور ﷺ نے نماز کے بعد والدین کے حسن سلوک کو ذکر فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً وبالوالدین احسانا. اور اس لئے بھی کہ نماز بندے اور رب تعالیٰ کے درمیان سب سے بڑا تعلق ہے اور والدین سے حسن سلوک بندے اور مخلوق کے درمیان سب سے بڑا جوڑ ہے اس لئے پہلے نماز کو ذکر کیا پھر خدمت والدین کو۔

جہاد فی سبیل اللہ کفار کے ساتھ قتال کرنے کو کہتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین بلند ہو اور اس کے دین کے شعار کا اظہار ہو۔

مطامح میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے جہاد کو بعد میں ذکر کیا باوجود یہ کہ اس میں جان بھی خرچ کرنی پڑتی ہے، اس لئے کہ نماز کو اپنے اول وقت پر ادا کرنے کا التزام کرنا اور اپنے والدین کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک کا التزام کرنا اور بار بار اس عمل کو ہر دن زندگی بھر نباہنا بڑے جان جوکھوں کا کام ہے اور زندگی بھر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی پابندی کرنا صدیقین کا ہی کام ہے۔

---

۷۹۵ (الجامع الصغیر: ۱۹۶) ـــ مسند احمد، بخاری، مسلم، ابو داود، نسائی، ابن ماجۃ، ابن حبان وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کا نیک اعمال پر کسی سے محبت کرنا اس کو اپنی طرف سے جزائے خیر عطاء کرنے کے معنی میں ہے۔

## تین لوگوں پر جنت حرام ہے

(حدیث ۷۹۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ: مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْعَاقُّ، وَالدَّيُّوْثُ الَّذِي يُقِرُّ فِي أَهْلِهِ الْخُبْثَ - (حم) عن ابن عمر. (۷۹۶)

(ترجمہ) تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) والدین میں سے کسی ایک کا یا دونوں کا نافرمان (۳) اور وہ بے غیرت جو اپنے گھر میں بے غیرتی کو برداشت کرے (اور اس پر غیرت نہ کھائے)۔

(لطائف ومعارف)

اگر یہ تینوں قسم کے لوگ اپنے ان جرموں کو حلال سمجھتے ہیں تو کافر ہوں گے جنت کفار پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے اور اگر حلال نہ سمجھتے ہوں تو پھر جنت کے ان پر حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جہنم سے گناہوں کی سزا بھگتنے سے پہلے وہ جنت میں نہیں جا سکیں گے اور جب جہنم سے سزا پا چکیں گے پھر جنت میں جائیں گے۔

## اولاد کی تعلیم اور عورت کا گھریلو پیشہ

(حدیث ۷۹۷) حضرت بکر بن عبداللہ بن ربیع الانصاری سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلِّمُوْا أَبْنَاءَكُمُ السِّبَاحَةَ وَالرِّمَايَةَ، وَنِعْمَ لَهْوُ الْمُؤْمِنَةِ فِي بَيْتِهَا الْمِغْزَلُ، وَإِذَا دَعَاكَ أَبَوَاكَ فَأَجِبْ أُمَّاكَ - ابن منده فی

۷۹۶ (الجامع الصغیر: ۳۵۰۳) ـــ رواه أحمد وقال الهيثمي وفيه راوٍ لم يسم وبقية رجاله ثقاة.

المعرفة،وابو موسی فی الذیل—(فر)عن بکر بن عبدالله بن الربیع الانصاری—(ح).(۷۹۷)

(ترجمہ) اپنے لڑکوں کو تیرنا اور نیزہ بازی سکھاؤ اور مؤمن عورت کا اپنے گھر میں کاتنا بہترین مشغولیت ہے اور جب تجھے تیرے والدین بلائیں تو تو اپنی ماں کی بات مان۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اگر ماں باپ دونوں بلائیں تو پھر پہلے ماں کا حق ہے پھر باپ کا' کیونکہ حسن سلوک میں ماں باپ پر مقدم ہے۔

بچوں کو تیرنا بھی سکھانا چاہئے اور تیر اندازی بھی (اور اسی طرح سے باقی ضروریات زندگی بھی) تیرنا اس لئے کہ کبھی سیلاب یا سمندر وغیرہ میں آدمی گھر جائے تو اپنی جان بچا سکے اور تیر اندازی یا آج کے زمانہ میں نشانہ بازی یہ بھی سکھانی چاہئے تاکہ آدمی بوقت ضرورت اپنا دفاع بھی کر سکے اور جہاد بھی کر سکے۔

اور عورت کے لئے بہترین شغل یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر کوئی کاتنے بننے کا کام کرے' آج کل دوسرے کام جو عورت کر سکتی ہو جس میں پردے کا بھی خوب لحاظ ہو وہ بھی اس میں داخل ہیں۔

## والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے

(حدیث ۷۹۸) حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ— (حم، ت، ه، ک)عن ابی الدرداء—(صح).(۷۹۸)

---

۷۹۷ (الجامع الصغیر: ۵۴۷۸) — رواه ابن منده فی معرفة الصحابة وابو موسی فی الذیل والدیلمی فی الفردوس وابو نعیم فی الحلیة قال السخاوی سنده ضعیف لکن له شواهد' تذکرة الموضوعات (۵۱۷) کنز العمال (۳۵۳۴۳).

۷۹۸ (الجامع الصغیر: ۹۶۲۱) — رواه أحمد والترمذی فی البر وقال صحیح وابن ماجة فی الطلاق والحاکم فی الطلاق والبر.

(ترجمہ) والد جنت کے دروازوں میں سے درمیانہ دروازہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اس کی فرمانبرداری اور نافرمانی سے بچنا جنت کے درمیانہ دروازہ سے لے جانے والا ہے۔ (کذا ذکرہ العراقی)۔

حکایت: ایک شخص حضرت ابوالدرداءؓ کے پاس آئے اور عرض کیا: میری والدہ مجھ پر اصرار کرتی رہی کہ میں شادی کروں جب میں نے کر لی تو اب وہ مجھے اس کو طلاق کا کہتی ہے تو حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا: میں تجھے یہ نہیں کہوں گا کہ تو اپنی ماں کی نافرمانی کر اور یہ بھی نہیں کہتا کہ اس کو طلاق دے دے لیکن میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ والد جنت کا درمیانہ دروازہ ہے (اس ارشاد پر تم والدہ کو بھی قیاس کر لو)۔

## سات کبیرہ گناہ

(حدیث ۷۹۹) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلْكَبَائِرُ سَبْعٌ، اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ، وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالرُّجُوْعُ اِلَى الْاَعْرَابِيَّةِ بَعْدَ الْهِجْرَةِ — (طس) عن ابی سعید — (صح). (۷۹۹)

(ترجمہ) سات چیزیں کبیرہ گناہ ہیں (عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ سات بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا کسی جان کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ (اور مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا الا یہ کہ وہ گناہ کا حکم کرتے ہوں) اور پاک دامن عورت پر تہمت لگانا اور کفار کے مقابلہ میں جہاد کے دوران فرار اختیار کرنا سود کھانا (چاہے جس شکل میں بھی ہو) (ناحق طور پر) یتیم کا مال کھانا (یتیم وہ ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو اور وہ نابالغ ہو) اور ہجرت کے بعد (دارالکفر اور دارالحرب میں) عورت کے لئے لوٹنا۔

۷۹۹ (الجامع الصغیر: ۶۴۵۰) ــــ رواه الطبرانی فی المعجم الأوسط.

(لطائف ومعارف)

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کوئی شخص اگر یہ سوال کرے کہ اس حدیث میں کبیرہ گناہوں کی تعداد سات کیوں بتائی گئی ہے جبکہ دیگر احادیث کے مجموعہ سے کبیرہ گناہوں کی تعداد بہت زیادہ مروی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر مجلس میں اتنے گناہوں سے روکا ہے جتنے کی آپؐ کی طرف وحی کی گئی یا سائل کے احوال کے مطابق جتنے گناہوں کو اس کے لئے ذکر کرنا مناسب تھا اتنا بیان فرمایا اور اوقات کا بھی تفاوت ہوسکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف احادیث میں جتنے بھی گناہ بیان فرمائے ہیں ان کو جمع کرلیا جائے۔ جیسا کہ علامہ ذہبیؒ نے الکبائر میں جمع کیا ہے یا علامہ ابن نجیمؒ شارح کنز الدقائق نے بھی کبیرہ گناہوں کی تفصیل میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے اور علامہ ابن حجر مکیؒ نے بھی تفصیل سے ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' میں دو جلدوں میں ایسی احادیث کو مرتب کیا ہے اور تشریح لکھی ہے۔ تفصیل کے لئے ان کتابوں کی طرف مراجعت کی جائے۔

## دین اسلام کے حقائق اور حقوق

(حدیث ۸۰۰) حضرت تمیم داریؓ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الدِّیْنَ النَّصِیْحَةُ لِلّٰهِ وَلِکِتَابِهٖ، وَلِرَسُوْلِهٖ، وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ، وَعَامَّتِهِمْ۔ (حم، م، د، ن) عن تمیم الداری (ت، ن) عن ابی هریرة (حم) عن ابن عباس۔ (صح). (۸۰۰)

(ترجمہ) دین نصیحت ہے اللہ کیلئے اس کی کتاب کیلئے اس کے رسول کیلئے مسلمانوں کے ائمہ کیلئے اور عام مسلمانوں کے لئے۔

(لطائف ومعارف)

دین سے مراد دین اسلام ہے۔

---

۸۰۰ (الجامع الصغیر: ۱۹۶۸) ــــ رواه احمد (۴: ۱۰۲) ومسلم وابو داود (۴۹۴۴) والنسائی (۷: ۱۵۷) کلهم عن تمیم الداری والترمذی والنسائی کلاهما عن ابی هریرة واحمد عن ابن عباس 'طبرانی فی الکبیر (۲: ۴۱) الکامل لا بن عدی (۲: ۸۱۸).

نصیحت کا معنی قول، فعل اور ہر دینی محنت میں مسلمان کا اللہ کی رضا اور اخلاص کی طلب ہے۔ اللہ کے لئے دین اپنانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لایا جائے، اس سے شریک کی نفی کی جائے اور اس کو تمام صفات کمال وجلال کے ساتھ موصوف کیا جائے اور ہر اس چیز سے اس کی تنزیہ و براءت کا اظہار کیا جائے جس میں کمال نہیں ہے، اس کی نافرمانی سے بچا جائے، اسی کے لئے کسی سے محبت کی جائے اور اسی کے لئے کسی سے بغض کیا جائے، اس کی نعمت کا اعتراف کیا جائے اور اس پر اس کا شکر کیا جائے، اس کی مخلوق پر شفقت کی جائے اور مخلوق کو اس کی طرف دعوت دی جائے۔

پس اللہ کے لئے نصیحت یہ ہوئی کہ اس کی صفات میں کسی ایسی چیز کو داخل نہ کیا جائے جو اس کی صفات سے نہ ہو اور اس کی طرف کسی ایسی چیز کو منسوب نہ کیا جائے جو اس کی طرف منسوب نہ ہو اور تمام چیزیں خدا کا غیر ہیں، محدث ہیں، صرف اللہ قدیم ہے، سب مخلوق لاعلم ہے اللہ علیم ہے، سب مخلوق عاجز ہے اللہ قدیر ہے، سب مخلوق اس کی غلام ہے وہ رب ہے، سب فقیر ہیں اور وہ غنی ہے، سب مکان کے محتاج ہیں وہ مکان کا محتاج نہیں، پس جس نے اس کی صفات میں کسی قسم کی کوئی تشبیہ دی اس نے اس کی صفات میں کھوٹ کو داخل کیا اور دین کو خالص اللہ کے لئے نہ کیا اور جو صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں ان کو مخلوق کی طرف منسوب کیا تو تب بھی اس نے کھوٹ کو داخل کیا۔

دین کا کتاب اللہ کے لئے نصیحت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اپنی مکمل کوشش کے ساتھ جاہلین کی تاویل اور باطل پرستوں کی حیلہ سازیوں سے قرآن کو بچائے تاکہ وہ قرآن کریم کو غلط معنوں میں استعمال نہ کرسکیں۔

اور رسول اللہ ﷺ کے لئے نصیحت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نبی کریم ﷺ لے کر آئے ہیں اس پر ایمان لانا، ان کی زندگی میں اور وفات کے بعد ان کی نصرت کرنا، ان کے حق کو بڑا جاننا، ان کی دعوت کو پھیلانا، آپ ﷺ کی سنت کی اشاعت کرنا، اس کی تعلیم وتدریس میں نرمی سے پیش آنا، آپ ﷺ کے آداب واخلاق اپنانا اور آپ ﷺ کے آل واصحاب میں سے کسی ایک کی شان میں بھی تعریض وتنقیص نہ کرنا۔

اور ائمہ مسلمین کے لئے دین کا نصیحت ہونا یہ ہے کہ مسلمان ان کے ساتھ حق کی معاونت کریں اور ان کی اتباع کریں، ان کا حکم مانیں، ان کو نصیحت کریں اور مسلمانوں کے حقوق میں جو غفلت سرزد ہو اس کی تلافی کی طرف توجہ دلائیں۔ ان کے خلاف بغاوت نہ کریں بلکہ ان کی اصلاح کی دعا کریں۔

عام مسلمانوں کے لئے دین کی نصیحت یہ ہے کہ ان کو ان کی دنیا اور آخرت کی رہنمائی کی جائے۔ ان کو کسی قسم کی اذیت نہ دی جائے، جن مسائل کا پتہ نہ ہو ان کی ان کو تعلیم دی جائے، ان کی پردہ پوشی کی جائے، ان کے خلل کو دور کیا جائے، ان کو نیکی، نرمی اور شفقت کا حکم کیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔

## فرائض کے بعد افضل عمل

(حدیث ۸۰۱) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ بَعْدَ أَدَاءِ الْفَرَائِضِ إِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ۔ (طب) عن ابن عباس. (۸۰۱)

(ترجمہ) فرائض ادا کرنے کے بعد اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل مسلمان کو خوشی پہنچانا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی مسلمان کے ساتھ ایسا معاملہ کرو جس سے وہ خوش ہو، اس کو کوئی نعمت پہنچا کر یا تکلیف دور کر کے یا غم ہٹا کر یا فریاد رسی کر کے وغیرہ وغیرہ۔

علامہ زمخشری فرماتے ہیں: سرور دل کی لذت ہے جب نفع حاصل ہو۔

اللہ کے نزدیک فرائض کی ادائیگی سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کو نہ یہ فرائض نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان، بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر ہماری مصلحت کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔

---

۸۰۱ (الجامع الصغیر: ۲۰۰) ـــ طبرانی کبیر (۴: ۲۵۹، ۲۷۷) البدایة والنهایة لابن کثیر (۱۲: ۱۹۲) قال الهیثمی فیه اسماعیل بن عمر الجبلی وثقه ابن حبان وضعفه غیره وقال العراقی سنده ضعیف.

۱ - یتیم

۲ - بیوہ

۳ - مسکین

# کے حقوق

# یتیم - بیوہ - مسکین

## یتیم پر شفقت کے فوائد

(حدیث ۸۰۲) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

أَتُحِبُّ أَنْ يَلِيْنَ قَلْبُكَ، وَتُدْرِكَ حَاجَتَكَ؟ اِرْحَمِ الْيَتِيْمَ، وَامْسَحْ رَأْسَهُ، وَأَطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِكَ يَلِنْ قَلْبُكَ. وَتُدْرِكُ حَاجَتَكَ -(طب) عن أبي الدرداء. (۸۰۲)

(ترجمہ) کیا تجھے پسند ہے کہ تیرا دل نرم ہو اور تیری حاجت برآری ہو؟ (اگر ایسا چاہتے ہو تو) یتیم پر رحم کرو، اس کے سر پر ہاتھ پھیرو، اپنے کھانے سے اس کو کھلاؤ، تیرا دل بھی نرم ہوگا اور حاجت بھی پوری ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ نے حضرت ابوامامہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا صرف اللہ کی رضا کے لئے تو اس کا ہاتھ اس کے جس جس بال کے اوپر سے گزرے گا ہر اس بال کے بدلہ میں نیکی ملے گی (یتیم چاہے مسلمان کا بچہ ہو یا کافر کا یہ ثواب دونوں کے سر پر ہاتھ پھیرنے سے ملے گا)۔

سر پر ہاتھ پھیرتے وقت یوں دعا کرے: جَبَرَ اللّٰهُ يُتْمَكَ وَجَعَلَكَ خَلْفاً مِنْ اَبِيْكَ. (اللہ تیری یتیمی کی مکافات کرے اور تیرے باپ کی جگہ کوئی تیری سرپرستی کرنے والا بنائے)۔

یتیم چاہے اپنے پاس رہتا ہو یا کہیں اور ہر یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے کا یہی ثواب ہے۔ (طیبی)۔

---

۸۰۲ (الجامع الصغیر: ۹۷) ـــ مستدرک حاکم (۱: ۳۸۴) مصنف عبدالرزاق (۲۰۰۲۹) طبرانی کبیر، ترغیب وترہیب للمنذری (۳: ۳۴۹) واحمد فی مسندہ بسندہ قال الهیثمی فی مجمع الزوائد (۸: ۱۶۰) تبعا لشیخه الزین العراقی صحیح.

شرعاً یتیم وہ ہوتا ہے جس کا باپ فوت ہو جائے اور جانوروں میں یتیم وہ ہوتا ہے جس کی ماں فوت ہو جائے کیونکہ انسانوں میں مرد اپنے بچے کی کفالت کرتا ہے اور جانوروں میں مادہ اور بچہ جب تک بالغ نہ ہو یتیم رہتا ہے بالغ ہونے کے بعد اس پر سے یتیمی کے احکام ختم ہو جاتے ہیں ہاں جب تک یتیم بالغ ہو کر اپنے پاؤں پر خود کھڑا نہیں ہو پاتا اور کسی کفیل کا محتاج رہتا ہے تو اس معنی میں اب بھی یتیم رہے گا۔ (کذا فی الکشاف)۔

## یتیم کی کفالت کرنیوالا گھر

(حدیث ۸۰۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُحْسَنُ اِلَيْهِ، وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُسَاءُ اِلَيْهِ، اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا - (خد، ه، حل) عن ابی هريرة - (صح). (۸۰۳)

(ترجمہ) مسلمانوں کا بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو جس سے حسن سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کا برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس سے برا سلوک کیا جاتا ہو میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے (یعنی اکٹھے ہوں گے)۔

## نماز نادار عورت اور یتیم کا خیال رکھنا

(حدیث ۸۰۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر تھے جبکہ آپؐ کا آخری وقت تھا آپؐ ہمیں آخر تک بار بار یہی دہراتے رہے اللہ سے ڈرو اور غرغرہ کی حالت تک فرماتے رہے: الصلوٰۃ الصلوٰۃ (نماز کا خیال رکھنا نماز کا خیال رکھنا) حتیٰ کہ آپؐ کی روح مبارک انتقال کر گئی اسی حدیث میں امام بیہقی نے یہ بھی روایت کیا ہے۔

---

۸۰۳ (الجامع الصغیر: ۴۰۵۸) ــــ رواه البخاری فی الادب المفرد (۱۳۷) وابن ماجة فی السنن (۳۶۷۹) وابو نعیم فی الحلیة شرح السنة للبغوی (۱: ۴۰۴) تاریخ دمشق (۲: ۲۰۷) الکامل لابن عدی (۷: ۲۱۸۶) الزهد لابن مبارک (۲۳۰) مکارم الاخلاق (۷۵).

اِتَّقُوا اللّٰهَ فِی الصَّلَاةِ، اِتَّقُوا اللّٰهَ فِی الصَّلَاةِ، اِتَّقُوا اللّٰهَ فِی الصَّلَاةِ، اِتَّقُوا اللّٰهَ فِیمَا مَلَكَتْ أَیْمَانُكُمْ، اِتَّقُوا اللّٰهَ فِیمَا مَلَكَتْ أَیْمَانُكُمْ، اِتَّقُوا اللّٰهَ فِی الضَّعِیفَیْنِ: اَلْمَرْأَةُ الْأَرْمِلَةُ وَالصَّبِیُّ الْیَتِیمُ — (هب) عن انس. (۸۰۴)

(ترجمہ) نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور جو غلام باندیاں تمہاری ملکیت میں ہیں ان کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور جو کچھ غلام باندیاں تمہاری ملکیت میں ہیں ان کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو دو ضعیفوں کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور وہ دو ضعیف بیوہ عورت اور یتیم بچہ ہیں۔(۱)۔

(لطائف ومعارف)

(۱) یتیم سے مراد وہ بچہ ہے جس کا والد فوت ہوگیا ہو اور اس کی عمر بلوغ تک نہ پہنچی ہو چاہے لڑکا ہو یا لڑکی۔

## بیوہ اور مسکین کی ضروریات پوری کرنا

(حدیث ۸۰۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّاعِی عَلَی الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْكِینِ كَالْمُجَاهِدِ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ اَوِ الْقَائِمِ اللَّیْلِ الصَّائِمِ النَّهَارِ — (حم، ق، ت، ن، ه) عن ابی هریرة — (صح). (۸۰۵)

(ترجمہ) بیوہ (یا مطلقہ) اور مسکین کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرنیوالا مجاہد فی سبیل اللہ یا راتوں کو عبادت کرنیوالے اور دنوں کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

---

۸۰۴ (الجامع الصغیر: ۱۲۷) — اتحاف السادة (۵: ۳۵۲) کنز العمال (۱۸۸۶۴) شعب الایمان بیهقی وحسنه السیوطی.

۸۰۵ (الجامع الصغیر: ۴۷۹۱) — رواه البخاری (۷: ۸۰، ۸: ۱۰، ۱۱) ومسلم فی الزهد (۴۱) والزکاة (۷۶) والترمذی (۱۹۶۹) والنسائی (۵: ۸۷) وابن ماجة، مسند احمد (۲: ۳۶۱) سنن کبریٰ للبیهقی (۶: ۲۸۳) مصنف عبدالرزاق (۲۰۵۹۲) کنز العمال (۶۰۲۰) الادب المفرد للبخاری (۱۳۱) فتح الباری (۹: ۴۹۷).

# میاں بیوی کے باہمی حقوق

# میاں بیوی

## عورت پر مرد کے مزید حقوق

(حدیث ۸۰۶) حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْاَةِ اَنْ لَا تَهْجُرَ فِرَاشَهٗ، وَاَنْ تَبَرَّ قَسَمَهٗ، وَاَنْ تُطِيْعَ اَمْرَهٗ، وَاَنْ لَا تَخْرُجَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ، وَاَنْ لَا تُدْخِلَ اِلَيْهِ مَنْ يَكْرَهُ۔

(طب) عن تميم الدارى۔ (ض). (۸۰۶)

(ترجمہ) مرد کا عورت پر حق ہے کہ (۱) عورت اس کے بستر سے الگ (ہو کر) نہ سوئے (۲) اور یہ کہ اس کی قسم کو پورا کرے (یعنی جب کسی چیز کے کرنے یا اس کے چھوڑنے پر حلف اٹھالے اور اس کا وہ حلف شریعت کے مخالف نہ ہو تو اس میں اس کی بات مان لے اور اس کی قسم کو پورا کرلے) (۳) اور یہ کہ عورت اس کی فرمانبرداری کرے (۴) اور یہ کہ اس کی اجازت کے بغیر (اس کے گھر سے) نہ نکلے (۵) اور یہ کہ گھر میں کسی ایسے شخص کو نہ آنے دے جس کو خاوند ناپسند کرتا ہو۔

## بیوی پر خاوند کے بعض حقوق

(حدیث ۸۰۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَقُّ الزَّوْجِ عَلٰى زَوْجَتِهٖ اَنْ لَا تَمْنَعَهٗ نَفْسَهَا، وَاِنْ كَانَتْ عَلٰى ظَهْرِ قَتَبٍ، وَاَنْ لَا تَصُوْمَ يَوْمًا وَاحِدًا اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِلَّا الْفَرِيْضَةَ فَاِنْ فَعَلَتْ

---

۸۰۶ (الجامع الصغير: ۳۷۳۸) ـــ رواه الطبرانى فى الكبير وقال الهيثمى فيه ضرار بن عمر وهو حديث ضعيف اهـ وعنه ايضا ابو الشيخ والديلمى، كنز العمال (۴۴۷۸۷) اتحاف السادة (۵: ۴۰۳).

اَثِمَتْ وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنْهَا، وَاَنْ لَا تُعْطِيَ مِنْ بَيْتِهٖ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَاِنْ فَعَلَتْ كَانَ لَهُ الْاَجْرُ وَكَانَ عَلَيْهَا الْوِزْرُ، وَاَنْ لَا تَخْرُجَ مِنْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَاِنْ فَعَلَتْ لَعَنَهَا اللّٰهُ وَمَلَائِكَةُ الْغَضَبِ حَتّٰى تَتُوْبَ اَوْ تُرَاجِعَ وَاِنْ كَانَ ظَالِمًا۔ (الطیالسی عن ابن عمر.)(۸۰۷)

(ترجمہ) خاوند کا بیوی پر حق ہے کہ (۱) وہ اس کو اپنی ذات سے نہ روکے اگرچہ وہ حالت ولادت میں بھی کیوں نہ ہو (۲) اور یہ کہ وہ کسی دن کا بھی روزہ نہ رکھے مگر اس کی اجازت کے ساتھ مگر فرض روزہ (میں اجازت کی ضرورت نہیں) اور اگر اس نے نفلی روزہ رکھ لیا تو وہ گناہ گار ہوئی اور اس کا وہ روزہ قبول نہیں ہوگا (۳) اور یہ کہ اپنے گھر سے کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر (صدقہ میں) نہ دے اور اگر اس نے دی تو مرد کو اجر ہوگا اور عورت کو گناہ (اس لئے کہ مرد کے مال سے صدقہ ہو گیا تو اس کو ثواب ملے گا اور عورت نے بغیر اجازت کے دیا تو اس پر گناہ ہوگا) (۴) اور یہ کہ وہ اس کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اور اگر وہ بغیر اجازت کے گئی تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر لعنت کرتے ہیں اور اس کے عذاب کے فرشتے بھی حتیٰ کہ وہ اس نکلنے پر توبہ کرے یا گھر لوٹ آئے (اور معافی مانگے) اگرچہ خاوند ظالم بھی کیوں نہ ہو کہ وہ گھر سے نکلنے میں غلط روکتا ہو۔

(لطائف ومعارف)

اس ساری حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو ہر کام میں خاوند کی مرضی پر عمل کرنا چاہئے اور اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے ہاں اگر خاوند خلاف شرع بات کرے یا حکم کرے تو اس عورت پر اسی درجہ میں اس خلاف شرع عمل سے دور رہنا ضروری ہے۔ یعنی اگر خاوند حرام کا حکم دے تو عورت کا اس سے بچنا فرض ہے مکروہ تحریمی کا حکم کرے تو اس سے بچنا واجب ہے اور مکروہ تنزیہی کا حکم کرے تو اس سے بچنا مستحب ہے ورنہ جس درجہ کا حکم ہوگا اسی درجہ میں یہ گناہ گار ہوگی۔

---

۸۰۷ (الجامع الصغیر: ۳۷۳۷) ــــ رواہ ابو داود الطیالسی فی مسندہ، سنن کبریٰ للبیہقی (۴: ۱۹۴) کنز العمال (۴۴۸۰۶) اتحاف السادۃ (۵: ۴۰۳).

## بیوی کے خاوند پر حقوق

(حدیث نمبر ۸۰۸) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حَقُّ الْمَرْاَةِ عَلَى الزَّوْجِ اَنْ يُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمَ، وَيَكْسُوَهَا اِذَا اكْتَسٰى، وَلَا يَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا يُقَبِّحْ، وَلَا يَهْجُرُ اِلَّا فِي الْبَيْتِ — (طب، ک) عن معاوية بن حيدة. (۸۰۸)

(ترجمہ) عورت کا مرد پر حق ہے کہ (۱) اس کو کھلائے جب خود کھائے (۲) اس کو پہنائے جب خود پہنے (۳) اور اس کو چہرے پر نہ مارے (۴) اور اسکو برا بھلا نہ کہے (۵) اور جھگڑا ہونے کی بناء پر اس سے قطع تعلق نہ کرے مگر گھر کے اندر اندر رہ کر (تاکہ باہر کے لوگوں کو جھگڑے کا علم نہ ہو اور عورت کی ہتک نہ ہو۔)

## عورت اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟

(حدیث ۸۰۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَعْظَمُ النَّاسِ حَقًّا عَلَى الْمَرْاَةِ زَوْجُهَا ' وَاَعْظَمُ النَّاسِ حَقًّا عَلَى الرَّجُلِ اُمُّهٗ — (ک) عن عائشة — (صح). (۸۰۹)

(ترجمہ) لوگوں میں سے بیوی پر سب سے زیادہ حق اس کے خاوند کا ہے اور لوگوں میں سے مرد پر سب سے زیادہ اس کی ماں کا ہے۔

---

۸۰۸ (الجامع الصغير: ۳۷۴۰) — كنز العمال (۴۴۹۴۰) رواه الطبراني في الكبير (۱۹: ۴۲۸) اتحاف السادة (۵: ۳۷۰) والحاكم في النكاح وقال صحيح واقره الذهبي بل رواه ابوداود وابن ماجة في النكاح والنسائي في عشرة النكاح عن معاويه المذكور باللفظ المذكور وصححه الدارقطني في العلل وعلقه البخاري وممن عزاه لابي داود النووي وغيره.

۸۰۹ (الجامع الصغير: ۱۱۸۶) — رواه الحاكم في مستدركه على الصحيحين وقال صحيح واقره الذهبي ورواه عنه ايضا البزار وغيره. كنز العمال (۴۴۷۷۱)

(لطائف ومعارف)

بیوی پر خاوند کا حق اتنا زیادہ ہے کہ اگر خاوند کو کوئی پھوڑا نکلا ہوا ہو اور وہ اس کو چاٹے تب بھی وہ اس کا حق ادا نہیں کر سکتی اور اگر کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اس لئے عورت پر واجب ہے کہ نہ اس کی اپنے نفس میں خیانت کرے اور نہ اس کے مال میں اور اس کو اپنے نفس سے بھی منع نہ کرے اگرچہ وہ تنور کی پشت پر بیٹھی ہو اور اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اگرچہ اس کے والدین کا جنازہ کیوں نہ ہو۔

اور مرد و عورت پر ماں کا حق سب سے زیادہ ہے حتیٰ کہ باپ سے بھی زیادہ ہے۔ اس لئے کہ اس نے حمل، ولادت اور پالنے میں بڑی بڑی مشقتیں برداشت کی ہیں اور یہ باپ سے بھی زیادہ شفیق اور مہربان ہے اس لئے باپ سے بھی زیادہ حقدار ہے۔

حکایت:

حضرت بلال خواص رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں قوم بنی اسرائیل کی وادی تیہ میں تھا کہ ایک شخص میری رہنمائی کرنے لگا میرے دل میں آیا کہ یہ حضرت خضر ہیں تو میں نے کہا: آپ کو حق تعالیٰ کے حق کی قسم ہے آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ''خضر'' میں نے پوچھا: آپ امام مالک بن انسؒ کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: وہ امام الائمہ ہیں۔ میں نے پوچھا: امام شافعیؒ؟ فرمایا: وہ اوتاد میں سے ہیں۔ میں نے پوچھا: احمدؒ (بن حنبل)؟ فرمایا: وہ صدیق ہیں۔ میں نے پوچھا: حضرت بشرؒ؟ فرمایا: انہوں نے اپنے بعد اپنے جیسا نہیں چھوڑا۔ میں نے پوچھا: کہ میں نے آپ کو کس عمل کی برکت سے دیکھا ہے؟ فرمایا: تمہارے اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وجہ سے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر آدمی کے پاس نان ونفقہ کی تنگی ہو تو اس وقت وہ اپنی ماں کو اپنے باپ پر مقدم رکھے۔

## عورت خاوند کا پھوڑا چاٹ کر بھی حق ادا نہیں کر سکتی

(حدیث ۸۱۰) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَقُّ الزَّوْجِ عَلٰی زَوْجَتِهٖ اَنْ لَوْ كَانَتْ بِهٖ قُرْحَةٌ فَلَحَسَتْهَا مَاۤ اَدَّتْ حَقَّهٗ -(ک) عن ابی سعید-(صح). (۸۱۰)

(ترجمہ) خاوند کا اپنی بیوی پر اتنا بڑا حق ہے کہ اگر خاوند کو کوئی پھوڑا نکلا ہوا اور وہ اس کو چاٹ لے تب بھی اس کا حق ادا نہ کر سکے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث کو محدث بزار نے اپنی مسند میں حضرت ابوسعیدؓ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کو جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے آیا اور عرض کیا: میری یہ بیٹی شادی کرنے سے انکاری ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اپنے باپ کی بات مان لو لڑکی نے عرض کیا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں اس وقت تک شادی نہیں کروں گی جب تک کہ آپ مجھے یہ نہیں بتائیں گے کہ خاوند کا اپنی بیوی پر کیا حق ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: خاوند کا بیوی پر حق یہ ہے کہ اگر اس کو کوئی پھوڑا نکلا اور عورت اس کو چاٹ لے یا خاوند کے ناک سے پیپ بہہ رہی ہو یا خون اور عورت اس کو نگل لے تب بھی اس نے خاوند کا حق ادا نہیں کیا تو عورت نے کہا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کبھی بھی شادی نہیں کروں گی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کے نکاح نہ کیا کرو مگر ان کی اجازت سے۔

علامہ منذریؒ فرماتے ہیں: اس حدیث کو بزار نے بسند جید وحسن روایت کیا ہے اس کے راوی ثقہ اور مشہور ہیں اور ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

## بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر حق

(حدیث ۸۱۱) حضرت سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

---

۸۱۰ (الجامع الصغیر: ۳۷۳۹) ــــ رواہ الحاکم فی النکاح وقال صحیح (۲: ۱۸۹) سنن الکبریٰ للبیهقی (۷: ۲۹۱) موارد الظمآن للهیثمی (۱۲۸۹)) درمنثور (۲: ۱۵۴) مصنف ابن ابی شیبة (۴: ۳۰۳)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَقُّ كَبِيرِ الْإِخْوَةِ عَلٰى صَغِيرِهِمْ كَحَقِّ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ۔ (هب) عن سعيد بن العاص۔(ض). (۸۱۱)

(ترجمہ) بڑے بھائی کا حق اپنے چھوٹے بھائی پر والد کے اپنی اولاد پر حق کی طرح ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اس کا احترام، اس کی تعظیم وتوقیر کرے اور اس کے خلافِ مرضی پر نہ چلے۔

## خالہ ماں کے درجہ میں ہے

(حدیث ۸۱۲) حضرت براء اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ۔(ت،ق)عن البراء(د) عن علی۔ (صح). (۸۱۲)

(ترجمہ) خالہ ماں کے درجہ میں ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جب ماں اور ماں کی مائیں نہ ہوں تو پرورش کا حق خالہ کو ہے کیونکہ شفقت اور بچہ کی اصلاح وتربیت میں اس کا قریب کا واسطہ اور رشتہ ہے۔

اسی طرح سے علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ جب خالہ ماں کے درجہ میں ہے تو اس کی نافرمانی بھی کبیرہ گناہ ہے۔

---

۸۱۱ (الجامع الصغیر: ۳۷۴۴) ــــ رواه البيهقي في شعب الايمان وقال الحافظ العراقي وسنده ضعيف تاريخ بغداد (۵: ۱۱۹) ورواه الحاكم والديلمي باللفظ المزبور ثم قال وفي الباب عن ابي هريرة اى عند ابي الشيخ وغيره. تاريخ دمشق لابن عساكر (۲: ۲۱۹) مشكوة (۴۹۴۶) كنزالعمال (۴۵۴۷۳) تذكرة الموضوعات (۲۰۳).

۸۱۲ (الجامع الصغير: ۴۱۲۴) ــــ رواه البخاري (۳: ۲۴۲، ۵: ۱۸۰) والترمذي (۱۹۰۴) ومسلم عن البراء وابوداود (۲۲۸۰) عن علي سنن كبرى للبيهقي (۸: ۶) فتح الباري (۵: ۳۰۴).

## گھر والوں سے اچھے برتاؤ کا حکم

(حدیث ۸۱۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ، وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ، مَا اَكْرَمَ النِّسَاءَ اِلَّا كَرِيْمٌ، وَلَا اَهَانَهُنَّ اِلَّا لَئِيْمٌ۔ (ابن عساکر) عن علی۔ (صح). (۸۱۳)

(ترجمہ) تم میں سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے اہل خانہ سے خیر کا برتاؤ کرتا ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سے بہتر ہوں۔ عورتوں کی عزت کوئی نہیں کرتا مگر وہی جو کریم ہو اور نہیں اہانت کرتا ان کی مگر گھٹیا آدمی۔

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب آپؐ عصر کی نماز پڑھ لیتے تو آپؐ اپنی بیویوں کے پاس جاتے' ان کے پاس بیٹھتے' ان سے حالات پوچھتے اور جب رات ہوتی تو جس بیوی کی باری ہوتی اس کے پاس رہتے اور جب حضرت عائشہؓ برتن سے پیتی تھیں تو حضور ﷺ ان کے منہ رکھنے کی جگہ پر اپنا منہ رکھ کے پیتے تھے اور جب گوشت دار ہڈی کو منہ سے کاٹتی تھیں تو حضور ﷺ بھی اسی جگہ پر اپنا منہ رکھ کر گوشت لیتے تھے۔ (مسلم)

اور جب حضور ﷺ نے اپنی اہلیہ حضرت صفیہ بنت حُیَیؓ کو اونٹ پر سوار کرنا چاہا تو ان کے لئے اپنی ران نصب کی تاکہ وہ اس پر اپنا پاؤں رکھ کر سوار ہو جائیں لیکن انہوں نے آپؐ کی ران پر پنڈلی رکھ کر اونٹ پر سواری کی۔

تذکرۃ الموضوعات ابن عراق میں حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ سے لکھا ہے کہ آدمی پر واجب ہے کہ اپنے گھر والوں میں اپنے آپ کو محبوب اور مرغوب بنا کے رکھے تاکہ وہ ان کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو' یوسف صدفی مالکی نے بھی ایسے ہی آپ سے نقل کیا ہے۔

---

۸۱۳ (الجامع الصغیر: ۴۱۰۲) ــــ رواہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق' مستدرک حاکم (۳: ۳۱۱) السنۃ لابن ابی عاصم (۲: ۶۱۶) تاریخ بغداد للخطیب (۷: ۲۷۷).

# مسلمانوں کے حقوق

۱ - عام مسلمانوں کے حقوق

۲ - پڑوسی کے حقوق

۳ - پردیسی کے حقوق

# عامۃ المسلمین

## ہر مسلمان کے تین حق

(حدیث ۸۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَشُهُوْدُ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ اِذَا حَمِدَاللّٰهَ۔خد عن ابی هريرة۔ (ح). (۸۱۴)

(ترجمہ) تین چیزیں ایسی ہیں جو ہر مسلمان کا حق ہے' مریض کی عیادت کرنا' جنازہ میں حاضر ہونا' چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا جب وہ (چھینک پر) الحمدللہ کہے۔

## مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق

(حدیث ۸۱۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّالسَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ — (ق) عن ابی هريرة۔ (صح). (۸۱۵)

(ترجمہ) مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ (۱) سلام کا جواب دینا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) جنازہ میں شریک ہونا (۴) دعوت کو قبول کرنا (۵) چھینک پر جواب دینا۔

---

۸۱۴ (الجامع الصغير: ۳۴۵۹) ـــ رواه البخاری فی الادب المفرد بسند حسن (۹:۵) كنز العمال (۲۳۲۳۳) السلسلة الصحيحة (۱۸۰۰).

۸۱۵ (الجامع الصغير: ۳۷۳۵) ـــ رواه البخاری (۲:۹۰) ومسلم فی كتاب الجنائز (۱۷۰۴) مسند احمد (۲:۵۴۰) السنن الكبرى للبيهقی (۳:۳۸۶) الادب المفرد للبخاری (۹۹۱) مشكوة (۱۵۴۴).

## مسلمان کے مسلمان پر چھ حق

(حدیث ۸۱۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ: إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللهَ فَشَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ – (خدم) عن ابی هريرة. (٨١٦)

(ترجمہ) مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ (۱) جب تو اسے ملے تو اس کو سلام کہہ (۲) اور جب تجھے دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کر (۳) اور جب تجھ سے نصیحت اور مشورہ طلب کرے تو اس کو نصیحت اور مشورہ دے (۴) اور جب چھینک آنے کے بعد الحمدللہ کہے تو تو (یرحمک اللہ کے ساتھ) اس کا جواب دے (۵) اور جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کر (۶) اور جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کر (اور اگر دفن تک اس کے ساتھ رہے تو یہ اولیٰ ہے۔)

## مسلمان کے مسلمان پر حقوق

(حدیث ۸۱۷) حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ – (خد، ت، حب) عن ابی ذر – (ض). (٨١٧)

---

٨١٦ (الجامع الصغير: ٣٧٣٦) ــ رواه البخاری فی الادب المفرد (٩٢٥) ومسلم فی صحيحه (٥) مسند احمد (٢: ٣٧٢، ٤١٢) سنن كبرىٰ للبيهقی (٥: ٣٤٧) مشكوة (١٥٢٥) فتح الباری (١٠: ٦٠٣) تاريخ دمشق (١: ٤٥٠).

٨١٧ (الجامع الصغير: ٣٢٣١) ــ رواه البخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن حبان والبزار 'الكامل لابن عدی (٥: ١٩١٣).

(ترجمہ) تیرا اپنے مسلمان بھائی کے سامنے مسکرا دینا بھی صدقہ ہے اور تیرا نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے اور تیرا گم کردینے والی زمین میں کسی آدمی کو راستہ بتلانا بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور تیرا پتھر کانٹا اور ہڈی کو راستہ سے ہٹانا بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور تیرا اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی کا پلٹنا بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث کے پہلے جملہ سے معلوم ہوا کہ عالم کا لوگوں کے سامنے منہ چڑھانا گویا کہ وہ ان سے اعراض کر رہا ہے' درست نہیں اور عابد کا بھی تیوری چڑھانا درست نہیں کہ گویا کہ وہ لوگوں سے منزہ ہو کر ان کو برا سمجھتا ہے یا ان پر ناراض ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: اس بیچارے مسکین کو یہ پتہ نہیں کہ پرہیز گاری چہرہ میں نہیں رکھی کہ تیوری چڑھائی جائے اور نہ کمر میں ہے کہ اس کو جھکایا جائے اور نہ دامن میں ہے کہ اس کو سمیٹا جائے بلکہ پرہیز گاری دل سے ہوتی ہے۔

اس حدیث میں مذکورہ اعمال کی ترغیب سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے الگ رہنے میں اگرچہ فضیلت ہے لیکن مسلمانوں سے بالکلیہ قطع تعلق بھی درست نہیں کیونکہ ان کا بھی تجھ پر حق ہے' پس ان سے الگ رہ تاکہ ان کے شر سے محفوظ رہ سکے لیکن وحشت زدہ اور متنفر نہ بن بلکہ حق تعالیٰ کا بھی حق ادا کر اور مسلمان کے لئے بشاشت سے پیش آ اور قدرت ہوتے ہوئے نیکی کا حکم کر اور گناہ سے روک' مہمان کی عزت کر' سلام پھیلا اور صلہ رحمی کر اور فریادی کی مدد کر' بھٹکے ہوئے کو راہ دکھا اور ایذا دہ چیز کو راستہ سے ہٹا دے وغیر ذلک' لیکن ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا زیادہ نہ رکھ' ہر وقت اللہ کی طرف توجہ رکھ اور ہر حقدار کو اس کا حق ادا کر۔

# پڑوسی

## پڑوسی کے حقوق

(حدیث ۸۱۸) حضرت ابن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَازَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ—(حم، ق، د، ت) عن ابن عمر (حم، ق، ۴) عن عائشةؓ—(صح) (۸۱۸)

(ترجمہ) حضرت جبریلؑ مجھے پڑوسی کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے یقین کرلیا کہ (اللہ تعالیٰ) اس کو عنقریب وارث بنادیں گے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پڑوسی کے پڑوسی پر بہت حقوق ہیں، اگر ہمت وتوفیق ہو تو ان کی ضروریات کی بھی توجہ رکھنی چاہئے، ان کی پریشانی سے بے فکر نہیں رہنا چاہئے۔

## پڑوسی کا حق

(حدیث ۸۱۹) حضرت انس اور حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جَارُ الدَّارِ اَحَقُّ بِدَارِ الْجَارِ—(ن، ع، حب) عن انس (حم، د، ت) عن سمرة—(صح). (۸۱۹)

---

۸۱۸ (الجامع الصغیر: ۷۹۱۳) ــــ رواه أحمد (۲:۸۵، ۱۶۰، ۲۵۹، ۴۴۵) والبخاری (۸:۱۲) ومسلم باب البر والصلة (۴۲) وابوداود (۵۱۵۱، ۵۱۵۲) والترمذی (۱۹۴۲، ۱۹۴۳) عن ابن عمرؓ واحمد والبخاری ومسلم وابو داود والنسائی والترمذی وابن ماجة عن عائشةؓ (۳۶۷۳، ۳۶۷۴) سنن کبری للبیهقی (۶:۲۷۵، ۷:۱۱) طبرانی فی الکبیر (۸:۱۶۶، ۱۲:۳۶۰)

۸۱۹ (الجامع الصغیر: ۳۵۷۴) ــــ رواه النسائی وابو یعلی وابن حبان عن انس واحمد وابو داود (۳۵۱۷) والترمذی عن سمرة وعزاه السیوطی لصحته کنز العمال (۱۷۶۹۷).

(ترجمہ) گھر کا پڑوسی پڑوسی کے گھر کا زیادہ حقدار ہے۔

(لطائف ومعارف)

علماء حنفیہؒ نے اس حدیث کا یہ معنی کیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنا گھر بیچے تو پڑوسی اس کا حقدار ہے کہ اس کو بیچا جائے اگر پڑوسی جائز قیمت دے دے تو اسی کو بیچے کیونکہ اپنے گھر کے اس کے گھر کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اس کے بہت سے مفادات وابستہ ہیں، ہاں اگر پڑوسی جائز قیمت نہ دے تو دوسرے کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے اور اگر پڑوسی کو مالک جائز قیمت پر نہ دے بلکہ کسی اور کو دے دے تو پڑوسی کو حق ہے کہ اس پر شفعہ کرکے اس کو لے لے جیسا کہ طبرانی وغیرہ کی حدیث میں ہے:

جَارُ الدَّارِ اَحَقُّ بِالشُّفْعَةِ" (گھر کا پڑوسی شفعہ کا زیادہ حقدار ہے)۔

## پڑوسی کے حقوق

(حدیث ۸۲۰) حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَقُّ الْجَارِ اِنْ مَرِضَ عُدْتَهٗ، وَاِنْ مَاتَ شَيَّعْتَهٗ،وَاِنِ اسْتَقْرَضَكَ اَقْرَضْتَهٗ،وَاِنْ اَعْوَزَ سَتَرْتَهٗ،وَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرٌ هَنَّأْتَهٗ،وَاِنْ اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ عَزَّيْتَهٗ،وَلَا تَرْفَعُ بِنَاءَكَ فَوْقَ بِنَائِهٖ فَتَسُدَّ عَلَيْهِ الرِّيْحَ وَلَا تُؤْذِيْهِ بِرِيْحِ قِدْرِكَ اِلَّا اَنْ تَغْرِفَ لَهٗ مِنْهَا—(طب،ک)عن معاوية بن حيدة.(۸۲۰)

(ترجمہ) پڑوسی کا حق ہے کہ (۱) اگر وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے (۲) اور اگر فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جائے (۳) اور تجھ سے قرضہ مانگے تو تو اس کو قرضے دے (۴) اور جب وہ بے لباس ہو تو تو اس کے بدن کو ڈھانپے (یعنی کپڑا دے) (۵) اور اگر اس کو کوئی خوشی کی بات پہنچے تو اس کو

---

۸۲۰ (الجامع الصغير: ۳۷۴۱) ـــ رواه الطبرانی فی الکبیر وقال ابن حجر روی بأسانید واهية لكن اختلاف مخرجيها يشعربأن للحديث اصلا. اتحاف السادة (۶:۳۰۸) كنز العمال (۲۴۸۹۷).

مبارک دے (۶) اور اگر اس کو کوئی مصیبت پہنچے تو تو اس سے افسوس کرے (۷) اور اپنی عمارت کو اس کی عمارت سے اونچا نہ کرے کہ اس پر ہوا میں رکاوٹ آجائے (۸) اور تو اس کو اپنی ہانڈی کی خوشبو سے اذیت نہ دے الا یہ کہ تو اس سے چلو بھر اس کو دے دے۔

## پڑوسی کے حقوق

(حدیث ۸۲۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أُوْصِيكُمْ بِالْجَارِ –الخر ائطی فی مکارم الاخلاق عن ابی امامة – (ح). (۸۲۱)

(ترجمہ) میں تمہیں پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔

(یعنی) اس کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو، ہر طرح کی اذیت اور ضرر رسانی سے بچو اور ہر اعتبار سے اس کا اکرام کرو، اس حق کی وجہ سے جس کی حضرت جبریل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کو تاکید فرماتے رہے حتیٰ کہ حضورؐ کو یہ خیال ہونے لگا کہ پڑوسی کو میراث میں حقدار نہ بنالیا جائے۔

بعض عارفین فرماتے ہیں کہ ہمسایہ اور ہمسائیگی کے حقوق کی حفاظت کرو اور قرب پڑوس کی درجہ بندی سے ان کو مقدم رکھو، اللہ تعالیٰ نے جو انعام تجھ پر کیا ہے اس سے ان کا بھی خیال رکھو، اس کے متعلق تم سے سوال ہوگا اور ان سے ضرر کو دور کرو۔

یہ حکم جب ہے جب پڑوسی کی ایسی ضروریات کو پورا کرنے کی طاقت ہو اور اگر اس کے پاس اپنے لئے ہی وسائل پورے نہیں ہوتے تو پہلے اس کے اپنے مقدم ہیں لیکن ضرر سے بچانا اور اس طرح کے دوسرے حقوق جو مالیات سے وابستہ نہیں ان کا خیال بہرحال لازمی ہوگا۔

۸۲۱ (الجامع الصغیر: ۲۷۹۲) ــــ رواه الخوائطی فی مکارم الاخلاق (۳۷) والطبرانی فی الکبیر (۸: ۱۳۰) وقال الهیثمی والمنذری واسناده جید، مجمع الزوائد للهیثمی (۸: ۱۶۵) کنزالعمال (۲۴۸۸۰) الترغیب والترهیب (۳: ۳۶۲).

## ہمسائے کی فکر نہ کرنیوالا ناقص الایمان ہے

(حدیث ۸۲۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِيْ يَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰى جَنْبِهٖ۔

(خد،طب،ک،هق)عن ابن عباس –(صح). (۸۲۲)

(ترجمہ) وہ شخص مومن نہیں ہے جو خود سیر ہو جائے اور اس کے پہلو میں اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔

## ہمسایہ کیساتھ نیک برتاؤ کی ترغیب

(حدیث ۸۲۳) حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَوَّلُ خَصْمَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَارَانِ–(طب) عن عقبة بن عامر – (ح). (۸۲۳)

(ترجمہ) قیامت کے دن سب سے پہلے جن دو مخالفین کا مقدمہ پیش ہوگا وہ دو پڑوسی ہوں گے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث کا مقصود ہمسایہ کو اذیت سے بچانے کی ترغیب دینا ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مظلوم ہمسایہ کے لئے ظالم ہمسایہ سے انتقام لینے کو بڑی اہمیت دیں گے

---

۸۲۲ (الجامع الصغیر: ۷۵۸۳) ـــ رواه البخاری فی الأدب المفرد والطبرانی فی الکبیر (۱۲: ۱۵۴) شعب الایمان للبیهقی (۱۰: ۳) والحاکم فی البیع وغیره والبیهقی فی السنن وقال الهیثمی رجال الطبرانی ثقات وقال المنذری رواه الطبرانی ورواة ابی یعلی ثقات 'مشکوة (۴۹۹۱) تاریخ بغداد (۱۰: ۳۹۲) اللألی المصنوعة (۲: ۸۴).

۸۲۳ (الجامع الصغیر: ۲۸۱۲) ـــ رواه الطبرانی (۱۷: ۳۰۳، ۳۰۹) واحمد (۴: ۱۵۱) مجمع الزوائد (۸: ۱۷۰، ۱۰: ۳۴۹) وقال العراقی سنده ضعیف' وقال المنذری رواه احمد والطبرانی باسنادین احدهما جید وقال الهیثمی احد اسنادی الطبرانی رجاله رجال الصحیح غیر ابی نسافة وهو ثقة واعاده بمحل آخر وقال اسناده حسن.

اوران کے درمیان فیصلہ کریں گے۔ پس ہمسایوں کو اذیت نہ دینا اوران سے نہ جھگڑنا ایمان کے شعائر میں سے ہے۔

## پردیسی کو بھوکا چھوڑنے والا کامل مؤمن نہیں

(حدیث ۸۲۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

مَا آمَنَ بِیْ مَنْ بَاتَ شَبْعَانَ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِهٖ، وَهُوَ یَعْلَمُ بِهٖ۔ البزار (طب) عن انس۔ (ح). (۸۲۴)

(ترجمہ) وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جس نے خود تو سیر ہو کر رات گزاری اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہا اور اس کو پتہ تھا۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں ایسے آدمی کے مؤمن ہونے کی نفی کی گئی ہے یہ اس کے ایمان کامل کی نفی ہے ناقص الایمان مؤمن تو پھر بھی ہے، وہ اس لئے کہ اس کا یہ عمل دلالت کرتا ہے کہ اس کا دل سخت اور بہت بخیل ہے، مروت نہیں ہے خبث باطن ہے۔

وکلکم قد نال شبعا لبطنه وشبع الفتی لؤم إذا جاع صاحبه

۸۲۴ (الجامع الصغیر: ۷۷۷۱) ـــ رواه البزار والطبرانی فی الکبیر (۱: ۲۳۲) وقال المنذری بعد عزوه لهما اسناده حسن وقال الهیثمی اسناد البزار حسن ومجمع الزوائد (۸: ۱۶۷، ۱۹۷) والترغیب والترهیب (۳: ۳۵۸) وکنز العمال (۲۴۹۰۶).

# متفرق حقوق

۱ - خدمت خلق

۲ - رفاہی ادارے

۳ - مختلف ومتفرق حقوق

۴ - جانوروں کے حقوق

# متفرق حقوق

## پڑوسن سے گناہ کی وعیدِ شدید

(حدیث ۸۲۵) حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلزَّانِیْ بِحَلِیْلَةِ جَارِہٖ لَایَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، وَلَا یُزَکِّیْہِ، وَیَقُوْلُ لَہٗ: اُدْخُلِ النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِیْنَ۔ الخرائطی فی مساوی الاخلاق۔ (فر) عن ابن عمرو۔ (ض). (۸۲۵)

(ترجمہ) اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھیں گے اور نہ ہی اس کا تزکیہ کریں گے بلکہ فرمائیں گے جہنمیوں کے ساتھ تو بھی جہنم میں داخل ہوجا۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں پڑوسی کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے کہ یہ زنا اپنے باقی اقسام زنا سے زیادہ فحش اور برا ہے جبکہ زنا خود بڑے گناہوں میں سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اس لئے کہ اس شخص نے اس حکم کو توڑا جس کیلئے اللہ تعالیٰ اس کے حق کی رعایت اور دفع اذیت کا حکم دیتے ہیں۔ لہٰذا پڑوسی کی بیوی سے زنا، زنا بھی ہوا اور حق ہمسائیگی کا ابطال بھی ہوا اور خیانت بھی، ایک شخص تمہیں امین سمجھتا ہے اور تم اس کے خلاف کرتے ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھیں گے، یہاں لطف وکرم کی نگاہ سے نہ دیکھنا مراد ہے۔

ایسے شخص کا تزکیہ بھی نہیں کریں گے۔ تزکیہ سے مراد یہ ہے کہ گناہ گار کو جہنم میں سزا دے کر گناہ سے پاک کیا جائے پھر جنت میں داخل کر دیا جائے۔ یہاں حدیث میں اس تزکیہ کی بھی نفی ہے، جس سے اس برائی پر وعید شدید مقصود ہے کہ جس شخص کی طرف اللہ تعالیٰ نہیں دیکھے گا تو اس پر غصہ ہی ہوگا اور اس کا غصہ اتنا سخت ہے کہ پہاڑ بھی

۸۲۵ (الجامع الصغیر: ۴۵۸۴) رواہ الدیلمی فی الفردوس والخرائطی فی مساوی الأخلاق. وابن أبی الدنیا والترغیب والترھیب (۳: ۲۷۹) وکنز العمال (۱۲۹۹۰).

نہیں اٹھا سکتے چہ جائیکہ کوئی کمزور آدمی برداشت کر سکے اس جملہ سے یہ سمجھنا بھی کافی ہے کہ وہ گناہ کے ایسے درجہ میں پہنچ گیا ہے کہ ایمان جانے کا خطرہ ہے۔ وہ ایمان جس کا ایک ذرہ بھی ساری دنیا و مافیہا سے کئی گنا بہتر ہے پس کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس کو ایسی شہوت کے ہاتھ فروخت کر دے جس کی لذت مٹنے والی ہے اور اس کا عذاب باقی رہنے والا ہے۔ شہوت تو مٹ جائے گی لیکن شقاوت باقی رہے گی۔

اور تزکیہ نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس گناہ کے جرم کی حقیقت بیان کرنا مقصود ہے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے اس لئے دوزخ میں اس کی سزا اتنی لمبی ہوگی جیسے اس کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل کر دیا گیا ہو اگرچہ کبھی نہ کبھی وہ جہنم سے نکل کر جنت میں جائے گا لیکن وہ بھی اس شکل میں کہ جب اس گناہ کی پاداش میں اس کا ایمان ضائع نہ ہوا ہو اور اس گناہ کا مجرم یہ نہ سمجھے کہ ہم نے یہ جرم کیا ہے لیکن کبھی نماز پڑھ لیتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا مومن ہیں ہو سکتا ہے وہ کسی ایسے کفر میں مبتلا ہو گئے ہوں جس کا احساس اور ادراک تک نہ ہو۔

تزکیہ ہر مومن کا ہوگا اور اگر اللہ چاہے تو معاف بھی کر سکتا ہے اگر تزکیہ کی نفی کو حقیقت پر محمول کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا کفر ہے اور یہ شخص ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ جنت کے قابل نہیں ہے تو یہ بات اہل سنت والجماعت کے مذہب کے خلاف ہے۔ پس اگر یہی معنی لیا جائے تو پھر جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس میں ابن لہیعہ اور ابن انعم موجود ہیں جن کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے اور اس حدیث کو منذری نے ضعیف کہا ہے۔

# متفرق حقوق

## سربراہ دوسروں کے حق کو مقدم رکھیں

(حدیث ۸۲۶) حضرت ابو قتادہ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَاقِی الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا-(ت،ه) عن ابی قتادة (طس) والقضاعی عن المغیرة-(صح).(۸۲۶)

(ترجمہ) جماعت کو پانی پلانے والا ان کے آخر میں پینے والا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جو شخص کسی کو کوئی چیز پلا رہا ہو تو اس کی باری ان کے آخر میں آئے گی چاہے کم بچے یا زیادہ کیونکہ حق خدمت کا یہ سب سے بہتر طریقہ ہے۔ سب سے پہلے حاضرین میں سے بڑے مرتبہ والے کو پلائے پھر اس کے دائیں طرف والوں کو ایک ایک کر کے پھر باقی لوگوں کو پھر خود پیئے۔

بحر میں لکھا ہے: اس حدیث سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ جس شخص کو لوگوں کے معاملات سپرد کئے جائیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ ان کی مصلحت کو اپنے فائدہ سے مقدم رکھے اور ان کی بڑے چھوٹے امور میں خیر خواہی کرے پس حکمران طبقہ اپنی رعایا کے معاملات کو ترجیح دے اور علماء جو شریعت کی حفاظت کرتے ہیں وہ دین کی تعلیم دیں اور تجار جو خود کو ان تک منافع اور فوائد پہنچانے کے ذمہ دار ہیں وہ ان کو کسی طرح کے قحط وغیرہ میں نہ ڈالیں بلکہ ان کی ضروریات کی فراوانی رکھیں۔

## چھوٹوں پہ شفقت اور بڑوں کی عزت کرنا

(حدیث ۸۲۷) حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا، وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرِنَا -

---

۸۲۶ (الجامع الصغیر: ۴۶۳۰) ــــ رواه الترمذی (۱۸۹۴) وابن ماجة عن قتادة (۳۴۳۴) ثم قال الترمذی حسن صحیح والطبرانی فی الاوسط. والقضاعی فی مسند الشهاب کلاهما من حدیث ثابت البنانی عن المغیرة بن شعبة قال الزین العراقی وثابت لاأعرف له سماعا من المغیرة. مسند احمد (۴:۳۴، ۳۸۳، ۵:۳۰۳) مسند دارمی (۲:۱۲۲) سنن کبری للبیهقی (۷:۲۷، ۲۸۶) مجمع الزوائد (۵:۸۳) ابو داود (۳۷۲۵).

(حم،ت،ک)عن ابن عمرو –(صح). (۸۲۷)

(ترجمہ) وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کا شرف نہ پہچانے۔

(لطائف ومعارف)

بڑی عمر کا آدمی اس وقت اکرام کا مستحق ہوتا ہے جب اس کو علم اور نیک اعمال کا شرف حاصل ہو اور پاکیزہ نسب بھی شرف کے مرتبہ میں ہے اور اس حدیث کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ حالت اسلام میں طویل عمر پانا بھی شرف ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے: خیر الناس من طال عمره وحسن عمله (لوگوں میں سے بہتر شخص وہ ہے جس کی عمر طویل ہو اور عمل نیک ہوں)۔

اور اگر کوئی شخص بوڑھا ہو لیکن بدعمل ہو تو وہ اکرام کا مستحق نہیں ہے جیسا کہ اسی حدیث کے بقیہ حصہ میں ہے: وشر الناس من طال عمره وساء عمله (اور لوگوں میں سے برا وہ ہے جس کی عمر لمبی ہو اور عمل برے ہوں) لیکن ایک حدیث میں آتا ہے: مامن شاب اكرم شيخا لسنه الاقيض الله له من يكرمه عند سنه (جو جوان بھی کسی بوڑھے کی عزت اس کے بڑھاپے کی وجہ سے کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھی ایسا شخص کھڑا کردیں گے جو اس کی اس کے بڑھاپے میں عزت کرے گا) پس ظاہر اجو اکرام معلوم ہوتا ہے عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے ہے جس میں نیک وبدعمل کی شرط کا التزام نہیں ہے۔

## سب سے بہترین لوگ

(حدیث ۸۲۸) حضرت درہ بنت ابی لھب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۸۲۷ (الجامع الصغير: ۷۶۹۲)___ رواه أحمد (۲:۱۸۵) والترمذی (۱۹۱۹، ۱۹۲۰) والحاكم عن ابن عمرو (۱:۶۲) وعنه ايضا ابو داود قال النووی فی رياض الصالحين حديث صحيح وقال الحاكم على شرط مالك وأقره الذهبی وقال العراقی سنده حسن رواه البخاری فی الأدب المفرد (۳۵۸) الكامل لابن عدی (۳:۱۱۲۷).

خَيْرُ النَّاسِ اَقْرَؤُهُمْ ،وَاَفْقَهُهُمْ فِيْ دِيْنِ اللهِ، وَاَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ، وَآمَرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَاَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَوْصَلُهُمْ لِلرَّحِمِ -(حم، طب)عن درة بنت ابی لهب - (صح).)(۸۲۸)

(ترجمہ) لوگوں میں سے سب سے بہتر قرآن کے زیادہ پڑھنے والے ہیں اور ان میں سے اللہ کے دین کی زیادہ سمجھ رکھنے والے ہیں اور ان میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور ان کو زیادہ نیکی کا حکم کرنے والے ہیں اور ان کو زیادہ برائی سے روکنے والے ہیں اور ان سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ (لطائف ومعارف)

دین کی زیادہ سمجھ رکھنے والے لوگ دوسرے لوگوں پر اس لئے زیادہ افضل ہیں کہ دین کی سمجھ حضور ﷺ کی صنعت ہے یہی حضور ﷺ کا ورثہ ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

صلہ رحمی سے مراد رشتہ داری کا پاس لحاظ کرنے والے ہیں۔

## مخلوق کی خدمت

(حدیث ۸۲۹) حضرت حسن بصریؒ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الْعِبَادِ اِلَى اللهِ تَعَالٰى أَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهٖ ۔ عبد الله فی زوائد الزهد عن الحسن مرسلا.(۸۲۹)

عبدالله ابن احمد بن حنبل فی زوائد الزهد لابیه باسناد ضعیف لکن شواهده کثیرة.

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندوں میں سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اللہ کے عیال کے لئے زیادہ مفید ہو۔

---

۸۲۸؎ (الجامع الصغیر: ۴۰۳۲)__ رواه احمد (۶:۴۳۲) والطبرانی فی الکبیر درمنثور (۶:۹۹) مجمع الزوائد (۷:۲۶۳).

۸۲۹؎ (الجامع الصغیر: ۲۱۷)__ کشف الخفاء للعجلونی (۱:۵۴) کنز العمال (۴۴۹۵۳).

(لطائف ومعارف)

کیونکہ مسند ابویعلیٰ کی حدیث میں ہے: الخلق کلهم عیال الله و احبهم الیه انفعهم لعیاله. یعنی مخلوق سب اللہ کا کنبہ ہے اور بندوں میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو اللہ کے کنبے کے لئے زیادہ مفید ہے۔ اور طبرانی شریف کی حدیث میں ہے: احبّ الناس الی الله انفعهم للناس (یعنی اللہ کے نزدیک لوگوں میں سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو ان میں سے لوگوں کیلئے زیادہ مفید ہے)۔

آج کل جو لوگ رفاہ عامہ کے لئے ٹرسٹ بناتے ہیں وہ بھی اس حدیث کے زمرہ میں آتے ہیں۔

## رفاہی ادارے

(حدیث ۸۳۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَانَ عَلَى الطَّرِيْقِ غُصْنُ شَجَرَةٍ يُؤْذِى النَّاسَ فَاَمَاطَهَارَجُلٌ فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ—(ه)عن ابی هريرة—(ح). (۸۳۰)

(ترجمہ) راستہ پر درخت کی ایک ٹہنی تھی جو لوگوں کو تکلیف دیا کرتی تھی، ایک شخص نے اس کو ہٹا دیا اور (اس کے سبب) جنت میں داخل کر دیا گیا۔

(لطائف ومعارف)

فی زمانہ لوگوں کے فائدہ کے لئے جو کام کئے جاتے ہیں اور ٹرسٹ بنائے جاتے ہیں یا لوگوں سے ایذاء کے دور کرنے کے ادارے قائم کئے جاتے ہیں چاہے یہ کاوش اجتماعی ہو یا انفرادی، یہ بھی انسان کے جنت میں داخل ہونے کا سبب ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نے چاہا تو ان شاء اللہ ان کی بخشش ہوگی لیکن ایمان شرط ہے اور عمل صالح سے نجات یقینی ہے۔

---

۸۳۰ (الجامع الصغير: ۶۲۱۲). ـــ رواه أحمد (۲: ۴۹۵) وابن ماجة (۳۶۸۲) وابو يعلى، كنز العمال (۱۶۳۵۵) ورمز السيوطي لحسنه.

## دنیاوی دوستوں کی محافل سے اجتناب اور راستہ کے حقوق

(حدیث ۸۳۱) حضرت ابانؓ بن عثمانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِجْتَنِبُوْا مَجَالِسَ الْعَشِيْرَةِ—(ص)عن أبان بن عثمان مرسلا (۸۳۱)

(ترجمہ) اپنے قبیلہ اور ہم جولی رفقاء کی مجلس گاہوں سے بچ کے رہو۔

(لطائف ومعارف)

یعنی لوگوں کی ان مجالس میں بیٹھنے سے بچو جو دنیاوی باتوں کے لئے جمع ہوتے ہیں اور لغو ولہو کی باتیں کرتے ہیں، جس سے کبھی نماز ضائع ہوتی ہے یا کسی کی عزت اچھالی جاتی ہے۔ نیک مجالس میں بیٹھنے جیسے ذکر کی مجلس ہو یا علم دین کے حصول کی یا تعلیم اور قراءت قرآن کی یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، کی ایسی مجالس میں بیٹھنا اور ان میں بیٹھنے کا التزام کرنا بہت ضروری ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بات چیت کیلئے راستوں میں بیٹھنا مکروہ ہے اور اگر بیٹھنا ہی ہو تو راستے کو اس کا حق دینا چاہئے اور راستے کا حق یہ ہے کہ نگاہ کی حفاظت رکھے، سلام کا جواب دے، نیکی کا حکم کرے، برائی سے روکے، تکلیف دینے سے باز رہے، جیسے کسی کی غیبت کرنا، چغل خوری کرنا، بدظنی کرنا، اور گزرنے والے کی تحقیر کرنا، ایسے راستے میں بیٹھنا جس میں گزرنے والوں کو بیٹھنے والے کی ہیبت محسوس ہو اور اس راستے سے گزرنے کو لوگ اس کی وجہ سے چھوڑ دیں اور کوئی دوسرا راستہ بھی گزرنے کا نہ ہو۔

## زنا اور والدین کی نافرمانی کی کچھ سزا دنیا ہی میں مل جاتی ہے

(حدیث ۸۳۲) حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِثْنَانِ يُعَجِّلُهُمَا اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا اَلْبَغْيُ ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ —(تخ طب) عن أبي بكرة. (۸۳۲)

---

۸۳۱ (الجامع الصغير: ۱۷۶)__ كنز العمال (۲۵۳۸۰) سنن سعيد ابن منصور مرسلاً.

۸۳۲ (الجامع الصغير: ۱۶۷)__ تاريخ كبير للبخاري (۱: ۱۶۶) طبراني كبير كنز العمال (۳۵۴۵۸)

(ترجمہ) دو گناہ ایسے ہیں جن کی سزا اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں دے دیتا ہے۔(۱) کسی سے زنا کرنے کی سزا (۲) والدین کی نافرمانی کی سزا۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زنا اور والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔

کبیرہ گناہوں میں سے ان دو گناہوں کو اس لئے مخصوص کر کے یہاں ذکر کیا کہ ان کے مفاسد دور رس ہیں۔ ان دو کے علاوہ اور بھی کئی گناہ ایسے ہیں جن کی سزا فوری یعنی دنیا میں ہی مل جاتی ہے۔

ان دونوں گناہوں کی دنیاوی سزا کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی کی بہو، بیٹی، بیوی، بہن سے زنا کیا ہوگا تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ اپنی ان رشتہ دار عورتوں کے ساتھ کسی کو زنا کرتا ہوا نہ دیکھ لے۔

اور والدین کی نافرمانی دنیاوی سزا کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی نافرمانی کرے گا تو اس کی اولاد بھی اس سے ایسا ہی کرے گی، اس کے بعد اس کو موت آئے گی۔

اس دنیاوی سزا سے ایسے شخص کی اخروی سزا معاف نہیں ہوگی بلکہ وہ علیحدہ ہے۔ ہاں اگر کوئی سچی توبہ کرے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے معاف کر دیں گے۔

## چھینک اور چھینکنے والے کا جواب

(حدیث ۸۳۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت سالم بن عبید الاشجعیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَلْیَقُلْ لَہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ، وَلْیَقُلْ ھُوَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ — (طب، ک، ھب) عن ابن مسعود (حم، ۳، ک، ھب) عن سالم بن عبید الاشجعی — (صح). (۸۳۳)

۸۳۳ (الجامع الصغیر: ۷۵۷) — معجم الطبرانی فی الکبیر (۳: ۳۳۲) مستدرک الحاکم (۴: ۲۶۶) کنز العمال (۲۵۵۲۰) شعب الایمان للبیهقی عن ابن مسعود، واحمد وابو داود والترمذی والنسائی، عن سالم بن عبید الأشجعی ورواه ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (۲۵۲، ۲۵۵، ۲۷۴۰) وقال حدیث منکر.

(ترجمہ) تم میں سے جب کوئی شخص چھینکے تو اس کو چاہئے کہ وہ الحمد للہ رب العالمین کہے اور چاہئے کہ اس کو سننے والا یرحمک اللہ کہے اور چاہئے کہ چھینکنے والا (چھینک کے جواب دینے والے کو) اس کے جواب میں کہے: یغفر اللہ لنا ولکم.

(لطائف ومعارف)

جس آدمی کو چھینک آئے تو وہ اتنا بلند آواز سے الحمد للہ کہے جس کو قریب والا شخص سن سکے۔

چھینکنے پر الحمد للہ کہنا اللہ کی نعمت پر شکر ادا کرنا ہے کیونکہ چھینک سر کے وہ بخارات ہیں جو معدن حس اور محل فکر سے اٹھتے ہیں اور محل فکر کی سلامتی سے تمام اعضاء کی سلامتی قائم ہے اس لئے چاہئے کہ چھینک آنے پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے۔

چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کی قوت وطاقت کو سابق حالت پر لوٹا دے کیونکہ چھینک بدن کے جوڑ ڈھیلے کر دیتی ہے پس یرحمک اللہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی سابق حالت پر لوٹا دے یا یہ کہ ہر عضو اپنی اپنی جگہ بدستور قائم ہو جائے۔

جب کوئی چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ کے ساتھ جواب بھی نہ دینا چاہئے کیونکہ اس نے چھینکنے پر اللہ کا شکر ادا نہیں کیا اس لئے وہ دعا کا مستحق بھی نہیں ہوا۔

الحمد للہ اور یرحمک اللہ کہنے والے اتنا اونچی آواز سے ان کلمات کو کہیں جن کو ان کا ساتھی سن سکے۔

## مؤمن کو برا بھلا کہنا

(حدیث ۸۳۴) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

سَابُّ الْمُؤْمِنِ كَالْمُشْرِفِ عَلَى الْهَلَكَةِ-(عن ابن عمرو- (صح). (۸۳۴)

۸۳۴ (الجامع الصغیر: ۴۶۱۳). رواه الطبرانی فی الکبیر والبزار فی مسنده وکذا أحمد والدیلمی قال المنذری إسناده جید والهیثمی رجاله ثقات 'السلسلة الصحیحة (۱۸۷۸).

(ترجمہ) مؤمن کو برا بھلا کہنے والا ہلاکت میں پڑنے والے کی طرح ہے۔

(لطائف ومعارف)

یا تو ایسے شخص کے لئے آخرت کی ہلاکت مراد ہے کہ حق العبد معاف نہیں ہوتا اور قیامت میں اگر حقدار نے معاف نہ کیا تو سزا ملے گی یا اس سے وہ مؤمن مراد ہے جو گناہوں سے محفوظ ہو اور اس کو برا بھلا کہا جائے۔

## نشست کے حقوق

(حدیث ۸۳۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

نَهٰى أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَقْعَدِهٖ وَيَجْلِسَ فِيهِ آخَرُ. (خ) عن ابن عمر. (صح). (۸۳۵)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ ایک آدمی کو اس کی نشست سے اٹھا دیا جائے اور اس پر کوئی اور آدمی بیٹھے۔

(لطائف ومعارف)

چاہے وہ مسجد میں بیٹھا ہو یا کسی اور جگہ، جمعہ کا دن ہو یا کسی اور غرض کے لئے کسی جگہ بیٹھا ہو اس کو اس کی جگہ سے اٹھانا حرام ہے۔ ہاں اگر کسی آدمی کی مسجد میں کوئی نماز پڑھنے کی مشہور اور مخصوص جگہ ہے یا فتوی دینے کی یا پڑھانے کی یا پڑھنے کی مخصوص نشست ہے تو وہ اپنی نشست کا زیادہ مستحق ہے۔ اس جگہ پر کسی اور بیٹھنے والے آدمی کو چاہئے کہ وہ اٹھ جائے تاکہ اپنی نشست کا آدمی اپنی نشست پر بیٹھ سکے۔

## بغیر اجازت خط وغیرہ پڑھنا

(حدیث ۸۳۶) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اطَّلَعَ فِيْ كِتَابِ اَخِيْهِ بِغَيْرِ اَمْرِهٖ فَكَاَنَّمَا اطَّلَعَ فِي النَّارِ۔ (طب) عن ابن عباس۔ (ح). (۸۳۶)

---

۸۳۵ (الجامع الصغير: ۹۵۲۷) ـــ رواه البخاری فی کتاب الجمعة.

۸۳۶ (الجامع الصغير: ۸۴۶۹) ـــ رواه الطبرانی فی الکبير ورمز السيوطی لحسنه ومر عليه المناوی واکتفی به. کنز العمال (۲۹۲۹۶).

(ترجمہ) جس شخص نے بغیر اپنے (مسلمان) بھائی کی اجازت کے اس کا خط وغیرہ پڑھا پس گویا کہ اس نے جہنم میں جھانکا ہے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں: یہ حدیث اس تحریر پر محمول ہے جس میں کوئی راز یا امانت ہو جس کے دیکھنے پر صاحبِ تحریر کو کراہت ہو کہ کوئی اس پر مطلع ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حدیث ہر تحریر کے متعلق ہے کیونکہ احتمال ہے کہ جس چیز کو آدمی سمجھے کہ اس کے دیکھنے سے صاحبِ تحریر یا تحریر کا مالک خفا نہیں ہوگا لیکن ہوسکتا ہے خفا ہو یا اس میں کوئی راز کی چیز ہو جس کو وہ راز سمجھتا ہو اور دیکھنے والا نہ سمجھے۔

## حقدار سخت بات بھی کہہ سکتا ہے

(حدیث ۸۳۷) حضرت عائشہ اور حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا—(حم)عن عائشة(حل) عن ابی حمید الساعدی—(صح). (۸۳۷)

(ترجمہ) حقدار کے لئے سختی سے بھی اپنے حق کا مطالبہ کرنا درست ہے۔

(لطائف ومعارف)

امام غزالیؒ نے اس حدیث سے یہ معنی لیا ہے کہ مظلوم کو قاضی کے خلاف بادشاہ کے سامنے دعویٰ دائر کرنے کا حق ہے اور وہ قاضی کو ظلم کی طرف منسوب کرسکتا ہے اور اسی طرح سے مسئلہ پوچھنے والا مفتی کے سامنے کہہ سکتا ہے کہ میرے باپ نے مجھ پر ظلم کیا یا میرے بھائی نے یا میرے زوج نے پس میں کس طرح سے اپنی جان چھڑا سکتا ہوں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اشارہ کنایہ کے ساتھ پوچھے جیسے یوں کہے آپ اس شخص کے

---

۸۳۷ (الجامع الصغیر: ۲۳۹۹) ــــ رواه أحمد عن عائشة وابونعيم فی الحلية عن ابی حميد الساعدی هكذا عزاه السيوطی إليهما ولكن قال الحافظ العراقی ثم السخاوی وهو من غرائب الصحيح. بخاری (۳: ۱۳۰، ۱۵۳) مسلم المساقاة ب (۱۴۰) ترمذی (۱۳۱۷) مسند احمد (۶: ۲۸۶) والبيهقی (۶: ۲۰).

بارے میں کیا کہتے ہیں جس پر اس کے والد نے ظلم کیا ہے یا اس کے بھائی نے ظلم کیا ہے لیکن تعیین کرنا بھی مباح ہے۔

## رات کو گھروں کے دروازے بند کر دیا کرو

(حدیث ۸۳۸) حضرت وحشی بن حربؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا خَرَجْتُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ بِاللَّيْلِ فَاَغْلِقُوْا اَبْوَابَهَا (طب) عن وحشی – (صح)(۸۳۸)

(ترجمہ) جب تم اپنے گھروں سے نکلو تو ان کے دروازے بند کر دیا کرو۔

(کیونکہ رات کا وقت شیاطین اور اہل فساد کے منتشر ہونے کا وقت ہوتا ہے نیز یہ دروازے بسم اللہ پڑھ کر بند کرنے چاہئیں۔ اس طرح سے شیاطین میں اس دروازہ کو کھولنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ جس طرح سے داخل ہوتے وقت دروازہ بند کرنا مسنون ہے نکلتے وقت بھی اسی طرح سے مسنون ہے دن میں بھی دروازہ بند رکھا جائے مگر رات کو زیادہ ضروری ہے جس کی وجہ ابھی ذکر ہوئی ہے۔

# جانوروں کے حقوق

## جاندار کو کھلانا افضل صدقہ ہے

(حدیث ۸۳۹) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تُشْبِعَ كَبِدًا جَائِعًا (هب) عن انس – (ح)(۸۳۹)

---

۸۳۸ (الجامع الصغیر: ۵۷۷) ــــ طبرانی کبیر، وقال الهیثمی رجاله ثقات، کنز العمال (۴۱۵۴۱) مجمع الزوائد (۸: ۱۱۲).

۸۳۹ (الجامع الصغیر: ۱۲۶۷) ــــ مشکوة (۱۹۴۶) کنز العمال (۱۶۳۵۹) رواه البیهقی فی شعب الإیمان ورمز السیوطی لحسنه ولعله لا عتذاره والا ففیه هشام بن حسان اورده الذهبی فی الضعفاء وقال شعیب عن شعبة لم یکن یحفظ.

(ترجمہ) سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ تو کسی بھوکے جاندار کو سیر کرادے۔

(لطائف ومعارف)

حدیث شریف میں ہر جاندار کو سیر کرانے کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ اس میں مؤمن بھی شامل ہوجائے اور کافر بھی اور بولنے والا بھی اور نہ بولنے والا (جانور) بھی اور سیر کرانے میں ہر طرح کی صورتوں پر تنبیہ مقصود ہے۔ چاہے کوئی کسی کو کھانا کھلا کے سیر کرائے، کسی کو پانی پلا کر سیراب کرے یا اور کسی طرح کی حاجت برآری کرے۔

## جانوروں کے حقوق کا لحاظ رکھو

(حدیث ۸۴۰) حضرت سہل بن حنظلیہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوا اللّٰهَ فِی الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ : فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً، وَكُلُوْهَا صَالِحَةً -(حم د) وابن خزيمة (حب) عن سهل ابن الحنظلية. (۸۴۰)

(ترجمہ) بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، ان کو سواری کے لائق بنا کر سواری کرو اور کھانے کے قابل بنا کر ان کا گوشت کھاؤ۔ (کذا ترجمہ العلامۃ المناویؒ)۔

(لطائف ومعارف)

بعض اکابر صوفیاء فرماتے ہیں کہ سوار کو چاہئے کہ سواری کے وقت جانور پر شفقت کا معاملہ کرے اور کثرت ذکر کے ساتھ اپنے بوجھ کو اس پر ہلکا رکھے، کیونکہ جانور کی روح حضرت ربانیہ کی مشتاق رہتی ہے اور ذکر اللہ کی حالت میں وزن اٹھانے سے اس کو خفت محسوس ہوتی ہے۔

---

۸۴۰ (الجامع الصغير: ۱۲۰) ـــ مسند احمد (۴: ۱۸۱) سنن ابی داود (۲۵۴۸) صحيح ابن خزيمة (۲۵۴۵) صحيح ابن حبان، مجمع الزوائد، رياض الصالحين، حديث صحيح.

## شرعی حد میں مارنے کیلئے اور جانور کو ذبح کرنے کیلئے سہل طریقہ اپنائیں

(حدیث ۸۴۱) حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ،فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ، وَلْیُحَدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَهٗ—(حم،م،۴)عن شداد بن اوس—(صح)(۸۴۱)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے تم پر ہر ایک چیز پر حسن سلوک کرنے کو لازم قرار دیا ہے' پس جب تم قتل کرنے لگو تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرنے لگو تو عمدہ طریقہ سے ذبح کرو' (یعنی) چاہئے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی چھری کو تیز کر لیا کرے اور اپنے ذبیحہ کو راحت پہنچائے۔

(لطائف ومعارف)

یہاں قتل سے مراد قصاص کا قتل نہیں ہے یا حد میں قتل کرنا ہے اور شادی شدہ زانی کا' ڈاکو کا قتل' اس میں داخل نہیں ہے اور نہ ہی حشرات الارض اور درندوں کا قتل اس میں داخل ہے۔

## موذی جانور کو مارنا درست ہے

(حدیث ۸۴۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

نَهٰی عَنْ قَتْلِ کُلِّ ذِیْ رُوْحٍ ،اِلَّا اَنْ یُّوْذِیَ—(طب)عن ابن عباس—(ض).(۸۴۲)

---

۸۴۱ (الجامع الصغیر: ۱۷۶۱) ــــ رواه أحمد (۴:۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵) ومسلم فی الذبائح (۵۷) والنسائی (۷: ۲۲۷، ۲۲۹) وابو داود (۲۸۱۵) والترمذی (۱۴۰۹) وابن ماجة (۳۱۷۰) طبرانی فی الکبیر (۷:۳۳۰) مشکوة (۴۰۷۳) درمنثور (۴: ۱۸۱).

۸۴۲ (الجامع الصغیر: ۹۵۰۲) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر 'مجمع الزوائد (۴: ۴۲) وفیه جوهر بن سعید قال الهیثمی وهو ضعیف لکنه فی الصحیح بمعناه خلاقوله الا ان یؤذی.

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے ہر جاندار کے قتل کرنے سے منع کیا ہے اِلّا یہ کہ وہ موذی ہو۔

(لطائف ومعارف)

موذی جانور کو مارنا درست بلکہ کارِ ثواب بلکہ واجب ہے، کیونکہ اس میں خود کو دوسروں کو اذیت سے بچانے کا عمل ہے، بعض موذی جانوروں کے قتل کا مختلف احادیث میں ثواب بھی مذکور ہے جیسے چھپکلی، بچھو وغیرہ۔

# کتاب التصوف

۱ - تصوف
۲ - زہد
۳ - معرفت
۴ - اقسام اولیاء
۵ - خوف خدا

# تصوف

## اللہ کی رضا کیلئے کسی سے محبت رکھنا

(حدیث ۸۴۳) حضرت مقداد بن معدیکربؓ، حضرت انسؓ اور ایک اور صحابیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَحَبَّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ اَنَّهُ يُحِبُّهُ۔ (حم، خد، د، ت، حب، ک) عن المقداد بن معد يكرب (حب) عن أنس (خد) عن رجل من الصحابة –(صح). (۸۴۳)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے محبت کرے تو اس کو بتادے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس سے شرعی جائز محبت ہے جیسے کوئی اپنے کسی بزرگ سے محبت کرے یا کسی رشتہ دار سے یا ہمسایہ سے یا کسی دوسرے آدمی سے۔

مواضع اتہام میں کسی سے محبت کرنا مثلاً کسی کا کسی امرد سے یا کسی نامحرم عورت سے محبت کرنا اور اس کو جتلانا اس حدیث کا مقصود نہیں ہے بلکہ ایسی محبت حرام ہے اس کا عظیم گناہ ہوگا۔ ہاں اگر کوئی عورت کسی عورت کے لئے محض اللہ کی رضا کے لئے محبت کرے تو وہ بھی اس دوسری عورت کو جتلادے۔

## اللہ کیلئے باہمی محبت کا انعام

(حدیث ۸۴۴) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۸۴۳ (الجامع الصغیر: ۳۵۷) ــــ مسند احمد (۴: ۱۳۰) الادب المفرد للبخاری ابو داود، ترمذی، ابن حبان، حاکم عن المقداد بن معدیکرب، ابن حبان عن انس، الادب المفرد عن رجل من الصحابة وهو حديث صحيح.

قال اللہ تعالی الْمُتَحَابُّوْنَ فِی جَلَالِیْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ یَغْبِطُهُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ-(ت)عن معاذ-(صح). (۸۴۴)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے (قیامت کے دن) نور کے منبر ہوں گے، جن پر انبیاء اور شہداء رشک کررہے ہوں گے۔

(لطائف ومعارف)

انبیاء اور شہداء کا رشک منبر پر بیٹھنے پر نہیں ہوگا بلکہ باہمی محبت پر ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر باہمی محبت کرنے والے اللہ کے لئے محبت کرنے والے ہیں یہی وہ مقام ہے جس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔

## ارواح کی ایک دوسرے سے پہچان اور نفرت

(حدیث ۸۴۵) حضرت عائشہؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ-(خ)عن عائشة(حم،م،د)عن ابی هریرة(طب)عن ابن مسعود - (صح): (۸۴۵)

(ترجمہ مع مفہوم) ارواح ایک ایسا لشکر ہیں جو باہم مجتمع بھی ہیں اور انواع واقسام کی وجہ سے مختلف بھی ہیں پس جن روحوں نے عالم ارواح میں ایک دوسرے سے صفات اور تناسب اخلاق میں پہچان کر لی ان کے دل ایک دوسرے سے اس دنیا میں بھی پہچان اور الفت کرنے لگے اگرچہ وہ ایک

۸۴۴ (الجامع الصغیر: ۶۰۳۷) ـــ رواه الترمذی عن معاذ بن جبل (۲۳۹۰) والطبرانی عن العرباض باللفظ المزبور وقال الهیثمی إسناد هما جید ومن ثمه رمز السیوطی لحسنه. مسند احمد (۵: ۲۳۹) الترغیب والترهیب (۴: ۱۹)) حلیة الاولیاء (۲: ۱۳۱).

۸۴۵ (الجامع الصغیر: ۳۰۵۰) ـــ رواه البخاری عن عائشة واحمد (۲: ۲۹۵) ومسلم وابو داود عن ابی هریرة والطبرانی فی الکبیر (۸: ۲۸۳) عن ابن مسعود.

دوسرے سے دور بھی کیوں نہ ہوں۔ چاہے یہ دوری زمانی ہو یا مکانی اور جن روحوں نے ایک دوسرے کو وہاں پہچاننے سے انکار کیا وہ یہاں بھی ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں اگرچہ ان کے جسم ایک دوسرے سے قریب بھی کیوں نہ ہوں۔

حکایت: دو ساتھی ایک کشتی میں سفر کر رہے تھے ایک ان میں سے کشتی کے کنارے پر بیٹھ گیا اور دوسرا درمیان میں پس کنارے والا دریا میں گر گیا تو دوسرے نے بھی اپنے آپ کو دریا میں اسی جگہ گرا دیا مگر ان کو زندہ نکال لیا گیا۔ پہلے ڈوبنے والے نے دوسرے سے پوچھا: میں تو کنارے پر بیٹھا تھا اور گر گیا تو کیوں گرا؟ تو اس نے جواب میں کہا:

أنت غبت بک عنی

فحسبت أنک أنی

(ترجمہ) جب تو مجھ سے غائب ہوا تو میں نے سمجھا کہ میں خود غائب ہو گیا۔

نوٹ:۔ تصوف کی کتب میں کئی ایسے واقعات موجود ہیں جن میں غیر واقف حضرات نے ایک دوسرے کو پہچانا اور استفسار پر اسی حدیث کا حوالہ دیا۔

## بیعت کے وقت عورت کا ہاتھ ہاتھ میں نہ لیا جائے

(حدیث ۸۴۶) حضرت ابن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ:

كَانَ لَا يُصَافِحُ النِّسَاءَ فِي الْبَيْعَةِ—(حم)عن ابن عمرو— (ح) (۸۴۶)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ بیعت لیتے وقت عورتوں کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں نہیں لیتے تھے۔

(لطائف ومعارف)

جن لوگوں نے کسی حائل کے ساتھ حضور ﷺ کا ان کے ہاتھوں کے ساتھ مصافحہ کا

۸۴۶ (الجامع الصغیر: ۶۸۹۵) ــــ رواہ احمد (۲:۲۱۳) وقال الهيثمي في مجمع الزوائد (۸:۲۶۶) اسناده حسن اهـ ومن ثم رمز السيوطي لحسنه. الطبقات الكبرى لابن سعد (۱:۸) كنز العمال (۱۸۵۰۰) تاريخ بغداد (۵:۲۱۶).

دعویٰ کیا ہے اس کو حافظ عراقی نے لکھا ہے کہ صحیح نہیں ہے' آنحضرت ﷺ ایسا نہیں کرتے تھے باوجود اس کے کہ آپؐ معصوم تھے' آپؐ پر شک نہیں کیا جاسکتا تھا تو دیگر کے لئے بطریق اولیٰ اس سے اجتناب ضروری ہے۔ آج کل بہت سے اہل بدعت پیر ایسا کر رہے ہیں یہ سب خلاف سنت ہے۔

## خواتین کو بیعت کرنے کا طریقہ

(حدیث ۸۴۷) حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ لَااُصَافِحُ النِّسَاءَ—(ت،ن)عن امیمة بنت رقیقة—(صح)(۸۴۷)

(ترجمہ) میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

(لطائف ومعارف)

طبرانی کی روایت میں مصافحہ کی جگہ مس کا لفظ ہے یعنی میں نامحرم عورتوں کو نہیں چھوتا۔ آپؐ نے یہ ارشاد حضرت امیمہ بنت رقیقہؓ سے فرمایا تھا۔ جب وہ کچھ خواتین کے ساتھ بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوئیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی' نہ چوری کریں گی' نہ زنا کریں گی' نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی' نہ اپنے سامنے کسی پر بہتان باندھیں گی اور نہ نیکی میں آپ کی نافرمانی کریں گی۔

حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم میں جتنا ہمت وطاقت ہو ان امور پر پابند رہنا تو ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہم پر خود ہم سے زیادہ مہربان ہے۔ آپؐ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں ہم اس پر آپؐ سے بیعت ہونا چاہتی ہیں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا' میری سو عورتوں کے لئے بھی وہی بات ہے جو کسی ایک عورت کے لئے ہے۔

فی زمانہ جو لوگ نامحرم عورتوں سے پردہ نہیں کرتے اور اپنے قریب مجلس میں

---

۸۴۷ (الجامع الصغیر: ۲۶۳۶) ـــ رواہ الترمذی والنسائی واحمد والبیهقی وقال ابن حجر فی تخریج المختصر حدیث صحیح. مصنف عبدالرزاق (۹۸۳۱) فتح الباری (۸: ۲۳۶).

بٹھاتے ہیں اور مریدوں کے گھروں میں بلاحجاب خواتین کے مہمان بنتے ہیں۔ ان کو آپؐ کے اس ارشاد سے سبق سیکھنا چاہئے۔ جب حضورؐ جیسی معصوم ذات اتنا احتیاط کرتی ہے تو باقی لوگوں کو اس سے بھی زیادہ احتیاط کرنی چاہئے۔ ہمارے شیخ حضرت اقدس سید انور حسین نفیس رقم زیدت الطافہم تو عورتوں کو ان کے محرموں کی زبانی کچھ نصیحت کے کلمات فرما کر ہی بیعت میں شامل کر لیتے ہیں۔ مصافحہ تو دور کی بات ہے کوئی عورت دور سے یا پس پردہ بھی آپ سے بات نہیں کر سکتی۔

## فراست مؤمن سے بچو

(حدیث ۸۴۸) حضرت ابو امامہؓ اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ، فَإِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (تخ ت) عن أبی سعید الحکیم، وسمویه (طب عد) عن أبی أمامة ابن جریر عن ابن عمر. (۸۴۸)

(ترجمہ) مؤمن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے نور سے دیکھتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی دل میں کبیرہ گناہ کی نیت کو چھپانے سے ڈرو اور خفیہ معصیت پر بضد رہنے سے بھی ڈرو کیونکہ اللہ کا نیک بندہ اپنے اس نور ایمان کے ساتھ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے عوام مسلمین سے ممتاز درجہ عطاء فرمایا ہے ان پوشیدہ باتوں پر مطلع ہوتا ہے جو راز کے درجے میں ہوتی ہیں۔ اس طرح سے عوام مسلمان شرمندہ ہوتے ہیں اور نیک لوگ اپنی اس فراست ایمانی کی وجہ سے ان عوام مسلمانوں کے خلاف گواہی دیں گے اور اہل عرفان اللہ کی زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔ بسا اوقات اللہ کے ولی کو عام آدمی کی یہ حالت

---

۸۴۸ (الجامع الصغیر: ۱۵۱) ــــ التاریخ الکبیر امام بخاریؒ سنن ترمذی (۱۳۱۲۷) عن ابی سعید، حکیم ترمذی، فوائد سمویة طبرانی کبیر (۸: ۱۲۱) کامل ابن عدی عن ابی امامہؓ تفسیر ابن جریر عن ابن عمرؓ. فتح الباری (۱۴: ۳۸۸) کنز العمال (۳۵۷۳۰) درمنثور (۴: ۱۰۳) تفسیر ابن کثیر (۱: ۴۷۹).

بری لگتی ہے تو وہ حق خداوندی پر غیرت کھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے ولی کے غصے کی وجہ سے ایسے لوگوں سے انتقام لے لیتے ہیں اور ایسا بہت دفعہ واقع ہو چکا ہے۔

مؤمن کے دل میں انوار ایمان کی چمک سے دوسرے مسلمانوں کے اچھے برے اعمال کی صورتیں نظر آجاتی ہیں، اسی کو حدیث میں فراست مؤمن سے ذکر کیا گیا ہے۔

بعض صوفیاء فرماتے ہیں جو شخص اپنی نگاہ کو محارم سے محفوظ رکھے گا اور اپنے نفس کو نفسانی خواہشات سے روکے گا اور باطن کو مراقبہ سے معمور رکھے گا اور حلال کی عادت ڈالے گا، اس کی فراست کبھی خطاء نہیں کھائے گی۔ اسی وجہ سے حضرات اہل تصوف نے امور مذکورہ کے حصول کے لئے محارم سے نگاہ کی حفاظت کو شرط قرار دیا ہے کیونکہ جب آدمی نگاہ کو آزاد چھوڑے گا تو اس کا نفس اپنے دل کے شیشے میں ایسی تاریک سانس لے گا جس سے دل کا نور بجھ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومن لم یجعل اللہ لہ نورًا فمالہ من نور.

(ترجمہ) جس کو اللہ نور عطاء نہ کرے اس کو کسی قسم کا نور نہیں ملتا۔

حق سبحانہ وتعالیٰ بندے کو اس کے عمل کی جزاء اس کے جنس عمل سے دیتے ہیں پس جس نے اپنی نگاہ کو محرمات سے بچایا اللہ تعالیٰ اس کے عوض نور بصیرت عطاء فرمائیں گے۔

## فراست ایمانی کے واقعات

(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کوفہ سے فرمایا تھا اے اہل کوفہ عنقریب تمہارے پاس اہل بیت رسول اللہ ﷺ پہنچیں گے اور تم سے فریاد کریں گے مگر تم ان کی فریاد رسی نہیں کرو گے چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپؓ کے قافلہ والوں کے حق میں اہل کوفہ نے ایسا ہی کیا تھا۔

(۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبیلہ مذحج کی ایک جماعت کو دیکھا جن میں مالک اشتر بھی تھا۔ آپؓ نے اس کو غور سے دیکھا اور فرمایا: اللہ اس کو قتل کرے میں مسلمانوں کے لئے اس کی طرف سے ایک سخت دن دیکھ رہا ہوں چنانچہ مالک اشتر سے جو کچھ ظاہر ہوا وہ معروف ہے۔

(۳) ایک شخص نے ایک عورت کی طرف دیکھا پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی میرے پاس ایسی حالت میں آتا ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے (کیونکہ نامحرم کو دیکھنا آنکھ کا زنا ہے)۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں: مشائخ اولیاء کی فراست اور لوگوں کے مخفی احوال کے اظہار کے واقعات شمار سے باہر ہیں بلکہ ان حضرات سے عذاب قبر اور سوال کا مشاہدہ اور ہاتف کی آواز کی سماعت اور دیگر اقسام کی کرامات بھی شمار سے باہر ہیں۔

بعض عارفین سے پوچھا گیا فراست کیا چیز ہے؟ فرمایا: ارواح کا ملکوت میں داخل ہو کر معانی غیوب کا استدراک کرنا ہے جس کے سبب وہ مشاہدہ اور چشم دید گفتگو کی شکل میں اسرار حق کے متعلق بولتی ہیں۔

## آخرت کا بناؤ اور بگاڑ دل کی چال پر ہے

(حدیث ۸۴۹) حضرت ابوسعید اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْعَيْنَانِ دَلِيْلَانِ وَالْأُذُنَانِ قَمِعَانِ، وَاللِّسَانُ تَرْجُمَانٌ، وَالْيَدَانِ جَنَاحَانِ، وَالْكَبِدُ رَحْمَةٌ، وَالطِّحَالُ ضَحِكٌ، وَالرِّئَةُ نَفَسٌ، وَالْكِلْيَتَانِ مَكْرٌ، وَالْقَلْبُ مَلِكٌ فَإِذَا صَلَحَ الْمَلِكُ صَلَحَتْ رَعِيَّتُهُ، وَإِذَا فَسَدَ الْمَلِكُ فَسَدَتْ رَعِيَّتُهُ – ابو الشيخ فى العظمة (عد) وابو نعيم فى الطب عن ابى سعيد، الحكيم عن عائشة. (۸۴۹)

(ترجمہ) آنکھیں دلیل ہیں اور کان خبر پہنچانے والے ہیں اور زبان ترجمان ہے اور دونوں بازو دو پر ہیں اور جگر رحمت ہے اور تلی خوش ہونے کی جگہ ہے،

۸۴۹ (الجامع الصغير: ۵۷۵۲) ــــ رواه ابوالشيخ فى كتاب العظمة وابن عدى فى الكامل وابونعيم فى الطب النبوى عن ابى سعيد والحكيم الترمذى فى نوادر الاصول عن عائشة اتحاف السادة (۷: ۲۲۴) كنز العمال (۱۲۰۶) اللآلى المصنوعة (۱: ۵۰).

پھیپھڑا نفس کی جگہ ہے اور گردے مکر کی جگہ ہیں اور دل بادشاہ ہے۔ پس جب دل صالح ہو تو اس کی (یہ) رعیت بھی صالح رہتی ہے اور جب بادشاہ بگڑا ہوا ہو تو اس کی رعیت بھی بگڑ جاتی ہے۔

(لطائف و معارف)

دل مملکت (جسم) کے وسط میں ہے جیسا کہ بادشاہ ہوتا ہے اور قوت خیالیہ دماغ کے اگلے حصہ میں ایسے دوڑتی ہے جیسے بادشاہ کا ڈاکیا دوڑتا ہے کیونکہ تمام محسوسات کی خبریں اس کے پاس جمع ہوتی ہیں اور قوت حافظہ جس کی جگہ دماغ کا پچھلا حصہ ہے یہ بادشاہ کے خزانہ کی جگہ ہے اور زبان ترجمان کی حیثیت رکھتی ہے اور اعضائے متحرکہ اس کے ناظمین مملکت کے حکم میں ہیں اور حواس خمسہ اس کے لئے جاسوسوں کا کام دیتے ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے مناسب اطلاعات دل کو بھیجتا ہے۔ آنکھ کے سپرد مختلف قسم کے رنگ ہیں اور کان سارے جہان کی آوازوں کو سنتا ہے اور سونگھنا عالم بو سے متعلق ہے۔ یہ سب کے سب خبریں پہنچانے والے ہیں جو ان متعلقہ جہانوں سے ان کو حاصل کر کے قوت خیالیہ تک پہنچاتے ہیں جو ڈاکیا کے حکم میں ہے اور ڈاکیا ان چیزوں کو خازن کی طرف بھیجتا ہے اور خازن قوتِ حافظہ ہے۔ پھر یہ خازن ان چیزوں کو بادشاہ تک پہنچاتا ہے۔ پھر بادشاہ کو ان چیزوں میں سے جس کی مملکت کی تدبیر اور اپنے دشمنوں کے قلع قمع کرنے کیلئے جن میں وہ مبتلا ہو ضرورت ہوتی ہے اور سفر میں ڈاکوؤں کو دور کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو وہ ان کو اپنے سے دور کرتا ہے تو جب اس کو اس کی توفیق ہوتی ہے تو وہ سعادت مند اور شکر گزار ہوتا ہے اور جب یہ سب چیزیں معطل ہو جائیں اور ان کو وہ اپنے دشمنوں کے مفاد کیلئے استعمال کرے اور یہاں دشمنوں سے مراد خواہشات نفس اور غصہ اور تمام فوری لذتیں ہیں اور اپنی ان قوتوں کو دنیا کی تعمیر میں خرچ کرتا ہے اپنی آخرت کی منزل کو نہیں سنوارتا تو وہ ذلیل، بدبخت اور اللہ کی نعمتوں کا منکر بن جاتا ہے اور گرفت اور آخرت میں خدا سے دوری کا مستحق بن جاتا ہے جب تم یہ باتیں غور سے سمجھو گے تو جان لو گے کہ یہ حدیث حضورؐ نے ان چیزوں کیلئے بطور مثال کے بیان فرمائی ہے اور کتنا ہی خوب بات فرمائی ہے۔

## گناہ کے دل پر اثرات

(حدیث ۸۵۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول امین خاتم النبین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَخْطَأَ خَطِیْئَةً فُکِتَتْ فِی قَلْبِهٖ نُکْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَاِنْ هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُهٗ وَاِنْ عَادَزِیْدَ فِیْهَا حَتّٰی تَعْلُوَ عَلٰی قَلْبِهٖ، وَهُوَ الرَّانُ الَّذِی ذَکَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا کَانُوا یَکْسِبُوْنَ—(حم،ت،ن،ہ،حب،ک،هب)عن ابی هریرة—(صح).(۸۵۰)

(ترجمہ) جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے، پس اگر وہ اس کو چھوڑ دے، استغفار کرے اور توبہ کر لے تو اس کا دل بھی صاف شفاف کر دیا جاتا ہے اور اگر اور گناہ کرے تو اس کی سیاہی میں اضافہ کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ (اس کے گناہوں کی کثرت سے وہ سیاہی) اس کے دل پر غالب آ جاتی ہے، یہی وہ زنگ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

کلا بل ران علی قلوبهم ما کانوا یکسبون

(ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے گناہوں کا زنگ بیٹھ گیا ہے)۔

(لطائف ومعارف)

علامہ حرالیؒ فرماتے ہیں: اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گناہ کی سزا گناہ سے مؤخر نہیں ہوتی بلکہ اس کے دل پر واقع ہونے سے مخفی ہو جاتی ہے اور ظاہر میں اس کے ظاہر ہونے کا علم بعد میں ہوتا ہے۔

اس حدیث میں اس بات کو بڑے واضح طریقہ سے بیان کیا گیا ہے کہ توبہ میں گناہ

---

۸۵۰ (الجامع الصغیر: ۲۰۷۰) ــــ رواه احمد والترمذی وصححه (۳۳۳۴) والنسائی فی التفسیر وابن ماجة فی الزهد وابن حبان والحاکم والبیهقی مورد الظمآن للهیثمی (۱۷۷۱) کنز العمال (۱۰۱۸۹) جمع الجوامع للسیوطی (۵۶۹۵) فتح الباری (۸:۶۹۶).

کو چھوڑنا اور گناہ کی معافی مانگنا بھی داخل ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں توبہ کا رکن ہیں۔

جس طرح سے تلوار اور آئینہ صاف اور شفاف ہوتے ہیں' ان پر کوئی سیاہ دھبہ یا زنگ چڑھ جائے تو اس کا صاف پتہ چل جاتا ہے۔ اسی طرح سے دل کی مثال ہے' یہ بھی گناہ کی وجہ سے سیاہ نقطہ لے لیتا ہے۔

اگر گناہ بڑھتے جائیں تو اس کی سیاہی بھی بڑھتی جاتی ہے اور اگر آدمی توبہ کر لے اور گناہ چھوڑ دے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کر لے اور گناہ پر پشیمان ہو تو یہ دل اس طرح سے روشن ہو جاتا ہے جس طرح سے سورج گرھن سے نکلنے کے بعد روشن ہو جاتا ہے۔

اسی لئے بعض اکابر سلف نے فرمایا ہے کہ گناہ کفر کی ڈاک (یعنی پیغام رساں) ہیں' یعنی دل جب بالکل سیاہ اور اندھا ہو جاتا ہے تو وہ کسی خیر کو قبول نہیں کرتا اور سخت ہو کر اس سے ہر طرح کی نرمی اور شفقت اور خوف نکل جاتے ہیں پھر جو چاہتا ہے کرتا ہے اور خدا کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنا لیتا ہے اور شیطان اس کو گمراہ کر کے سیدھے راستے سے بھٹکا دیتا ہے اور اس کو ایسی ایسی امیدیں اور آرزوئیں دلاتا ہے کہ وہ کفر سے کم درجہ پر قناعت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ومن یتخذ الشیطان ولیاً من دون اللہ فقد خسر خسراناً مبیناً".

ایک دانش مند کا قول ہے کہ اعضاء کا تعلق دل کے ساتھ اس کے ہاتھ پاؤں کی طرح ہے' اگر یہ اعضاء اطاعت کے کام کریں گے تو یہ اطاعت دل تک پہنچ کر اس کو بالکل صاف اور شفاف کر دے گی اور اگر معصیت کو دل تک پہنچائیں گے تو یہ اس کو مکدر اور سیاہ کر دے گی۔ پس اعضاء کو گناہوں سے روکنے سے ہی دل کی سلامتی وابستہ ہے اور ان سب کی جڑ نگاہ کی حفاظت ہے۔

ایک دانش ور سے کہا گیا کہ تم فلاں شخص کو نصیحت کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا کہ یہ ایسا شخص ہے کہ اس کے دل کو تالا لگ چکا ہے اور اس کی چابی گم ہو گئی ہے' اس لئے اس کے علاج کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کے دل کا چہرہ سیاہ ہو جاتا

ہے پس اگر وہ سعادت مندوں میں سے ہو تو اس کی سیاہی اس کے ظاہر پر ظاہر ہو جاتی ہے تا کہ وہ اس گناہ سے باز آ جائے اور اگر وہ سعادت مندوں میں سے نہ ہو تو اس سیاہی کو اس سے چھپا دیا جاتا ہے تا کہ وہ اس گناہ میں منہمک ہو کر جہنم کا مستوجب ہو جائے۔

## قابل رشک مؤمن

(حدیث ۸۵۱) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ أَغْبَطَ النَّاسِ عِنْدِیْ لَمُؤْمِنٌ خَفِیْفُ الْحَاذِ ذُوْحَظٍّ مِنَ الصَّلٰوۃِ، اَحْسَنَ عِبَادَۃَ رَبِّہٖ، وَاَطَاعَہٗ فِی السِّرِّ ، وَکَانَ غَامِضًا فِی النَّاسِ لَا یُشَارُ اِلَیْہِ بِالْاَصَابِعِ، وَکَانَ رِزْقُہٗ کَفَافًا فَصَبَرَ عَلٰی ذٰلِکَ عُجِّلَتْ مَنِیَّتُہٗ، وَقَلَّتْ بَوَاکِیْہِ، وَقَلَّ تُرَاثُہٗ۔ (حم، ت، ہ، ک) عن ابی امامۃ۔ (صحح). (۸۵۱)

(ترجمہ) میرے نزدیک لوگوں میں سے سب سے زیادہ قابل رشک وہ مؤمن ہے جس کا مال اور اولاد کم ہو نماز سے اس کو اللہ کی مناجات کے ساتھ خوب راحت ملتی ہو اپنے رب کی بہتر سلیقہ سے عبادت کرتا ہو اور تنہائی میں بھی اللہ کا فرمان بردار رہے اور لوگوں میں چھپا ہوا ہو اس کی طرف انگلیوں کے ساتھ اشارہ نہ کیا جاتا ہو اور اس کی روزی گزارہ کی ہو اور وہ اس پر صبر کرتا ہو اور (دنیا سے خاطر تعلق نہ ہونے کی وجہ سے) اس کی روح آسانی سے نکلی ہو اور اس پر رونے والے کم ہوں اور اس کی میراث بھی کم ہو۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث میں مؤمن کی جن قابل رشک صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ علامہ ابن عربی فرماتے ہیں کہ یہ صفات ان اولیاء کی ہیں جن کو ولایت کے اعلیٰ ترین مقامات پر فائز کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں سے بچایا اور اپنا قرب نصیب کیا۔ لوگ ان کو ظہور کرامات

---

۸۵۱ (الجامع الصغیر: ۲۲۱۰) ــــ طبرانی فی الکبیر (۸: ۲۴۲) کنز العمال (۵۹۲۸) رواہ احمد (۵: ۲۵۵) والترمذی وابن ماجۃ (۴۱۱۷) والحاکم فی الاطعمۃ وصححہ (۴: ۱۲۳).

کے حوالہ سے نہیں جانتے اور نہ ہی نیک اعمال کی وجہ سے عام لوگ ان کی تعظیم کرتے اور ان کی طرف اس کا اشارہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ دنیا میں اللہ کے امناء واتقیاء ہیں۔ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہیں گویا کہ اللہ نے ان کو صرف اپنے لئے پیدا کیا ہے۔

## فاقہ اور حاجتمند ہونیکی فضیلت

(حدیث ۸۵۲) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ لوگوں کو جب نماز پڑھاتے تھے تو بعض لوگ نماز میں شدت بھوک کی وجہ سے گر پڑتے تھے اور یہ لوگ اصحاب صفہ میں سے ہوتے تھے حتیٰ کہ دیہاتی یہ کہنے لگتے تھے یہ دیوانے ہیں۔ حضورؐ نے جب نماز پڑھ چکے تو ان کی طرف رخ کر کے فرمایا:

لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَالَكُمْ عِنْدَاللهِ لَاَحْبَبْتُمْ اَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَةً وَحَاجَةً۔

(ت) عن فضالة بن عبيد۔ (صح). (۸۵۲)

(ترجمہ) اگر تم جان لو کہ تمہارے لئے اللہ کے پاس کتنا بڑا انعام ہے تو پسند کرو کہ تم فاقہ اور حاجت مندی میں اور بڑھ جاؤ۔

## سمجھدار کون ہے اور بیوقوف کون؟

(حدیث ۸۵۳) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ، وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا، وَتَمَنّٰى عَلَى اللهِ الْاَمَانِيَّ۔ (حم، ت، ه، ك) عن شداد بن اوس۔ (صح). (۸۵۳)

---

۸۵۲ (الجامع الصغير: ۷۴۴۱) ـــ رواه الترمذی (۲۳۶۸) وقال حسن صحيح، طبرانی فی الكبير (۱۸: ۳۱۰، ۳۱۱) موارد الظمآن (۲۵۳۸) كنز العمال (۱۶۶۰۴) امالی الشجری (۲: ۱۸۵).

۸۵۳ (الجامع الصغير: ۶۴۶۸) ـــ رواه أحمد (۴: ۲۴) والترمذی وابن ماجة فی الزهد والحاكم فی الايمان (۱: ۵۷) سنن كبرىٰ للبيهقی (۳: ۳۶۹) تفسير بغوی (۲: ۳۰۵) طبرانی فی الكبير (۷: ۳۳۸).

(ترجمہ) سمجھدار شخص وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور اپنی موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور عاجز شخص وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ پر اپنی آرزوؤں کی تمنا کرے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ ابن عربیؒ فرماتے ہیں: ہمارے مشائخ جو بات کرتے تھے اس پر بھی اپنے نفس کا محاسبہ کرتے تھے اور جو کچھ کرتے تھے اس پر بھی اور ان کو رجسٹر میں لکھ دیتے تھے پس جب عشاء کے بعد کا وقت آتا تو اپنے نفوس کا احتساب کرتے اور رجسٹر سامنے رکھتے اور جو بات یا عمل ان سے صادر ہوتا اس کا مقابلہ کرتے' اگر استغفار کا حق بنتا تو استغفار کرتے' توبہ کا حق بنتا تو توبہ کرتے' شکر کا حق بنتا تو شکر کرتے پھر سو جاتے۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو مغفرت کی امید نے بیکار کر دیا ہے حتیٰ کہ جب وہ دنیا سے نکلے تو ان کی کوئی نیکی نہیں تھی اور یوں کہا کہ میں تو اپنے رب سے اچھا گمان کرتا ہوں۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: یہ شخص جھوٹ بولتا ہے' اگر اس شخص کا گمان اللہ سے اچھا ہوتا تو اس کے لئے اچھے عمل بھی کرتا۔

## اسطرح سے عبادت کرو گویا کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو

(حدیث ۸۵۴) حضرت عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ –

(م، ۳) عن عمر (حم، ق، ٥) عن ابی هريرة – (صح). (۸۵۴)

(ترجمہ) احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح سے عبادت کرے کہ گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ پس اگر (یہ نہ ہو سکے تو اس تصور سے اس کی عبادت کر کہ تو) اس کو نہیں دیکھ رہا وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔

---

۸۵۴ (الجامع الصغير: ۳۰۴۲) ـــ رواه مسلم فی الايمان (۱: ۵) والنسائی (۸: ۹۹) وابو داود فی السنة (۱۶) والترمذی (۲۶۱۰) كلهم عن عمرؓ واحمد (۱: ۵۱، ۵۳، ۲: ۴۲۶، ۴: ۱۲۹، ۱۶۴) فتح الباری (۱: ۱۱۴، ۱۵: ۲۷۱).

(لطائف ومعارف)

احسان کا معنی ربوبیت اور عبودیت دونوں کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اس طرح سے عبادت کرو گویا کہ تم اس کی طرف دیکھ رہے ہو اس حدیث میں ہر حال میں تمام اعمال میں مراقبہ اور اخلاص کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور ان پر برانگیختہ کیا گیا ہے کہ اگر عبادت گزار اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی عمل کر رہا ہو تو اس سے بہتر شکل میں عمل نہ کر سکے اور اگر اس طرح سے عبادت نہ کر سکے تو اس حالت تک پہنچنے کی کوشش کرتا رہے۔

## زہد

### دینداری میں اپنے سے زیادہ کو اور دنیاداری میں اپنے سے کم کو دیکھو

(حدیث ۸۵۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا نَظَرَ اَحَدُکُمْ اِلٰی مَنْ فُضِّلَ عَلَیْهِ فِی الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ۔ (حم، ق) عن ابی هریرة۔ (صح). (۸۵۵)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی شخص اپنے سے زیادہ مالدار دیکھے یا اچھی صحت وشکل والا دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے سے نیچے والے کو دیکھے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے سے اوپر والے کو دیکھے گا تو جو کچھ اس کے پاس ہوگا اس کو معمولی سمجھے گا اور مزید کی حرص کرے گا۔ اس لئے اس کا علاج یہ تجویز فرمایا کہ وہ اپنے سے کم تر کو دیکھے۔ اس طرح سے وہ خوش ہو کر شکر ادا کرے گا اور اس کی حرص کم ہوگی۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ شیطان کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ انسان کی نظر دنیاداری کے اعتبار سے اس سے اوپر والے کی طرف لے جائے اس لئے وہ انسان

۸۵۵ (الجامع الصغیر: ۸۷۵) ــــ رواہ احمد (۲: ۳۱۴) والبخاری (۸: ۱۲۸) ومسلم فی الزهد والمقدمة (۸) ومشکوة (۵۲۴۲) وکنز العمال (۶۰۹۳، ۶۴۲۲).

سے کہتا ہے کہ تم بھی ہمت کر کے دنیا کو خوب طلب کرو دیکھو تو سہی دولت مند لوگ کس طرح عیش و آرام میں ہیں اور دین کے اعتبار سے اس سے کم دیندار کی طرف اس کی نظر لے جاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم اپنی فکر نہ کرو تم تو خدا سے ڈرتے ہو حالانکہ فلاں تم سے زیادہ دین کا علم رکھتا ہے جبکہ وہ خدا سے نہیں ڈرتا اور دیگر لوگ بھی عیش و عشرت میں مشغول ہیں، تم صرف اپنے آپ کو بدبختی میں کیوں شمار کرتے ہو، حالانکہ مؤمن کو چاہئے کہ وہ اس شیطان لعین کا مقابلہ کرے اور اس کو پچھاڑ دے۔ اھ

## دنیا کی محبت ہر خطاء کی جڑ ہے

(حدیث ۸۵۶) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے:

حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ—(هب)عن الحسن مرسلا — (ض). (۸۵۶)

(ترجمہ) دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے۔

(لطائف و معارف)

بعض دفعہ دنیا کی محبت آدمی کو کفر میں ڈال دیتی ہے بلکہ انبیاء کو جھٹلانے والی تمام قومیں بھی اسی بنیاد پر کہ وہ دنیا سے محبت کرتی تھیں اور کرتی ہیں، انبیاء کو جھٹلاتی ہیں، اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ دنیا شیطان کی شراب ہے جس نے اسے پی لیا اس کو اس کی بے ہوشی سے افاقہ نہیں ہوگا مگر مردوں کے لشکر میں نقصان اٹھا کر ندامت کی حالت میں نشہ اکھڑے گا۔

---

۸۵۶ (الجامع الصغير: ۳۶۶۲) ــــ رواه البيهقي في شعب الايمان عن الحسن البصريؒ مرسلاً ثم قال ولا أصل له من حديث النبي ﷺ وقال الحافظ الزين العراقي ومراسيل الحسن عندهم شبه الريح وقال هو من كلام مالك بن دينار كما رواه ابن ابي الدنيا او من كلام عيسى عليه السلام كما رواه البيهقي في الزهد وابونعيم في الحلية وعدابن الجوزي الحديث في الموضوعات وتعقبه الحافظ ابن حجربان ابن المديني أفتى على مراسيل الحسن والإسناد إليه حسن وأورده الديلمي من حديث علي وبيض لسنده وكنزالعمال (۲۱۱۴) ومشكوة المصابيح (۵۲۱۳) ودرمنثور (۶: ۳۴۱) والحاوي للفتاوي (۲: ۴۸) والتاريخ الكبير للبخاري (۳: ۴۷۲).

ایک شخص نے ایک عارف ربانی سے شیطانی خیالات کی کثرت کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ شیطان کی بیٹی کو طلاق دے دے وہ تیرے پاس نہیں آئے گا۔ شیطان کی بیٹی سے ان کی مراد دنیا تھی۔ حضرت ربیع بن خثیم فرماتے ہیں: اپنے دلوں سے دنیا کی محبت کو نکال دے تاکہ آخرت کی محبت ان میں داخل ہو جائے۔

## دنیا میں رہنے کا طریقہ

(حدیث ۸۵۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ – (خ) عن ابن عمر، زاد (حم، ت، ه) "وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ" – (صح) (۸۵۷)

(ترجمہ) دنیا میں ایسے رہ گویا کہ تو بے وطن ہے یا مسافر اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر۔

(لطائف ومعارف)

بعض عارفین فرماتے ہیں: ارواح کو اجساد سے پہلے پیدا کیا گیا پھر ان کو عالم علوی نورانی سے نیچے بھیجا گیا اور مٹی کے ظلماتی جسم میں رکھ دیا گیا پس یہ دونوں بے وطن مجتمع ہوئے اور ان میں سے ہر ایک اپنے وطن کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اپنے مسکن کی طرف پرواز کرنا چاہتا ہے پس بدن زمین میں رہتا ہے اور روح بغیر بلندی میں جانے کے راضی نہیں ہوتی۔

## دنیاداری میں رغبت پر تنبیہ

(حدیث ۸۵۸) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ سے کچھ مانگا تو آپؐ نے مجھے عطاء کیا' پھر مانگا پھر عطاء کیا پھر ارشاد فرمایا:

إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ، وَكَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا

۸۵۷ (الجامع الصغیر: ۶۴۲۱) ـــ رواه البخاری عن ابن عمر (۸: ۱۱۰) وزاد أحمد والترمذی (۲۳۳۳) وابن ماجة وعد نفسک من أهل القبور ومشکوة (۵۲۷۴) وکنز العمال (۶۱۲۷، ۶۲۹۹) وفتح الباری (۱۱: ۲۳۳).

یَشْبَعُ، وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی - (حم، ق، ت، ن) عن حکیم بن حزام (صح). (۸۵۸)

(ترجمہ) یہ مال پرکشش اور مرغوب ہے پس جس شخص نے اس کو جائز طریقہ سے لیا اس کیلئے اس میں برکت ڈال دی جائے گی اور جس نے اس کو نفسانی لالچ کے ساتھ حاصل کیا اس کیلئے اس میں برکت نہیں ڈالی جائے گی اور یہ اس آدمی کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(لطائف ومعارف)

حضورؐ نے مال کو خضر اور حلو کے لفظ سے ذکر کیا' خضر کے لفظ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مال بھی اسی طرح سے جلدی ختم ہو جاتا ہے۔ جس طرح سے سبزہ کا رنگ جلدی بدل جاتا ہے کیونکہ تمام رنگوں سے زیادہ جلدی بدلنے والا رنگ سبزہ کا ہوتا ہے۔

وہ شخص جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا' ایسی بھوک کو کتے کی بھوک کہتے ہیں جب بھی وہ زیادہ کھاتا ہے اس کو اور زیادہ بھوک لگتی ہے اور جب بھی اس کو کوئی چیز ملتی ہے تو اس کی رغبت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے وہ اس کو کم سمجھتا ہے اور جو اس سے اوپر کے درجہ کا ہوتا ہے اور اس کے پاس جتنا زیادہ مال ہوتا ہے اس کی طرف اس کی نگاہ لگی رہتی ہے۔

اوپر والے ہاتھ سے مراد خرچ کرنے والا ہاتھ ہے یا سوال سے بچنے والا ہاتھ ہے اور نچلے ہاتھ سے مراد مانگنے والا ہاتھ ہے یا لینے والا ہاتھ ہے' دینے والے ہاتھ کو اوپر والا ہاتھ اور لینے والے کو نچلا ہاتھ اس لئے قرار دیا کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ پر اپنی معنوی برتری رکھتا ہے۔

اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ سخاوت نفس کے ساتھ مال لینے سے رزق میں برکت حاصل ہوتی ہے کیونکہ دنیا سے بے رغبتی دنیا اور آخرت کی خیر کے حصول کا ذریعہ ہے۔

---

۸۵۸ (الجامع الصغیر: ۲۵۱۴) ــــ رواہ أحمد والبخاری والترمذی والنسائی فتح الباری (۱۱: ۲۵۸) طبرانی فی الکبیر (۱۹: ۳۵۰).

## عشق کے باوجود پاکدامن رہنا

(حدیث ۸۵۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَشِقَ فَكَتَمَ وَعَفَّ فَمَاتَ فَهُوَ شَهِيْدٌ—(خط)عن ابن عباس—(ض). (۸۵۹)

(ترجمہ) جس شخص نے کسی عورت سے محبت کی پھر پاکدامن رہا اور مرگیا تو وہ شہید ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

جس طرح سے مجاہد اپنی محنت کو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے خرچ کرتا ہے اسی طرح سے اس نے اپنے نفس سے اس کی خواہش کی مخالفت میں جہاد کیا ہے۔ مبادا اس کو آخرت کا عذاب نہ بھگتنا پڑے اس لئے ایسی حالت میں اگر کوئی فوت ہوگا تو وہ اُخروی شہید ہوگا اور پاک دامنی سے مراد یہ ہے کہ شریعت کی حدود میں رہا اس سے نکل کر کسی درجہ میں بھی گناہ میں ملوث نہ ہوا۔

بعض لوگ نامحرم عورتوں سے محبت کرتے ہیں، میل جول رکھتے ہیں، عشقیہ باتیں کرتے ہیں، خطوط لکھتے ہیں اور پھر پاکدامنی کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ پاکدامنی نہیں ہے پاکدامنی یہ ہے کہ کسی عورت کو دیکھا اور اس کے دل میں اس کی طلب پیدا ہوئی لیکن اس کو گناہ سمجھ کر باز آ گیا اور نیک راستہ پہ چل پڑا تو ایسا شخص مرے گا تو شہادت کی موت مرے گا ورنہ گناہ گار بدکار ہوگا۔

## دنیا مؤمن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے

(حدیث ۸۶۰) حضرت ابوہریرہؓ حضرت سلمان اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۸۵۹ (الجامع الصغیر: ۸۸۵۳) ـــ رواہ الخطیب، السلسلة الضعیفة (۴۰۹) العلل المتناهية (۲: ۲۸۵).

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ،وَجَنَّةُ الْکَافِرِ – (حم،م، ت، ہ) عن ابی هریرة(طب،ک)عن سلیمان،البزار عن ابن عمر–(صح)(۸۶۰)

(ترجمہ) دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔

حکایت:

بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ جب قاضی القضاۃ تھے ایک دفعہ بہت بڑے مجمع کے ساتھ بہترین حالت میں بازار سے گزرے ان کے ساتھ گرم تیل بیچنے والا یہودی ٹکرا گیا جبکہ اس کے کپڑے بھی تیل سے لتھڑے ہوئے تھے۔حالت بھی اس کی بری اور ردی قسم کی تھی۔اس نے آپ کے خچر کی لگام پکڑی اور کہا: اے شیخ الاسلام! تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہارے نبی نے ارشاد فرمایا ہے: دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے پس تم کون سی قید میں ہو اور میں کون سی جنت میں ہوں۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آخرت میں میرے لئے جو نعمتیں تیار کر رکھی ہیں ان کی بہ نسبت میں اس وقت قید میں ہوں اور تیرے لئے آخرت میں جو دردناک عذاب تیار ہے اس کی نسبت سے تو جنت میں ہے یہ جواب سن کر وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔

## اللہ کے نزدیک دنیا کی قدر مچھر کے پر برابر بھی نہیں

(حدیث ۸۶۱) حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَاسَقٰی کَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ–(ت)والضیاء عن سهل بن سعد– (صح).(۸۶۱)

---

۸۶۰ (الجامع الصغیر:۴۲۷۵)__ رواه احمد (۲:۱۹۷) ومسلم فی الزهد والمقدمة (۱) والترمذی (۲۳۲۴) وابن ماجة عن ابی هریرة (۴۱۱۳) والطبرانی فی الکبیر (۶:۲۸۹) والحاکم (۳:۶۰۴) عن سلمان والبزار عن ابن عمر، مشکوة (۵۱۵۸، ۵۲۴۹) تاریخ دمشق لابن عساکر (۱:۴۱۵) تاریخ بغداد (۶:۴۰۱، ۱۲:۴۳۲).

۸۶۱ (الجامع الصغیر: ۷۴۸۰)__ رواه الترمذی فی الزهد والضیاء المقدسی فی المختارة وقال الترمذی صحیح غریب ورواه الحاکم وصححه فرده الذهبی بأن زکریا بن منظور ضعفوه ورواه ابن ماجة وایضافیه زکریا بن منظور وفی روایة الترمذی عبدالحمید بن سلیمان قال ابو داود غیر ثقة. السلسلة الصحیحة (۶۸۶، ۹۴۳) مجمع الزوائد (۱۰:۲۸۸)

(ترجمہ) اگر اللہ کے نزدیک دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی (قیمتی) ہوتی تو وہ اس سے کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔

(لطائف ومعارف)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! تمہاری دنیا میرے نزدیک خنزیر کے اس پسینہ سے بھی کم تر ہے جو کوڑھی کے ہاتھ میں ہو، پس آدمی پر لازم ہے کہ وہ اس بات کو تنگی اور آسانی کی دونوں حالتوں میں اور قول وفعل میں اس کو یاد رکھے اور کیونکہ اسی سے ہی آدمی اس زہد کے مرتبہ پر پہنچتا ہے جو اللہ کی طرف سے رضوان اکبر تک پہنچانے والا ہے۔

## موت اور فقر سے کراہت نہ کریں

(حدیث ۸۶۲) حضرت محمود بن لبیدؓ روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِثْنَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ آدَمَ. اَلْمَوْتُ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْفِتْنَةِ، وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ وَقِلَّةُ الْمَالِ أَقَلُّ لِلْحِسَابِ۔ (ص حم) عن محمود بن لبيد (صح). (۸۶۲)

(ترجمہ) دو چیزیں ایسی ہیں جن کو انسان ناپسند کرتا ہے۔ (۱) موت حالانکہ موت اس کے لئے فتنہ سے بہتر ہے۔ (۲) اور قلت مال کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ قلت مال حساب کتاب کو کم کرنے والی ہے۔

(لطائف ومعارف)

(۱) فتنہ سے مراد کفر وضلالت ہے یا گناہ ہے یا امتحان وآزمائش وغیرہ ہے کیونکہ جب تک انسان زندہ رہے گا اس طرح کی آزمائشوں میں واقع ہوتا رہے گا اور اللہ کے مکر سے نقصان پانے والے لوگ ہی بے خوف ہو سکتے ہیں۔

(۲) قیامت کے دن بندے کے قدم اس وقت تک نہیں اٹھ سکیں گے جب تک کہ اس سے چار چیزوں کا حساب نہ لیا جائے ان چار میں سے ایک مال ہے اس کے مال

۸۶۲ (الجامع الصغير: ۱۶۶) ــــ اتحاف السادة (۱۰: ۲۳۰) سنن سعيد بن منصور، مسند احمد، ابو نعيم، ديلمي، حديث صحيح مرسل.

کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ اس کو کہاں سے کمایا تھا اور کہاں خرچ کیا تھا اگر چہ وہ مال حلال ہی کیوں نہ ہو پھر بھی اس سے مال کے متعلق سوال ہوگا۔
مال کو مال اس لئے کہتے ہیں کہ یہ انسان کے دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھیر دیتا ہے۔

## چالیس دن عبادت میں گزارنے کے فضائل

(حدیث ۸۶۳) حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ظَهَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ. (حل) عن أبي أيوب. (ض)(۸۶۳)

(ترجمہ) جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لئے چالیس دن خالص عبادت میں گزارے اس کے دل سے اس کی زبان پر حکمت کے چشمے پھوٹیں گے۔

(لطائف ومعارف)

چالیس دن گزارنے کی شکل یہ ہے کہ اپنے جسم کو میل کچیل اور گندگی سے اور حواس باطنہ اور ظاہرہ کو غلط احساسات سے اور آزاد چھوڑنے سے محفوظ رکھے اور دائرہ اعتدال سے تصرفات خارجیہ کو نہ نکالے ان کو بھی موازین عقل اور احکام شرعیہ اور نصائح ہویہ اور تنبیہات حکیمہ کے ساتھ مربوط رکھے خصوصاً زبان اور خیال کو اعتقادات فاسدہ مذاہب باطلہ اور تخیلات ردّیہ سے بچائے اور آرزوؤں اور امنگوں کے میدان میں جولانی نہ دکھائے ذہن کو افکار ردیہ اور استحضارات غیر واقعیہ سے محفوظ رکھے اور عقل کو تقید اور نصائح افکار کا پابند رکھے خصوصاً ان چیزوں میں جن میں غرائب خواص اور علوم واسرار کے ممکنات کا انبساط ہو اور دل کو ایسے تعلقات اور سوچ سے دور رکھے جو فکر کو بانٹ دینے والے ہوں وغیر ذلک۔ ایسے شخص کے دل سے زبان پر کلمات حکمت اس لئے ظاہر ہوتے ہیں کہ

۸۶۳ (الجامع الصغیر: ۸۳۸۱) ــــ رواه ابو نعيم في الحلية (۵:۱۸۹) وأورده ابن الجوزي في الموضوعات وتعقبه السيوطي بأن الحافظ العراقي اقتصر في تخريج الاحياء على تضعيفه وهو تعقب لايسمن ولايغني من جوع اهـ من المناوي. والدارمي (۱:۳۵۹) اتحاف (۱۰:۴۵) العراقي (۲:۹۰) احاديث القصاص (۳۵) الترغيب والترهيب (۱:۵۶).

طہارت معنویہ کی محافظت اور لزوم مجاہدہ حضرت مشاہدہ کی طرف پہنچاتا ہے تم دیکھتے نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ (رات کے کچھ حصے میں تہجد کی نماز میں قرآن کی تلاوت کریں) پس جب مقصود وجود مقام محمود تک نہیں پہنچاتا مگر رکوع اور سجود (نوافل) کے ساتھ، پس وصول حق کی طمع اس شخص کو کیسے ہوسکتی ہے جس کو محصول ہی حاصل نہ ہو، اسی لئے کہتے ہیں: فَجَاهِدْ تُشَاهِدْ (مجاہدہ کر اور مشاہدہ کر)۔

علامہ قونویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ایک راز ہے جس پر تنبیہ ضروری ہے کہ آدمی اس چیز سے احتراز کرے کہ اس کا اخلاص اس کے دل سے زبان پر حکمت کے چشموں کے ظہور کے لئے نہ ہو ورنہ اس کا یہ اخلاص اللہ کے لئے نہ ہوگا۔

علامہ نووی نے اپنی سند سے حضرت سوسیؒ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص اخلاص میں اخلاص پیدا کرے، اس کو اخلاص میں بھی اخلاص کی احتیاج ہے اور علامہ مناویؒ نے ہی علامہ تستریؒ سے نقل کیا ہے جو شخص دنیا میں چالیس دن تک زہد اختیار کرے اور وہ زہد اختیار کرنے میں مخلص بھی ہو اس سے کرامات ظاہر ہوں گی اور جس سے کرامات ظاہر نہ ہوں تو وہ اپنے زہد میں صادق نہیں ہے۔

چالیس دن کی پابندی کی حکمت یہ ہے کہ اس پابندی سے آدمی کو اس چیز کی عادت بن جاتی ہے۔

صوفیاء کی ایک جماعت نے مرید کے چالیس دن تک خلوت میں رہنے کا استدلال اسی حدیث سے کیا ہے اور دیگر دلائل سے بھی اس کو ثابت کیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چالیس دن حضرت آدمؑ کی مٹی کا خمیر بنایا۔ وغیر ذلک۔

علامہ عبدالحق اشبیلیؒ شرح الاحکام میں فرماتے ہیں: حدیث اگرچہ صحیح الاسناد نہیں ہے لیکن اس کو وہ ذوق صحیح قرار دے دیتا ہے جو اہل عطاء واہل امداد کے ساتھ مخصوص ہے لیکن اس کی سمجھ مغلق ہے مگر ان اہل علم پر جن کا حصول علم فیض ربانی بطور فتوح کے بواسطہ اخلاصِ محمدی حاصل ہوتا ہے۔

## زہد کیا ہے؟

لغت میں زہد کسی چیز کی طرف میلان چھوڑنے کا نام ہے اور اصطلاح اہل حقیقت میں زہد کا معنی دنیا سے بغض اور اعراض کرنا ہے یا آخرت کی راحت کیلئے دنیا کی راحت چھوڑنا ہے یا جو چیز تیرے ہاتھ میں نہ ہو اس سے دل کو فارغ رکھنا۔ (کتاب التعریفات ص ۱۱۵ الزہد)۔

# معرفت

## عارف باللہ کی ایک رکعت کی شان

(حدیث ۸۶۴) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَكعة مِنْ عَالِمٍ بِاللهِ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ رَكْعَةٍ مِنْ مُتَجَاهِلٍ بِاللهِ — الشیرازی فی الالقاب عن علی (ض). (۸۶۴)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے آدمی کی ایک رکعت اللہ تعالیٰ سے ناواقف کی ہزار رکعت سے افضل ہے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ عالم (اللہ کی معرفت رکھنے والا) نماز کے مکملات کے ساتھ نماز کو ادا کرے گا اور مکملات کا معنی تدبر، خشوع اور خضوع وغیرہ ہے اور خدا سے ناواقف اور جاہل اگرچہ نماز کے ارکان اور سنن کو مکمل طور پر ادا کرے گا لیکن وہ سو سال میں بھی اس درجہ کو نہیں پہنچ سکے گا فتوحات سبحانیہ اور اسرار رحمانیہ کے جس درجہ کو ایک ہی لحظہ میں عارف باللہ پہنچ جاتا ہے۔

## اس امت کے محدث

(حدیث ۸۶۵) حضرت ابوہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

---

۸۶۴ (الجامع الصغیر: ۴۴۶۴) — رواہ الشیرازی فی الألقاب والدیلمی فی الفردوس اتحاف السادة (۱۰: ۵۹) کنز العمال (۲۸۷۸۶).

روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَدْ كَانَ فِيمَا مَضٰى قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ اُنَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ، فَاِنْ يَكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ مِنْهُمْ فَهُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ – (حم، خ) عن ابی هريرة – (حم، م، ت، ن) عن عائشة – (صح). (۸۶۵)

(ترجمہ) تم میں سے پچھلی امتوں میں کچھ لوگ محدّث ہوا کرتے تھے پس اگر ان میں سے میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر بن خطاب ہیں۔

(لطائف ومعارف اول)

محدّث' دال کی شد زبر کے ساتھ ہے۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں: محدّث ملہم اور صادق الظن کو کہتے ہیں اور یہ وہ شخص ہوتا ہے جس کے دل میں بطور الہام اور مکاشفہ کے ملأ اعلیٰ سے کوئی چیز ڈال دی جائے یا جس شخص کی زبان پر بلا ارادہ درست بات جاری کر دی جائے یا بغیر اس کے کہ نبوت کے فرشتوں نے اس سے بات کی ہو یا وہ شخص کہ جب وہ کوئی رائے دے یا کوئی گمان کرے تو درست نکلے گویا کہ اس کو وہ بات بتلا دی گئی تھی اور عالم ملکوت سے اس کے ذہن میں ڈال دی گئی تھی پس وہی ہو جو اس کے دل میں واقع ہوا اور یہ وہ مرتبہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے عزت عطاء فرماتے ہیں اور یہ منازل اولیاء میں سے ایک منزلت جلیلہ ہے۔

ہمارے زمانہ میں مرزا قادیانی نے اپنے لئے ایک وقت میں محدث ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ محدث کی اس تفسیر کے مطابق مرزا قادیانی محدث نہیں بنتا' اس لئے کہ اس نے جو پیشین گوئیاں کی تھیں وہ جھوٹ نکلیں جیسے اس نے اپنی نبوت کی صداقت کا نشان محمدی بیگم کے ساتھ اپنے نکاح ہونے کو بتلایا تھا کہ اگر اس سے میرا نکاح ہو گیا تو سچا نبی ہوں ورنہ جھوٹا لیکن خدا نے مرزا قادیانی کو رسوا کیا اور محمدی بیگم کا نکاح اس سے نہ ہوا بلکہ اس کی زندگی میں ایک مسلمان شخص سے ہوا اور اس سے اس کے بچے بھی پیدا ہوئے اور مرزا قادیانی اپنے اسی جھوٹے دعوی کے مطابق جھوٹا ثابت ہو کر مر گیا۔ اس کی جھوٹی پیشین گوئیوں کی طویل

---

۸۶۵ (الجامع الصغير: ۶۰۹۷) ــــ رواه أحمد والبخاری عن أبی هريرة وأحمد ومسلم والترمذی والنسائی عن عائشة؛ تاريخ دمشق لابن عساكر (۳: ۲۳) كنز العمال (۳۲۷۳۷) وفيه رواية من الامم محدثون.

روئیداد ہے۔ تفصیل کے لئے اس عنوان کی کتابوں کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

(لطائف ومعارف دوم)

یہ حدیث بعض لوگوں کے نزدیک حضرت عمر فاروقؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ پر فضیلت دینے میں صریح ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ اپنے دل میں القاء کی ہوئی چیزوں کے مطابق گفتگو نہیں کرتے تھے بلکہ مشکوۃ نبوت سے بات کرتے تھے اور مشکوۃ نبوت معصوم ہے اور محدث کبھی مشکوۃ نبوت سے بات کرتا ہے اور کبھی اپنے دل کے الہام سے اور یہ غیر معصوم ہے اسی لئے حضرت عمرؓ دل میں آنے والی بات کو شریعت کے ترازو میں تولتے تھے پس اگر موافق ہوگئی تو ٹھیک ورنہ اس کی طرف التفات نہیں کرتے تھے۔

(لطائف ومعارف ثالث)

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ عصر اول کے بعد کثرت سے اس امت میں محدث ہوتے ہیں جو کہ اس امت کے لئے اضافۂ شرف کا سبب ہیں اور بنی اسرائیل میں یہ صفت کم تھی۔ اس لئے کہ ان میں خود انبیاء کثرت سے موجود تھے۔ اس لئے ان کی امتوں میں ملہمین کی کثرت کے عوض انبیائے کرامؑ کو ان کی طرف مبعوث کیا گیا۔

(لطائف ومعارف رابع)

جیسا کہ محدّث کی تعریف میں گزرا ہے اولیاء میں سے کسی کو درست نہیں کہ وہ اپنے واردات قلبی پر عمل کرے جب تک کہ ان کو میزان شریعت پر نہ تول لے اگر موافق ہو تو عمل کرے اور اس کے کشف کی شریعت تصدیق کرتی ہوگی اور اس کا ایمان بڑھے گا ورنہ ایسے کشف کو رد کردے۔

امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ ایک عابد فرماتے ہیں میں نے ایک ابدال سے مشاہدہ نفس کے متعلق ایک سوال کیا تو اس نے بائیں طرف دیکھا اور کہا: اللہ آپ پر رحمت فرمائے آپ کیا کہتے ہیں؟ پھر دائیں طرف بھی ایسا ہی کیا پھر اپنے سینہ کی طرف سر کو جھکالیا اور کہا تو کیا کہتا ہے؟ پھر اس نے مجھے جواب دیا یہ سائل فرماتے ہیں: میں نے ان سے ادھر ادھر التفات کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: تمہارے سوال کا

جواب میرے علم میں نہیں تھا تو میں نے کندھوں پر بیٹھے ہوئے فرشتوں سے پوچھا تو ہر ایک نے کہا: میں نہیں جانتا پھر میں نے اپنے دل سے پوچھا تو اس نے مجھے یہی بتایا جو میں نے تجھے جواب دیا تو یہ (دل) ان دونوں فرشتوں سے زیادہ واقف تھا۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں: شاید کہ اس حدیث کا یہی معنی ہے۔

## خدا اپنے محبوب کو جہنم میں نہیں ڈالے گا

(حدیث ۸۶۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ ایک راستہ سے گزرے اور اس راستہ میں ایک بچہ موجود تھا جب اس کی ماں نے لوگوں کو آتے ہوئے دیکھا تو اپنے بچہ کے متعلق فکرمند ہوئی کہ وہ روندا نہ جائے تو وہ دوڑ کر بچے کی طرف آ رہی تھی اور کہہ رہی تھی میرا بچہ میرا بچہ پھر اس کو اٹھالیا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَاللّٰہِ لَایُلْقِی اللّٰہُ حَبِیْبَہٗ فِی النَّارِ — (ک) عن انس — (صح). (۸۶۶)

(ترجمہ) اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ (بھی) اپنے دوست کو جہنم میں نہیں ڈالیں گے۔

(لطائف ومعارف)

یہاں دوست سے مراد مومن مسلمان ہے یا تو اللہ تعالیٰ اپنے دوست کو سیدھا جنت میں لے جائیں گے یا تھوڑی دیر کے لئے جہنم میں ڈالیں گے تاکہ اس کے گناہوں کا تزکیہ ہو جائے اور وہ جنت میں جانے کے قابل ہو جائے لیکن یہ جہنم میں جانے والا شخص وہی ہوگا جو گناہوں کا عادی ہوگا اور خدا کا باغی مسلمان ہوگا۔ باقی گناہ گار جو سیدھے جنت میں چلے جائیں گے ان کی سزا یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ان کے جنت کے درجات صلحاء وابرار کے درجات کے مقابلہ میں کم ہوں گے۔

## اشراف امت محمدیہ

(حدیث ۸۶۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب

---

۸۶۶ (الجامع الصغیر: ۹۶۰۸) — رواہ الحاکم وکنز العمال (۴۳۰۶۲) والدر المنثور (۲: ۲۲۹).

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَشْرَافُ اُمَّتِی حَمَلَةُ الْقُرْآنِ ، وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ – (طب ،هب) عن ابن عباس – (ض). (۸۶۷)

(ترجمہ) میری امت کے بلند مرتبہ والے قرآن کے حفاظ اور راتوں کو عبادت کرنے والے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

یہاں وہ حضرات مراد ہیں جنہوں نے قرآن کریم کو سینوں میں محفوظ کیا ہو، تلاوت میں مشغول رہتے ہوں اور اس کے مقتضاء پر عمل کرتے ہوں۔ ورنہ یہ ان لوگوں کی طرح ہوں گے جن کے حق میں قرآن کریم کہتا ہے: "کمثل الحمار یحمل اسفارا" (جیسے گدھے نے کتابوں کا بوجھ اٹھا رکھا ہو۔)

اور اصحاب اللیل سے مراد وہ حضرات ہیں جو رات کو اقسام عبادت میں سے کسی قسم کی عبادت میں مصروف ہوتے ہیں مثلاً نماز ہو یا ذکر یا تلاوت یا استغفار یا تضرع اور دعا کیونکہ یہ اللہ کی بارگاہ قدسی میں مناجات ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں ہے۔

حضور ﷺ کی آل پر بھی اشراف کا اطلاق کیا گیا ہے اور یہاں آل سے مراد اولاد عقیل، اولاد جعفر، اولاد عباس اور اولاد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ کذا مصطلح السلف (السیوطی فی الخصائص)۔

## اکابر پر آزمائشیں

(حدیث ۸۶۸) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِیَاءُ ، ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ ، یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی حَسَبِ دِیْنِهٖ ، فَاِنْ کَانَ فِی دِیْنِهٖ صَلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهٗ ، وَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِهٖ رِقَّةٌ اُبْتُلِیَ عَلٰی قَدْرِ دِیْنِهٖ ، فَمَا یَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتّٰی یَتْرُکَهٗ

۸۶۷ (الجامع الصغیر: ۱۰۶۳) ـــ رواه الطبرانی فی الکبیر (۱۲: ۱۲۵) والبیهقی فی شعب الایمان والخطیب فی تاریخ بغداد (۴: ۱۲۴، ۸: ۸۰) والدیلمی وقال الهیثمی فیه سعد بن سعید الجرجانی ضعیف اهـ (۷: ۱۶۱) مشکوة (۱۲۳۹).

يَمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ – (حم ' خ 'ت '٥) عن سعد (صح). (٨٦٨).

(ترجمہ) لوگوں میں سے سب سے سخت ابتلاء میں حضرات انبیاء کرام ہوتے ہیں پھران سے نیچے کے حضرات درجہ بدرجہ' آدمی کواس کی دینداری کے لحاظ سے ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے اگر وہ دینداری میں مضبوط ہوتو اس پر ابتلاء بھی سخت ہوتا ہے اور اگر اس کی دینداری میں ضعف اور کمزوری ہوتو اس کو اس کی دینداری کے بقدر مبتلا کیا جاتا ہے مومن پر بلا قائم رہتی ہے حتیٰ کہ وہ اس کو اس حالت پر لے جاتی ہے کہ وہ زمین پر چلتا پھرتا ہے مگر اس کا کوئی گناہ باقی نہیں ہوتا۔

(لطائف ومعارف)

یہ ابتلاء نعمت کے بقدر ہوتا ہے پس جس پر اللہ تعالیٰ کی نعمت اکثر ہوگی اس پر مصیبت بھی سخت ہوگی اسی لئے غلام کے مقابلہ میں آزاد کی سزا ڈبل ہے۔

حضور ﷺ نے بدنی ابتلاء اور خارجی ابتلاء میں فرق نہیں کیا۔ لہٰذا یہ ابتلاء کا لفظ عام ہے چاہے یہ ابدان میں ہو یا اعراض میں ہر وہ شکل جس سے انسان پر ابتلاء ہو وہ سب یہاں مراد ہے۔

اکابرین اسلام پر بھی بڑے بڑے ابتلاء آئے جو شمار سے باہر ہیں۔ مثلاً حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو ذبح کیا گیا' حضرت زکریا علیہ السلام کو آرہ سے دولخت کیا گیا' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت حسین' حضرت ابن زبیر' حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہم کو شہید کیا گیا' حضرت امام ابوحنیفہؒ کو قید کر کے زہر سے مارا گیا' امام مالکؒ کے کپڑے اتار کر کوڑوں سے پیٹا گیا اور ان کے بازو کندھوں سے کھینچ لئے گئے' امام احمدؒ کو اتنا مارا کہ آپؒ بے ہوش ہو گئے اور ان کا گوشت کاٹا گیا جبکہ آپؒ حیات تھے' امام سفیان ثوریؒ کو سولی چڑھائے جانے کا حکم دیا گیا تو آپؒ چھپ گئے' امام بویطی قید خانہ میں انتقال کر گئے۔ وغیر ذلک۔

---

٨٦٨ (الجامع الصغیر: ١٠٥٤) ـــ رواه احمد والبخاری والترمذی والنسائی وابن ماجة 'المعجم الصغیر للطبرانی (١: ١٨٣) مجمع الزوائد (١: ١٨٥) الترغیب والترهیب (١: ١٢٧)

## اکثر جنتی سادہ لوح ہوں گے

(حدیث ۸۶۹) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَکْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ – البزار عن انس – (ض).(۸۶۹)

(ترجمہ) اکثر جنتی سادہ لوح ہوں گے۔

(لطائف ومعارف)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ''ابلہ'' اس شخص کو کہتے ہیں جو امور دنیا سے نابلد ہو کیونکہ قوت عقل علوم دنیا اور علوم آخرت کو یکدم حاصل نہیں کر سکتی' یہ دونوں ایک دوسرے کے منافی علم ہیں' پس جس شخص نے ان میں سے کسی ایک کی طرف اپنی توجہ مرکوز کر لی تو اس کی بصیرت عموماً دوسرے علم میں قاصر رہے گی' اسی لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دنیا اور آخرت کے لئے تین مثالیں بیان کیں اور فرمایا:

''دنیا اور آخرت ترازو کے دو پلڑے ہیں یا مشرق ومغرب کی طرح ہیں یا دو سوکنوں کی طرح ہیں جب تو ان میں سے کسی ایک کو راضی کرے گا تو دوسری کو ناراض کرے گا''

اس لئے تم علم دنیا' علم طب' ہندسہ' حساب اور فلسفہ کے ماہرین کو دیکھو گے کہ وہ امور آخرت سے جاہل ہیں اور دقائق علوم آخرت کے ماہرین کو دیکھو گے جو غالباً علوم دنیا سے نابلد ہیں کیونکہ قوت عقل ان دونوں علوم کو یکجا نہیں سمیٹ سکتی بلکہ ایک دوسرے کے لئے رکاوٹ بن جاتا ہے' اسی لئے حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا:

''ہم نے ایسے حضرات کو دیکھا ہے کہ اگر تم ان کو دیکھ لو تو ان کو دیوانہ کہنے لگو اور اگر وہ تمہیں دیکھ لیں تو وہ تمہیں شیطان کہیں''۔

بعض دفعہ تم یہ دیکھتے ہو کہ امور دینیہ میں سے کسی ایک مسئلہ کا یا مکمل دین کا دنیاوی فلاسفر انکار کر دیتے ہیں تو ان کے انکار سے تم بھی اس کا انکار نہ کر بیٹھنا کیونکہ یہ محالات

---

۸۶۹ (الجامع الصغیر: ۱۳۷۹) ــــ رواہ البزار واسنادہ ضعیف' مجمع الزوائد للھیثمی (۸: ۷۹).

میں سے ہے کہ مشرق کا سفر کرنے والا مغرب میں بھی سفر کر رہا ہو دنیا اور آخرت کا بھی یہی طور ہے۔ دنیا اور آخرت کے علوم کمال درجہ میں حاصل کرنا اور ان میں بصیرت رکھنا صرف اس شخص کو میسر آ سکتا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخر کر دیا ہو تا کہ وہ لوگوں کے معاش اور معاد کی تدبیر کرے اور یہ حضرات انبیاء کرامؑ ہی ہوتے ہیں جن کی روح القدس سے تائید ہوتی ہے لیکن دوسرے لوگ جن کے دل دنیا کی طرف متوجہ ہیں ان کے دل آخرت سے غیر متوجہ ہوتے ہیں اور جن کے آخرت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

## حضرت خضر کا علم لدنی

(حدیث ۸۷۰) حضرت اُبیؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

رَحْمَةُ اللهُ عَلَيْنَا وَعَلٰى مُوسٰى، لَوْصَبَرَ لَرَاٰى مِنْ صَاحِبِهِ الْعَجَبَ—(د،ن،ک) عن أبيّ، زاد الباوردی "الْعُجَابَ"— (صح). (۸۷۰)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے ہم پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اگر وہ صبر کرتے تو وہ اپنے صاحب (خضر علیہ السلام) سے عجیب چیزیں دیکھتے۔

(لطائف ومعارف)

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: میں ایک دفعہ سمندر میں تھا کہ کشتی گرداب میں آ گئی اور آندھی تیز ہوگئی اسی حالت میں آسمان کھلا اور دو فرشتے نازل ہوئے ایک ان میں سے کہہ رہا تھا موسیٰ خضر سے بڑے عالم ہیں اور دوسرا کہتا تھا خضر بڑے عالم ہیں پھر ایک اور فرشتہ نازل ہوا اور کہا: خدا کی قسم! خضر کا علم موسیٰ کے علم کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے ہدہد کا علم سلیمان علیہ السلام کے علم کے سامنے۔

حضرات اسلاف میں حیاتِ خضر میں اختلاف پایا جاتا ہے، محققین محدثین کا قول یہ ہے کہ آپ فوت ہو چکے ہیں اور اولیاء وصوفیاء کا قول یہ ہے کہ آپ زندہ ہیں۔ محققین

۸۷۰ (الجامع الصغیر: ۴۴۴۶) — رواہ ابو داود (۳۹۸۴) والنسائی والحاکم حدیث صحیح.

کی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ بھی اس وقت تک زندہ ہیں اس صدی تک فوت ہو جائیں گے تو اگر حضرت خضر زندہ تھے تو وہ بھی اس ارشاد کے بموجب فوت ہو گئے اور اولیاء کی دلیل یہ ہے کہ ہماری ان سے ملاقات ہوتی ہے اور استفادہ کرتے ہیں اور اولیاء سے ملاقات کی حکایات حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اسی اختلاف کے پیش نظر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ حضرت خضر زندہ ہیں یا فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں آپ کے پاس خضر اور الیاس کو بھیج دیتا ہوں۔ آپ خود ہی پوچھ لیں، چنانچہ ان دونوں حضرات سے ملاقات ہوئی اور آپ نے پوچھا تو ان دونوں حضرات نے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ ہم فوت ہو چکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری ارواح کو یہ طاقت عطاء فرمائی ہے کہ ہماری روحیں بعض کاموں میں امداد کے لئے جسم کی شکل اختیار کر کے جاتی ہیں اور اسی شکل میں اولیاء سے ملاقات ہوتی ہے۔ اسی ملاقات کی وجہ سے اولیاء سمجھتے ہیں کہ ہم زندہ ہیں۔ (التفسیر للمظہری۔ سورۃ کہف)۔

## اقسام اولیاء

### تیس ابدال اور انکے قلوب کی وحدت

(حدیث ۸۷۱) حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلاَبْدَالُ فِی هٰذِهِ الْاُمَّةِ ثَلاثُوْنَ رَجُلًا قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ، كُلَّمَامَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا۔ (حم) عن عبادة بن الصامت۔ (صح). (۸۷۱)

(ترجمہ) ابدال اس امت میں تیس آدمی ہوتے ہیں۔ ان کے دل حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن کے دل پر ہوتے ہیں جب بھی ان میں سے کوئی شخص فوت

۸۷۱ (الجامع الصغیر: ۳۰۳۲) ــــ رواه احمد وقال الهیثمی رجاله رجال الصحیح غیر عبدالواحد بن قیس وقدوثقه العجلی وابوزرعة وضعفه غیرهما.

ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا آدمی بدل دیتے ہیں۔
(لطائف ومعارف)

ان حضرات کو ابدال اس لئے کہتے ہیں کہ جب یہ اپنی جگہ سے غائب ہوتے ہیں تو ان کی روحانی صورتیں ان کے قائم مقام ہو جاتی ہیں۔

ان کے دلوں کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وہ راستہ ان کے لئے کھول دیا جاتا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کا اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کا راستہ تھا۔

شیخ ابن العربیؒ نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ بعض روایات میں ''قلب ابراہیم'' اور بعض میں ''قلب آدم'' کے الفاظ آئے ہیں یا اکابر بشر یا ملائکہ کے قلوب پر ان سب کا مطلب یہ ہے کہ یہ حضرات معارف الٰہیہ میں ایک شخص کے دل کے ساتھ گھومتے ہیں اور جب واردات علوم الٰہیہ ہوں پس جو علوم ومعارف بھی اس فرشتے یا رسول پر وارد ہوں وہ ان حضرات کے قلوب پر بھی وارد ہوتے ہیں' جن حضرات کے دل ان حضرات کے دلوں پر ہوں' صوفیاء کے قول فلاں فلاں کے قدم پر ہے اس کا یہی مطلب ہے۔

## ابدال کی مزید صفات

(حدیث ۸۷۲) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلَا بُدَالُ فِی اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ: بِهِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ، وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ، وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ — (طب) عنه — (صح). (۸۷۲)

(ترجمہ) میری امت میں تیس ابدال ہوتے ہیں انہی سے زمین کی آبادی ہے اور انہی سے تم پر بارش برسائی جاتی ہے اور انہی کے سبب سے تمہاری مدد کی جاتی ہے۔

۸۷۲ (الجامع الصغیر: ۳۰۳۳) — رواه الطبرانی فی الکبیر' وقال السیوطی سنده صحیح.

(لطائف ومعارف)

کیونکہ انبیاء کرامؑ زمین کے اوتاد ہوتے ہیں پس جب نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ ابدال کو دے دی۔

بعض آثار میں مروی ہے کہ زمین نے اللہ تعالیٰ کے سامنے انبیاء کرام کے چلے جانے اور انقطاع نبوت کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں عنقریب تیری پشت پر تیس صدیقین کو ظاہر کروں گا' تب اس کو سکون اور اطمینان نصیب ہوا۔

اور حکیم ترمذی کی روایت میں اس روایت کا تتمہ یہ ہے کہ میں تیری پشت پر چالیس صدیقین ظاہر کروں گا ان میں سے جب بھی کوئی شخص فوت ہوگا میں اس کی جگہ ایک اور شخص کو دے دوں گا اسی لئے ابدال کو بدل کہا جاتا ہے۔ یہی لوگ زمین کے اوتاد ہوتے ہیں اور انہیں سے زمین کی خوشحالی ہے اور انہی سے بارش ہوتی ہے۔ حکیم ترمذی کی اصل عبارت یہ ہے۔

روی الحکیم الترمذی إن الأرض شکت الی ربها انقطاع النبوة فقال تعالی فسوف أجعل علی ظهرک أربعین صدیقا کلما مات رجل فیهم أبدلت مکانه رجلا ولذلک سموا بدلا أبدال الله أخلاقهم أوتاد الأرض وبهم تقوم الأرض وبهم تمطرون.

حضرت ابن مسعودؓ سے پوچھا گیا کہ ابدال کے ساتھ لوگوں کو کیسے زندگی دی جاتی ہے' کیسے مارا جاتا ہے اور کیسے بارش برسائی جاتی ہے۔ آپؓ نے فرمایا: اس طرح کہ یہ حضرات اللہ عزوجل سے امتوں کی تکثیر کی دعا کرتے ہیں اور ان کی دعا کی برکت سے مسلمانوں کے ہاں بچوں کی کثرت پیدائش ہوتی ہے تو اس طرح سے لوگوں کو زندگی ملتی ہے اور وہ ظالموں کے لئے دعا کرتے ہیں تو وہ انتقام الٰہی کی زد میں آ کر مر جاتے ہیں' اس طرح سے ان لوگوں کی وجہ سے موت آتی ہے اور بارش کی دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش برساتے ہیں۔

## ابدال کے اعمال

عارف ربانی شیخ ابن عربیؒ اپنی ایک کتاب حلیۃ الابدال میں لکھتے ہیں کہ مجھے

میرے ایک ساتھی نے ذکر کیا کہ میں ایک رات اپنے مصلیٰ پر بیٹھا تھا اور اپنے ورد کو مکمل کر کے اپنا سر گھٹنوں کے درمیان کر کے اللہ کو یاد کر رہا تھا کہ اچانک میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جس نے میری جائے نماز کو نیچے سے لپیٹا اور اس کی جگہ ایک چٹائی بچھا دی اور کہا: اس پر نماز پڑھو حالانکہ میرے گھر کا دروازہ بند تھا۔ اس حالت کو دیکھ کر مجھے بڑی گھبراہٹ ہوئی تو اس نے کہا: جو شخص اللہ سے انس رکھتا ہے وہ نہیں گھبراتا اور کہا ہر حالت میں اللہ سے ڈرو، مجھے کچھ بولنے کی ہمت ہوئی تو میں نے کہا: اے میرے سردار ابدال! ابدال کیسے بنتے ہیں۔ کہا: چار چیزوں سے جن کو شیخ ابو طالب مکیؒ نے ''قوت'' میں لکھا ہے۔ (۱) خاموشی (۲) تنہائی (۳) بھوک (۴) بیداری پھر وہ چلا گیا۔ مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کس طرح سے داخل ہوا اور کس طرح سے نکلا حالانکہ میرا دروازہ بند تھا۔

شیخ ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ یہ شخص (جس نے ابدال کی یہ صفات بتائی تھیں یہ خود) ابدال میں سے تھے ان کا نام حضرت معاذ ابن اشرس تھا۔

یہ مذکورہ چار چیزیں طریقت کا ستون ہیں۔ جس شخص کو یہ صفات حاصل نہیں وہ ابھی تک اللہ کے راستے میں سرگرداں ہے۔

عارف حقانی شیخ مرسیؒ فرماتے ہیں: میں نے ملکوت میں گردش کی تو حضرت ابو مدینؒ کو عرش کے پائے کے ساتھ لپٹے ہوئے دیکھا۔ سرخ گورے رنگ کے نیلی آنکھوں کی شکل میں تھے، میں نے ان سے پوچھا: آپ کے کتنے علوم اور کتنے مقامات ہیں؟ فرمایا: میرے علوم اکہتر ہیں اور میرا مقام چوتھے خلیفہ کے درجہ میں ہے اور ساتویں ابدال کی سربراہی بھی مجھے حاصل ہے۔ میں نے عرض کیا: شیخ شاذلیؒ کس مرتبہ پر فائز ہیں؟ فرمایا: وہ سمندر ہیں ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔

## ابدال کا ادنیٰ مرتبہ

شیخ مرسیؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے استاذ شیخ شاذلیؒ کی خدمت میں حاضر تھا آپؒ کے پاس ایک جماعت کی تشریف آوری ہوئی تو آپؒ نے فرمایا: یہ سب ابدال حضرات ہیں پس میں نے ان کو اپنی بصیرت سے دیکھا تو ان کو ابدال محسوس نہ کیا پس حیران رہ گیا

تو شیخ نے فرمایا: ''جن لوگوں کے گناہ نیکیوں سے بدل دئے گئے ہوں وہ ابدال ہیں'' تب میں نے جانا کہ یہ مراتب بدلیت کا پہلا درجہ ہے۔

## کن اعمال کا مرتبہ مل سکتا ہے

حکیم ترمذیؒ نے حضرت ابوالدرداءؓ کی حدیث میں یہ اضافہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہ (ابدال حضرات) لوگوں سے نماز، روزہ اور تسبیح کی کثرت میں زائد نہیں ہوتے بلکہ ان میں حسن خلق، صدق ورع، حسن نیت اور سلامت صدر میں زیادہ ہوتے ہیں ''اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون''.

## ابدال کی وجہ تسمیہ

ابدال کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف منتقل ہوتے ہیں تو اپنے مشابہ ایک اور شکل کو چھوڑ جاتے ہیں جیسا کہ جنات کا مختلف اشکال کا اختیار کرنا درست ہے۔ اسی طرح سے فرشتوں اور اولیاء کرامؒ کا بھی مختلف شکلیں اختیار کرنا درست ہے، صوفیاء حضرات نے عالم اجسام اور عالم ارواح کے درمیان ایک اور عالم ثابت کیا ہے اور اس کا نام عالم مثال رکھا ہے، کہتے ہیں کہ یہ عالم عالم اجساد سے لطیف اور عالم ارواح سے کثیف ہے اور اسی پر ارواح کے تجسد اور عالم میں ان کے مختلف صورتوں میں ظہور کی بنیاد قائم کی ہے۔

## ابدال کی اخیر

جب قیامت قائم ہونے والی ہوگی تو یہ سب ابدال فوت ہو جائیں گے۔

بعض احادیث میں تیس ابدال کا ذکر آیا ہے اور بعض میں چالیس، ان احادیث میں کوئی تناقض نہیں ہے کیونکہ یہ چالیس ہی ہوتے ہیں، ان میں سے تیس کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہوتے ہیں اور دس اس درجہ پر نہیں ہوتے۔

## ابدال پوشیدہ کیوں رہتے ہیں؟

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ابدال کو اکثر لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ کر دیا گیا ہے

کیونکہ یہ حضرات علمائے وقت کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ یہ علماء ان کے نزدیک اللہ سے ناواقف ہوتے ہیں جبکہ وہ خود کو اپنے نزدیک اور عوام کے نزدیک عارف سمجھتے ہیں۔

علامہ ابن العربیؒ فرماتے ہیں کہ اوتاد جن کے ذریعہ سے اس عالم کی حفاظت کی جاتی ہے چار ہوتے ہیں اور یہ ابدال سے خاص درجہ رکھتے ہیں اور دو امام ہیں جو ان سے بھی خاص ہوتے ہیں اور قطب تو سب سے بڑے مرتبہ پر ہوتا ہے' ابدال کا لقب مشترک معنی رکھتا ہے (جس کے تحت بہت سے مراتب بدلیت شامل ہیں) اولیاء اس کو اس کے لئے استعمال کرتے ہیں جن کے اوصاف مذمومہ اوصاف محمودہ میں بدل دئے گئے ہوں اور اوتاد چار ہیں ہر ایک (وتد) کے لئے بیت اللہ شریف کا ایک کونہ مخصوص ہے' پس جس کا دل قلب عیسیٰؑ پر ہو اس کے لئے رکن یمانی ہے اور جس کا دل قلب آدمؑ پر ہو اس کا رکن شامی ہے اور جس کا دل قلب ابراہیم علیہ السلام پر ہو اس کا رکن عراقی اور جس کا دل قلب حضرت محمد ﷺ پر ہو اس کا رکن حجر اسود اور یہ رکن بخدا مجھے (یعنی ابن عربی کو) حاصل ہے۔

## صحبت کے لائق حضرات

(حدیث ۸۷۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خِيَارُكُمْ مَنْ ذَكَّرَكُمْ بِاللهِ رُؤيَتُهُ، وَزَادَ فِي عِلْمِكُمْ مَنْطِقُهُ ،وَرَغَّبَكُمْ فِي الْآخِرَةِ عَمَلُهُ -الحكيم عن ابن عمرو - (صح). (۸۷۳)

(ترجمہ) تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جس کی زیارت تمہیں خدا کی یاد دلا دے اور اس کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کر دے اور اس کا عمل تمہیں آخرت کی طرف راغب کر دے۔

۸۷۳ (الجامع الصغیر: ۳۹۹۵) ــــ رواه الحكيم الترمذی عن ابن عمرو ورواه العسكری من حديث ابن عباس. والدر المنثور (۳: ۳۱۰) وكنز العمال (۱۷۸۷).

(لطائف ومعارف)

حضور ﷺ کا یہ ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشاد کے موافق ہے جیسا کہ ابن عیینہ فرماتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا: اے روح اللہ! ہم کس کی مجلس میں بیٹھیں: فرمایا: جس کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کرے اور زیارت خدا کی یاد دلائے اور عمل آخرت کی طرف راغب کرے۔ (أخرجہ العسکری)۔

## صدیق اور شہید سے قبر کا امتحان نہیں ہوگا

(حدیث ۸۷۴) ایک صحابیؓ نے نبی کریمؐ سے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ شہید کے علاوہ باقی لوگوں سے قبر کا سوال کیا جاتا ہے؟ تو نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

كَفٰى بِبَارِقَةِ السُّيُوْفِ عَلٰى رَأْسِهٖ فِتْنَةً—(ن)عن رجل—(صح). (۸۷۴)

(ترجمہ) شہید کے سر پر بطور امتحان کے تلواروں کا چمکنا ہی کافی ہے۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث کا ظاہر بتلاتا ہے کہ قبر کا سوال وجواب صرف اس شہید سے نہیں ہوتا جو معرکہ جہاد میں شہید ہو لیکن جہاد میں پہرہ دینے والی احادیث باقی شہداء کے لئے بھی اس کی تعمیم کو ظاہر کر رہی ہیں۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں: کہ جب شہید سے قبر میں سوال جواب نہیں ہوتا تو صدیق شان میں اس سے بھی بڑا ہے اور اجر میں اعظم ہے وہ زیادہ اس لائق ہے کہ اس سے بھی قبر کا امتحان نہ ہو جیسا کہ قرآن کریم میں صدیقین کو شہداء سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

"اولئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء"

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جہاد میں چوکیداری کرنے والے سے قبر میں سوال نہیں ہوگا جبکہ یہ شہداء سے کم درجہ کا ہے پس اس شخص کی کیا حالت ہوگی جو اس سے بھی اعلیٰ ہو اور شہید سے بھی۔

---

۸۷۴ (الجامع الصغیر: ۶۲۴۸) ــــ رواہ النسائی (۴: ۹۹) وکنز العمال (۱۰۶۱۰، ۱۱۱۳۸) والدر المنثور (۲: ۹۹، ۳۲۴، ۴: ۸۴) والحاوی للفتاوی (۲: ۳۱۰، ۳۲۹).

## اللہ تعالیٰ کے بعض محبوب شکستہ حال اولیاء کی شان

(حدیث ۸۷۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْاَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَاَبَرَّهٗ — (حم،م) عن ابی هريرة — (صح). (۸۷۵)

(ترجمہ) بہت سے پراگندہ بال حضرات ایسے ہوتے ہیں جن کو دروازوں سے ہٹادیا جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر کسی کام کے ہونے کی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کردیں۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اللہ تعالیٰ کے بہت سے محبوب بندے ایسے ہیں جن کو دیکھنے سے لوگ پہچان نہیں سکتے اور ان کی قدر نہیں کرتے' اس لئے کہ وہ ان کو مفلوک الحال اور بے قدر سمجھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی حقیقت عیاں ہوتی ہے اور وہ ان کے اعمال کو جانتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کو بھی اللہ سے محبت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر یہ لوگ کسی کام کے ہونے کے لئے ناز وانداز میں قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کردے یعنی ان کا وہ کام کردیں۔

شیخ عطاء اللہ سکندری لطائف المنن میں فرماتے ہیں: اولیاء کی ایک قسم اخفیاء ہے۔ یہ پراگندہ حال نظر آتے ہیں جس سے کسی کو اندازہ نہیں ہوتا کہ یہ اللہ کے ولی ہیں لیکن یہ مستجاب الدعوات ہوتے ہیں جب بھی کوئی دعا کریں قبول ہوتی ہے۔ اس کی مثالیں اور حکایات دیکھنے کے لئے ہماری کتاب کراماتِ اولیاء ترجمہ روض الریاحین من حکایات الصالحین کی طرف رجوع کریں۔

## اللہ کے محبوب کی محبوبیت کل مخلوق میں اتاردی جاتی ہے

(حدیث ۸۷۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب

---

۸۷۵ (الجامع الصغير: ۴۴۰۰) — رواه أحمد ومسلم فى البر والصلة وبخارى (باب ۴۰ رقم ۱۳۰) (باب الجنة ۱۳ رقم ۴۸) الترغيب والترهيب (۴: ۱۵۲).

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْہُ، فَیُحِبُّہُ جِبْرِیْلُ، ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَاءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ، فَیُحِبُّہُ اَھْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ، وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ اَبْغَضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْہُ، فَیُبْغِضُہُ جِبْرِیْلُ، ثُمَّ یُنَادِیْ فِی اَھْلِ السَّمَاءِ، اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبْغِضُ فُلَانًا. فَاَبْغِضُوْہُ، ثُمَّ تُوْضَعُ لَہُ الْبَغْضَاءُ فِی الْاَرْضِ۔

(م) عن ابی ھریرۃ۔(صح). (۸۷۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت کرتے ہیں تو حضرت جبریلؑ کو بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو، تو جبریلؑ بھی اس سے محبت کرتے ہیں پھر آسمان میں منادی کر کے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتے ہیں تم بھی اس سے محبت کرو تو اس سے اہل آسمان بھی محبت کرتے ہیں، پھر اس کی قبولیت زمین میں رکھ دی جاتی ہے اور جب (اللہ تعالیٰ) کسی بندے سے بغض کرتے ہیں تو جبریلؑ کو بلاتے اور فرماتے ہیں کہ میں فلاں سے بغض کرتا ہوں تم بھی اس سے بغض کرو تو حضرت جبریل بھی بغض کرتے ہیں، پھر وہ آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے بغض رکھتے ہیں تم بھی بغض رکھو تو وہ بھی بغض شروع کر دیتے ہیں پھر اس کے لئے بغض زمین میں اتار دیا جاتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

عارف ربانی امام ابن العربیؒ فرماتے ہیں کہ جب محبت کی ندا ظہور پذیر ہوتی ہے تو تمام قلوب میں اس شخص کی محبت قائم ہو جاتی ہے، اگر بعض لوگوں کے ظاہر اس سے انکاری ہوں تو وہ اس لئے کہ ان کے قلوب ان کے ذاتی اغراض کی وجہ سے ان سے دور ہوتے ہیں

---

۸۷۶ (الجامع الصغیر: ۱۶۷۳) ــــ السلسلة الصحیحة (۱۶۲۰) مجمع الزوائد (۱۰: ۱۸۹). رواہ مسلم فی الادب وزاد الطبرانی ثم قرأ رسول اللہ ﷺ "سیجعل لھم الرحمن ودا" ورواہ البخاری بدون ذکر البغضاء.

جبکہ وہ حقیقتاً ایسے شخص سے محبت کرتے ہیں جیسا کہ تمام جہان میں ہر چیز اللہ کیلئے سجدہ ریز ہے اسی طرح سے اس بندہ کی حالت ہے کہ زمین کا ہر ہر چپہ اور ہر ہر موجود چیز اس سے محبت کرتی ہے اور بہت سے لوگ اپنی اصل خلقت پر اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہیں۔

## سالک مجذوب اور مجذوب سالک کی مثال

کتاب تاریخ بغداد میں ولی کبیر حضرت خیر النساج کے حالات میں لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرتے ہیں تو اپنی طرف تیری رہنمائی بھی کرتے ہیں اور تجھے عافیت بھی عطاء فرماتے ہیں اور جب تو اللہ سے محبت کرتا ہے تو وہ تجھے تھکا دیتا ہے اور آزمائش میں مبتلا کرتا ہے۔

حضرت آصف بن برخیاؒ گناہوں کی زندگی میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بخشش کر دی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف یہ وحی کی کہ:

''اے تمام عابدین کے سردار! اے تمام زاہدین کے پیش رو آپ کی خالہ کا بیٹا آصف کب تک میری نافرمانی کرتا رہے گا اور میں کب تک بردباری کا مظاہرہ کرتا رہوں گا۔ اگر میں نے اس کو پکڑ لیا تو اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو بعد والوں کے لئے نشان عبرت وعذاب بنا کر چھوڑوں گا''۔

تو حضرت آصف ایک ٹیلہ پر چڑھ گئے اور اپنا سر اٹھا کر یہ فریاد کی:

اِلٰهِیْ وَسَیِّدِیْ اَنْتَ اَنْتَ وَاَنَا اَنَا فَکَیْفَ اَتُوْبُ

اِنْ لَمْ تَتُبْ عَلَیَّ وَکَیْفَ اَعْتَصِمُ اِنْ لَمْ تَعْصِمْنِیْ؟

(ترجمہ) اے میرے مولا! اے میرے سردار! تو تو ہے اور میں میں ہوں۔ میں کس طرح سے توبہ کروں گا اگر تو نے مجھے توبہ کی توفیق نہ دی اور میں کیسے نافرمانی سے باز آؤں اگر تو نے مجھے نافرمانی سے نہ بچایا؟

تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آصف کے دل میں ڈالا کہ اے آصف تو نے سچ کہا، میں تیری توبہ کو قبول کرتا ہوں اور میں رب ورحیم ہوں۔

## تنگی اور خوشحالی میں اللہ سے ڈرو

(حدیث ۸۷۷) حضرت طلیب بن عرفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اتَّقِ اللهَ فِیْ عُسْرِکَ وَیُسْرِکَ ۔ أبو قرة الزبیدی فی سننه عن طلیب بن عرفة.(۸۷۷)

(ترجمہ) اپنی تنگی اور آسانی کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

(لطائف ومعارف)

بعض عارفین فرماتے ہیں کہ حصول تقویٰ کی علامات میں سے یہ ہے کہ متقی کے پاس ایسی ایسی جگہ سے اس کا رزق پہنچے جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو اور جب اس کو گمان کی جگہ سے رزق ملے تو اس کا تقویٰ کامل نہیں ہے اور نہ ہی اس نے اللہ پر توکل کیا ہے۔

تقویٰ کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنے دل میں تاثیر اسباب کے بجائے اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرے انسان کو اپنے نفس کے متعلق خوب علم ہوتا ہے کہ اس کو کس پر اعتماد ہے اور اس کے نفس کو کہاں سکون ملتا ہے یہ مت کہو کہ اللہ تعالیٰ نے اہل وعیال کیلئے کسب معاش کا حکم فرمایا: اس لئے اس کی محنت کرنا ضروری ہے تو ہم اس سے منع نہیں کرتے بلکہ اس کسب معاش کے سبب معین پر دل کو دیکھیں کہ اس کو سکون اللہ کی طرف ملتا ہے یا سبب معین کی طرف اگر اللہ کی طرف ملتا ہے ایمان وتقویٰ مضبوط ہے تو خوش ہونا چاہئے کہ تم متقین میں سے ہو۔

## حکمت کی اساس خوف خداوندی ہے

(حدیث ۸۷۸) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

رَأْسُ الْحِکْمَةِ مَخَافَةُ اللهِ تَعَالٰی–الحکیم وابن لال عن ابن مسعود–(صح).(۸۷۸)

---

۸۷۷ (الجامع الصغیر: ۱۱۴) ـــ کنز العمال (۵۶۲۸) کشف الخفاء (۱: ۴۳) سنن ابو قره الزبیدی. حدیث حسن.

۸۷۸ (الجامع الصغیر: ۴۳۶۱) رواه الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول وابن لال ابوبکر فی مکارم الاخلاق 'القضاعی فی مسند الشهاب عن ابن مسعود ورواه عنه ایضا البیهقی فی الشعب وضعفهٗ' درمنثور (۲: ۲۲۵) المغنی عن حمل الاسفار (۴: ۱۵۸) کنز العمال (۵۸۷۳).

(ترجمہ) حکمت کی اساس اور اصل اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ حکمت آدمی کو منہیات، شہوات اور شبہات سے روکتی ہے اور اس پر عمل کرنے سے صرف خوف وخشیت ہی روک سکتی ہے اس لئے آدمی ہر خیال اور ہر نظر اور لذت کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے۔

## خوف خدا

### تین آنکھیں جہنم پر حرام ہیں

(حدیث ۸۷۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةُ اَعْيُنٍ لَا تَمَسُّهَا النَّارُ عَيْنٌ فُقِئَتْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، وَعَيْنٌ حَرَسَتْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، وَعَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ — (ك) عن ابی هريرة. (۸۷۹)

(ترجمہ) تین قسم کی آنکھیں ایسی ہیں جن کو آگ نہیں چھوئے گی۔ (۱) وہ آنکھ جو اللہ کے راستہ میں پھوڑ دی گئی ہو (۲) وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستہ میں پہرہ دیا (۳) وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے رو پڑی۔

(لطائف ومعارف)

اللہ کے راستہ کا اولین مصداق جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ باقی مصداق دوسرے درجہ کے ہیں اور وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی ہے اس سے مراد عالم، عابد، مجاہدہ کرنے والے شخص کی آنکھ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا - کہ اللہ کے بندوں میں سے اللہ کی ذات سے علماء ہی ڈرتے ہیں اور جو خدا کو

---

۸۷۹ (الجامع الصغير: ۳۴۹۳) ـــ رواه الحاكم وقال صحيح (۲: ۸۲) ورده الذهبی بأن عمر ضعفوه، درمنثور (۱: ۲۴۶) الترغيب والترهيب (۲: ۲۵۰).

جانتا پہچانتا نہیں وہ خدا سے کیا ڈرے گا۔ ایک شخص اس آیت کو پڑھ کر ہی مسلمان ہو گیا۔ امام غزالیؒ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ خوف اللہ تعالیٰ کا کوڑا ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو علم و عمل کی طرف دائمی طلب کے ساتھ چلاتے ہیں۔

ان تین آنکھوں کے جہنم پر حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کی تینوں آنکھوں والے حضرات جہنم سے محفوظ رہیں گے۔

## تین قسم کی آنکھیں قیامت میں جہنم کو نہیں دیکھیں گی

(حدیث ۸۸۰) حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا تَرٰی اَعْیُنُهُمُ النَّارَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ: عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ، وَعَیْنٌ حَرَسَتْ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَعَیْنٌ غُضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ۔

(طب) عن معاویة بن حیدة۔ (ح). (۸۸۰)

(ترجمہ) تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ ان کی آنکھیں قیامت کے دن جہنم کو نہیں دیکھیں گی۔

(۱) وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے رو پڑی۔ (۲) وہ آنکھ جس نے جہاد فی سبیل اللہ میں پہرہ دیا (۳) وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے کے سے بند ہو گئی۔

(لطائف و معارف)

اللہ کے خوف سے رونے سے مراد عورتوں کا سا رونا اور ان جیسی رقت قلبی کا ظاہر کرنا مراد نہیں ہے جو ایک لمحہ کے لئے روتی ہیں پھر عمل صالح چھوڑ دیتی ہیں، بلکہ اس سے مراد وہ خوف ہے جس سے دل کو سکون حاصل ہو حتیٰ کہ زبردستی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور اس کو گناہوں کے قریب جانے سے روکے اور فرمانبرداری پر قائم رہنے پر برانگیختہ کرے۔ ایسا رونا مقصود ہے اور ایسی خشیت مطلوب ہے احمقوں والا خوف

---

۸۸۰ (الجامع الصغیر: ۳۵۱۸) ــــ رواه الطبرانی فی الکبیر (۱۹: ۴۱۷) وقال الهیثمی فیه ابو حبیب العبقری ویقال العنزی ولم أعرفه وبقیة رجاله ثقاة. الترغیب والترهیب (۲: ۲۴۸).

وخشیت مطلوب نہیں ہے کہ جب وہ ایسی باتیں سنیں جن سے خوف لاحق ہو لیکن وہ رونا نہ چاہیں اور زبانی کہیں اے اللہ ہمیں بچا ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں اور اس کے ساتھ وہ گناہوں پر مصر رہیں۔ ایسے لوگوں سے شیطان مذاق کرتا ہے جیسا کہ تو اس شخص سے مذاق کرتا ہے۔ جس کی طرف چیر پھاڑ کرنے والا درندہ آ رہا ہو اور وہ کسی محفوظ قلعہ کے کونہ میں ہو اور اس کا دروازہ بھی کھلا ہو لیکن وہ اس میں جا کر پناہ نہ لے بلکہ یہی کہتا رہے اے اللہ! مجھے بچا حتیٰ کہ درندہ آ کے اسے کھالے۔

## جو چیز تیرے دل کو کھٹکے اسکو چھوڑ دے

(حدیث ۸۸۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ - (حم 'حب' ك) عن أبي امامة. (۸۸۱)

(ترجمہ) جو کام تیرے دل کو کھٹکے اس کو چھوڑ دے۔

(لطائف ومعارف)

اللہ تعالیٰ جس کے سینہ کو نور یقین کے ساتھ کھول دیتے ہیں اور وہ معارف کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اس طرح سے کہ اس کے لئے ادراک قلبی کو ایک ملکہ کی حیثیت دی جاتی ہے اور واردات رحمانی اور وساوس شیطانی میں فرق کرنے کی قوت موجود ہوتی ہے ایسے لوگوں کے دل کو اگر کوئی عمل کھٹکے تو اس کو چھوڑ دے لیکن ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں اور وہ لوگ جو گناہوں کے میل میں لتھڑے ہوئے ہیں اور قسم قسم کے عیوب سے میلے ہو چکے ہیں' ان کی طبیعت میں غلظت آ چکی ہے اور ادراک ضعیف پڑ چکا ہے اس کی کھٹک کا کوئی اعتبار نہیں اور جو کچھ اس کے دل میں آئے اس کا کوئی لحاظ نہیں وہ اس مرتبہ سے اجنبی ہے۔

۸۸۱ (الجامع الصغیر: ۵۵۸) ــــ مسند احمد (۵: ۲۵۱' ۲۵۲) صحیح ابن حبان' حاکم (۱: ۱۴' ۲: ۱۳) مشکوۃ (۴۵) وقال صحیح واقره الذهبی وقال الهیثمی رجال احمد رجال الصحیح والضیاء فی المختارة.

## جتنا علم ہو اللہ سے ڈرتے رہو

(حدیث ۸۸۲) حضرت زید بن سلمہ جعفیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اتَّقِ اللّٰهَ فِيمَا تَعْلَمُ –(تخ، ت) عن زيد بن سلمة الجعفي. (۸۸۲)

(ترجمہ) جتنا تجھے علم ہو اللہ سے ڈرتے رہو۔

(لطائف ومعارف)

اس حکم کا اصل مخاطب وہ شخص ہے جو امر و نہی اور حلال و حرام اور مکروہ و مباح کو جانتا ہو، جتنا جانتا ہو اتنا تقویٰ اختیار کرنے کا پابند ہے اور جو شخص کسی شرعی معاملہ میں ایسا علم نہیں رکھتا اس کو اس کی تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے۔

ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ معاصی کے بہت سے قبیح اثرات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ علم سے محرومی ہو جاتی ہے کیونکہ دل میں القاء کیا جاتا ہے اور نافرمانی اس کو مٹاتی ہے۔ ایک شخص نے اپنے بھائی کو لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے علم دیا ہے، اس کو گناہوں کی تاریکی سے مت بجھانا کہ پھر اس دن تاریکی ہی تاریکی رہ جائے، جس دن اہل علم اپنے نور علم میں چلتے ہوں گے۔

## اپنے نفس کو پچھاڑنے والا حقیقی پہلوان ہے

(حدیث ۸۸۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ ،اِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ –(حم،ق)عن ابی هريرة– (صح). (۸۸۳)

---

۸۸۲ (الجامع الصغير: ۱۱۳) ـــ كنز العمال (۵۶۲۵) درمنثور (۱: ۳۷۲) التاريخ الكبير للبخاری، ترمذیؒ (۲۶۸۳) طبرانی قال السيوطی فی الجامع الكبير هذا حديث منقطع.

۸۸۳ (الجامع الصغير: ۷۵۷۷) ـــ رواه أحمد (۲: ۲۳۶) والبخاری (۸: ۳۴) ومسلم كلاهما فی الأدب (۱۰۷، ۱۰۸) سنن كبرىٰ للبيهقی (۱۰: ۲۳۵) الادب المفرد للبخاری (۱۳۱۷) مشكوة (۵۱۰۵) فتح الباری (۱۰: ۵۱۸).

(ترجمہ) پہلوان وہ نہیں ہے جو (مدمقابل کو) پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔

(لطائف ومعارف)

پس جو شخص غصہ کے وقت اپنی طیش کو دبا دے گا اور اپنے نفس کو مغلوب کرے گا وہ باطنی اور روحانی پہلوان ہے۔ اس حدیث میں قوتِ ظاہرہ سے قوت باطنہ کی طرف آدمی کے ذہن کو منتقل کیا گیا ہے پس جو شخص اس حالت میں اپنے نفس پر قابو پالے گا تو اس نے اپنے دشمنوں میں سے قوی ترین دشمن پر غلبہ پالیا۔

# کتاب الذکر

۱ - فضائل الذکر

۲ - احکام الذکر

۳ - مختلف اذکار

# ذکر الٰہی

## اللہ کا ذکر کثرت سے کرو

(حدیث ۸۸۴) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

اَکْثِرُوا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوا مَجْنُوْنٌ – (حم، ع، حب، ک، هب) عن ابی سعید – (ح). (۸۸۴)

(ترجمہ) اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو حتیٰ کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔

علامہ نوویؒ اپنی کتاب ''الاذکار'' میں لکھتے ہیں: ''لا الہ الا اللہ'' اصل ذکر ہے۔ اسی لئے تربیت سالکین اور تادیب مریدین کے لئے اس امت کے اصفیاء اکابر اجلہ نے لا الہ الا اللہ کو اہل خلوت کے لئے منتخب کیا ہے اور ان کو اس کی مداومت کا حکم دیا اور فرمایا ہے کہ وسوسہ کے علاج کے لئے سب سے مفید اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہونا اور کثرت سے اس کو یاد کرنا ہے۔

علامہ سیوطیؒ اور دیگر اکابر نے ایسی احادیث سے ذکر کے حلقوں اور مساجد میں بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھنے کا جس کو صوفیہ نے اختیار کیا ہے، استدلال کیا ہے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ (ذکرہ السیوطی فی فتاویہ الحدیثیہ)۔

بہت سی احادیث جہری ذکر کے مندوب ہونے کا تقاضا کرتی ہیں اور بہت سی اخفاء کا، ان دونوں احادیث کے جمع کی صورت یہ ہے کہ یہ مختلف احوال ومختلف اشخاص پر محمول ہے، مثلاً جب کوئی شخص سو رہا ہو تو اس کے پاس اونچی آواز سے ذکر کرنا ممنوع ہے، اسی طرح سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو چاہے مسجد میں یا کسی دوسرے مقام پر تو وہاں بھی اونچی آواز سے ذکر کرنا ممنوع ہے۔ (کما فی الفتاوی الشامیۃ)۔

---

۸۸۴ (الجامع الصغیر: ۱۳۹۷) ــــ رواہ احمد (۳: ۶۸، ۷۱) وابو یعلی وابن حبان والحاکم (۱: ۴۹۹) والبیهقی فی الشعب والزهد لابن المبارک (۳۶۲) والزهد لاحمد بن حنبل (۱۰۸) والترغیب والترهیب (۲: ۳۹۹) وتهذیب تاریخ دمشق (۵: ۲۲۴) وکنز العمال (۱۷۵۳، ۱۸۴۷، ۱۸۹۸، ۳۹۳۱).

## ہر وقت اللہ کو یاد رکھنا

(حدیث ۸۸۵) حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَنْ تَمُوتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ .

(حب) وابن السنی فی عمل یوم ولیلة (طب' هب) عن معاذ.(۸۸۵)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب اعمال سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ تو اس حال میں فوت ہو کہ تیری زبان اللہ کے ذکر میں مشغول ہو۔

(لطائف ومعارف)

یعنی اللہ کے ذکر کو اتنا لازم کرے کہ جب تیری موت آئے تو تو اللہ کو یاد کر رہا ہو' ذکر کے بڑے فائدے ہیں اور عجیب تاثیرات ہیں شرح صدر میں بھی اور نعیم قلب میں بھی اور ذکر سے غفلت کی اس کے الٹ بھی بڑی خطرناک تاثیر ہے۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں: زبان کا ذکر الٰہی میں تر رہنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو ہر وقت ذکر الٰہی کی عادت پڑی ہوئی ہو جبکہ بعض صوفیاء فرماتے ہیں: زبان کے تر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کسی وقت اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو' جب غافل ہوگا تو زبان خشک سمجھی جائے گی۔

حدیث میں اللہ کے ذکر پر برانگیختہ کیا گیا ہے اور اس پر ذاکر کو اللہ کا محبوب ترین کہا گیا ہے اور ہر مؤمن اس میں کمال رغبت رکھتا ہے تاکہ اس محبت کو حاصل کر سکے' چند مواقع ایسے ہیں جہاں ذکر اللہ کو بند کر دیا جائے جیسے حالت جنابت میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا حرام ہے۔ اسی طرح سے ایسے مقامات جہاں ذکر اللہ کی توہین ہوتی ہو اور قضائے حاجت کے وقت بھی' ذکر لسانی مکروہ ہے مگر قلبی خیال ہر حال میں مستحب ہے۔

---

۸۸۵ (الجامع الصغیر: ۱۹۸) ــــ صحیح ابن حبان عمل الیوم واللیلة' طبرانی کبیر' شعب الایمان بیهقی' مجمع الزوائد بعد ماعزاه الهیثمی الی الطبرانی فیه خالد بن یزید بن عبدالرحمن بن ابی مالک ضعفه جمع ووثقه ابوزرعة وبقیة رجاله ثقات ورمز السیوطی لصحته تبعاً لابن حبان وکنزالعمال (۱۷۵۲).

## ذاکر کیساتھ اللہ کی معیت

(حدیث ۸۸۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَامَعَ عَبْدِیْ مَاذَکَرَنِیْ، وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ—(حم،ہ،ک)عن ابی ھریرۃ(صح).(۸۸۶)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور اس کے ہونٹ میرے (ذکر کے) ساتھ حرکت کرتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

ذکر کی تین قسمیں ہیں:

(۱) عوام کا ذکر زبان سے ہوتا ہے۔ (۲) خواص کا ذکر دل سے ہوتا ہے۔ (۳) خواص الخواص کا ذکر مشاہدہ کے وقت اپنے فنائے ذکر سے ہوتا ہے ان کے سامنے ہر وقت حق تعالیٰ موجود ہوتے ہیں۔

اللہ کی طرف سفر کرنے والے کے لئے ایسے ذکر سے زیادہ مفید طریقہ کوئی نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ایسی تنہائی میں یاد کرے کہ وہاں غیر اللہ موجود نہ ہو۔

حقیقت ذکر اور اس کے آثار وتجلیات ایسی چیزیں ہیں جن کو اہل ذوق کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

## مجالس ذکر کی برکات

(حدیث ۸۸۷) حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَجَالِسُ الذِّکْرِ تَنْزِلُ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ،وَتَحُفُّ بِھِمُ الْمَلَائِکَۃُ، وَتَغْشَاھُمُ الرَّحْمَۃُ وَیَذْکُرُھُمُ اللّٰہُ عَلٰی عَرْشِہٖ—(حل)عن ابی ھریرۃ،وابی سعید—(ح).(۸۸۷)

---

۸۸۶ (الجامع الصغیر:۱۹۲۸)__رواہ أحمد (۲: ۵۴۰) وابن ماجۃ والحاکم عن ابی ھریرۃ (۱:۴۹۶) ورواہ عنہ أیضاً ابن حبان والحاکم عن ابی الدرداء وصححہ ومشکوۃ (۲۲۸۵).

۸۸۷ (الجامع الصغیر: ۸۱۶۹)__ رواہ ابونعیم فی الحلیۃ (۵:۱۱۸) والخطیب فی التاریخ (۳: ۱۲۸) عن ابی ھریرۃ وأبی سعید ورمز السیوطی لحسنہ وکنز العمال (۱۸۲۱).

(ترجمہ) مجالس ذکر پر سکینت نازل ہوتی ہے' ملائکہ ان کا احاطہ کرتے ہیں' رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے عرش پر کرتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ عمار بن راہب نے نیند میں ایک مسکین لڑکی کو اس کے مرنے کے بعد دیکھا تو کہا: مرحبا اے مسکینہ تو لڑکی نے کہا: ایسا نہیں ہے۔ اے عمار مسکنت چلی گئی اور بڑی دولت مل گئی تم یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ میرے لئے جنت مکمل طور پر حلال کر دی گئی جہاں چاہوں جا سکتی ہوں تو انہوں نے پوچھا: یہ مرتبہ کس وجہ سے' کہا: مجالس ذکر اور حق پر صبر کرنے کی وجہ سے یہ مرتبہ ملا ہے۔

## شرکاء مجالس ذکر کی مغفرت

(حدیث ۸۸۸) حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَاجَلَسَ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللهَ تَعَالٰى فَيَقُوْمُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ لَهُمْ: قُوْمُوْا قَدْ غَفَرَ اللهُ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ، وَبُدِّلَتْ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ — (طب، هب) والضياء عن سهل بن حنظلة — (ح). (۸۸۸)

(ترجمہ) جو قوم بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتی ہے پھر وہ (ذکر کر کے) اٹھ جاتے ہیں تو ان کے لئے کہا جاتا ہے: قُوْمُوْا قَدْ غَفَرَ اللهُ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَبُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ (اٹھ جاؤ' اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا ہے)۔

## قابل حسرت مجلس

(حدیث ۸۸۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۸۸۸ (الجامع الصغیر: ۷۸۸۵) ـــ رواه الطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی الشعب والضیاء وقال الهیثمی فیه المتوکل بن عبدالرحمن والد محمد السری ولم أعرفه وبقیة رجاله ثقات. وکنز العمال (۱۸۰۷، ۱۸۰۸).

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ مَجْلِسٍ فَتَفَرَّقُوْا وَلَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ وَیُصَلُّوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا کَانَ مَجْلِسُھُمْ تِرَۃً عَلَیْھِمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔(حم،حب)عن ابی ھریرۃ۔(صح)(۸۸۹)

(ترجمہ) جوقوم بھی کسی مجلس میں ہوتی ہے پھر اٹھ جاتی ہے اور اللہ کا ذکر نہیں کرتے اور حضور ﷺ پر درود نہیں بھیجتے تو ان کی وہ مجلس قیامت کے دن ان پر حسرت اور ندامت ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ انہوں نے اپنے اصل سرمائے کو ضائع کر دیا اور اپنے منافع کو منتشر کر دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اپنے نبیؐ پر درود بھیجنا مجلس کی پاکیزگی کا سبب ہے ایسی مجلس قیامت کے دن اہل مجلس پر حسرت بھی نہیں بنے گی۔

## ذکر سے خالی مجلس حسرت بنے گی

(حدیث ۸۹۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ قَوْمٍ یَقُوْمُوْنَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْہِ اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِثْلِ جِیْفَۃِ حِمَارٍ، وَکَانَ ذٰلِکَ الْمَجْلِسُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔(د،ک)عن ابی ھریرۃ۔ (صح).(۸۹۰)

(ترجمہ) جولوگ بھی کسی مجلس سے اٹھتے ہیں جبکہ انہوں نے اس میں اللہ کو یاد نہیں کیا ہوتا تو وہ اس طرح سے اٹھتے ہیں جیسے کسی مردار گدھے سے اٹھے ہوں اور یہ مجلس قیامت کے دن ان پر حسرت اور ندامت ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

امام ابوداود اور امام حاکم نے حضرت عائشہؓ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اخیر عمر شریف میں یہ عادت تھی کہ جب بھی آپؐ کسی مجلس سے اٹھتے تھے تو

---

۸۸۹ (الجامع الصغیر: ۷۷۸۰)___ رواہ احمد (۲: ۴۸۴) کنز العمال (۱۸۱۰، ۲۵۴۵۸) وابن حبان ورمز السیوطی لصحتہ.

۸۹۰ (الجامع الصغیر: ۸۰۸۶)___رواہ ابو داود فی الادب باب (۳۱) الکلم الطیب (۲۲۴) الاذکار للنووی (۲۶۶) والحاکم وقال النووی فی الاذکار والریاض اسنادہ صحیح.

"سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ". پڑھتے تھے۔(یعنی) اے اللہ! تو پاک ہے اور اپنی حمد کے ساتھ ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے' میں آپ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور آپ کی طرف رجوع لاتا ہوں)۔

نوٹ:۔ جو شخص دین کی سمجھ حاصل کر رہا ہو وہ بھی ذاکر ہے' اسی طرح سے مفتی' مدرس' واعظ' اللہ کی عظمت میں فکر کرنے والا' اس کے احکام پر عمل کرنے والا اور اس کے نواہی سے رکنے والا یہ سب بھی اللہ کو یاد کرنے والے ہیں۔

## بہترین ذکر اور بہترین رزق

(حدیث ۸۹۱) حضرت سعد بن مالک یا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ، وَخَیْرُ الرِّزْقِ مَا یَکْفِیُ—(حم، حب، هب) عن سعد — (صح). (۸۹۱)

(ترجمہ) بہتر ذکر وہ ہے جو خفی طور پر کیا جائے اور بہتر رزق وہ ہے جو باکفایت ہو۔

(لطائف ومعارف)

ذکر خفی اس طرح سے ہو کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی اور مطلع نہ ہو پس جس نے اس کے ذکر کو غیر اللہ سے مخفی رکھا' حتیٰ کہ علامات سے بھی کسی کو معلوم نہ ہونے دیا اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو بھی لوگوں کی پہچان اور افہام سے چھپا دیں گے کہ کسی کو معلوم نہیں ہو سکے گا کہ اس شخص کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک جنت میں کیا کیا انعام چھپا ہوا ہے۔

بعض احناف نے ذکر خفی کے افضل ہونے سے عیدین کی تکبیراتِ زوائد کو بھی آہستہ کہنے کو ثابت کیا ہے۔

بہترین رزق وہ ہے جو باکفایت ہو اور اس پر آدمی راضی ہو ورنہ انسان کی آنکھ کو

---

۸۹۱ (الجامع الصغیر: ۴۰۰۹) ـــ رواہ أحمد فی مسندہ (۱: ۱۷۲) وابن حبان فی صحیحہ والبیهقی فی شعبه قال العلائی والهیثمی محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیبة ومجمع الزوائد (۱۰: ۸۱) وموارد الظمآن للهیثمی (۲۳۲۳).

مٹی کے سوا کوئی چیز سیر نہیں کر سکتی۔

فقیہ بغدادیؒ نے محاسبی کی سند سے خیر الرزق مایکفی کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ با کفایت روزی وہ ہے جو ہر روز نئی ہو اور اس میں کل کی روزی کا اہتمام نہ کیا جائے یہاں دل کے رزق (ذکر) اور ہاتھوں کے رزق کو اور دنیا اور آخرت کے رزق کے جمع کرنے کو غور سے دیکھا جائے اور اس بات کی خبر کو کہ جو حضور ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے کہ بہتر رزق وہی ہے جو حد سے تجاوز نہ کرے اور ذکر سے اتنا کافی ہے کہ اس کو اخفاء سے ادا کیا جائے۔ اگر کوئی شخص اخفاء سے زائد کرے گا تو ریاء کا خوف ہوگا اور غافلین پر تکبر کا اظہار ہوگا اور اسی طرح سے بدن کا رزق ہے جب وہ بھی قدرِ کفایت سے بڑھ جائے تو سرکشی اور دولت جمع کرنے کی فکر کا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کو حِکَم اور امثال میں شمار کیا گیا ہے۔

## ذکر جہری کا جواز

اگر اونچی آواز سے ذکر کیا جائے جس میں اپنی توجہ کو اور سماعت کو ذکر کی طرف متوجہ کیا جائے اور اپنے کانوں کو اللہ کا ذکر سنایا جائے اور اس آواز سے ذکر کی جگہ اور مجلس کو برکت پہنچائی جائے اور اسی طرح سے دیگر نیک مقاصد کو مدنظر رکھا جائے تو اونچی آواز سے افضل ہے بشرطیکہ کسی نمازی، سونے والے یا دیگر کام میں مشغول آدمی کو اس سے تکلیف نہ ہو، جس کی دلیل بخاری شریف کی حدیث کے یہ لفظ ہیں: ان ذکرنی فی ملأ فذکرته فی ملأ. جماعت میں ذکر آہستہ بھی ہوسکتا ہے اونچی آواز سے بھی، اس لئے دونوں شکلوں کا جواز ہے اس لئے بعض صوفیاء کے مذہب میں ذکر جہری کی تعلیم اور عمل درست ہے۔

## سب سے افضل ذکر اور دعا

(حدیث ۸۹۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ – (ت ‘ن ‘ه ‘حب ‘ك) عن جابر – (صح). (۸۹۲)

(ترجمہ) سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے فضیلت والی دعا الحمد للہ ہے۔

(لطائف ومعارف)

لا الہ الا اللہ اس لئے افضل ذکر ہے کہ اس کے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوتا اور اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے الوہیت کا اثبات اور غیر اللہ سے الوہیت کی نفی ہے اور یہ بات لا الہ الا اللہ کے علاوہ کے دیگر اذکار میں نہیں ہے اور اس لئے بھی کہ لا الہ الا اللہ اوصاف ذمیمہ سے تطہیر کی تاثیر رکھتا ہے جن کی ظاہر میں پوجا کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: افرأیت من اتخذالهه هواه. (اے نبی کیا آپ نے دیکھا نہیں اس شخص کو جو اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیتا ہے۔) اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے اوصاف ذمیمہ ظاہر میں انسان کے معبودات کا درجہ رکھتی ہیں۔ پس ”لا الہ“ کے لفظ میں اس طرح کے تمام معبودانِ باطلہ کی نفی ہو جاتی ہے اور ”الا اللہ“ کے کلمہ کے ساتھ اللہ وحدہٗ کا ثبوت ہوتا ہے اور ذکر کا فائدہ ظاہر زبان سے دل کی تہہ تک پہنچتا ہے اور اس کے اثرات اعضائے بدن پر ظاہر ہوتے ہیں اور اس کا ذائقہ پانے والوں کو ذائقہ بھی ملتا ہے۔

اور بعض عارفین فرماتے ہیں: کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ اس لئے افضل ہے کہ یہ کلمہ توحید ہے اور توحید کے مثل کوئی چیز نہیں ہے۔

## اللہ کے منتخب کردہ کلمات ذکر

(حدیث ۸۹۳) حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

---

۸۹۲ (الجامع الصغیر: ۱۲۵۳) ــــ رواه الترمذی (۳۳۸۳) والنسائی وابن ماجة (۳۸۰۰) وابن حبان والحاكم (۱: ۴۹۸) وقال الترمذی حسن غریب وقال الحاكم صحیح واقره الذهبی وتفسیر ابن كثیر (۱: ۳۸) ومشكوة (۲۳۰۶) وكنز العمال (۱۷۴۸) والدر المنثور (۱: ۱۱، ۱۵۵، ۶: ۶۲).

روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنَ الْکَلَامِ اَرْبَعًا: سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، فَمَنْ قَالَ: سبحان اللّٰہِ، کُتِبَتْ لَہٗ عِشْرُوْنَ حَسَنَۃً وَحُطَّتْ عَنْہُ عِشْرُوْنَ سَیِّئَۃً، وَمَنْ قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، مِثْلُ ذٰلِکَ، وَمَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، مِثْلُ ذٰلِکَ وَمَنْ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، مِنْ قِبَلِ نَفْسِہٖ کُتِبَتْ لَہٗ ثَلَاثُوْنَ حَسَنَۃً وَحُطَّ عَنْہُ ثَلَاثُوْنَ خَطِیْئَۃً۔ (حم، ک) والضیاء عن ابی سعید وابی ھریرۃ معا۔ (صح). (۸۹۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے کلام سے چار کلمات کو منتخب کیا ہے۔ (۱) سُبْحَانَ اللّٰہِ (۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (۳) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (۴) اَللّٰہُ اَکْبَرُ. پس جس نے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور بیس گناہ مٹا دئے جائیں گے اور جس نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اس کا بھی یہی ثواب ہوگا اور جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اس کے لئے بھی یہی ہوگا اور جس نے اپنی طرف سے "الحمد للہ رب العالمین" کہا اس کے لئے تیس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور تیس گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔

(لطائف ومعارف)

اپنی طرف سے الحمد للہ رب العالمین کہنے کا یہ مطلب ہے کہ اس نے یہ حمد از خود کی ہو یا بطور خبر دینے کے کہی ہو کہ سب طرح کی حمدیں اللہ کے لئے ہیں، کسی نعمت جدیدہ کے ملنے کی وجہ سے یا کسی عذاب کے ٹلنے کی وجہ سے نہ کہی ہو بلکہ ویسے ہی یہ حمد ادا کی ہو تو اس کو تیس نیکیاں ملیں گی اور تیس گناہ معاف ہوں گے۔

بعض علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ حمد تسبیح سے افضل ہے کیونکہ حمد میں تمام صفات

---

۸۹۳ (الجامع الصغیر: ۱۶۸۴) ــــ رواہ احمد (۲: ۳۰۲، ۳۱۰، ۳: ۳۵، ۳۷) والحاکم (۱: ۵۱۲) والضیاء فی المختارۃ عن ابی سعید وابی ھریرۃ معا وقال الحاکم علی شرط مسلم واقرہ الذھبی وقال الھیثمی ورجال احمد رجال الصحیح وکنز العمال (۱۹۹۹) والدر المنثور (۵: ۱۵۴) والترغیب والترھیب (۲: ۴۲۷) ومصنف ابن ابی شیبۃ (۱۰: ۴۲۸)

کمال کا اثبات ہے اور تسبیح میں تمام صفات نقص سے تنزیہ ہے اور اثبات سلب سے اکمل ہوتا ہے اس لئے اس کا ثواب بھی زیادہ ہے اور بعض علماء نے ظاہر حدیث سے یہ استدلال کیا ہے۔ کہ "الحمدللہ رب العالمین" کہنے کا ثواب "لاالہ الااللہ" کہنے سے زیادہ ہے لیکن اکثر علماء نے اس استدلال کو حدیث بطاقہ کی وجہ سے رد کر دیا ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کے ننانوے رجسٹر گناہوں کے ہوں گے اور وہ تا حد نظر طویل ہوں گے ان کے حساب کے لئے جب ان کو میزان عمل میں رکھا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں اس کے کلمہ ایمان "لاالہ الااللہ" کو رکھ کر تولا جائے گا تو اس کلمہ کا وزن سب سے بھاری ہو جائے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ "لاالہ الااللہ" کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔

## اللہ کے محبوب کلمات

(حدیث ۸۹۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ، حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ — (حم ،ق،ت،ہ) عن ابی هريرة — (صح). (۸۹۴)

(ترجمہ) دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے پھلکے ہیں میزان میں بھاری ہیں رحمان کو محبوب ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

(لطائف ومعارف)

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا گیا نیکی پر عمل کرنا کیوں بوجھل ہے اور گناہ پر کیوں آسان ہے آپ نے فرمایا: کیونکہ نیکی کی کڑواہٹ موجود ہوتی ہے اور اس کی لذت غائب ہوتی ہے اس لئے نیکی تم پر بوجھل ہوتی ہے لیکن تمہیں اس کا ثقل

۸۹۴ (الجامع الصغير: ۶۳۷۶) ـــ رواه أحمد (۲: ۲۳۲) والبخاری (۸: ۱۰۷، ۱۸۳) ومسلم (الذكر والدعاء باب ۱۰ رقم ۳۱) والترمذی (۳۴۶۷) وابن ماجة (۳۸۰۶) والنسائی فی اليوم والليلة. وكنز العمال (۲۰۰۷) والدر المنثور (۳: ۷۱) والترغيب والترهيب (۲: ۴۲۰) ومصنف ابن ابی شيبة (۱۰: ۲۸۹) ۱۳: ۴۴۹) ومشكوة (۲۲۹۸).

اس کے چھوڑ دینے پر برانگیختہ نہ کرے کیونکہ اسی نیکی کی بنیاد پر قیامت کے دن ترازوئے اعمال بوجھل ہوگی اور گناہ کی لذت حاضر ہوتی ہے اور اس کی کڑواہٹ غائب ہوتی ہے اس لئے تمہیں ہلکی لگتی ہے لیکن اس کا ہلکا پن اس کے کرنے پر تمہیں نہ ابھارے کیونکہ اسی کی وجہ سے قیامت کے دن ترازوئے اعمال ہلکی ہوگی۔

## اللہ کے نزدیک سب سے محبوب چار کلمات ہیں

(حدیث ۸۹۵) حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللهِ تَعَالٰى أَرْبَعٌ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ۔ (حم، م) عن سمرة بن جندب (صح). (۸۹۵)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کلام یہ چار کلمات ہیں۔ (۱) سُبْحَانَ اللهِ (۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (۳) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ (۴) اَللهُ أَكْبَرُ. ان میں سے جس کو بھی پہلے پڑھنا شروع کرو تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ (ثواب کے حصول میں)۔

(لطائف ومعارف)

یہ چاروں کلمات اللہ تعالیٰ کو اس لئے محبوب ہیں کیونکہ یہ اقسام ذکر توحید، تنزیہ، تمام اقسام حمد، ثناء کے تمام معانی کو جامع ہیں اور تمام اسماء حسنیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کیونکہ یہ اسماء یا تو ذاتی ہوں گے جیسے ''اللہ'' یا جمالی ہوں گے جیسے ''محسن'' یا جلالی ہوں گے جیسے ''کبیر''، پہلی قسم کی طرف تسبیح کے ساتھ اشارہ کیا گیا کیونکہ اس میں اللہ کی ذات کی تنزیہ ہے اور دوسری قسم میں حمد کے ساتھ اشارہ کیا گیا کیونکہ یہ نعمت کے شکر کی داعی ہے اور تیسری قسم میں تکبیر کے ساتھ اشارہ کیا گیا اور اخیر میں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ یہ اسماء حسنیٰ کا سوواں نام ہے اور یہ اللہ کا اسم اعظم بھی ہے اور اسماء جلال میں داخل بھی ہے۔

۸۹۵ (الجامع الصغیر: ۲۱۵)__ مسند احمد (۵: ۱۰) مسلم وهو حديث صحيح

## گناہوں کو جھاڑنے والے اذکار

(حدیث ۸۹۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، تَنْفُضُ الْخَطَايَا كَمَا تَنْفُضُ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا – (حم، خد) عن انس – (ح). (۸۹۶)

(ترجمہ) سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ. گناہوں کو اس طرح سے جھاڑتے ہیں جس طرح سے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یاد رہے کہ ان اذکار کو اخلاص اور حضور ذہن کے ساتھ ادا کیا جائے تو ان سے صغیرہ گناہ جھڑتے ہیں، کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے اور اگر حق العبد ہو تو توبہ کے ساتھ اس کے معاف کئے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

## لاحول ولا قوۃ الا باللہ جنت کا خزانہ ہے

(حدیث ۸۹۷) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَكْثِرُ مِنْ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، فَاِنَّهَا مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ – (ع طب حب) عن ابی ایوب – (صح). (۸۹۷)

(ترجمہ) "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" کثرت سے پڑھا کرو، کیونکہ یہ جنت کے خزانہ سے ہے۔

---

۸۹۶ (الجامع الصغیر: ۲۲۷۷) ــــ رواہ احمد (۳: ۱۵۲) والبخاری فی الادب المفرد وھو حدیث حسن. والترمذی (۳۵۳۳) وکنز العمال (۲۰۰۳، ۳۹۶۰) والترغیب والترھیب (۲: ۴۵۳).

۸۹۷ (الجامع الصغیر: ۱۳۹۴) ــــ رواہ ابویعلی والطبرانی فی الکبیر (۴: ۱۵۸) وابن حبان وھو حدیث صحیح. وابن ماجۃ (۳۸۲۶) ومشکوۃ (۲۳۱۹) والترمذی (۳۶۰۱).

(لطائف ومعارف)

لا حول ولا قوة الا باللہ کا معنی یہ ہے کہ بندہ کو اللہ کی نافرمانی سے کوئی چیز نہیں پھیر سکتی اور اس کی عبادت اور فرمانبرداری پر کوئی چیز نہیں لگا سکتی مگر اللہ تعالیٰ کی ذات جو اپنی قدرت اور توفیق سے ہی آدمی کو اس کی سعادت عطاء کرتی ہے۔

جنت کے خزانہ سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کیلئے بہت بڑا ثواب جنت میں ذخیرہ کر دیا جاتا ہے اسی وجہ سے اس کو اس حدیث میں جنت کے خزانہ کے ساتھ تعبیر کر دیا گیا ہے اور اس لئے بھی کہ یہ توحید خفی پر مشتمل ہے کیونکہ یہ حیلہ اور استطاعت کی اپنے سے نفی اور اللہ وحدہ کے لئے اثبات پر علی سبیل الحصر دلالت کرتا ہے جس کے اقرار سے آدمی اللہ کے ملک اور ملکوت سے نہ نکل سکنے کا اظہار کرتا ہے۔

## دنیا میں رونے والا آخرت میں بے خوف ہوگا

(حدیث ۸۹۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يُصِيْبَ الْاَرْضَ مِنْ دُمُوْعِهٖ لَمْ يُعَذِّبْهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (ک) عن انس۔ (ح)(۸۹۸)

(ترجمہ) جس شخص نے اللہ کو یاد کیا اور اللہ کے خوف سے اس کے آنسو بہہ پڑے حتیٰ کہ اس کے آنسو زمین پر گر گئے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن عذاب نہیں دیں گے۔ (کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کرتے جو شخص اس سے دنیا میں ڈر گیا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن بڑی گھبراہٹ سے بچالے گا)۔

## خواتین ہر وقت تسبیح، تہلیل اور تقدیس میں مصروف رہیں

(حدیث ۸۹۹) حضرت یُسیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت

---

۸۹۸ (الجامع الصغیر: ۸۶۷۴) ــــ رواہ الحاکم فی التوبة (۴:۲۶۰) وکنز العمال (۱۸۱۳۰) والترغیب والترهیب (۴:۲۲۸).

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ، وَاعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ، فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ، مُسْتَنْطَقَاتٌ، وَلَا تَغْفَلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ- (ت، ک) عن يسيرة- (صح). (۸۹۹)

(ترجمہ) اے خواتین! اپنے اوپر تسبیح، تہلیل اور تقدیس کو لازم کرلو اور انگلیوں پر (ان کو) شمار کرو کیونکہ ان سے سوال ہوگا یہ بولیں گی اور (ذکر میں) غفلت اختیار نہ کرنا کہ رحمت کو بھول جاؤ۔

(لطائف ومعارف)

تسبیح سے مراد سبحان اللہ وغیرہ کہنا ہے اور تہلیل سے مراد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا ہے اور تقدیس سے مراد سبوح قدوس ربنا ورب الملائكة والروح ہے۔

تسبیح اور تقدیس میں یہ فرق ہے کہ تسبیح اللہ کے ناموں کے ساتھ ہے اور تقدیس اس کی نعمتوں کے ساتھ ہے کہ صفات میں اللہ کا کوئی شریک نہیں اور ہمیں نعمتیں دینے میں بھی شریک سے پاک ہے، یہ تسبیح اور تقدیس دونوں اللہ کی عظمت کی طرف لے جاتی ہیں۔

انگلیوں پر شمار کرنے کا مطلب انگلیوں کے پوروں پر گننا ہے لیکن انگلیوں پر جو عرب لوگ عام طور پر ہزار تک گنتے ہیں وہ طریقہ مراد نہیں۔

## مشقت کے بقدر ثواب میں اضافہ

(حدیث ۹۰۰) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لَكِ مِنَ الْأَجْرِ عَلٰى قَدْرِ نَصَبِكِ وَنَفَقَتِكِ - (ک) عن عائشة- (صح). (۹۰۰)

---

۸۹۹ (الجامع الصغير: ۵۵۸۷) ـــ رواه الترمذی (۳۵۸۳) والحاكم (۱: ۵۴۷) ورواه ابو داود فی الصلوٰة ولم يضعفه ومشكوة (۲۳۱۶) والدر المنثور (۵: ۲۶۷) وكنز العمال (۲۰۰۶) ومصنف ابن ابی شيبة (۲: ۳۸۹).

۹۰۰ (الجامع الصغير: ۲۴۰۴) ـــ رواه الحاكم فی الحج (۱: ۴۷۱) وقال على شرطهما واقره الذهبی، الترغيب والترهيب (۲: ۱۷۹) سنن دار قطنی (۲: ۲۸۶).

(ترجمہ) (اے عائشہ!) تیرا ثواب تیری محنت' مشقت اور خرچ کے بقدر ہوگا۔

(لطائف ومعارف)

آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو مخاطب کر کے یہ ارشاد اس وقت فرمایا تھا جب وہ عمرہ کرنے میں مشغول تھیں کہ تو عمرہ میں جتنا مشقت برداشت کرے گی اور خرچہ اٹھائے گی تیرا ثواب اتنا زیادہ ہوگا۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کا اجر مشقت اور خرچہ کے بقدر ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ بات تو یہی ہے جس طرح سے امام نوویؒ نے کہی ہے لیکن یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ بہت سی عبادتیں ایسی ہیں جو کرنے میں تو ہلکی ہیں لیکن ثواب میں بیشتر ہیں' جس طرح سے لیلۃ القدر کی عبادت دیگر راتوں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے اور اس کی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔

ناچیز عرض کرتا ہے کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد مطلقاً ہے جس میں دیگر خاصیات شامل نہیں ہیں نہ وقت کی خاصیت' نہ مقدس مقامات کی خاصیت' نہ آداب کی خاصیت' نہ بہتر نیت کی خاصیت وغیر ذلک پس مطلقاً نیک عمل جو خارجی فضائل سے منسلک نہ ہو اس میں اگر مشقت اور خرچہ وغیرہ زیادہ ہوتا ہو تو وہ اپنے ہم جنس عمل سے جس میں مشقت اور خرچہ کم ہو افضل ہے۔ (امداد اللہ انور)۔

# اعمال صالحہ

۱ - باقیات صالحات

۲ - نیک اعمال

۳ - خدمت خلق

۴ - اعمال رضائے حق

۵ - باہمی تعلقات

۶ - فضائل اعمال صالحہ

۷ - غیر مقبول اعمال

# اعمال صالحہ

## باقیات صالحات

(حدیث ۹۰۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِسْتَكْثِرُوْا مِنَ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ، اَلتَّسْبِيْحُ، وَالتَّهْلِيْلُ، وَالتَّحْمِيْدُ، وَالتَّكْبِيْرُ، وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (حم، حب، ک عن ابی سعید۔ (صح). (۹۰۱)

(ترجمہ) باقیات صالحات کی کثرت کرو (عرض کیا گیا یارسول اللہ وہ کیا چیزیں ہیں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:) تسبیح، تہلیل، تحمید، تکبیر اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہیں۔

(لطائف ومعارف)

تسبیح سے مراد سُبْحَانَ اللّٰهِ ہے، تہلیل سے مراد لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور تحمید سے مراد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے اور تکبیر سے مراد اَللّٰهُ اَكْبَرُ. ہے۔ یہ سب اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ ایسے اذکار ہیں جو باقی رہنے والے ہیں، ان سے آخرت میں نفع ہوگا اور یہ جنت میں مختلف نعمتوں کے اضافہ کا سبب بنیں گے۔

حضرت ابن عباسؓ اور جمہور علماء کا قول ہے کہ قرآن کریم میں جو "الباقیات الصالحات" کا ذکر آیا ہے اس سے مراد یہی مذکورہ کلمات ہیں۔

## بعض نیک اعمال کے اخروی فوائد

(حدیث ۹۰۲) حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

---

۹۰۱ (الجامع الصغیر: ۹۹۸) ــــ رواہ احمد (۳:۷۵) وابن حبان والحاکم (۱:۵۱۳) وھو حدیث صحیح واقرہ الذھبی وقال الھیثمی فی مجمع الزوائد (۱۰:۸۷) اسناد احمد حسن تفسیر طبری (۱۵:۱۶۸) ورواہ ابویعلی ایضا.

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ تَمْلَآنِ مَابَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْعَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا اَوْمُوْبِقُهَا — (حم،م،ت)عن ابی مالک الاشعری—(صح). (۹۰۲)

(ترجمہ) طہارت نصف ایمان ہے اور الحمد للہ میزان کو بھر دینے والا ہے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ آسمان اور زمین کے مابین کو بھر دینے والے ہیں، نماز نور ہے، صدقہ برہان ہے، صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے حق میں دلیل ہے یا تیرے خلاف حجت ہے (پس) ہر شخص صبح کرتا ہے اور اپنے نفس کو بیچتا ہے یا تو اس کو (فرمانبرداری کر کے) آزاد کر لیتا ہے یا (نافرمانی کر کے) اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔

## حسن ظن بہترین عبادت ہے

(حدیث ۹۰۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ—(د،ک) عن ابی هريرة — (صح). (۹۰۳)

(ترجمہ) حسن ظن حسن عبادت میں سے ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی مسلمانوں کے حق میں خیر وصلاح کا اعتقاد رکھنا عبادت ہے۔ حکماء کہتے ہیں:

---

۹۰۲ (الجامع الصغیر: ۵۳۴۳) ــــ رواه أحمد (۵: ۳۴۲، ۳۴۳) ومسلم فی الطهارة (۱) والترمذی، سنن الدارمی (۱: ۱۶۷) سنن کبری للبیهقی (۱: ۱۰، ۴۲) طبرانی فی الکبیر (۳: ۳۲۲) مصنف ابن ابی شیبة (۱: ۶).

۹۰۳ (الجامع الصغیر: ۳۷۲۲) ــــ رواه ابو داود فی الأدب (۴۹۹۳) ومسند احمد (۲: ۴۰۷، ۴۹۱) مشکوة (۵۰۴۸) والحاکم فی التوبة عن ابی هریرة (۴: ۲۵۶) وفیه عند ابی داود مهنأ بن عبدالحمید البصری قال ابو حاتم مجهول وعند الحاکم صدقة بن موسی قال الذهبی ضعفوه.

حسن ظن کمال ہے اور سوءِ ظن محرومی ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوگوں میں سے سب سے بدترین حال والا وہ شخص ہے جو بدظنی کی بناء پر کسی پر بھی اعتماد نہ کرے اور اس کے اس عمل کی وجہ سے کوئی شخص اس پر اعتماد نہ کرے۔

## اللہ کیساتھ حسن ظن

(حدیث ۹۰۴) حضرت واثلہ بن الاسقعؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ: اَنَاعِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، اِنْ خَیْرًا فَخَیْر''، وَاِنْ شَرًّافَشَرٌّ—(طس،حل)عن واثلۃ—(صح). (۹۰۴)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اگر اس کا گمان (میرے متعلق) خیر کا ہوتا ہے تو میں اس کے ساتھ خیر کا معاملہ کرتا ہوں اور اگر شر کا ہوتا ہے تو میں اس کے ساتھ شر کا معاملہ کرتا ہوں۔

(لطائف ومعارف)

یعنی میں اس کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جس طرح کی توقع رکھتا ہے میں ویسا ہی کرتا ہوں، پس اس کو چاہئے کہ وہ مجھ سے اچھی امید رکھے یا یہ معنی ہے کہ جس طرح کا اس کا گمان ہوتا ہے مجھے اس کی قدرت ہے کہ میں اس کے ساتھ ویسا معاملہ کروں۔

علامہ ابن القیمؒ لکھتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک سب گناہوں سے بڑا گناہ اس کے ساتھ بدظنی رکھنا ہے کیونکہ اس کے ساتھ بدگمانی بھی ایک گمان ہے جو اس کے کمال قدس کے خلاف ہے اور یہ گمان اس کے اسماء وصفات کے مناقض ہے۔ لہٰذا اس پر بھی وہی وعید کی گئی جو دوسرے بڑے گناہوں پر کی گئی اور فرمایا: علیھم دائرۃ السوء

۹۰۴ (الجامع الصغیر: ۱۹۳۳)۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط وابونعیم فی حلیۃ الاولیاء (۹: ۳۰۶) ورمز السیوطی لحسنہ ومسلم فی الذکر والدعاء (۱۹) مسند احمد (۲: ۳۹۱، ۴۴۵، ۴۸۲).

وغضب الله عليهم ولعنهم واعدلهم جهنم.

(انہی پر برائی کا پھیرا ہے اللہ ان پر ناراض ہوا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لئے دوزخ تیار کی)۔

اور ارشاد فرمایا( ذلكم ظنكم الذى ظننتم بربكم ارداكم) اور علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں: کہ اس حدیث میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ امید کو خوف پر ترجیح دے۔

حضرت ابن عطاء اللہ اسکندریؒ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کافی ہے اس شخص کے لئے جس پر اللہ تعالیٰ اس کا احسان کردے پس جس شخص کو یہ حسن ظن باللہ حاصل ہو گیا وہ کسی قسم کی خیر سے محروم نہ ہوگا اور جس نے اس حسن ظن کو کھو دیا اس کو کچھ نہ ملا، حسن ظن سے مفید کوئی چیز نہ ہوگی۔

## اللہ کے نزدیک تواضع کی قدر و قیمت

(حدیث ۹۰۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ -(حل)عن ابى هريرة(ح). (۹۰۵)

(ترجمہ) جو شخص اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے اللہ اس کو بلند کر دیتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

ابن ماجۃ کی حدیث میں مزید یہ بھی ہے کہ جو شخص تکبر کرے اللہ اس کو گھٹا دیتے

---

۹۰۵ (الجامع الصغير: ۸۶۰۵) ــــ رواه أبونعيم فى الحلية (۷: ۱۲۹، ۸: ۴۶) والقضاعى فى مسند الشهاب ،مجمع الزوائد (۸: ۸۲) فتح البارى (۱۱: ۳۴۷) وابن ماجة بزيادة وحسنه العراقى ورواه أحمد والبزار من عمر بلفظ من تواضع لله رفعه الله وقال الهيثمى رجالهما رجال الصحيح ،مشكوة (۵۱۱۹) تاريخ دمشق (۴: ۲۰۰) وقال ابن حجر فى الفتح خرجه ابن ماجة من حديث ابى سعيد رفعه بلفظ : من تواضع لله رفعه الله حتى يجعله فى اعلىٰ عليين ،البداية والنهاية (۱۰: ۳۳۵) وصححه ابن حبان بل خرجه مسلم فى الصحيح والترمذى فى الجامع بلفظ ما تواضع احد لله الا رفعه الله هكذا اخرجاه معاً عن ابى هريرة. تاريخ بغداد للخطيب (۲: ۱۱۰).

ہیں اور احمد اور بزار کی حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے اللہ اس کو بلند کرتے ہیں اور اس کے لئے فرماتے ہیں کہ بلند ہو جا اللہ نے تجھے بلند کیا ہے چنانچہ وہ شخص لوگوں کی نگاہ میں بھی عظیم ہوتا ہے اور بذاتِ خود بھی بڑا ہوتا ہے اور ابن ماجۃ کی ایک روایت میں ہے جو شخص اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے اللہ اس کو بلند کر دیتے ہیں حتیٰ کہ اس کو اعلیٰ علیین کے درجہ میں پہنچا دیتے ہیں۔

ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابن سودہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ کیا آپ جانتے ہیں؟ میں نے لوگوں پر اپنی رسالت اور ہم کلامی کے لئے کیوں منتخب کیا؟ عرض کیا: یارب نہیں۔ فرمایا: اس لئے کہ کسی شخص نے بھی میرے لئے تمہاری طرح کی تواضع اختیار نہیں کی اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ کے سامنے تکبر دکھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اتنا گھٹا دیتے ہیں کہ اس کو اسفل سافلین میں ڈال دیتے ہیں۔

بلند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی نگاہ میں چھوٹا ہوتا ہے لیکن لوگوں کی نگاہ میں بڑا ہوتا ہے۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں: تواضع دنیا و آخرت کی مصلحت ہے، اگر لوگ اس کو دنیا میں استعمال کریں تو ان کے آپس میں کینہ اور بغض نکل جاتے اور باہمی فخر کی مصیبت سے راحت پائیں۔

## صدقہ، درگذر اور تواضع کے ثمرات

(حدیث ۹۰۶) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلاثٌ: وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهٖ إِنْ كُنْتُ لَحَالِفًا عَلَيْهِنَّ : لَا يَنْقُصُ مَالٌ مِنْ صَدَقَةٍ فَتَصَدَّقُوا ، وَلَا يَعْفُو عَبْدٌ عَنْ مَظْلَمَةٍ إِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ بِهَا عِزًّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَفْتَحُ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ ، رواه احمد ، وفی اسناده رجل لم يُسَمَّ، وأبو

يعلى والبزار ' وتقدم فى الإخلاص من حديث أبى كبشة الأنمارى مطوّلا ' رواه الترمذى وقال حديث حسن صحيح ' ورواه الطبرانى فى الصغير من حديث ام سلمة' وقال فى حديثه: وَلَا عَفَارَجُلٌ عَنْ مَظْلَمَةٍ إِلَّا زَادَهُ بِهَا عِزًّا فَاعْفُوا يُعِزُّكُمُ اللّٰهُ ' والباقى بنحوه.(۹۰۶)

(ترجمہ) تین چیزیں ایسی ہیں مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اس پر قسم بھی کھا سکتا ہوں۔(۱) صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا پس تم صدقہ کیا کرو(۲) اور جو آدمی کسی کا ظلم معاف کر دے اللہ اس کے بدلے میں قیامت کے دن اس کی عزت میں اضافہ کر دے گا(۳) اور جو شخص مانگنے کا دروازہ کھولے گا اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دے گا۔

(لطائف ومعارف)

طبرانی صغیر میں حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں اس طرح سے لفظ ہے وَلَا عَفَارَجُلٌ عَنْ مَظْلَمَةٍ إِلَّا زَادَهُ بِهَا عِزًّا فَاعْفُوا يُعِزُّكُمُ اللّٰهُ '. اور جو شخص کوئی ظلم معاف کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی عزت میں اضافہ کر دیں گے پس تم معاف کیا کرو اللہ تمہیں عزت دے گا۔

حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں باقی الفاظ ویسے ہی ہیں جیسے اوپر کی روایت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی حدیث میں مروی ہیں۔

(لطائف ومعارف)

صدقہ کرنے سے مال کم نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس مال سے صدقہ ادا کیا جائے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتے ہیں اور اس سے مفاسد اور نقصانات دور کر دیتے ہیں اور صدقہ کے بعد اس مال میں ایسی صورتیں پیدا کر دیتے ہیں جو زیادہ نافع پاکیزہ اور اکثر ہوتی ہیں۔

---

۹۰۶ (الجامع الصغير: ۸۱۲) ــــ رواه احمد (۲: ۲۳۵، ۳۷۶) ومسلم فى الادب (۶۹) والترمذى فى البر (۲۰۲۹) مجمع الزوائد (۳: ۱۱۰) سنن كبرى للبيهقى (۱۰: ۲۳۵).

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ .
اور جو چیز تم خرچ کرتے ہو تو اللہ ہی اس کا عوض دیتا ہے۔

اور آخرت میں صدقہ کرنے والے کو بڑا اجر دیا جائے گا۔ بعض کاملین حضرات بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مال میں سے صدقہ کیا تو کچھ بھی کمی واقع نہ ہوئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بسا اوقات صدقہ کرنے سے مال جوں کا توں رہتا ہے حقیقتاً کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

علامہ فاکہانیؒ فرماتے ہیں: مجھے ایک آدمی نے بیان کیا جس پر مجھے پورا اعتماد ہے کہ اس نے بیس درہم میں سے ایک درہم کا صدقہ کیا پھر ان کا وزن کیا تو ان میں سے کچھ بھی کمی نہ تھی اور میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔

جو شخص کسی کو معاف کرتا ہے تو اس کی عزت بڑھ جاتی ہے' لوگوں کے دلوں میں اس کے درگذر کرنے کی وجہ سے اس کا وقار بڑھ جاتا ہے یہ تو ہے اس کے ساتھ دنیا کا معاملہ اور دنیا و آخرت دونوں میں اس کا ثواب بھی بڑھا دیا جاتا ہے اور ایسے شخص کی لوگوں کی نظر میں قدر و منزلت میں بھی اضافہ کر دیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اس کو ایسی عظمت دی جائے گی اور ایسا منبر عطاء کیا جائے گا جو کبھی فناء نہ ہوگا۔

جاننا چاہئے کہ مال میں بخل کرنا انسان کی جبلت میں سے ہے اور غضب و انتقام لینے میں درندگی کی صفت بھی موجود ہوتی ہے اور تکبر بھی کرتا ہے جو کہ شیطانیت کے نتائج میں سے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس ارشاد میں ان خرابیوں کو انسان سے دور کرنے کیلئے سب سے پہلے صدقہ کرنے کی ترغیب دی تاکہ آدمی سخاوت اور مہربانی کے زیور سے آراستہ ہو جائے' دوسرے یہ کہ عفو و درگذر سے مزین ہو تاکہ اس کو حلم اور وقار کی عزت حاصل ہو' تیسرے یہ کہ تواضع اختیار کرے تاکہ دنیا اور آخرت میں اس کے درجات بلند ہوں۔

## انبیاء کی پانچ سنتیں

(حدیث ۹۰۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَمْسٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ: اَلْحَيَاءُ وَالْحِلْمُ، وَالْحِجَامَةُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالنِّكَاحُ—(طب)عن ابن عباس—(ح). (۹۰۷)

(ترجمہ) پانچ چیزیں (انبیاء اور) رسل کی سنتیں ہیں، حیاء، حلم، فصد لینا، خوشبو لگانا اور نکاح کرنا۔

(لطائف ومعارف)

امام احمدؒ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن نکاح کی جگہ مسواک کا ذکر کیا ہے۔

## خیر کی رہنمائی کرنے کا ثواب

(حدیث ۹۰۸) حضرت ابن مسعودؓ، حضرت انس اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ—(البزار) عن انس (طب)عن سهل بن سعد وعن ابن مسعود(صح). (۹۰۸)

(ترجمہ) خیر کی رہنمائی کرنے والا خیر پر عمل کرنے والے کی طرح ہے۔

(لطائف ومعارف)

اگر نیک کام پر دلالت کرنے سے اگلے آدمی نے اس پر عمل کرلیا تو دلالت کرنے والے کو اس کے مثل ثواب ملے گا ورنہ دلالت کا ثواب تو ملے گا ہی۔

عمل کرنے والے اور اس پر دلالت کرنے والے دونوں کا ثواب اس حدیث میں

---

۹۰۷ (الجامع الصغیر: ۳۹۵۹)— رواه الطبرانی فی الکبیر (۱۱: ۱۸۶) قال الهیثمی فیه اسمٰعیل بن شیبة قال الذهبی واه وذکر له هذا الحدیث وغیره ورواه عنه احمد ایضا لکنه قال: السواک بدل النکاح، درمنثور (۱: ۱۱۳) التاریخ الکبیر للبخاری (۸: ۲۸) کنز العمال (۱۷۲۳۷، ۱۷۲۳۸)

۹۰۸ (الجامع الصغیر: ۴۲۴۶)— رواه البزار عن انس فی مسنده والقضاعی فی مسند الشهاب والطبرانی فی الکبیر (۶: ۲۲۰، ۱۷: ۲۲۷، ۲۲۸) عن سهل بن سعدؓ وعن ابن مسعودؓ مکارم الاخلاق (۱۶) تاریخ بغداد للخطیب (۷: ۳۸۳) مجمع الزوائد (۱: ۱۶۶) جامع مسانید (۱: ۸۵، ۱۲۰).

برابر ذکر کیا گیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ جس کو جس عمل پر جتنا چاہے عطاء کردے۔

تنبیہ:۔اس حدیث کا ایک جملہ اور بھی ہے: اَلدَّال علی الشر کفاعله کہ اگر کوئی شر کی دلالت کرے گا تو وہ اس شر پر عمل کرنے والے کی طرح ہوگا یعنی اس کا گناہ اس کے گناہ کی طرح ہوگا اگرچہ اس نے بذاتِ خود وہ گناہ نہیں کیا۔

نوٹ:۔ یہ حدیث امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

## عبادت کے پانچ کام

(حدیث ۹۰۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

خَمْسٌ مِنَ الْعِبَادَةِ قِلَّةُ الطَّعْمِ، وَالْقُعُوْدُ فِي الْمَسَاجِدِ، وَالنَّظَرُ اِلَى الْكَعْبَةِ، وَالنَّظَرُ فِي الْمُصْحَفِ وَالنَّظَرُ اِلٰى وَجْهِ الْعَالِمِ—(فر)عن ابی هریرة—(ض). (۹۰۹)

(ترجمہ) پانچ چیزیں عبادت میں سے ہیں: (۱) کم کھانا (۲) مساجد میں بیٹھنا (اعتکاف اور عبادت کی نیت سے) (۳) کعبہ کی طرف دیکھنا (۴) قرآن میں دیکھنا (۵) اور عالم کے چہرہ کی طرف دیکھنا۔

(لطائف ومعارف)

کم کھانا اس لئے عبادت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں فضول کھانے پینے کو قساوت قلبی اور اعضاء کے عبادت میں سست ہونے اور نصیحت کی بات کی طرف دھیان نہ دینے کا سبب بنایا ہے اور مسجد میں بیٹھنا اس طرح سے عبادت ہے کہ آدمی نماز کے انتظار میں ہوتا ہے یا نفلی اعتکاف کے لئے یا علم دین سیکھنے سکھانے کے لئے۔

نوٹ: جو استاد دین کی تعلیم پر تنخواہ لیتا ہو وہ مسجد میں بیٹھ کر نہ پڑھائے، کیونکہ مساجد عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں، اجرت کے کاموں کیلئے نہیں لیکن نماز کی امامت

۹۰۹ (الجامع الصغیر: ۳۹۶۶)___ رواه الديلمی فی الفردوس وفيه سليمان ربيع النهدی قال الذهبی ترکه الدار قطنی. العلل المتناهية (۲: ۳۴۴) كنز العمال (۴۳۴۹۳).

کی اجرت کو علماء نے جائز لکھا ہے اور اس کے عمل کی مسجد میں ضرورت ہے۔

کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے چاہے غلاف کعبہ کے باہر سے ہو اور قرآن کی طرف نگاہ کرنے سے مراد اس میں دیکھ کر تلاوت کرنا ہے کیونکہ ایسی تلاوت افضل ہے اس تلاوت سے جو زبانی کی جائے کیونکہ تلاوت کرنے والا آدمی مصحف میں اپنی زبان کو بھی استعمال کرتا ہے اور نگاہ کو بھی تو وہ دو عبادتوں میں مصروف ہوا اور حفظ سے تلاوت کرنے والا صرف زبان سے تلاوت کر رہا ہے اور ایک حدیث میں والنظر فی المصحف کی بجائے والنظر الی المصحف ہے پھر معنی یہ ہوگا کہ قرآن میں جو کچھ لکھا ہوا اس کی طرف نگاہ کرنا یا قرآن کے معانی کی طرف توجہ کرنا دونوں عمل عبادت ہیں۔

اس عالم کے چہرے کی زیارت عبادت ہے جو اپنے علم پر عمل بھی کرتا ہو اور عالم سے مراد شریعت کا عالم ہے اور مسند الفردوس دیلمی میں النظر الی الکعبة کی بجائے النظر الی وجه الوالدین کا لفظ مروی ہے۔ یعنی والدین کے چہرہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔

دار قطنی اور نسائی کی ایک صحیح روایت میں ان پانچ چیزوں کو جن کو عبادت میں شمار کیا گیا ہے ان الفاظ سے اس مضمون کے تحت روایت کیا گیا ہے: ''قرآن' کعبہ' والدین اور زمزم کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور یہ گناہوں کو مٹاتا ہے اور عالم کے چہرہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔

## ان چار راتوں کی عبادت کا ثواب جنت ہے

(حدیث ۹۱۰) حضرت معاذؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَحْیَا اللَّیَالِیَ الْاَرْبَعَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ لَیْلَةَ التَّرْوِیَةِ، وَلَیْلَةَ عَرَفَةَ، وَلَیْلَةَ النَّحْرِ، وَلَیْلَةَ الْفِطْرِ — ابن عساکر عن معاذ — (صح). (۹۱۰)

۹۱۰ (الجامع الصغیر: ۸۳۴۲) ___ رواه ابن عساکر فی تاریخه قال ابن حجر فی تخریج الأذکار للنووی حدیث غریب وعبدالرحیم بن زید العمی أحد رواته متروک' اتحاف السادة (۳: ۴۱۰، ۵: ۲۰۶) السلسلة الضعیفة (۵۲۲)

(ترجمہ) جو شخص ان چار راتوں میں جاگا اس کے لئے جنت لازم ہوگی لیلۃ الترویۃ لیلۃ العرفۃ لیلۃ النحر اور لیلۃ الفطر۔

(لطائف ومعارف)

جاگنے سے مراد ان راتوں کی عبادت ہے، چاہے نماز پڑھے، تلاوت کرے، ذکر واذکار کرے یا درود شریف پڑھے۔

لیلۃ الترویۃ سے مراد آٹھ ذی الحجہ کی رات ہے اور لیلۃ عرفہ سے نو ذی الحج کی رات ہے اور لیلۃ النحر سے مراد ذوالحج کی دسویں رات ہے اور لیلۃ الفطر کی رات شوال کی پہلی رات ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ پانچ راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے۔ ماہ رجب کی پہلی رات میں، نصف شعبان کی رات میں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی رات میں اور شب جمعہ میں۔

## سب سے طاقتور بننے کا طریقہ

(حدیث ۹۱۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَكُوْنَ اَقْوَى النَّاسِ فَلْيَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ (ابن ابی الدنیا فی التوکل عن ابن عباس۔ (ح). (۹۱۱)

(ترجمہ) جس شخص کو یہ بات خوش لگے کہ وہ لوگوں سے سب سے زیادہ طاقتور ہو تو اس کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے۔

(لطائف ومعارف)

ایک روایت میں یہ ہے کہ جو شخص لوگوں میں سب سے زیادہ شان والا بننا چاہے تو وہ اللہ پر توکل کرے۔

---

۹۱۱ (الجامع الصغیر: ۸۷۴۲) ــــ رواہ ابن ابی الدنیا فی التوکل (۶) ورمز السیوطی لحسنہ ورواہ بھذا اللفظ الحاکم والبیھقی وابویعلی وعبد بن حمید والطبرانی وابونعیم کلھم من طریق ھشام بن زیاد بن المقدام المحمد القرظی عن ابن عباس قال البیھقی فی الزھد تکلموا فی ھشام بسبب ھذا الحدیث وکنز العمال (۵۶۸۶) والزھد لاحمد بن حنبل (۲۹۵).

لوگوں میں سب سے زیادہ شان تمام امور تمام حرکات اور سکنات میں ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے سے زیادہ قوت اور شان اس لئے حاصل ہوتی ہے کہ جب اس کا توکل قوی ہوگا اس کا دل قوی ہوگا تو اور اس سے خوف نکل جائے گا اور اس کو کسی کی پرواہ نہیں ہوگی قرآن شریف میں ہے: من یتوکل علی فھو حسبہ (جو اللہ پر توکل کرتا ہے اس کو اللہ کافی ہے) ایک اور آیت میں ہے: الیس اللہ بکاف عبدہ (کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے)۔

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ہر قسم کے کام کاج کاروبار چھوڑ کر بیٹھ جائے بلکہ اپنے اوپر جو ذمہ داری ہے اس کو پورا کرے اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: غیر اللہ سے طلب کفایت ترک توکل ہے۔

## نیکی عمر میں اضافہ کرتی ہے

(حدیث ۹۱۲) حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُہٗ، وَلَا یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا یَزِیْدُ الْعُمُرَ اِلَّا الْبِرُّ۔ (حم، ن، ہ، حب، ک) عن ثوبان۔ (ح). (۹۱۲)

(ترجمہ) آدمی اپنے کئے ہوئے گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے اور تقدیر کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں پھیر سکتی اور عمر کو نیکی کے سوا کوئی چیز نہیں بڑھا سکتی۔

(لطائف و معارف)

رزق سے محرومی کی صورتیں یہ ہیں کہ اس کی قدر و منزلت لوگوں کے دلوں سے گر جاتی ہے، اس پر اس کے دشمنوں کا غلبہ ہو جاتا ہے اور علم کو بھی بھول بیٹھتا ہے حتیٰ کہ بعض اکابر اولیاء نے یہاں تک فرمایا ہے کہ میں اپنے گناہ کی سزا کو اپنے گدھے کی بدخلقی سے بھی پہچان لیتا ہوں۔

۹۱۲ (الجامع الصغیر: ۱۹۷۵) ــــ رواہ أحمد (۵: ۲۷۷) والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وقال صحیح واقرہ الذھبی ثم العراقی وقال المنذری رواہ النسائی باسناد صحیح وکنز العمال (۱۶۶۱۱) والترغیب والترھیب (۲: ۴۸۱).

کفار اور بدکار لوگوں کے رزق میں کمی نہ آنے اور مؤمنین کے رزق میں کمی پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ مسلمان کا آخرت میں درجہ بڑھانا چاہتا ہے اس لئے اس کے گناہ کی سزا اس کو دنیا میں ہی دے دیتا ہے اور اس لئے بھی کہ وہ اس طرح سے مسلمان کو اتباع خواہشات سے دور کرے۔

سوال: جب ہر ایک کا رزق تقسیم ہو چکا تو اس سے محرومی کس طرح سے ہوگی؟۔

جواب: رزق سے محرومی کی شکل یہ ہے کہ وہ اس کی برکت و وسعت سے اور اس پر شکر ادا کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔

علامہ قونویؒ فرماتے ہیں کہ گناہ سب کے سب باطنی نجاست ہیں اور اگرچہ بعض گناہوں کی نجاست ظاہر بدن پر بھی اثر کرتی ہے جیسا کہ اس حدیث شریف میں اس کا اشارہ ملتا ہے۔

اور اس حدیث کا ایک مخفی معنی بھی ہے کہ اس کو رزق معنوی اور رزق روحانی سے محرومی ہو جاتی ہے اور کبھی رزق ظاہری میں بھی کمی اور محرومی محسوس ہوتی ہے۔

## دعا تقدیر کو کیسے ٹالتی ہے

دعا کا تقدیر کو ٹالنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نازل شدہ مصیبت کا سہنا آسان کر دیتی ہے۔

## نیکی عمر کو کیسے بڑھاتی ہے؟

جب کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کی زندگی اچھی ہو جاتی ہے گویا کہ اس کی زندگی بڑھ گئی اور گناہ رزق کو مکدر کر دیتا ہے پس جب بھی وہ اپنے انجام کو سوچتا ہے تو محرومی کو دیکھتا ہے یا یہ معنی ہے کہ ملک الموت کی نظر میں اس کی زندگی طویل معلوم ہوتی ہے یا لوح محفوظ میں اس کی زندگی بڑھا دی جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے علم کے اعتبار سے اس کی زندگی میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی۔

## دعوت کا بدلہ چکا دیا کرو

(حدیث ۹۱۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

أَثِيبُوا اَخَاكُمْ، اُدْعُو لَهُ بِالْبَرَكَةِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا أُكِلَ طَعَامُهُ وَشُرِبَ شَرَابُهُ ، ثُمَّ دُعِيَ لَهُ بِالْبَرَكَةِ فَذَاكَ ثَوَابُهُ مِنْهُمْ –(د هب) عن جابر –(ح). (۹۱۳)

(ترجمہ) اپنے بھائی کا بدلہ چکاؤ' اس کیلئے برکت کی دعا کرو' کیونکہ جب کسی آدمی کے پاس مہمانی کے طور پر اس کا کھانا کھایا جائے یا اس کا پانی پیا جائے پھر اس کیلئے برکت کی دعا کی جائے تو مہمانوں کی طرف سے میزبان کا یہی انعام ہے۔

(لطائف ومعارف)

اگر کسی کے ہاں دعوت کھائی جائے تو اس کا کچھ نہ کچھ بدلہ دے دینا چاہئے' اگر کچھ نہ ہو سکے تو دعائے خیر ہی کر دی جائے۔

اس حدیث میں مہمانی کرنے کا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے' خصوصاً دوستوں کے لئے اور نیکی کا حکم کرنا بھی اور علم کا سکھانا اور اس چیز کے متعلق سوال کرنا جس کا معنی واضح نہ ہو اور میزبان کے لئے برکت کی دعا کرنا یہ سب مندوب و مستحب ہے۔

راغب اصفہانی فرماتے ہیں: ثواب انسان کے اعمال کی جزاء کا نام ہے اور جزاء کا نام ثواب اس تصور سے ہے کہ ثواب اور جزاء ایک ہی چیز ہے۔

## ضائع ہونیوالے بچہ کا ثواب

(حدیث ۹۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سَمُّوا اَسْقَاطَكُمْ ،فَإِنَّهُمْ مِنْ اَفْرَاطِكُمْ– ابن عساكر عن ابی هريرة–(ح). (۹۱۴)

(ترجمہ) تم اپنے ضائع شدہ بچوں کے نام رکھا کرو' کیونکہ یہ تمہارے لئے

۹۱۳ (الجامع الصغير: ۱۶۸) ___ سنن ابی داود (۳۸۵۳) و كنز العمال (۱۷۱۶۲) شعب الايمان بيهقی' حسنه السيوطی باعتبار شواهده.

۹۱۴ (الجامع الصغير: ۴۷۱۳) ___ رواه ابن عساكر فی التاريخ.

آگے بھیجا جانے والا ذخیرہ ہیں۔

(لطائف ومعارف)

ضائع ہونے والا بچہ وہ ہے جو کمال تخلیق کو پہنچنے سے پہلے ضائع ہو گیا ہو اور فرط اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنے لوگوں سے آگے پہنچ جائے تا کہ ان کی ضروریات کا سامان بنے پس یہ ضائع ہونے والا بچہ بھی اپنے والدین کے لئے ان چیزوں کی تیاری کرتا ہے جو آخرت کے منازل میں اور مقامات ابرار میں ضروری ہوتی ہیں۔

## مالدار کو اپنی نعمت کا اظہار کرنا چاہئے

(حدیث ۹۱۵) حضرت ابوالأحوص کے والد سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا آتَاکَ اللّٰہُ مَالًا فَلْیُرَ أَثَرُ نِعْمَةِ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَکَرَامَتِہٖ — (۳ک) عن والدابی الأحوص. (۹۱۵)

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ تجھے مال دے تو چاہئے کہ اللہ کی نعمت کا اثر اور اس کی شان وشوکت تجھ پر دکھائی دے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی مالدار آدمی ایسا مناسب لباس پہنے جو اس کی حالت کے لائق ہو نفاست میں نظافت میں تا کہ محتاج اس کی حالت کو دیکھ کر اپنے مقاصد کے حصول کی طلب کریں۔

حضرت حسن بصریؒ چار سو درہم کی پوشاک پہنتے تھے۔ حضرت فرقد سبخیؒ کھدر کا لباس پہنتے تھے ایک دفعہ آپؒ حضرت حسن بصریؒ سے ملے تو فرمایا: آپ کا لباس کتنا ملائم ہے آپ نے فرمایا: اے فرقد! میرے لباس کی ملائمت اللہ سے دور نہیں کرتی اور نہ تیرا کھردرا لباس اللہ کے قریب کرتا ہے۔ اللہ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے۔

جس حدیث میں خشک لباس پہننے کا ذکر ہے وہ لوگوں کے حسب حال ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس ناز ونعمت کے استعمال میں فخر اور تکبر کو محسوس کرے وہ خشک اور

۹۱۵ (الجامع الصغیر: ۳۳۰) ــــ رواہ النسائی (۸: ۱۸۱) وابو داود (۴۰۶۳) والترمذی والحاکم (۴: ۱۸۱) وصححہ وکنز العمال (۱۷۱۷۰).

کھر درالباس پہنے اور جو شخص اپنے نفس میں ایسی روحانی بیماری محسوس نہ کرے وہ اچھی حالت اور عمدہ لباس کو اختیار کرے کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کو چھپائے اور نہ یہ مناسب ہے کہ فقر وفاقہ کا اظہار کرتا پھرے بلکہ اچھے لباس اور صفائی کا اہتمام رکھے۔

## باہمی ملاقات ومصافحہ کا ثواب

(حدیث ۹۱۶) حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَا غُفِرَ لَهُمَا۔

(د) عن البراء –(ح).(۹۱۶)

(ترجمہ) جب دو مسلمان ملتے ہیں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں اور (حال احوال پوچھتے وقت) اللہ کی حمد اور استغفار کرتے ہیں تو ان کی (صغیرہ گناہوں کی) مغفرت کردی جاتی ہے۔

نوٹ:۔ یہ دو مسلمان عام ہیں مرد ہوں یا عورتیں ہوں اور ایک مرد ہو ایک عورت جیسے خاوند بیوی یا کوئی اور محرم مرد عورتیں۔

خوبصورت لڑکے سے مصافحہ نہ کیا جائے اگر فتنہ کا خوف ہو تو حرام ہے۔ اسی طرح اگر متعدی مرض کا آدمی ملاقات کرے جیسے کوڑھ اور برص کی مرض والا اس سے بھی مصافحہ سے احتراز کیا جائے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: "فر من المجذوم کفرارک من الاسد" (بخاری ۷/۱۶۴، احمد ۲/۴۴۳) (مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو)۔

## والد کا اولاد کو رضا سے دیکھنے کا ثواب

(حدیث ۹۱۷) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۹۱۶ (الجامع الصغیر: ۴۸۶) ــــ رواہ ابو داود (۵۲۱۱) ومشکوۃ (۴۶۷۹) والسنن الکبری للبیہقی (۷: ۹۹) ورمز السیوطی لحسنہ وقال المنذری اسنادہ مضطرب وفیہ ضعف وکنز العمال (ص ۵۳۴۳) وعمل الیوم واللیلۃ لابن السنی (ص ۱۸۹)

اِذَا نَظَرَ الْوَالِدُ اِلٰی وَلَدِہٖ نَظْرَۃً کَانَ لِلْوَلَدِ عَدْلُ عِتْقِ نَسَمَۃٍ —(طب) عن ابن عباس—(ح). (۹۱۷)

(ترجمہ) جب کوئی والد اپنے بیٹے کو (رضا اور پسندیدگی کی نگاہ سے) ایک بار دیکھتا ہے تو بیٹے کو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

جب والد اپنے بیٹے کو رضا کی نگاہ سے دیکھے اس لئے کہ اس کے بیٹے نے اس کی فرمانبرداری کی ہو یا اس کے روکنے سے رک گیا ہو یا اپنے والدین سے نیک سلوک کیا ہو یا ان کی نافرمانی سے باز رہا ہو تو اس بیٹے کو اتنا ثواب عطاء کیا جائے گا جتنا کہ وہ کوئی غلام آزاد کرتا یہ اس لئے کہ اس نے اپنے رب کی رضا بھی حاصل کی اور اپنے والدین کو بھی حسب استطاعت راضی کیا (اسی طرح سے بیٹی کے لئے بھی یہی ثواب ہوگا)۔

اس حدیث کے باقی حصہ کا ترجمہ یہ ہے کہ عرض کیا گیا کہ "یا رسول اللہ! اگر والد دو مرتبہ یا تین مرتبہ یا سو مرتبہ (ایسی نگاہ سے) دیکھے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ اس سے بھی بڑا ہے (یعنی وہ اتنا اور اس سے زیادہ ثواب بھی دے سکتا ہے)۔

## زمین کے سب سے اچھے اور برے مقامات

(حدیث ۹۱۸) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شَرُّ الْبُلْدَانِ اَسْوَاقُهَا—(ک)عن جبیر بن مطعم— (صح). (۹۱۸)

(ترجمہ) شہروں کے سب سے برے حصے ان کے بازار ہیں۔

---

۹۱۷ (الجامع الصغیر: ۸۷۶) ـــ رواه الطبرانی فی الکبیر والاوسط والبیهقی فی شعب الایمان عن ابن عباس وقال ولا یروی عن النبی ﷺ الا بهذا الاسناد وقال الهیثمی واسناده حسن. امالی الشجری (۲: ۱۲۳) وکنز العمال (۴۵۴۶۱، ۴۵۵۰۷) ومجمع الزوائد (۸: ۱۵۶).

۹۱۸ (الجامع الصغیر: ۴۸۶۹) ـــ رواه الحاکم واحمد وابویعلی عن جبیر بن مطعم وابن حبان فی صحیحه عن ابن عمر بلفظه وکنز العمال (۹۲۹۸).

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ برے حصے بازار ہیں تو بہترین حصے مساجد ہیں۔ بازاروں کے رہنے والے اکثر لوگ فاسق اور حرص میں مشغول ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بے پرواہ ہوتے ہیں' سوائے اس شخص کے کہ جو طلب حلال کا ارادہ رکھتا ہوتا کہ اس سے اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر سکے۔

اس حدیث کو حضرت عمرؓ نے جس طرح روایت کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ایک یہودی عالم نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: ''زمین کا کون سا ٹکڑا افضل ہے؟ تو حضور ﷺ خاموش رہے پس حضرت جبریل تشریف لائے تو حضور ﷺ نے ان سے پوچھا: تو انہوں نے بھی فرمایا: کہ پوچھا جانے والا پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا' مگر میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے پوچھتا ہوں پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد! میں آج اللہ کے اتنا قریب ہوا ہوں کہ ایسا کبھی بھی نہیں ہوا اور انہوں نے بتایا کہ میرے اور اس کے درمیان نور کے ستر ہزار پردے تھے پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: سب سے بری جگہیں بازار ہیں اور سب سے اچھی جگہیں مساجد ہیں۔

## موت کے بعد نفع پہنچانے والی چیزیں

(حدیث ۹۱۹) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ مَا يُخَلِّفُ الْإِنْسَانُ بَعْدَهُ ثَلَاثٌ: وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْلَهُ، وَصَدَقَةٌ تَجْرِيْ يَبْلُغُهُ اَجْرُهَا، وَعِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ—(۵، حب) عن ابی قتادة—(صح). (۹۱۹)

(ترجمہ) بہتر چیز جس کو آدمی اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے تین چیزیں ہیں (۱) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے (۲) صدقہ جاریہ جس کا اس کو اجر پہنچے

۹۱۹ (الجامع الصغیر: ۴۰۸۴) ___ رواہ ابن ماجة (۲۴۱) وابن حبان قال المنذری بعد ماعزاہ لابن ماجة إسنادہ صحیح وعزاہ ابن حجر الی مسلم ورواہ النسائي ایضا والمعجم الصغیر للطبراني (۱: ۱۴۱) وکنز العمال (۴۳۶۵۹).

(۳) علم دین جس سے اس کے مرنے کے بعد نفع اٹھایا جائے۔

(لطائف ومعارف)

وَلد صالح سے مراد مسلمان اولاد ہے جب اپنے والد کے لئے مغفرت ونجات کی دعاء کرے گی تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردے گا۔ انشاء اللہ۔

دیگر مسلمان جو مُردوں کے لئے کچھ پڑھ کر یا عمل کر کے بھیجتے ہیں یا صدقہ کرتے ہیں تو ان کا ثواب بھی ان کو پہنچتا ہے۔

## مسلمانوں کی ضروریات پوری کرنا

(حدیث ۹۲۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَیُّمَامُسْلِمٍ کَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًاعَلٰی عُرْیٍ کَسَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ،وَاَیُّمَامُسْلِمٍ اَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلٰی جُوْعٍ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ،وَاَیُّمَامُسْلِمٍ سَقٰی مُسْلِمًا عَلٰی ظَمَأٍسَقَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ—(حم،د،ت) عن ابی سعید—(ح). (۹۲۰)

(ترجمہ) جس مسلمان نے کسی مسلمان کو اس کی ناداری میں کپڑا پہنایا' اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا سبز لباس پہنائیں گے' جس مسلمان نے کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن جنت کے پھلوں سے کھلائیں گے اور جس مسلمان نے کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پلایا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن رحیق مختوم سے پلائیں گے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ تورپشتیؒ فرماتے ہیں: رحیق وہ خالص شراب ہے جس میں کوئی کھوٹ نہ ہو

۹۲۰ (الجامع الصغیر: ۲۹۶۰) ـــ رواه احمد وابو داود (۱۶۸۲) والترمذی وقال المنذری رواه ابو داود والترمذی من روایة ابی خالد بن یزید الدالانی وحدیثه حسن اهـ ولینه ابن عدی. وکنز العمال (۴۳۰۴۵) ومشکوة (۱۹۱۳) والترغیب والترهیب (۳: ۱۱۷).

اور مختوم اس مہر کو کہتے ہیں جو برتنوں پر سٹمپ کے طور پر لگائی جاتی ہے، رحیق مختوم کے لفظ سے شراب کی نفاست کا اظہار مقصود ہے۔

اس حدیث سے اس بات کی طرف بھی اشارہ کرنا مقصود ہے کہ جس قسم کا عمل ہوگا اسی قسم کی جزاء ہوگی، لباس کے بدلہ میں لباس، طعام کے بدلہ میں طعام اور پلانے کے بدلہ میں شراب مختوم عطاء کریں گے۔ دیگر بھی بہت سی احادیث سے یہ مضمون ثابت ہے، پس جس شخص کے جس طرح کے اعمال صالحہ زیادہ ہوں گے اس کے اسی قسم کے انعامات مقدار میں بھی زیادہ ہوں گے اور معیار میں بھی زیادہ ہوں گے، اگرچہ جنت میں دیگر انواع واقسام کی نعمتوں کی بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

## بیوہ اور مسکین کی ضروریات پوری کرنا

(حدیث ۹۲۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ اَوِ الْقَائِمِ اللَّیْلِ الصَّائِمِ النَّهَارِ—(حم،ق،ت،ن،ه) عن ابی هریرة—(صح). (۹۲۱)

(ترجمہ) بیوہ (یا مطلقہ) اور مسکین کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ یا راتوں کو عبادت کرنے والے اور دنوں کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

## مسکین کو کھلانا یا قرض اتارنا یا دکھ دور کرنا

(حدیث ۹۲۲) حضرت حکم بن عمیرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الْأَعْمَالِ اِلَی مَنْ أَطْعَمَ مِسْکِیْنًا مِنْ جُوْعٍ، أَوْ دَفَعَ عَنْهُ مَغْرَماً

۹۲۱ (الجامع الصغیر: ۴۷۹۱) رواه البخاری (۷: ۸۰، ۸: ۱۰، ۱۱) ومسلم فی الزهد (۴۱) والزکاة (۷۶) والترمذی (۱۹۶۹) والنسائی (۵: ۸۷، ۲۱۴) وابن ماجة ومسند احمد (۲: ۳۶۱) سنن کبری للبیهقی (۶: ۲۸۳) مصنف عبدالرزاق (۲۰۵۹۲) کنز العمال (۶۰۲۰) الادب المفرد للبخاری (۱۳۱) فتح الباری (۹: ۴۹۷).

أَوْ كَشَفَ عَنْهُ كَرْباً –(طب) عن الحكم بن عمير (ض). (۹۲۲)

(ترجمہ) میرے نزدیک سب سے بہترین عمل اس شخص کا ہے جو بھوکے مسکین کو کھانا کھلائے یا مقروض کا قرضہ اتار دے یا کسی (مسلمان) سے دکھ دور کرے۔

حکایت: امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں: ایک عورت بعض اکابر صوفیاء کے پاس تیل لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس کو مسجد میں روشنی کے کام میں لائیں۔ آپ نے فرمایا: تجھے کیا پسند ہے، وہ روشنی جو چھت تک پہنچتی ہو یا وہ روشنی جو عرش تک پہنچی ہو؟ کہا: بلکہ وہ جو عرش تک پہنچتی ہو، فرمایا: جب اس تیل کو قندیل میں ڈالا جائے تو اس کی روشنی چھت تک پہنچے گی اور جب اس کو بھوکے فقیر کے کھانے کے لئے جلایا جائے تو اس کی روشنی عرش تک پہنچے گی پھر اس کو ان بزرگ نے فقراء کے کھانے میں استعمال کیا۔

## عاجز کی حاجت حاکم تک پہنچانا

(حدیث ۹۲۳) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

أَبْلِغُوْا حَاجَةَ مَنْ لَا يَسْتَطِيْعُ اِبْلَاغَ حَاجَتِهٖ، فَمَنْ أَبْلَغَ سُلْطَانًا حَاجَةَ مَنْ لَا يَسْتَطِيْعُ اِبْلَاغَهَا ثَبَّتَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدَمَيْهِ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (طب) عن أبي الدرداء –(ح). (۹۲۳)

(ترجمہ) اس شخص کی حاجت اور درخواست کو (حاکم تک) پہنچا دو جو اپنی حاجت کو (حاکم تک) نہیں پہنچا سکتا، پس جس نے حاکم تک اس شخص کی حاجت پہنچائی جو اس تک رسائی کی ہمت نہ رکھتا تھا اللہ تعالیٰ اس کے دونوں قدم قیامت کے دن پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔

(لطائف ومعارف)

چونکہ اس شخص نے اپنے قدموں کی تحریک سے اس عاجز کی حاجت پہنچانے کی

---

۹۲۲ (الجامع الصغیر: ۱۹۹) ___ اتحاف السادة المتقین (۶: ۲۹۳) طبرانی کبیر (۳: ۲۴۵) وکنز العمال (۱۵۹۵۸) وفیه سلیمان بن سلمة الجنائز وهو ضعیف ولکن له شواهد.

۹۲۳ (الجامع الصغیر: ۵۹) ___ حدیث حسن طبرانی کبیر، دیلمی، بیهقی فی الدلائل، ابو الشیخ.

کوشش کی تو اس کو اس کی مثل انعام دیا گیا کہ جس دن بہت سے قدم پھسل رہے ہوں گے اس دن اس کے قدم ثابت قدم رہیں گے۔

## تنگ دست مقروض کو مہلت دینا یا معاف کرنا

(حدیث ۹۲۴) حضرت ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِی ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ۔(حم،م)عن ابی الیسر۔(صح). (۹۲۴)

(ترجمہ) جس شخص نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس سے کچھ قرضہ معاف کیا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے (عرش کے) سایہ میں جگہ دیں گے، جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ سوائے اس کے سایہ کے۔

(لطائف ومعارف)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا اس کو سایہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو قیامت کے دن کی گرمی سے بچائیں گے یا اس کو عرش کا سایہ دیں گے یا جنت میں داخل کریں گے اور ''جس دن اللہ کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا'' یہاں اللہ کے سایہ سے مراد جنت کا سایہ ہے اور اللہ کی طرف سائے کی نسبت ملکیت کے معنی میں ہے اور کچھ علماء کے نزدیک سایہ سے مراد ایسے شخص کو عزت دینا ہے اور میدان محشر کی تکالیف سے بچانا ہے۔ جس طرح سے اس نے مدیون پر کشادگی کا اظہار کیا تھا اور اس کو راحت پہنچائی تھی، پس اللہ تعالیٰ بھی اس کو راحت پہنچائیں گے کیونکہ جیسا عمل ہوگا ویسی ہی جزاء ملے گی۔

## مقروض کو مہلت دینے کا ڈبل ثواب

(حدیث ۹۲۵) حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

• مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهٗ بِكُلِّ یَوْمٍ مِثْلُهٗ صَدَقَةٌ قَبْلَ اَنْ یَحِلَّ

۹۲۴ (الجامع الصغیر: ۸۵۳۷) ــــ رواه أحمد فی مسنده (۱: ۳۲۷) ومسلم فی صحیحه فی حدیث طویل و کذا ابن ماجة (۲۴۱۸) عن ابی الیسرؓ والحاکم فی مستدرکه (۲: ۲۹).

اَلدَّيْنُ، فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنُ فَانْظَرَهُ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَاهُ صَدَقَةٌ۔ (حم، ه، ك) عن بريدة۔ (صح). (۹۲۵)

(ترجمہ) جس شخص نے تنگدست کو مہلت دی اس کو ہر دن کے بدلہ میں اس کے برابر صدقہ کا ثواب ملے گا پہلے اس کے کہ قرضہ ادا کرنے کا وقت پہنچے اور جب قرضہ ادا کرنے کا وقت ہو جائے پھر بھی اس کو مہلت دے تو اس کو ہر دن کے بدلہ میں ڈبل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

(لطائف ومعارف)

علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے قرض خواہی کے ایام کے ثواب کو کثرت اور قلت کے ساتھ تقسیم کیا ہے۔ اگر قرضہ زیادہ ہوگا تو ثواب زیادہ ہوگا اگر کم ہوگا تو ثواب کم ہوگا۔

قرض خواہ کے مہلت دینے پر قرض خواہ کو صبر کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے جبکہ دل مال کے حصول کا خواہش مند بھی ہوتا ہے اس لئے روزانہ قرض خواہ کو جدید ثواب ملتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرضہ معاف کرنے سے زیادہ قرضہ میں مہلت دینے کا ثواب ہے۔

## مسلمان کی پردہ پوشی کا اجر

(حدیث ۹۲۶) ایک صحابیؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَتَرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ فِي الدُّنْيَا فَلَمْ يَفْضَحْهُ سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (حم) عن رجل۔ (صح). (۹۲۶)

---

۹۲۵ (الجامع الصغير: ۸۵۳۹) ــــ رواه أحمد (۵: ۳۶۰) وابن ماجة والحاكم (۲: ۲۹) وقال الدميري انفرد به ابن ماجة بسند ضعيف وقال الحافظ العراقي سنده ضعيف وقال الذهبي في المهذب (تلخيص المستدرك) إسناده صالح وقال الهيثمي رجال أحمد رجال الصحيح ومجمع الزوائد (۴: ۱۳۵) وكنز العمال (۱۵۳۹۳) تفسير ابن كثير (۱: ۴۹۱).

۹۲۶ (الجامع الصغير: ۸۷۴۱) ــــ رواه أحمد (۲: ۲۹۶) والبخاري في المظالم والإكراه ومسلم في الأدب ولفظهما من ستر مسلما ستره الله يوم القيامة ورواه الترمذي في الحدود عن ابي هريرة مرفوعا بلفظ ستره الله في الدنيا والآخرة وكذا ابو داود والنسائي في الرجم ومستدرك حاكم (۴: ۳۸۳) ومصنف ابن ابي شيبة (۹: ۸۵).

(ترجمہ) جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی دنیا میں پردہ پوشی کی اور اس کو رسوا نہ کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر (بھی ایسی ہی) پردہ پوشی کریں گے (اور اس کو رسوا نہیں کریں گے)۔

(لطائف ومعارف)

مسلمان بھائی کی پردہ پوشی اس کے قبیح فعل اور قول میں ہے تاکہ کوئی شخص اس کی ایسی بات پر مطلع نہ ہو جو اس کی دینداری یا عزت نفس یا مال یا اہل خانہ میں عیب لگائے جو شخص کسی مسلمان بھائی کے ایسے عیوب کی پردہ پوشی کرے گا اور لوگوں کو نہیں بتائے گا اور اس کو حاکم کے پاس مقدمہ کی شکل میں پیش نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے اس کے عیوب اور ذنوب پر اس کو رسوا نہیں کریں گے بلکہ اس کا حساب آسان کر دیں گے اور اس کی سزا معاف کر دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نہایت مہربان اور حیادار ہیں اور کسی کی پردہ پوشی کرنا بھی حیاء اور عزت داری میں ہے پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی اس عادت کو اپنائے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو محبوب رکھے گا۔

حکایت: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی مقدمہ کے فیصلہ کے لئے بلایا گیا تاکہ وہ مجرمین سے مواخذہ کریں لیکن وہ بکھر گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں نہ آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے شکرانہ میں ایک غلام آزاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر کسی مسلمان کی رسوائی کو جاری نہیں کیا۔

## مہمان کیلئے تکلف

(حدیث ۹۲۷) حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

نَهٰى عَنِ التَّكَلُّفِ لِلضَّيْفِ -(ک)عن سلمان-(صح)(۹۲۷)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ نے مہمان کے لئے تکلف کرنے سے منع کیا ہے۔

(یعنی اپنی حیثیت سے زائد مہمان کے لئے ضیافت کا تکلف کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس میں میزبان کے لئے ضرر ہے اس لئے شریعت نے اس کو منع کیا

۹۲۷ (الجامع الصغیر: ۹۳۷۸) رواہ الحاکم فی الأطعمة قال الذهبی سنده لین

ہے بس مہمان کے لئے اچھا کھانا تیار کیا جائے لیکن عادت سے زیادہ تکلف نہ کیا جائے)۔

## مسلمان گھرانے کی کفالت کا ثواب

(حدیث ۹۲۸) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَالَ اَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَهُمْ وَلَيْلَتَهُمْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ-ابن عساكر عن علی -(صح). (۹۲۸)

(ترجمہ) جس شخص نے مسلمانوں کے کسی گھرانے کی ایک دن اور رات کی (بھی) کفالت کی اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کردیں گے۔

(لطائف ومعارف)

کفالت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دن رات کی حاجت پوری ہوجائے اور ان کو کچھ لباس خوراک مل جائے اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے گناہ معاف کردیں گے۔

جو شخص مسلسل ایک عرصہ تک کسی گھرانے کی کفالت کرے گا اس کے ثواب کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔

## بالغ ہونے کے بعد یتیمی نہیں رہتی

(حدیث ۹۲۹) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ، وَلَا صُمَاتَ يَوْمٍ اِلَى اللَّيْلِ- (د) عن علی-(ح). (۹۲۹)

(ترجمہ) بالغ ہونے کے بعد یتیمی ختم ہوجاتی ہے اور (شریعت اسلام میں) دن سے شام تک خاموش رہنے کا روزہ بھی نہیں ہے (جیسا کہ عیسائیوں کی شریعت میں تھا' اسی طرح غروب آفتاب کے بعد روزہ باقی نہیں رہتا' چاہے

---

۹۲۸ (الجامع الصغیر: ۸۸۴۶) ــــ رواه ابن عساكر فی تاريخه (۴:۱۶۵) وكنز العمال (۴۳۰۴۷)

۹۲۹ (الجامع الصغیر: ۹۹۴۷) ــــ رواه أبوداود فی الوصايا (۲۸۷۳) وقال النووی فی الأذكار (۳۶۱) فی الرياض إسناده حسن وكنز العمال (۹۰۴۹۹).

کچھ کھائے پیئے یا نہ)۔

(لطائف ومعارف)

یعنی جب لڑکے میں بلوغت کی کوئی علامت پائی جائے تو وہ یتیم نہیں رہتا اور نہ ہی اس پر یتیمی کے احکام لاگو ہوتے ہیں۔

جو لوگ شادی سے پہلے تک لڑکے کو یتیم سمجھتے ہیں' یہ بھی درست نہیں ہے اور جس لڑکے یا لڑکی کی والدہ فوت ہو جائے وہ بھی یتیم نہیں ہوتا بلکہ انسانوں میں باپ کے فوت ہونے سے اولاد یتیم ہوتی ہے اور جانوروں میں ماں کے فوت ہونے کے بعد جانور یتیم ہوتا ہے۔

## سات کبیرہ گناہ

(حدیث ۹۳۰) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَلْکَبَائِرُ سَبْعٌ، اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَۃِ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ، وَاَکْلُ الرِّبَا وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ، وَالرُّجُوْعُ اِلَی الْاَعْرَابِیَّۃِ بَعْدَ الْھِجْرَۃِ۔ (طس) عن ابی سعید۔ (صح). (۹۳۰)

(ترجمہ) سات چیزیں کبیرہ گناہ ہیں (عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ سات بڑے گناہ کون سے ہیں؟) آپؐ نے فرمایا) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' کسی جان کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ' (اور مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا' الا یہ کہ وہ گناہ کا حکم کرتے ہوں) اور پاک دامن عورت پر تہمت لگانا' اور کفار کے مقابلہ میں جہاد کے دوران فرار اختیار کرنا' سود کھانا (چاہے جس شکل میں بھی ہو) (ناحق طور پر) یتیم کا مال کھانا (یتیم وہ ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو اور وہ نابالغ ہو) اور ہجرت کے بعد (دارالکفر اور دارالحرب میں) عورت کے لئے لوٹنا۔

۹۳۰ (الجامع الصغیر: ۶۴۵۰) ــــ رواہ الطبرانی فی المعجم الأوسط.

(لطائف ومعارف)

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کوئی شخص اگر یہ سوال کرے کہ اس حدیث میں کبیرہ گناہوں کی تعداد سات کیوں بتائی گئی ہے جبکہ دیگر احادیث کے مجموعہ سے کبیرہ گناہوں کی تعداد بہت زیادہ مروی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر مجلس میں اتنے گناہوں سے روکا ہے جتنے کی آپؐ کی طرف وحی کی گئی یا سائل کے احوال کے مطابق جتنے گناہوں کو اس کے لئے ذکر کرنا مناسب تھا اتنا بیان فرمایا اور اوقات کا بھی تفاوت ہوسکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف احادیث میں جتنے بھی گناہ بیان فرمائے ہیں ان کو جمع کرلیا جائے۔ جیسا کہ علامہ ذہبیؒ نے ''الکبائر'' میں جمع کیا ہے یا علامہ ابن نجیمؒ شارح کنز الدقائق نے بھی کبیرہ گناہوں کی تفصیل میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے اور علامہ ابن حجر مکیؒ نے بھی تفصیل سے ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' میں دو جلدوں میں ایسی احادیث کو مرتب کیا ہے اور تشریح لکھی ہے۔ تفصیل کے لئے ان کتابوں کی طرف مراجعت کی جائے۔

## راستہ سے ایذاء دہ چیز ہٹانے کا انعام

(حدیث ۹۳۱) حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

غَفَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِرَجُلٍ اَمَاطَ غُصْنَ شَوْكٍ عنِ الطَّرِيْقِ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَاتَاَخَّرَ–ابن زنجويه عن ابى سعيد وابى هريرة–(صح).(۹۳۱)

(ترجمہ) اللہ عزوجل اس شخص کے اگلے پچھلے گناہوں کی بخشش فرمائے جو راستہ سے کانٹے دار ٹہنی کو ہٹادے۔

(لطائف ومعارف)

اگلے پچھلے گناہوں کا مطلب علامہ ابن عربیؒ نے یہ بیان کیا ہے کہ اس کے نیک

۹۳۱ (الجامع الصغير: ۵۷۷۷) ـــ رواه ابن زنجويه عن ابى سعيد الخدرىؓ وابى هريرةؓ معا ورواه عنه ايضا أبو الشيخ والديلمى وكنز العمال (۱۶۳۵۱).

وبد اعمال کے دونوں پہلو برابر کردے پھر جب اس کی راستہ سے کانٹے ہٹانے والی نیکی کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے تو یہ پلڑا بھاری ہو کر مغفرت کی علامت بن جائے۔

علامہ مناویؒ اس بات کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اس تاویل کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ کریم وہ ہے جو معمولی سے عمل پر بہت بڑے اجر وثواب عطاء فرمادے۔

علامہ سیوطیؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد جو اگلی حدیث بیان کی ہے اس میں اسی معنی کی طرف اشارہ ہے کہ بسا اوقات خیر قلیل سے بہت بڑا اجر حاصل ہوتا ہے کیونکہ اللہ کا فضل بہت وسیع ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث میں وارد ہے۔

## وسعتِ رحمت

(حدیث ۹۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

غُفِرَ لِامْرَاَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ--(خ)عن ابی هريرة -- (صح). (۹۳۲)

(ترجمہ) ایک بدکار عورت کی اس لئے مغفرت کردی گئی کہ وہ ایک کتے کے پاس سے ایک کنوئیں کی منڈیر پر گزری جو شدت پیاس سے زبان باہر نکالے ہوئے ہانپ رہا تھا' قریب تھا کہ اس کو پیاس مار دے' اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس کو اپنے دوپٹہ سے باندھ کر کنوئیں سے اس کے لئے پانی کھینچ دیا اور اسی عمل سے اس کی مغفرت ہوگئی۔

(لطائف ومعارف)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے اپنے فضل سے بڑے سے بڑے گناہ کو بھی چھوٹے سے نیک عمل سے معاف کردیتا ہے۔

۹۳۲ (الجامع الصغير: ۵۷۷۸)__ رواه البخاری فی بدء الخلق ومسلم بمعناه.

## اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے

(حدیث ۹۳۳) حضرت عمر بن خطاب، حضرت ابوسعید خدری، حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرئ مانوى فمن كانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله ومن كانت هجرته الى دنيا يصيبها أو امرأة ينكحها فهجرته الى ماهاجر اليه. صحاح سته وغيرها). (۹۳۳)

(ترجمہ) اعمال کا مدار نیتوں پر ہے، ہر آدمی کے لئے وہی کچھ ہوگا جس کی اس نے نیت کی ہوگی، پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف قرار دی جائے گی اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہوگی اس کو وہی ملے گا اور اگر کسی عورت سے نکاح کے لئے تھی تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہوگی۔

(لطائف ومعارف)

اس میں کوئی شک نہیں کہ حقیقت میں نیت صحت عمل کے لئے اکثر طور پر لازم ہے پس کوئی عمل بغیر نیت کے درست نہیں ہوگا جیسے وضو کی مثال ہے، ائمہ ثلاثہ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک بغیر نیت کے وضو درست نہیں ہوتا، احناف فرماتے ہیں کہ پانی بذات خود مطہر ہے اس لئے اس میں مستقل نیت کی ضرورت نہیں ہے۔

ہجرت کا معنی چھوڑنا بھی ہے اور منتقل ہونا بھی، یہاں دونوں معنی مراد ہیں۔ ایک شے سے دوسری شے کی طرف انتقال بھی اور چھوڑنا بھی چاہے صورۃً ہو یا معنًی۔

حضرت ابوعبیدؒ فرماتے ہیں کہ احادیث میں سب سے جامع، سب سے زیادہ مُغنی، سب سے انفع اور اکثر فائدہ والی یہی حدیث ہے۔

امام شافعی، امام احمد، محدث ابن المدینی، محدث ابن المہدی، امام ابوداود، امام دار قطنی وغیرہ کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث تہائی علم ہے اور ان میں سے بعض نے فرمایا ہے کہ

چوتھائی علم ہے۔ تہائی علم کی توجیہ امام بیہقیؒ نے یہ فرمائی ہے کہ انسان کا عمل یا تو دل سے واقع ہوتا ہے یا زبان سے یا اعضاء سے اور یہ نیت ان اقسام میں سے ایک سے تعلق رکھتی ہے اور زیادہ راجح درجہ میں ہے کیونکہ کبھی یہی مستقل عبادت ہوتی ہے جبکہ دوسرے اعمال اس کے محتاج ہیں اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے: "نیة المؤمن خیر من عمله" (مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے)۔

اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ تہائی علم ہے کیونکہ یہ ان تین قواعد میں سے ایک ہے جن کی طرف تمام احکام مرجوع ہوتے ہیں اور اسلام کے وہ تین اصول تین احادیث کے گرد گھومتے ہیں۔ (۱) الاعمال بالنیة (اعمال کا مدار نیت پر ہے) (۲) من احدث فی امرنا ما لیس منه فهو رد (جس نے ہمارے دین میں بدعت ایجاد کی جبکہ وہ دین میں نہ تھی تو وہ مردود ہے)۔ (۳) الحلال بین والحرام بین (حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی)۔

اور امام ابو داودؒ فرماتے ہیں کہ سنت نبوی کا مدار چار احادیث پر ہے۔ (۱) الاعمال بالنیة (اعمال کا مدار نیت پر ہے)۔ (۲) من حسن إسلام المرء ترکه ما لا یعنیه (انسان کے اسلام کی خوبی میں سے ہے اس کا لایعنی کاموں کا چھوڑنا (۳) الحلال بین والحرام بین (حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی) (۴) ان الله طیب لا یقبل الا طیبا (اللہ پاک ہے اور پاکیزہ کو ہی وہ قبول کرتا ہے)۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ بعض اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ عمل اللہ کے لئے اعضاء کی محنت ہے اور نیت اللہ کے لئے دلوں کی محنت ہے دل بادشاہ ہے اور اعضاء اس کے سپاہی اور بادشاہ اپنے سپاہیوں کے بغیر نہیں لڑ سکتا اور سپاہی بادشاہ کے بغیر نہیں لڑ سکتے اور بعض صوفیاء فرماتے ہیں: عوام کی نیت اغراض کی طلب کے لئے ہوتی ہے جبکہ وہ فضل کو بھولے ہوتے ہیں اور جہال کی نیت بدانجامی سے اور نزول بلاء سے بچنے کے لئے ہوتی ہے اور اہل نفاق کی نیت اللہ کے سامنے اور عوام کے سامنے بن سنور کر دکھانے کی ہوتی ہے اور علماء کی نیت احکم الحاکمین کے حکم بجالانے کے لئے ہوتی ہے نہ کہ محض اس عمل کی حرمت سے بچنے کے لئے اور اہل تصوف کی نیت اس اعتماد کو ترک

کرنا ہوتا ہے جو ان کی عبادت سے ان کو حاصل ہوتا ہے۔

## شکل نہیں اعمال اور نیت کی قدر ہے

(حدیث ۹۳۴) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ، وَلٰکِنْ اِنَّمَا یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ۔ (م،ہ) عن ابی ھریرۃ۔ (صح). (۹۳۴)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نہ تو تمہاری صورتوں کو دیکھتے ہیں نہ تمہارے اموال کو بلکہ وہ تو تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

دلوں کو دیکھنے کی وجہ یہ ہے کہ دل تقویٰ کا محل ہیں، جواہرات کا برتن ہیں اور معرفت الٰہیہ کے خزانے ہیں۔

اور اعمال سے مراد نیک اعمال ہیں۔ (فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا).

اور دیکھنے سے مراد احسان، شفقت اور رحمت کی نگاہ سے دیکھنا ہے۔

جمال کی دو قسمیں ہیں۔ جمال ظاہری اور جمال باطنی جیسا کہ جمال علم، جمال عقل، جمال کرم اور یہی اللہ کی نگاہ کا مقام ہے اور موقع محبت ہے پس وہ جمال باطنی کے مالک کو دیکھ کر اس کو جمال ظاہری، ہیبت اور حلاوت کا لباس پہناتا ہے جتنا کہ اس کی روح نے ان صفات کا اکتساب کیا ہوتا ہے کیونکہ مؤمن کو اس کے ایمان کے حساب سے حلاوت ومہابت عطاء کی جاتی ہے پس جو شخص بھی اس کو دیکھتا ہے ہیبت زدہ ہوتا ہے اور جو بھی اس سے ملاقات کرتا ہے اس سے محبت کرتا ہے، اگرچہ وہ شکل کا کالا کیوں نہ ہو۔

## مؤمن کی نیت عمل سے افضل ہے

(حدیث ۹۳۵) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۹۳۴ (الجامع الصغیر: ۱۸۳۲) ــــ رواہ مسلم فی صفات المنافقین (۵۶) وابن ماجۃ، مسند احمد (۲:۲۸۵) تفسیر طبری (۵:۵۷) الزھد لابن المبارک (۱۱۴).

نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهٖ۔(هب)عن انس۔(ض)(۹۳۵)

(ترجمہ) مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(لطائف ومعارف)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بندے کو ہمیشہ جنت میں داخل کرنا اس کے عمل کی وجہ سے نہیں ہوگا بلکہ اس کی نیت کی وجہ سے ہے کیونکہ اگر انسان کے عمل کے بقدر جنت میں داخلہ ہوتا تو اس کی مدت عمل کے بقدر ہوتا یا اس سے کئی گنا زیادہ ہوتا لیکن ہمیشہ کے لئے جنت میں رکھنا اس کی نیتِ حسنہ کے بدلہ میں ہے کیونکہ اگر اس کی نیت ہمیشہ کے لئے یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ کی عبادت کرے گا تو جب اس کی موت آئے گی تو اس کی جزاء بھی اس کی اس نیت کے بقدر ہوگی اور اسی طرح سے کافر کا معاملہ ہے کہ اگر اس کو اس کے عمل کی بنیاد پر سزا دی جاتی تو وہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق نہ بنتا بلکہ مگر بقدر کفر کی مدت کے لیکن چونکہ اس نے دائمی طور پر کفر پر رہنے کی نیت کی تھی' اس لئے اس کو سزا بھی نیت کے مطابق دی جائے گی۔

علامہ کرمانیؒ نے اس حدیث کا یہ معنی کیا ہے کہ نیت اس عمل سے بہتر ہے جو بغیر نیت کے کیا جائے۔

یا یہ معنی ہے کہ نیت دل کا عمل ہے۔ اشرف حصہ کا عمل بھی اشرف ہوتا ہے یا اطاعت کا ارادہ دل کو منور کر دیتا ہے اور دل کا منور ہونا عمل سے افضل ہے کیونکہ عمل نیت کی صفت ہے! ابن کمالؒ فرماتے ہیں یہ معنی دل کے عمل کو اعضاء کے عمل پر ترجیح دے رہا ہے۔

یا یہ معنی ہے کہ عمل کا شمار ممکن ہے اور نیت کا نہیں کیونکہ ایمان لانے سے یہ نیت متحقق ہو جاتی ہے کہ وہ جب تک زندہ رہے گا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے گا اور اگر وہ اس کو مار دے پھر زندہ کر دے اور اسی طرح سے بار بار ہوتا رہے تب بھی وہ مؤمن رہے گا اور اس کی فرمانبرداری کرتا رہے گا اور یہ ایسا اعتقاد ہے جو کبھی ختم ہونے والا

۹۳۵ (الجامع الصغیر: ۹۲۹۵). رواه البيهقي في الشعب والقضاعي في مسند الشهاب وابن عساكر في أماليه وقال غريب ورواه الطبراني في الكبير (۶:۲۲۸) والحاصل أن له عدة طرق تجبر ضعفه وضعفه السيوطي في الدر رتبعاً للزركشي' تاريخ بغداد (۹:۲۳۷) كشف الخفاء (۲:۴۳۸)

نہیں۔اسی لئے اس پر ایسی جزاء مرتب کی گئی جو اس کی نیت کے تقاضا کے مطابق تھی۔

اور بعض حضرات نے ایک اور حدیث کی تشریح میں، جس کے لفظ یہ ہیں مَنْ نوی حسنة فلم یعملها کتبت له حسنة فإن عملها کتبت له عشر حسنات. (جس شخص نے نیکی کی نیت کی پھر اس کو عمل میں نہ لایا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر اس نے اس پر عمل کرلیا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی) فرمایا ہے کہ اس حدیث کے اعتبار سے عمل نیت سے بہتر معلوم ہوتا ہے لیکن یہ بات پہلی حدیث کو رد نہیں کرتی بلکہ ان دونوں حدیثوں کے مجموعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کبھی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہے اور کبھی عمل نیت سے بہتر ہوتا ہے لیکن یہ اور بات ہے کہ دائمی ایمان اور دائمی عمل صالح کی نیت آدمی کو دائمی طور پر جنت کا مستحق کر دیتی ہے اور دائمی کفر اور فسق کی نیت آدمی کو دائمی جہنم کا مستحق کر دیتی ہے۔

وہ نیات جو اس درجہ کی نہیں ہیں بلکہ وقتاً فوقتاً نیک اعمال کے ساتھ مربوط ہوتی ہیں اس وقت کبھی نیت عمل سے بڑھ جاتی ہے اور کبھی عمل نیت سے بڑھ جاتا ہے یا یوں کہیں کہ جب عمل کا فائدہ زیادہ ہو اور عمل کی شان زیادہ ہو تو عمل زیادہ ہے اور اگر نیت کے اثرات زیادہ ہوں تو وہ عمل سے اعلیٰ ہے۔

## اہم کام کے شروع میں بسم اللہ ضروری ہے

(حدیث ۹۳۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا یُبْدَاُ فِیْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَقْطَعُ۔

عبدالقادر الرهاوی فی الاربعین عن ابی هریرة۔ (ض). (۹۳۶)

(ترجمہ) ہر شان وشوکت والا کام جس کی ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ

---

۹۳۶ (الجامع الصغیر: ۶۲۸۴) ــــ رواه عبدالقادر الرهاوی فی الاربعین البلدانیة وکذا الخطیب فی تاریخه والنووی فی الأذکار (۱۰۳) درمنثور (۱: ۱۰) کنزالعمال (۲۴۹۱) وقال روینا هذه الألفاظ فی الأربعین للرهاوی وهو حدیث حسن وقدروی موصولاً ومرسلاً قال وروایة الموصول جیدة الإسناد وإذاروی الحدیث موصولاً ومرسلاً فالحکم الاتصال عندالجمهور.

نہ کی جائے وہ ناقص ہے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ نوویؒ نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے جو خط ہرقل روم کی طرف لکھا تھا اس کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شروع میں بسم اللہ لکھنا مستحب ہے، اگرچہ کافر کی طرف ہی کیوں نہ بھیجنا ہو۔ (اگر کافر سے بسم اللہ کی ہتک ہونے کا اندازہ ہو تو پھر بسم اللہ نہ لکھی جائے)۔

بعض کاموں میں پوری بسم اللہ لکھی پڑھی جاتی ہے جیسا کہ خطوط وغیرہ اور بعض میں صرف بسم اللہ جیسا کہ جماع اور ذبح کے شروع میں اور بعض میں بسم اللہ کے ساتھ تکبیر بھی کہی جاتی ہے۔

## ہر مہتم بالشان کام کو الحمد للہ سے شروع کیا جائے

(حدیث ۹۳۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَایُبْدَاُفِیْهِ، بِالْحَمْدُلِلّٰهِ، اَقْطَعُ—(ه، هق) عن ابی هریرة— (ح). (۹۳۷)

(ترجمہ) ہر شان وشوکت والا کام جس کی ابتداء میں الحمد للہ نہ کہا جائے، وہ بے برکت ہوتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ اس حدیث میں حمد کے لفظ کو اللہ تعالیٰ کی بہترین تعریف پر محمول کیا جائے جو نعمت وغیرہ کے حصول پر اللہ کے اوصاف کمال،

---

۹۳۷ (الجامع الصغیر: ۶۲۸۳) ــــ رواه ابن ماجة (۱۸۹۴) والبيهقي (۳: ۲۰۹) وابو عوانة الاسفراييني في مسنده المخرج على صحيح مسلم عن ابي هريرةؓ ورمز السيوطي لحسنه تبعا لابن الصلاح وانما لم يصح لان فيه قرة بن عبدالرحمن ضعفه ابن معين وأورده الذهبي في الضعفاء وقال قال احمد منكر الحديث جدا ولم يخرج له مسلم إلا في الشواهد. اتحاف السادة (۳: ۴۶۶).

جلال اور اکرام افضال کے شایان شان ہو۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں: ہر مصنف، متعلم، مدرس، خطیب کے لئے مستحب ہے کہ وہ اپنے کام کا افتتاح الحمدللہ سے کرے اسی طرح سے ہر اہم کام کے شروع میں بھی الحمدللہ کہا جائے۔

## سب سے افضل اعمال

(حدیث ۹۳۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ — (م) عن ابن مسعود (صح). (۹۳۸)

(ترجمہ) (ثواب کی کثرت کے اعتبار سے) سب سے افضل عمل نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے والدین کی شان کو بڑی عظمت دی ہے اور ان کے حق کو اپنے حق کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے: وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا (تیرے رب نے فیصلہ فرمایا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو اور اپنے والدین کے ساتھ عمدہ سلوک کرو)۔

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بچے کو پیدا کیا اور شکل بنائی پھر دنیا کی طرف ضعف کی حالت میں بھیجا اس کے اندر خود کچھ طاقت نہ تھی پھر اس کیلئے اس کے والدین کو متعین کیا تو انہوں نے اس کی تربیت کی ذمہ داری اٹھالی اور وہ اس کو پالتے رہے حتیٰ کہ اس کو اس عمر تک لا کھڑا کیا جس سے وہ اپنے آپ کو سنبھال سکے اور اگر وہ اس کو چھوڑ دیتے اور اس کی کچھ پرواہ نہ کرتے تو وہ ہلاک ہو جاتا، پس یہ والدین کی اس کی تکمیل تخلیق و پرورش کا سبب بنے، اس طرح سے اللہ تعالیٰ اس کے خالق ومصور حقیقی بنے اور والدین اس کی

۹۳۸ (الجامع الصغیر: ۱۲۳۳) — رواہ مسلم في الایمان (۱۴۰) لسان المیزان (۲: ۱۰۷۱).

مجازی پرورش کرنے والے اس لئے کوئی شخص اپنے والدین کا پورا حق ادا نہیں کرسکتا۔

اور جس طرح سے شرک کا گناہ معاف نہیں ہوگا اسی طرح سے والدین کی نافرمانی بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ اگر کسی نے والدین کو ناراض کیا تو ان کو دنیا میں ہی راضی کر لے ورنہ جس نے والدین کو ناراض کیا اس نے اللہ کو ناراض کیا اور اس کی سزا بہت خطرناک ہے۔

## شکل نہیں اعمال اور نیت کی قدر ہے

(حدیث ۹۳۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ، وَلٰکِنْ اِنَّمَا یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ—(م،ہ) عن ابی ھریرۃ— (صح). (۹۳۹)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نہ تو تمہاری صورتوں کو دیکھتے ہیں نہ تمہارے اموال کو بلکہ وہ تو تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں۔

(لطائف ومعارف)

دلوں کو دیکھنے کی وجہ یہ ہے کہ دل تقویٰ کا محل ہیں، جواہرات کا برتن نہیں اور معرفت الٰہیہ کے خزانے ہیں۔

اور اعمال سے مراد نیک اعمال ہیں۔ (فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا).

اور دیکھنے سے مراد احسان، شفقت اور رحمت کی نگاہ سے دیکھنا ہے۔

جمال کی دو قسمیں ہیں۔ جمال ظاہری اور جمال باطنی جیسا کہ جمال علم، جمال عقل، جمال کرم اور یہی اللہ کی نگاہ کا مقام ہے اور موقع محبت ہے پس وہ جمال باطنی کے مالک کو دیکھ کر اس کو جمال ظاہری، ہیبت اور حلاوت کا لباس پہناتا ہے جتنا کہ اس کی روح

---

۹۳۹ (الجامع الصغیر: ۱۸۳۲) ــــ رواہ مسلم (۱۹۸۷) وابن ماجۃ (۴۱۴۳) مسند احمد (۲:۲۸۵، ۵۳۹) فتح الباری (۷:۲۱۴) تاریخ دمشق (۵:۳۳۰) مشکوۃ (۵۳۱۴).

نے ان صفات کا اکتساب کیا ہوتا ہے کیونکہ مؤمن کو اس کے ایمان کے حساب سے حلاوت ومہابت عطاء کی جاتی ہے پس جو شخص بھی اس کو دیکھتا ہے ہیبت زدہ ہوتا ہے اور جو بھی اس سے ملاقات کرتا ہے اس سے محبت کرتا ہے اگر چہ وہ شکل کا کالا کیوں نہ ہو۔

## سب سے طاقتور بننے کا طریقہ

(حدیث ۹۴۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَكُوْنَ اَقْوَى النَّاسِ فَلْيَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ۔ (ابن ابی الدنیافی التوکل) عن ابن عباس۔(ح).(۹۴۰)

(ترجمہ) جس شخص کو یہ بات خوش لگے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ طاقتور ہوتو اس کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے۔

(لطائف ومعارف)

ایک روایت میں یہ ہے کہ جو شخص لوگوں میں سب سے زیادہ شان والا بننا چاہے تو وہ اللہ پر توکل کرے۔

لوگوں میں سب سے زیادہ شان تمام امور تمام حرکات اور سکنات میں ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے سے زیادہ قوت اور شان اس لئے حاصل ہوتی ہے کہ جب اس کا توکل قوی ہوگا اس کا دل قوی ہوگا اور اس سے خوف نکل جائے گا اور اس کو کسی کی پرواہ نہیں ہوگی قرآن شریف میں ہے: من يتوكل على فهو حسبه (جو اللہ پر توکل کرتا ہے اس کو اللہ کافی ہے) ایک اور آیت میں ہے: اليس الله بكاف عبده (کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے)۔

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ہر قسم کے کام کاج کاروبار چھوڑ کر بیٹھ جائے بلکہ اپنے اوپر جو ذمہ داری ہے اس کو پورا کرے اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرے)۔

---

۹۴۰ (الجامع الصغیر: ۸۷۴۲) ــــ رواه ابن ابی الدنیا فی التوکل (۶) ورمز السیوطی لحسنه ورواه بهذا اللفظ الحاکم والبیهقی وابویعلی وعبد بن حمید والطبرانی وابونعیم کلهم من طریق هشام بن زیاد بن المقدام المحمدالقرظی عن ابن عباسؓ قال البیهقی فی الزهد تکلموا فی هشام بسبب هذا الحدیث وکنز العمال (۵۶۸۶) والزهد لاحمد بن حنبل (۲۹۵).

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: غیر اللہ سے طلب کفایت ترک توکل ہے۔

## خالص نیک عمل

(حدیث ۹۴۱) حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَخْلِصْ دِيْنَكَ يَكْفِكَ الْقَلِيْلُ مِنَ الْعَمَلِ - ابن أبى الدنيا فى الإخلاص (ك) عن معاذ - (صح). (۹۴۱)

(ترجمہ) اپنے ایمان کو شہوات نفس کے بگاڑ سے محفوظ کر (یا اپنی عبادت کو اسباب ریا سے دور رکھ اور محض اس کے حکم کی تعمیل میں اس کی عبادت کر اور اس کے حق ربوبیت کی ادائیگی کر نہ کہ اس کی جنت کی طمع اور جہنم کے خوف کی وجہ سے اور نہ مصائب دنیویہ سے بچنے کیلئے) تمہیں معمولی سا نیک عمل بھی کافی ہوگا۔

بعض عارفین فرماتے ہیں: کثرت عمل کی کوشش نہ کر بلکہ اخلاص عمل کی کوشش کر۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: تھوڑی سی عبادت جو ریا اور خود پسندی سے محفوظ ہو اس میں اخلاص پیدا کر لے اللہ کے نزدیک اس کی لامحدود قیمت ہوگی، بہت سی عبادت جس میں ریا اور خود پسندی کی بیماریاں لگی ہوئی ہوں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنا خاص لطف فرمائے تو دوسری بات ہے، ایک جوہر پتھر کے ہزار نگینوں سے بہتر ہے۔

عمل پر برانگیختہ کرنے والی قوت یا تو روحانی ہوتی ہے جس کا نام اخلاص ہے یا شیطانی ہوتی ہے جس کا نام ریا ہے یا ان دونوں کا مرکب ہوتی ہے جو تین اقسام پر مشتمل ہے۔ (۱) یا تو دونوں قوتیں برابر ہوں گی (۲) یا روحانی قوت قوی ہوگی (۳) یا شیطانی قوی ہوگی، پس اگر روحانی باعث ہو اور وہ عمل صرف اللہ کی محبت میں کیا گیا ہو دنیاوی محبت ذرہ برابر بھی دل میں نہ ہو حتیٰ کہ کھانا پینا بھی فطری ضرورت کے تحت ہو تو یہ عمل

---

۹۴۱ (الجامع الصغير: ۲۹۸) ___ كتاب الاخلاص لابن ابى الدنيا، والديلمى والحاكم (۳۰۶:۴) الترغيب والترهيب (۵۴:۱) وقال صحيح ورواه الذهبى وقال العراقى رواه الديلمى من حديث معاذ واسناده منقطع وصححه السيوطى لعله لسندا بن ابى الدنيا. حلية الاولياء (۲۴۴:۱)

خالص ہے اور اگر عمل صرف نفسانی ہو اور محبت نفس و دنیا سے ظہور پذیر ہوا ہو اللہ کی محبت کا دل میں مقرر نہ ہو تو ایسی عبادت قبول نہ ہوگی اور جب دونوں باعث مشترک اور مساوی ہوں تو نہ اس پر گناہ نہ ثواب اور اگر کوئی جہت غالب ہوگی تو وہ دوسری جہت کو اپنے مساوی درجہ میں معدوم کر کے بقایا زیادتی کا اثر لائق باقی رکھے گی' اگر گناہ زیادہ تو جہنم میں سزا اور اگر نیکی زیادہ ہوگئی تو جنت اور اگر اللہ چاہے تو درست ایمان والے گناہ گار کے گناہوں کو بغیر سزا دئے جنت میں اوّلی طور پر داخل کر دے۔

## اسوۂ نبویؐ ادب الٰہی ہے

(حدیث ۹۴۲) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

أَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَأَحْسَنَ تَأْدِیْبِیْ۔ ابن السمعانی فی أدب الإملاء عن ابن مسعود –(صح). (۹۴۲)

(ترجمہ) میرے رب نے مجھے ادب سکھایا پس مجھے خوب ادب سکھایا۔

(لطائف و معارف)

یعنی مجھے میرے رب نے ریاضت نفس اور محاسن اخلاق ظاہرہ اور باطنہ کی بہترین تعلیم فرمائی ہے۔ چاہے وہ علوم کسبیہ سے تعلق رکھتے ہوں یا وہبیہ سے اس علم کی نظیر میرے سوا کسی اور انسان کو حاصل نہیں۔

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی بچپن میں حفاظت کی اور بذات خود آپؐ کی تادیب کی سرپرستی فرمائی اور کسی چیز اور کسی معاملے میں حضور ﷺ کو کسی غیر کے سپرد نہیں کیا۔ حضور ﷺ کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تعلیم و تربیت ہوتی رہی حتیٰ کہ آپؐ کو جاہلیت کے حالات بڑے معلوم ہو گئے اور آپؐ ان سے ایک طرف ہو گئے اس طرح سے حضور ﷺ سے جاہلیت کا کوئی عمل بھی سرزد نہیں ہوا۔ یہ سب آپؐ پر اللہ کا لطف و احسان تھا کہ تمام محاسن حضور ﷺ میں جمع کر دئے۔

---

۹۴۲ (الجامع الصغیر: ۳۱۰) ___ الفوائد المجموعة (۳۲۷) تذکرة الموضوعات (۸۷) ابن السمعانی فی ادب الاملاء وصححه السیوطی.

جب حضرت ابو حفص نیشاپوریؒ عراق میں تشریف لے گئے تو آپؒ کے پاس حضرت جنید بغدادیؒ ملاقات کو تشریف لے آئے' آپ نے حضرت ابو حفصؒ کے مریدین کو دیکھا جوان کے سر کے پیچھے کھڑے ہیں اور ان کے حکم کی پیروی کر رہے ہیں' حضرت جنیدؒ نے فرمایا: آپ نے اپنے مریدین کو بادشاہوں کے آداب سکھائے ہیں۔ حضرت ابو حفصؒ نے فرمایا: نہیں بلکہ ظاہر کا حسن ادب باطن کے حسن ادب کا ترجمان ہے۔

حضرت عارف ابن سلامؒ فرماتے ہیں: میں نے اپنے پاؤں کعبہ کی طرف پھیلائے تو میرے پاس ایک عارف خاتون آئی اور کہا: آپ اہل علم میں سے ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں ادب کے ساتھ بیٹھیں ورنہ آپ کا نام دیوان قرب سے مٹا دیا جائے گا۔

حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں: میں نے ایک رات محراب میں اپنے پاؤں پھیلائے تو مجھے ندا کی گئی کیا تم بادشاہوں کی مجلس میں اسی طرح بیٹھتے ہو؟ میں نے کہا: مجھے آپ کی عزت کی قسم میں اپنے پاؤں کبھی نہیں پھیلاؤں گا چنانچہ آپ نے اپنا پاؤں نہ تو رات کو پھیلایا اور نہ دن کو۔

عوارف میں لکھا ہے تمام قسم کے آداب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے لئے گئے ہیں کیونکہ آپؐ کی ذات تمام ظاہری اور باطنی آداب وصفات کی مجمع ومنبع ہے۔

## ادب کی تعریف

ادب نام ہے ہر اس عمل کو استعمال کرنے کا جس پر زبان سے یا عمل سے تعریف کی جاتی ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مکارم اخلاق کو حاصل کرنے کا نام ادب ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنے سے بڑے کے ساتھ تعظیم اور اپنے سے نچلے کے اچھے ساتھ برتاؤ کا نام ادب ہے وغیر ذلک۔

سمعانی نے اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ مکمل روایت کیا ہے:

"إن الله أدّبني فأحسن أدبي ثم أمرني بمكارم الأخلاق فقال خذالعفو وامر بالمعروف وأعرض عن الجاهلين"

(مجھے میرے رب نے ادب سکھایا ہے اور مجھے بہت اچھا ادب سکھایا ہے پھر مجھے

مکارم اخلاق کا حکم دیا اور فرمایا ہے: درگذر سے کام لو اور اچھی باتوں کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض رکھو)۔

## اللہ کے نزدیک کسی کے مرتبہ کی پہچان کا طریقہ

(حدیث ۹۴۳) حضرت علیؓ سے مرفوعاً اور حضرت کعبؒ سے موقوفاً روایت ہے:

إِذَا اَحْبَبْتُمْ اَنْ تَعْلَمُوْا مَا لِلْعَبْدِ عِنْدَ رَبِّهٖ، فَانْظُرُوْا مَا يَتْبَعُهٗ مِنَ الثَّنَاءِ - ابن عساكر عن علي ومالك عن كعب موقوفا. (۹۴۳)

(ترجمہ) جب تم یہ جاننا پسند کرو کہ فلاں بندہ کا اس کے رب کے ہاں (خیر وشر میں) کیا مرتبہ ہے؟ تو یہ دیکھو کہ (اس کی زندگی میں یا موت کے بعد) اس کی کیسی تعریف کی جاتی ہے۔

(یعنی) اگر نیک لوگ اس کا ذکر خیر کرتے ہیں تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبانوں پر اس بات کو جاری کیا ہے کہ اس کے لئے اللہ کے پاس کیا ہے کیونکہ یہ لوگ اللہ کے الہام سے بولتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ فرشتے انسانوں کی زبانوں پر بندے کے خیر وشر کے متعلق بولتے ہیں، پس اگر وہ اچھی تعریف کریں تو اس کو اللہ کی تعریف کرنا چاہئے اور خود پسندی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے بلکہ ڈرنا چاہئے کہ یہ اس کی مخفی گرفت نہ ہو اور اگر وہ اس کا برائی سے تذکرہ کریں تو اس کو فوراً توبہ کرنا چاہئے اور خدا کے قہر سے ڈرنا چاہئے۔

## شریعت پر عمل کرنیوالے غلام کا اجر

(حدیث ۹۴۴) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَدَّى الْعَبْدُ حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ كَانَ لَهٗ اَجْرَانِ - (حم، م) عن أبي هريرة - (صح). (۹۴۴)

---

۹۴۳ (الجامع الصغير: ۳۶۲) ـــ تاريخ ابن عساكر عن علي (۴: ۲۴۹) ومالك عن كعب موقوفا.

۹۴۴ (الجامع الصغير: ۳۷۰) ـــ مسند احمد، مسلم في الايمان (۴۵) ابن ماجة (۸: ۱۲) صحيح.

(ترجمہ) جب کوئی۔غلام اللہ کا حق اور اپنے آقاؤں کا حق ادا کرے اس کو دہرا اجر ملے گا۔

(لطائف ومعارف)

غلام مؤمن ہو چاہے مرد ہو یا عورت یا مخنث جو بھی اپنے غلامی کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ شریعت پر عمل کرے گا تو اس کو اپنے مالکوں کی خدمت کا بھی ثواب ہوگا اور شریعت پر عمل کرنے کا بھی' یا یہ مطلب ہے کہ اپنے مالکوں کی فرمانبرداری کرنے والا شریعت کے احکام کی تعمیل کرے گا تو اس کو دوسرے مسلمانوں کی بنسبت شریعت کے ہر حکم پر عمل کرنے کا ڈبل ثواب ملے گا۔

کچھ بعید نہیں کہ آج کل کے ملازمین' خدام اور نوکرانیاں جو اپنے مالکوں کی خدمت کرتے ہیں ان کو بھی دہرا اجر ملے۔

## اعضاء عمل میں زبان کے تابع ہیں

(حدیث ۹۴۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ: اِتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا، فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ، فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا، وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا—(ت) وابن خزيمة(هب)عن أبي سعيد(صح)(۹۴۵)

(ترجمہ) جب انسان بیدار ہوتا ہے تو سب اعضاء مل کر زبان سے منت سماجت کرتے ہوئے کہتے ہیں' ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرتی رہیو کیونکہ ہم تیری وجہ سے سیدھے یا ٹیڑھے ہوں گے' اگر تو سیدھی رہی تو ہم سیدھے رہیں گے اور اگر تو اعتدال سے ہٹ گئی تو ہم بھی اعتدال سے ہٹ جائیں گے۔

---

۹۴۵ (الجامع الصغیر: ۴۵۴) ــــ سنن الترمذی فی الزهد (۲۴۰۷) حلیة الاولیاء (۳۰۹:۴) صحیح ابن خزیمة' شعب الایمان بیهقی' قال العراقی ووقع فی الاحیاء عن سعید بن جبیر مرفوعا وانما هو عن سعید بن جبیر عن أبی سعید ورواه الترمذی موقوفا علی حماد وقال هذا أصح ومع ذلک اسناد الرفع جید لکن الموقوف أجود والله اعلم.

## اللہ کی دی ہوئی رخصتوں پر عمل کرو

(حدیث ۹۴۶) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو سفر میں دیکھا کہ لوگ اس کے قریب جمع ہیں اور اس پر سایہ کر رہے ہیں تو آپؐ نے پوچھا: اس کو کیا تکلیف ہے۔ حاضرین نے عرض کیا: یہ روزہ دار ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللهِ الَّتِيْ رَخَّصَ لَكُمْ—(م)عن جابر—(صح)(۹۴۶)

(ترجمہ) اپنے اوپر اللہ کی اس رخصت اور اجازت کو لازم کرلو جو تمہیں عطاء فرمائی ہے۔ (اسی لئے مسافر کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ حالت سفر میں روزہ نہ رکھے، بعد میں اس کی قضاء کرلے)۔

## اخیر عمر میں نیکی کی توفیق خدا کی خیر خواہی کی دلیل ہے

(حدیث ۹۴۷) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا اَرَادَ اللهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ، قِيْلَ كَيْفَ يَسْتَعْمِلُهُ، قَالَ: يُوَفِّقُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ، ثُمَّ يَقْبِضُهُ عَلَيْهِ (حم، ت، حب، ك) عن انس —(صح). (۹۴۷)

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی سے خیر کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کو استعمال کرتے ہیں۔ عرض کیا گیا اس کو کیسے استعمال کرتے ہیں؟ فرمایا: اس کو موت سے پہلے نیک عمل کی توفیق دے دیتے ہیں پھر اس حالت میں اس کی جان قبض کرلیتے ہیں۔

یعنی اس کو توبہ کی توفیق دیتے ہیں اور جس طرح سے پسند کرتے ہیں اس کو عمل صالح کا التزام عطاء فرماتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کا دل مخلوق سے بھر جاتا ہے اور دنیا سے نفرت ہونے لگتی ہے، وہ موت کو پسند کرتا ہے اور ملا اعلیٰ کا شوق رکھتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس پر ایسے فرشتے نازل

---

۹۴۶ (الجامع الصغير: ۵۵۶۴) ـــ رواه مسلم فی الصيام (۹۲) وهكذا النسائی (۴۶) فتح الباری (۴: ۱۸۴) شرح معانی الآثار (۲: ۶۲) رواه "عليكم برخص الله فاقبلوها" حديث صحيح.

۹۴۷ (الجامع الصغير: ۳۸۱) ـــ مسند احمد (۴: ۱۳۵) ترمذی (۲۱۴۲) صحيح ابن حبان، مستدرک حاكم (۱: ۳۴۰).

کرتا ہے جو اس کو روح و ریحان اور بشریٰ و رضوان کی اس کے راضی رب غیر غضبان کی خوشخبری سناتے ہیں پھر اس کو فانی دنیا سے سدا رہنے والی بارگاہ عالیہ کی طرف منتقل کرتے ہیں اور وہ اپنے ضعیف و فقیر نفس کے لئے دائمی جنت اور ملک عظیم حاصل کر لیتا ہے۔

## ریا کا عمل قبول نہیں

(حدیث ۹۴۸) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ لَہٗ خَالِصًا، وَابْتُغِیَ بِہٖ وَجْھُہٗ—(ن)عن ابی امامۃ(ح). (۹۴۸)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول کرتے ہیں جو خالص اس کے لئے ہو اور اس کی رضا جوئی کے لئے ہو۔

(لطائف و معارف)

خالص عمل سے مراد وہ عمل ہے جس میں ریا کا دخل نہ ہو اور رضا جوئی سے مراد یہ ہے کہ اس کا عمل خالص اللہ کے لئے ہو دنیا اور زینت دنیا مطلوب نہ ہو۔

## کسی چیز کی محبت آدمی کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے

(حدیث ۹۴۹) حضرت ابوالدرداءؓ حضرت ابوبرزہ اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حُبُّکَ الشَّیءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ —(حم،تخ، د) عن ابی الدرداء ‘الخرائطی فی اعتلال القلوب عن ابی برزۃ، ابن عساکر عن عبداللہ بن انیس—(ح). (۹۴۹)

---

۹۴۸ (الجامع الصغیر: ۱۸۲۸)___ رواہ النسائی (۵:۲۵) وصححہ الحاکم وقال المنذری اسنادہ جید وقال الحافظ العراقی حسن وقال ابن حجر جید ورواہ ابو داود ایضا عن ابی امامۃ. الترغیب والترھیب (۱:۵۵، ۲:۲۹۸).

۹۴۹ (الجامع الصغیر: ۳۶۷۴)___ رواہ أحمد فی مسندہ (۵:۱۹۴) والبخاری فی التاریخ الکبیر وابو داود (۵۱۳۰) مسند ابی حنیفۃ (۱۶۸) عن ابی الدرداء والخرائطی فی اعتلال القلوب عن ابی برزہ وابن عساکر (۳:۳۲۵) عن عبداللہ بن انیس وقال الحافظ العراقی إسنادہ ضعیف ویکفینا سکوت ابی داود فھو بمنزلۃ الحسن.

(ترجمہ) تیرا کسی چیز کے ساتھ محبت کرنا اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

یعنی کسی چیز کی محبت تجھے محبوب کی عیوب سے اندھا کر دیتی ہے اور ان کے سننے سے بہرہ کر دیتی ہے، حتیٰ کہ تو اس کے برے فعل کو دیکھتا نہیں اور کسی ناصح کی نہی کو سنتا نہیں بلکہ اس کے قبیح کو اچھا اور اس کی بات کو خوبصورت جانتا ہے۔

## عورت نہ ہوتی تو اللہ کی عبادت خوب ہوتی

(حدیث ۹۵۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْلَا الْمَرْاَةُ لَدَخَلَ الرَّجُلُ الْجَنَّةَ—(الثقفی فی الثقفیات عن انس—(ض).(۹۵۰).

(ترجمہ) اگر عورت نہ ہوتی تو مرد جنت میں داخل ہو جاتا۔

(لطائف ومعارف)

ایک اور روایت میں ہے: لو لا النساء لعبد الله حقا حقا (رواہ ابن عدی عن ابن عمر)۔ (اگر عورتیں نہ ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کی جاتی) اور ایک روایت میں ہے: لو لا النساء لعبد الله حق عبادته (رواہ الفردوس عن انس) معنی اس کا بھی سابقہ حدیث کے معنی کی طرح ہے۔

یہ تینوں روایتیں اگرچہ سنداً ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کی شاہد ہو کر حسن لغیرہ کے درجہ میں پہنچ رہی ہیں۔

اگر عورتیں نیک وصالح ہو جائیں اور معاشرہ سے بے پردگی اور غلط چال چلن کو ختم کر دیا جائے تو امت میں جو بدعملی کا انتشار ہے سب ختم ہو جائے اور لوگ صحیح طور پر اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جائیں۔

---

۹۵۰ (الجامع الصغیر: ۷۵۱۸) ــــ رواه الثقفی فی الثقفیات والدیلمی فی الفردوس باللفظ المزبور، کنز العمال (۴۴۴۹۷) تذکرة الموضوعات (۱۲۹) اللآلی المصنوعة (۲: ۸۸).

## جہنم کو خواہشات اور جنت کو ناپسندیدہ اعمال کے پیچھے چھپایا گیا ہے

(حدیث ۹۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ - (خ) عن ابی هريرة - (صح) م، فر. (۹۵۱)

(ترجمہ) جہنم کو خواہشات کے پردہ میں اور جنت کو (نفس کے) ناپسندیدہ اعمال کے پردے میں چھپادیا گیا ہے۔

(لطائف ومعارف)

جہنم کو جن خواہشات نفس امارہ کے پیچھے چھپایا گیا ہے وہ وہ ہیں جن چیزوں سے دنیا میں آدمی کو لذت حاصل ہوتی ہے لیکن آدمی کو شریعت نے ان سے منع فرمایا۔ چاہے وہ لذت اصالتہً ہو یا استلزامًا ہو اور جنت کو جن ناپسندیدہ چیزوں سے چھپایا گیا ہے ان سے مراد نفس کا مجاہدہ ہے نفس امارہ کی ناپسندیدہ چیزوں پر عمل کرنے اور پسندیدہ چیزوں سے رکنے کے ساتھ جو شرعاً مطلوب ہیں جیسا کہ اس طرح سے عبادت کرنا جس طرح سے اس کا حکم ہے اور اس پر مداومت کرنا اور ممنوع کاموں اور باتوں سے رکنا' ان کو ناپسندیدہ کے لفظ کے ساتھ حدیث میں اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ نفس کے لئے ان پر عمل کرنا باعث مشقت وصعوبت ہے۔ پس کوئی شخص جہنم میں نہیں جائے گا مگر خواہشات کی پیروی کے ساتھ اور کوئی شخص جنت میں نہیں جائے گا مگر نفس امارہ کی ناپسندیدہ چیزوں کے ارتکاب کے ساتھ۔

## رات کو زیادہ سونے والا قیامت میں فقیر (کم عمل) ہوگا

(حدیث ۹۵۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

۹۵۱ (الجامع الصغير: ۳۶۷۶) ــــ رواه البخاری (۸: ۱۲۷) ومسلم والديلمی وفتح الباری (۱۱: ۳۲۰).

قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ لِسُلَيْمَانَ: يَابُنَيَّ، لَاتُكْثِرِ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ، فَاِنَّ كَثْرَةَ النَّوْمِ بِاللَّيْلِ تَتْرُكُ الْاِنْسَانَ فَقِيْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ —(ن،ه،هب)عن جابر.(۹۵۲)

(ترجمہ) حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام کی والدہ نے حضرت سلیمانؑ سے فرمایا: اے میرے بچے! رات کو زیادہ نہ سونا کیونکہ رات کو کثرت سے سونا انسان کو قیامت کے دن فقیر کر دیتا ہے۔

(لطائف ومعارف)

حضرت سلیمانؑ کی والدہ عابدات صالحات خواتین میں سے تھیں کیوں نہ ہو آخر حضرت داود کی بیوی تھیں۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمانؑ خوبصورت اور گورے رنگ کے طاقتور آدمی تھے' سفید لباس پہنتے تھے۔

رات کو سونے سے آدمی قیامت کے دن اس طرح سے فقیر ہوگا کہ غفلت طویل ہونے کی وجہ سے عقل بے کار ہوگئی' عمل کم ہوگیا' دل غافل ہوگیا' مزید برآں یہ کہ اسباب دنیا اور اس کے احوال میں متوجہ ہونے سے دل مردہ ہوگیا' اس لئے قیامت کے دن اس کے عمل کم واقع ہوں گے اور نیک اعمال کے اعتبار سے فقیر کی حیثیت میں ہوگا۔

## اچھے اور برے خوابوں کے ذریعہ عمل پر تنبیہ

(حدیث ۹۵۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَرَادَاللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا عَاتَبَهٗ فِي مَنَامِهٖ—(فر)عن انس(ض)(۹۵۳)

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو خواب میں تنبیہ کرتے ہیں۔

---

۹۵۲ (الجامع الصغير: ۶۰۸۸)___ رواه النسائي وابن ماجة والبيهقي في الشعب و الترغيب والترهيب (۱: ۴۴۶).

۹۵۳ (الجامع الصغير: ۳۸۴)___ رواه الطبراني ۲۷۴/۸ وجمع الجوامع وعزاه الى مسند الفردوس للديلمي (۹۴۳) وهو حديث ضعيف.

(یعنی) اس کو ایسا خواب دکھاتے ہیں جس سے اس کی عملی حالت کا اظہار ہو اور اس کو تنبیہ ہو کہ اس نے اپنی عملی زندگی کا رخ کس طرف موڑ لیا ہے مثلاً برے خواب نظر آنا یا ایسے خواب جن سے تنبیہ ہو کہ تمہارا بد عملی سے عند اللہ کتنا درجہ گر گیا ہے جیسا کہ حضرت ابو اسید انصاریؓ رات کو سورۂ بقرہ کا ورد کرتے تھے۔ ایک رات نہ پڑھ سکے تو خواب میں ایک گائے کو دیکھا جو ان کو روندرہی تھی تو انہوں نے حلف اٹھایا کہ وہ پھر کبھی یہ ورد نہیں چھوڑیں گے۔ اسی طرح سے جو آدمی نیک اعمال کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اچھے خوابوں کی شکل میں بشارت سناتے ہیں۔